[عربي + اردو]

الجَامِعُ المَزَارَاةُ الحِجَاز مع اردو ترجمة سعودی.عرب کے درگاہ / مزارات

نظر ثاني: المحترم ابونجيب سيد محي الدين (جامع مسجد المحترم خواجه دانا رحمة الله عليه، سورة)

معاون: عمارالاسلام ديوان مداري (المزار المقدس المحترم خواجه بابو شاه لطيف رحمة الله عليه، رتلام)

مرتب: شيخ محمد شكيل بن احمد بن عبد الله (مؤسس المكتبة زينة فاطمه، سورة) +91-76986-79976 ☎

المنشورات: سورة سيتى، كجراة، الهند. بتاريخ، ٢٥ سبتمبر. ٢٠١٩، يوم الأربعاء. ٢٥ محرم. ١٤٤١

المذكورة جميع الكتب تنزيل من هنا : maktabatzeenatfatima.wordpress.com : ذکر کردہ تمام کتابیں یہاں سے حاصل کریں

١	٢	٣	٤
السيرة النبوية لابن إسحاق — امام ابن إسحاق — ١٥١هـ / 151H.	المصنف عبد الرزاق — امام عبد الرزاق — ٢١١هـ / 211H.	طبقات ابن سعد — امام ابن سعد — ٢٣٠هـ / 230H.	مصنف ابن أبي شيبة — امام ابن أبي شيبة — ٢٣٥هـ / 235H.
أخبار مكة وما جاء فيها من الآثار الأزرقي — امام الأزرقي — ٢٥٠هـ / 250H.	المسند الجامع سنن الدارمي — امام الدارمي — ٢٥٥هـ / 255H.	صحيح البخاري — امام البخاري — ٢٥٦هـ / 256H.	التاريخ الصغير للامام البخاري — امام البخاري — ٢٥٦هـ / 256H.
صحيح مسلم — امام مسلم — ٢٦١هـ / 261H.	سنن أبي داود — امام أبي داوود — ٢٧٥هـ / 275H.	تاريخ الطبري المعروف بتاريخ الأمم والملوك — امام الطبري — ٣١٠هـ / 310H.	المعجم الأوسط للحافظ أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني — امام الطبراني — ٣٦٠هـ / 360H.
سنن الدارقطني — امام الدارقطني — ٣٨٥هـ / 385H.	الفهارس العلمية شرح صحيح البخاري — امام ابن بطال — ٤٤٩هـ / 449H.	المنتقى شرح موطأ مالك — امام أبي الوليد الباجي — ٤٤٩هـ / 449H.	المسالك في شرح موطأ مالك — امام أبي بكر العربي — ٥٤٣هـ / 543H.
المنتظم في تاريخ الملوك والأمم — علامة الجوزي — ٥٩٧هـ / 597H.	الجامع لأحكام القرآن تفسير قرطبي — امام أبي بكر القرطبي — ٦٧١هـ / 671H.	القرى لقاصد أم القرى — امام محب الدين الطبري — ٦٩٤هـ / 694H.	شرح الطيبي على مشكاة المصابيح — علامة الطيبي — ٧٤٣هـ / 743H.
رحلة ابن بطوطة — مؤرخ قاضي محمد ابن بطوطة — ٧٧٠هـ / 770H.	البداية والنهاية — حافظ ابن كثير — ٧٧٤هـ / 774H.	فتح الباري بشرح صحيح البخاري — امام ابن حجر العسقلاني — ٨٥٢هـ / 852H.	الإصابة في تمييز الصحابة — امام ابن حجر العسقلاني — ٨٥٢هـ / 852H.
عمدة القاري شرح صحيح البخاري — علامة بدر الدين العيني — ٨٥٥هـ / 855H.	وفاء الوفا بأخبار دار المصطفى — علامة السمهودي — ٩١١هـ / 911H.	تفسير الدر المنثور في التفسير بالمأثور — امام جلال الدين السيوطي — ٩١١هـ / 911H.	الخصائص الكبرى — امام جلال الدين السيوطي — ٩١١هـ / 911H.
مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح — ملا علي القاري — ١٠١٤هـ / 1014H.	جذب القلوب الى ديار المحبوب — شيخ عبدالحق محدث دهلوي — ١٠٥٢هـ / 1052H.	حاشية التاودي ابن سودة على صحيح البخاري — علامة محمد التاودي المالكي — ١٢٠٩هـ / 1209H.	كنز الإيمان ترجمہ قرآن — امام احمد رضا محدث بريلوي — ١٣٤٠هـ / 1340H.
مرآة المناجيح اردو ترجمہ وشرح مشكوٰة المصابيح — مفتي احمد يارخان نعيمي — ١٣٩١هـ / 1391H.	نزهة القاري شرح صحيح البخاري — مفتي محمد شريف الحق امجدي — ١٤٢١هـ / 1421H.	تفسير تبيان القرآن — علامة غلام رسول سعيدي — ١٤٣٧هـ / 1437H.	نعمة الباري في شرح صحيح البخاري — علامة غلام رسول سعيدي — ١٤٣٧هـ / 1437H.

~ فهرست موضوعات ~

الفصل (4.) المزارات قبل ولادة البصرية للنبي ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات]

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات]

ا بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ا

- المقدمة الكتاب - (عربي) -

بالأحديث الصحيح ، منذ العصور القديمة هي عملية الصحابة ، التابعين ، تابع التابعين والأئمة ، إنهم دائمًا يزورون المزارات المقدسة للشيوخ الإسلام، القيام بعمليه النفل هناك، و إرسال ثواب على أرواحهم المقدسة. ويجري توسل من الشيوخ الإسلام لاحتياجاتهم المباحة علي الدعاء الله سبحانه وتعالي. يتم العمل المؤمنون عليهم منذ آخر ١٣٠٠ عام. ولكن بعض الجماعات وجود التفكير الصراع ضد أهل السنة والجماعة على بعض آيات القرآن ، الحديث وأقوال العلماء قد عممت في الناس. على هذه الحجج التي وصفوها بأنها غير شرعية للتسول من الشيوخ الإسلام و إرسال ثواب على أرواحهم ، بالإضافة إلي ذلك ، يعترضون أيضًا على أن هذه المزارات المقدسة مبنية على قبور المباركة الشيوخ الإسلام ، تلك غير قانونية. إذاً ، كيف يكون من المشروع القيام بالعملية ، مثل للتسول من الشيوخ الإسلام و إرسال ثواب على أرواحهم في المزارات المقدسة؟

ومع ذلك ، إن شاء الله ، سوف نشر الكتاب الذي يحمل اسم "توسل (وسيلة) بعد الموت". التي لديها أكثر من ١٠٠ حديث صحيح لعملية للتسول من الشيوخ الإسلام و إرسال ثواب على أرواحهم في المزارات المقدسة ، من الصحابة ، التابعين ، تابع التابعين والأئمة.

ولكن ، قبل أن نحتاج إلى إثبات ذلك ، من بنى المزارات على قبور المباركة الشيوخ الإسلام، متى حدث، لا يجوز الاعتراض على المزارات المقدسة في الوقت الحالي. لا شك أن الكثير من الكتب كتبت عن بناء خيمة أو قبة أو المزار على قبور المباركة الشيوخ الإسلام من قبل بعض الجماعات وجود التفكير الصراع ضد أهل السنة والجماعة. ولكن في الوقت الحاضر ، يتم رفض الحجج التي أثبتها القرآن والحديث باستمرار من قبل مجموعات التفكير المختلفة. لذلك ، قام جامع الكتب (شيخ محمد شكيل) بجمع هذا الكتاب بمساعدة المحترم ابونجيب سيد محي الدين (المسجد الجامع المحترم خواجه دانا رحمة الله عليه، سورة) وعمار الاسلام ديوان مداري (المزار المقدس المحترم خواجه بابو شاه لطيف رحمة الله عليه، رتلام). التي جمعناها من خلال الأحديث الصحيحة والروايات أن النبي ﷺ ، التابعين ، تابع التابعين بنيت خيمة أو قبة أو المزار على قبور المباركة الشيوخ.

تذكر أنه من عادة بعض مجموعات التفكير المختلفة ، أنها تكشف جميع الحجج المكتوبة كاذبة قبل القراءة. لذلك ، لم نكتب أي شيء في هذا الكتاب من أنفسنا ، لقد جمعنا فقط صفحات من كتب الأئمة والشيوخ.

لقد جمعنا هذه المجموعة من الكتب من أجل الحفاظ على رموز وكرامة مقابر الصالحين المباركة ، التي أثبتها الأنبياء وشيوخ الإسلام. لم يتم جمع هذه المجموعة من الكتب ، بحيث إذا كان هناك فعل غير شرعية على أي المزار ، فسنجعله شرعيًا. لقد رفض علماء أحلس السنة والجماعة الشؤون غير الشرعية في الأضرحة في كل فترة.

ولكن بدلاً من وصفها بأنها غير شرعية ، مكروه ، محظورة ، فإن بعض الجماعات تخرق وحدة الأمة المسلمة من خلال تطبيق القوانين النهائية كبدعة وشرك. وحتى الآن أظهروا أنه لا يوجد حديث قام فيه الأنبياء أو الشيوخ بأعمال مشروعة للحفاظ على علامات المقابر المباركة. لكن الله تعالى قد أعطانا الكتب المقدسة لدين الإسلام في هذه المجموعة وأنقذنا من مأساة الجماعات التي حطمت وحدة الأمة المسلمة. وندعو الله تعالى أن يحافظوا على وحدة الأمة المسلمة. وحفظ الله لنا من كل المحن التي تنشأ ضد فعل الأنبياء والسلف الصالحين ، آمين.

- (مرتب) شيخ محمد شكيل بن احمد بن عبد الله.
سورة سيتى، كجراة، الهند.
بتاريخ، ٢٥ سبتمبر. ٢٠١٩، يوم الأربعاء. ٢٥ محرم. ١٤٤١

☎ +91-76986-79976 💻 https://maktabatzeenatfatima.wordpress.com/

- کتاب کا تعارف - (اردو) -

صحیح اِحدیث سے زمانہ قدیم سے صحابہ، تابعین، تبع تابعین وائمہ کا خود عمل رہا ہے کے وہ اپنے بزرگان دین کے مبارک مزارات کی زیارت کرتے، وہاں نفلی عمل کر ان کی مبارک روح پر ثواب بھیجتے اور اپنی جائز حاجات اللہ سبحانہ وتعالی سے پانے میں ان بزرگان دین کا وسیلہ پیش کرتے تھے۔ اور ان پر ۱۳۰۰ سال سے مومنوں کا عمل جاری ہے۔ لیکن، اہلسنت و الجماعت سے الگ اختلافی سوچ رکھنے والی کچھ جماعتوں نے، بعض قرآن کی آیات، اِحدیث اور علماء کے اقوال کو لوگوں میں عام کر دیا ہے۔ ان دلائل پر وہ بزرگان دین کا وسیلہ اور ان کی روح پر ثواب بھیجنے کو تو ناجائز کہتے ہی ہے اسکے ساتھ یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ، بزرگان دین کی قبروں پر یہ جو مزارات تعمیر کئے ہے، یہی ناجائز ہے، تو فران مزارات پر کئے ہوئے عمل جیساکہ بزرگان دین کا وسیلہ اور ان کی روح پر ثواب بھیجنا کیسے جائز ہے؟ بہر حال، انشاء اللہ ہم "توسل (وسیلہ) بعد موت" نام سے کتاب شائع کرنے والے ہے۔ جس میں ۱۰۰ سے زیادہ صحیح اِحدیث سے صحابہ، تابعین، تبع تابعین وائمہ کا خود ان مزارات پر جاکر بزرگان دین کا وسیلہ لینا اور ان کی روح پر ثواب بھیجنا جمع کیا ہے۔

لیکن، اس سے پہلے ہمیں ضرورت پیش آئی کہ ہم ثابت کریں، کے بزرگان دین کی مبارک قبروں پر مزارات کس نے تعمیر کئے، کب کئے، اور موجودہ دور میں جو مزارات ہے، ان پر اعتراض ہر گز جائز نہیں۔ بے شک، اولیاء و صالحین کی مبارک قبروں پر خیمہ، گمبد یا مزار تعمیر کرنے پر ائمہ و بزرگوں نے بہت کچھ لکھا ہے۔ لیکن اس دور میں قرآن و اِحدیث سے ثابت کئے ہوئے دلائل کو اہلسنت و الجماعت سے الگ اختلافی سوچ رکھنے والی کچھ جماعتوں کی طرف سے مسلسل رد کیا جا رہا ہے۔ اس لئے، مرتب (شیخ محمد شکیل) نے ابو نجیب سید محی الدین صاحب (جامع مسجد حضرت خواجہ دانا رحمہ اللہ علیہ، سورت) اور عمار الاسلام دیوان مداری (درگاہ شریف حضرت خواجہ بابو شاہ لطیف رحمہ اللہ علیہ، رتلام) کی مدد سے اس کتاب کو جمع کیا ہے۔ جس میں صحیح اِحدیث و روایتوں سے رسول اللہ ﷺ، صحابہ، تابعین، تبع تابعین وائمہ کا عمل جمع کیا ہے کے انہوں نے اپنے بزرگوں کی مبارک قبروں پر خیمہ، گمبد یا مزارات تعمیر کئے ہوئے ہے۔

یہ بات یاد رہے کہ، چند الگ سوچ رکھنے والی جماعتوں کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ لکھے ہوئے دلائل کو پڑھے بناہی جھوٹے ظاہر کر دیتے ہے۔ لہٰذا، اس کتاب میں ہمنے اپنی طرف سے کوئی بات لکھی نہیں ہے، صرف ائمہ و بزرگوں کی کتابوں کے صفحات جمع کئے ہے۔

ہم نے کتابوں کے اس مجموعہ کو شرف اس لئے جمع کیا ہے کے، صالحین کی مبارک قبروں کے نشان اور تعظیم بر کرار رکھنے کے لئے جائز عمل کرنا، انبیاء اور سلف سے ثابت ہے۔ اس لئے جمع نہیں کیا کہ اگر کسی بھی مزار پر غیر شرعی عمل ہو رہے ہو اسے ہم جائز کرار دے۔ مزارات پر ہونے والے غیر شرعی معاملات کا ہر دور میں علماء اہلسنت و الجماعت کے علماء نے رد کیا ہے۔

لیکن کچھ جماعتیں یہ غیر شرعی معاملات کو ممنوع، مکروہ یا حرام کہنے کے بجائے بدعت اور شرک کا آخری حکم لگاتے ہوئے امّت مسلمہ کے اتحاد کو توڑ رہے ہے۔ اور اب تک وہ یہیں ظاہر کر رہے تھے کے، ایسی کوئی روایت ہی نہیں جس میں انبیاء یا سلف نے مبارک قبروں کے نشان بر کرار رکھنے کے لئے جائز عمل کئے ہو۔ لیکن اللہ تعالی نے دین حق دین اسلام کی مقدس کتابوں کو ہمیں اس مجموعہ میں عطا فرما کر امّت مسلمہ کے اتحاد کو توڑنے والی جماعتوں کے فتنے سے بچایا۔ اور ہم اللہ تعالی سے یہی دعا ہے کہ وہ امّت مسلمہ کے اتحاد کو بر قرار رکھے۔ اور اللہ ہمیں انبیاء و سلف صالحین کے عمل کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنوں سے محفوظ فرمائے، آمین۔

- (مرتب) شیخ محمد شکیل بن احمد بن عبد اللہ۔

سورۃ شہر، گجرات، بھارت۔

بتاریخ، ۲۵ ستمبر۔ ۲۰۱۹، بدھ کا دن۔ ۲۵ محرم۔ ۱۴۴۱۔

☎ +91-76986-79976 https://maktabatzeenatfatima.wordpress.com/

- Introduction of the Book - (English) -

By the correct ahaadeeth, from ancient times is the process of companions, tabi'in, taba tabi'un and imams that, they are always visiting holy Shrines of the Elders of Islam. Doing nafal process there and send reward on their holy spirits. And being begged of the Elders of Islam for their permissible needs on supplication to ALLAH almighty. The Believers are processing on them from last 1300 years. But, some groups having conflict thinking against Ahlus-Sunnah wal-Jama'ah, on some verses of the Qur'an, Hadith and sayings of Scholars have circulated in people. On these arguments they called illegal for begged of the Elders of Islam and send reward on their spirits, in addition, they also object that, these holy Shrines are built on the blessed graves of the Elders of Islam, those are illegal. So, how is it lawful, to do process, like begged of the Elders of Islam and send reward on their spirits at holy Shrines?

However, insha'Allah, we will publish the Book Named, "Tawassul (Waseela) Baad e Mowt". Which have more then 100 correct hadith for process of begged of the Elders of Islam and send reward on their spirits at holy Shrines, by companions, tabi'in, taba tabi'un and imams.

But, before it we need to prove that, who built Shrine on blessed graves of Elders of Islam, When did, There is not permissible to object on the Shrine in the current time. No doubt, a lot of wrote on build Tent, Dome or Shrine on the blessed graves of the Saints and Elders of Islam by Imams and Elders. But at present, the arguments proven by Quran and Hadith are being constantly rejected by few groups having conflict thinking against Ahlus-Sunnah wal-Jama'ah. Therefore, Book Consolidator (Shaikh Mohammed Shakil) has collected this Book with the help of Abu Najeeb Saiyed Mohiuddeen Sahab (Congregational Mosque Hazrat Khwaja Dana rehmatullah alayh, Surat) And Ammar-ul-Islam Sahab Diwan-Madari (Holy Shrine Hazrat Khwaja Babu Shah Latif rehmatullah alayh, Ratlam). In which we have collected by the correct ahaadeeth & narrations that, Prophet Muhammad peace be up on him, companions, tabi'in, taba tabi'un and imams have been built Tent, Dome or Shrine on the blessed graves of Elders.

Remember that, it is a habit of a few different thinking Groups that, they reveal all written arguments as false before read. Therefore, we have not written anything in this book from ourselves, have gathered only pages of Books of Imams & Elders.

We have collected this collection of books for the sake of preserving the symbols and dignity of the blessed tombs of the righteous, proved by the Prophets and the Elders of Islam. This collection of books was not collected so that, if illegitimate act is being on any Shrine, we will make it legitimate. Non-Shari'a affairs on Shrines have been rejected by the Scholars of Ahlus-Sunnah wal-Jama'ah in every period.

But instead of calling it illegal, prohibited, forbidden, some groups are breaking the unity of the Muslim Ummah by applying the final laws as heresy and polytheism. And so far they have been showing that there is no hadith in which the Prophets or the Elders of Islam have done legitimate deeds to maintain the marks of the blessed Graves. But Allah Almighty has given us the holy books of the religion of Islam in this collection and saved us from the tragedy of the groups that broke the unity of the Muslim Ummah. And we pray to Allah Almighty that they maintain the unity of the Muslim Ummah. And may Allah protect us from all the Tribulations that arise against the act of the Prophets and Salaf Salehin, Ameen.

- (Book Consolidator) Shaikh Mohammed Shakil (bin) **Ahmed** (bin) **Abdullah.**
Surat City, Gujarat, India.
Dated, 25 September.2019, Wednesday. 25 Muharam. 1441.

☎ **+91-76986-79976** 💻 **https://maktabatzeenatfatima.wordpress.com/**

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.1) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

دليل (.1)

دِيوانُ الحَدِيثِ النَّبَوِيِّ

(٣)

السُّنَن

لِلإمَامِ أبي دَاوُد

سُلَيمَانَ بنِ الأشعَثِ السِّجِستَانِيِّ - المُتَوفَّى سَنَة ٢٧٥ هجرِيَّة

بِرِوَايَةِ اللُّؤلُؤِيِّ مُقَارَنَةً بِرِوَايَةِ ابنِ دَاسَةَ وَغَيرِهِمَا

ضُبِطَ وَحُقِّقَ عَلَى ثَمَانِي عَشرَةَ نُسخَةً خَطِّيَّةً

المُجَلَّدُ الخَامِسُ

تَحقِيقٌ وَدِرَاسَةٌ

أَبِي تُرَابٍ عَادِلِ بنِ مُحَمَّدٍ　　أَبِي عَمرٍو عِمَادِ الدِّينِ بنِ عَبَّاسٍ

وَمَركَزُ البُحُوثِ وَتِقنِيَةِ المَعلُومَاتِ

دَارُ التَّأصِيلِ

الفصل (1.) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (1.) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

دليل (1.)

٥٧- بَابُ الرَّجُلِ يَجْمَعُ مَوْتَاهُ فِي مَقْبَرَةٍ(١) وَالْقَبْرُ(٢) يُعَلَّمُ(٣)

○ [٣١٩١] حدثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سَالِمٍ. وحدثنا يَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ السِّجِسْتَانِيُّ(٤)، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، يَعْنِي(٥): ابْنَ إِسْمَاعِيلَ بِمَعْنَاهُ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ الْمَدَنِيِّ، عَنِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ، أُخْرِجَ بِجِنَازَتِهِ(٦) فَدُفِنَ، أَمَرَ(٧) النَّبِيُّ(٨) ﷺ رَجُلًا أَنْ يَأْتِيَهُ بِحَجَرٍ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ حَمْلَهُ(٩)، فَقَامَ إِلَيْهَا(١٠) رَسُولُ اللَّهِ(١١) ﷺ، وَحَسَرَ(١٢) عَنْ ذِرَاعَيْهِ، قَالَ كَثِيرٌ: قَالَ الْمُطَّلِبُ: قَالَ(١٣) الَّذِي

---

(١) في (ش)، حاشية (ل) وعليه رمز التستري: «باب في جمع الموتى في قبر». والمثبت من: (م)، (ح)، (ل)، (ب)، (ط)، (ر)، (س)، (ني)، (هـ).

وضبط قوله: «مقبرة» في (م)، (ني) بفتح الموحدة التحتية، وفي (ر) بضمها، وفي (هـ) بهما معًا.

(٢) في (ب)، (ر)، (س)، (ني)، (هـ): «والقبور». والمثبت من (م)، (ح)، (ل)، (ش)، (ط)، حاشية (ل)، وعليه رمز التستري.

(٣) في (ح)، (ب)، (ر)، (س)، (ني)، (هـ): «تُعلَّم». والمثبت من: (م)، (ل)، (ش)، (ط)، حاشية (ل)، وعليه رمز التستري.

○[٣١٩١][التحفة: د ١٥٦٧٢].

(٤) ضبط في (ش)، (هـ) بفتح السين المهملة والجيم، وفي (ر)، (ني) بفتح الجيم، والضبط المثبت بكسر السين من (م). قال السخاوي في «الغاية شرح الهداية» (ص٣٢٤): «هو بفتح السين وكسرها».

(٥) قوله: «يعني» ليس في (ر)، (س)، (ني)، (هـ)، والمثبت من (م)، (ح)، (ل)، (ش)، (ب)، (ط).

(٦) في (ر)، (ني): «لجنازته»، والمثبت من (م)، (ح)، (ل)، (ش)، (ب)، (ط)، (س)، (هـ)، وكسر الجيم من (م)، (ر)، (ني).

(٧) في (ح)، (ب): «فأمر»، والمثبت من (م)، (ل)، (ش)، (ط)، (ر)، (س)، (ني)، (هـ).

(٨) في (ل): «رسول الله»، والمثبت من (م)، (ح)، (ش)، (ب)، (ط)، (ر)، (س)، (ني)، (هـ).

(٩) في (ح)، (ر)، (س)، (هـ): «حملها»، والمثبت من (م)، (ل)، (ش)، (ب)، (ط)، (ني)، (ر) بين الأسطر، وعليه: «بـ»، حاشية (س) وعليه: «وبـ صح»، (هـ) وعليه: «بـ صح».

قال ابن الملك: «تأنيث الضمير على تأويل الصخرة». «مرقاة المفاتيح» (١٩١/٤).

(١٠) في (ني)، (ر) بين الأسطر وعليه «بـ»، حاشية (س) وعليه «وبـ صح»، حاشية (هـ) وعليه «بـ صح»: «إليه». والمثبت من (م)، (ح)، (ل)، (ش)، (ب)، (ط)، (ر)، (س)، (هـ).

(١١) في (هـ): «النبي»، والمثبت من (م)، (ح)، (ل)، (ش)، (ب)، (ط)، (ر)، (س).

(١٢) في (ل)، (ش): «فحسر»، والمثبت من (م)، (ح)، (ب)، (ط)، (ر)، (س)، (ني)، (هـ).

(١٣) قوله: «قال» ليس في (هـ)، والمثبت من (م)، (ح)، (ل)، (ش)، (ب)، (ط)، (ر)، (س)، (ني).

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.1) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

دليل (.1)

يُخْبِرُنِي (١) ذَلِكَ (٢) عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ (٣) : كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ ذِرَاعَيْ رَسُولِ اللَّهِ (٤) ﷺ حِينَ حَسَرَ عَنْهُمَا ، ثُمَّ حَمَلَهَا (٥) فَوَضَعَهَا (٦) عِنْدَ (٧) رَأْسِهِ ، وَقَالَ (٨) : «أَتَعَلَّمُ بِهَا (٩) قَبْرَ أَخِي ، وَأَدْفِنُ إِلَيْهِ مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِي» (١٠) .

(١) في (هـ) مجودة : «يحدثني» ، وفي (ني) ، نسخة بحاشية (س) وعليه «صح» ، حاشية (هـ) : «يخبر» ، والمثبت من (م) ، (ح) ، (ل) ، (ش) ، (ب) ، (ط) ، (ر) ، (س) ، (ني) بين الأسطر وعليه علامة نسخة .

(٢) قوله : «ذلك» ليس في (م) ، (ب) ، (ط) ، (ر) ، (س) ، (هـ) ، والمثبت من (ح) ، (ل) ، (ش) ، (ني) ، نسخة بحاشية (س) مصحح عليها ، حاشية (هـ) .

(٣) قوله : «قال» ليس في (ح) ، (ب) ، (ر) ، (س) ، (ني) ، (هـ) ، والمثبت من (م) ، (ل) ، (ش) ، (ط) .

(٤) في (ني) ، (هـ) : «النبي» ، والمثبت من (م) ، (ح) ، (ل) ، (ش) ، (ب) ، (ط) ، (ر) ، (س) .

(٥) في (ني) ، (ر) بين الأسطر وعليه «بـ» ، حاشية كل من (س) وعليه «بـ» ، (هـ) : «حمله» . والمثبت من (م) ، (ح) ، (ل) ، (ش) ، (ب) ، (ط) ، (ر) ، (س) وصحح عليه ، (هـ) .

(٦) في (ني) ، (ر) بين الأسطر وعليه «بـ» ، حاشية (س) وعليه «بـ» : «فوضعه» ، والمثبت من (م) ، (ح) ، (ل) ، (ش) ، (ب) ، (ط) ، (ر) ، (س) وصحح عليه ، (هـ) .

(٧) في (ح) وعليه «عـ» : «تحت» ، والمثبت من (م) ، (ل) ، (ش) ، (ب) ، (ط) ، (ر) ، (س) ، (ني) ، (هـ) ، حاشية (ح) وعليه «صح» .

(٨) في (ط) : «فقال» ، وفي (ر) ، (س) ، (ني) ، (هـ) : «ثم قال» ، والمثبت من (م) ، (ح) ، (ل) ، (ش) ، (ب) .

(٩) في (ل) : «بهذا» ، وفي (س) : «بها» ، وفوقه : «به» ، وعليه : «بـ معًا» ، والمثبت من (م) ، (ح) ، (ش) ، (ب) ، (ط) ، (ر) ، (ني) .

(١٠) بعده في (م) : «آخر الجزء العشرين من أجزاء الخطيب رحمه الله ، والحمد لله وحده ، وصلواته على سيدنا محمد نبيه وآله وصحبه وسلامه . بلغت عرضًا بالأصل المنقول منه – ولله الحمد ، بلغت عرضًا بأصل شيخنا الحافظ زكي الدين المنذري ، وسماعًا عليه في مجلس واحد ، في مستهل صفر سنة خمس وخمسين وستمائة ، كتبه محمد بن يحيى بن علي القرشي – عفا الله عنه» .

وفي (ح) : «آخر الجزء العشرين ، والحمد لله» .

وفي (ل) : «آخر الجزء العشرين من تجزئة الخطيب» .

وفي (ط) : «آخر الجزء العشرين . عورض» .

الفصل (1.) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (1.) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

دليل (1.)

وَمَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ

سُنن ابی داؤد مُترجم جلد دوم

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

ابوالعرفان محمد انور مگھالوی

فاضل و مدرس دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

زیر اہتمام:

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی - پاکستان

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.1) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

دليل (.1)

رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اس دن نجاشی (شاہ حبشہ جس کا نام اصحمہ تھا) کے فوت ہونے کی خبر دی جس دن وہ فوت ہوا۔ اور آپ ﷺ لوگوں کو ساتھ لے کر عیدگاہ تشریف لے گئے۔ وہاں ان کی صفیں باندھیں اور آپ ﷺ نے چار تکبیریں کہہ کر نماز جنازہ پڑھائی۔

فائدہ: احناف کا موقف یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے سے تمام حجابات اٹھا دیے گئے تھے یہاں تک کہ آپ اس کی میت کو دیکھنے لگے تھے۔ تو گویا ایسی نماز تھی جس میں امام تو میت کو دیکھ رہا تھا مگر مقتدی نہیں۔ جیسا کہ واحدی نے اسباب میں حضرت ابن عباس سے اسی طرح روایت کیا۔ ابن حبان نے حدیث عمران بن حصین سے اور ابو عوانہ نے بھی ذکر کیا کہ ہم آپ ﷺ کے پیچھے صفیں بنائے کھڑے تھے اور یہ محسوس کر رہے تھے کہ میت آپ کے سامنے ہے۔ لہٰذا اس حدیث سے یہ استدلال کرنا کہ غائبانہ نماز جنازہ صحیح ہے، یہ درست نہیں اور اس طرح بھی کہ آپ ﷺ نے نجاشی کے سوا کسی غائب میت پر نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ (بذل المجہود ص 176 ج 14، عمدۃ القاری ص 119 ج 8)

2790۔ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَنْطَلِقَ إِلَى أَرْضِ النَّجَاشِيِّ فَذَكَرَ حَدِيثَهُ قَالَ النَّجَاشِيُّ أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَّهُ الَّذِي بَشَّرَ بِهِ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَلَوْلَا مَا أَنَا فِيهِ مِنَ الْمُلْكِ لَأَتَيْتُهُ حَتَّى أَحْمِلَ نَعْلَيْهِ

حضرت ابو بردہ نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم ارشاد فرمایا کہ ہم نجاشی کی سرزمین کی طرف چلے جائیں۔ پھر آگے حدیث ذکر کی۔ پس نجاشی نے کہا: میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور یہ وہی ہیں جن کے بارے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے بھی بشارت دی ہے اور اگر میں امور سلطنت میں مشغول نہ ہوتا تو میں ضرور آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوتا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے نعلین مبارک اٹھاتا۔ (یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا تب ہی رسول اللہ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھ کر اسے اس اعزاز سے نوازا)۔

بَابٌ فِي جَمْعِ الْمَوْتَى فِي قَبْرٍ وَالْقَبْرُ يُعَلَّمُ

ایک قبر میں کئی مردے دفن کرنے اور قبر پر کوئی نشانی لگانے کا بیان

2791۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سَالِمٍ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ السِّجِسْتَانِيُّ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمَعِيلَ بِمَعْنَاهُ عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ الْمَدَنِيِّ عَنِ الْمُطَّلِبِ قَالَ لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ أُخْرِجَ بِجَنَازَتِهِ فَدُفِنَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا أَنْ يَأْتِيَهُ بِحَجَرٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ حَمْلَهُ فَقَامَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعَيْهِ قَالَ كَثِيرٌ قَالَ الْمُطَّلِبُ قَالَ الَّذِي يُخْبِرُنِي ذَلِكَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.1) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

دليل (.1)

بِبَاضِ ذِرَاعَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ حِينَ حَسَرَ عَنْهُمَا ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَأْسِهِ وَقَالَ أَتَعَلَّمُ بِهَا قَبْرَ أَخِي وَأَدْفِنُ إِلَيْهِ مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِي

کثیر بن زید مدنی نے مطلب سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور ان کا جنازہ لے جایا گیا اور پھر انہیں دفن کر دیا گیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ آپ کے پاس پتھر اٹھا کر لائے۔ لیکن اس نے اس پتھر کو اٹھانے کی طاقت نہ رکھی۔ تو پھر رسول اللہ ﷺ اس پتھر کو اٹھانے کے لیے اٹھے اور اپنے بازوؤں سے آستینیں اوپر چڑھائیں۔ کثیر نے کہا: مطلب نے بیان کیا کہ جس نے مجھے اس کے بارے رسول اللہ ﷺ سے خبر دی ہے اس نے بیان کیا: گویا میں رسول اللہ ﷺ کے بازوؤں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں جب کہ آپ نے ان سے کپڑا اوپر چڑھایا۔ پھر آپ ﷺ نے اس پتھر کو اٹھایا اور اسے ان کے سر کی جانب رکھ دیا اور فرمایا: میں اس پتھر کے سبب اپنے بھائی کی قبر کو پہچان لوں گا اور اپنے اہل میں سے جو فوت ہوگا اسے اس کے پاس دفن کروں گا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ قبر کی شناخت اور پہچان کے لیے اس پر کوئی کتبہ یا علامت لگانا حضور نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔

بَابٌ فِي الْحَفَّارِ يَجِدُ الْعَظْمَ هَلْ يَتَنَكَّبُ ذٰلِكَ الْمَكَانَ

اس کا بیان کہ اگر قبر کھودنے والا کسی میت کی ہڈی پائے تو کیا وہ اس جگہ کو چھوڑ دے

2792۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَعْدٍ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهِ حَيًّا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میت کی ہڈی توڑنا (گناہ میں) زندہ آدمی کی ہڈی توڑنے کی مثل ہے۔

فائدہ: علامہ طیبی نے کہا ہے کہ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ میت کی تذلیل نہیں کی جائے گی جس طرح کہ زندہ کی تذلیل نہیں کی جاتی۔ ابن ملک نے کہا ہے کہ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ میت درد محسوس کرتی ہے اور علامہ ابن حجر نے کہا ہے: اس کے لوازم میں سے یہ ہے کہ میت بھی ان چیزوں سے لطف اندوز ہوتی ہے جن سے زندہ لذت حاصل کرتا ہے۔ تو اگر مرنے والے میں زندگی نہیں ہے تو پھر اس کی ہڈی توڑنے کو زندہ کے ساتھ مماثلت کیسی؟ تو یہ اس کی دلیل ہے کہ مرنے والے میں زندگی ہے لیکن ہم اپنے ناقص علم اور اپنی ناقص عقل سے اس کی حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتے۔ تو جب عام میت کی شان یہ ہے تو انبیاء، شہداء اور صالحین کے بارے کیا خیال ہے؟ واللہ اعلم بالصواب (بذل ج14 ص178)

بَابٌ فِي اللَّحْدِ (لحد کا بیان)

2793۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا حَكَّامُ بْنُ سَلْمٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلٰى عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.1) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

دلیل (.2)

الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار

للإمام الحافظ

أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي العبسي

المتوفى سنة ٢٣٥ هـ

تقديم وضبط

كمال يوسف الحوت

الجزء الثالث

دار التاج

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.1) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

دليل (.2)

(١٣١) في القبر يكتب ويعلم عليه

١١٧٣٨ ـ حدثنا أبو بكر قال ثنا يحيى بن سعيد عن عمران بن حدير عن محمد أنه كره أن يعلم القبر.

١١٧٣٩ ـ حدثنا أبو بكر قال ثنا أبو داود عن سليم بن حيان عن حماد عن إبراهيم قال كانوا يكرهون أن يعلم الرجل قبره.

١١٧٤٠ ـ حدثنا أبو بكر قال ثنا أبو بكر الحنفي عن كثير بن زيد عن المطلب بن عبد الله بن حنطب قال لما مات عثمان بن مظعون دفنه رسول الله ﷺ بالبقيع وقال لرجل اذهب إلى تلك الصخرة فأتني بها حتى أضعها عند قبره حتى اعرفه بها.

١١٧٤١ ـ حدثنا أبو بكر قال ثنا أبو بكر الحنفي عن فهد عن القاسم أنه أوصى قال يا بني لا تكتب على قبري ولا تشرفنه إلا [قدر] ما يرد عني الماء.

١١٧٤٢ ـ حدثنا أبو بكر قال ثنا حفص عن ابن جريج عن أبي الزبير عن جابر قال نهى رسول الله ﷺ أن يبنى عليه وقال سليمان بن موسى عن جابر وان يكتب عليه.

١١٧٤٣ ـ حدثنا أبو بكر قال ثنا زيد بن حباب عن مبارك عن الحسن أنه كره أن يجعل اللوح على القبر.

١١٧٤٤ ـ حدثنا أبو بكر قال ثنا جرير عن مغيرة عن إبراهيم أنه كان يكره أن يجعل على القبر مسجداً.

(١٣٢) فيمن كان يحب أن يرفع القبر

١١٧٤٥ ـ حدثنا أبو بكر قال ثنا أبو خالد الأحمر عن حجاج عن حماد عن إبراهيم قال الحد للنبي ﷺ ورفع قبره حتى يعرف.

١١٧٤٦ ـ حدثنا أبو بكر قال ثنا وكيع عن أسامة بن زيد عن عبد الله بن أبي بكر قال رأيت قبر عثمان بن مظعون مرتفعاً.

١١٧٤٧ ـ حدثنا أبو بكر قال ثنا يزيد بن هارون قال أخبرنا إبراهيم بن عطاء بن أبي ميمونة عن أبيه أن عمران بن حصين أوصى أن يجعلوا قبره مرتفعاً وأن يرفعوه أربع أصابع أو نحو ذلك.

(١٣٣) في الفسطاط يضرب على القبر

١١٧٤٨ ـ حدثنا أبو بكر قال ثنا وكيع عن ابن أبي ذئب عن المقبري عن عبد الرحمن بن مهران عن أبي هريرة أنه أوصى أن لا يضربوا على قبره فسطاطاً.

٢٣

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.1) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

دلیل (.2)

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ○ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ○ سورہ نجم 4،3:27

مُصنّف ابنِ ابی شیبہ مترجم

جلد نمبر ۳

حدیث نمبر ۸۱۹۷ تا حدیث نمبر ۱۲۲۷۱

مؤلف

الامام ابی بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبۃ العبسی الکوفی

المتوفی ۲۳۵ھ

مترجم

مولانا محمد اویس سرور ظلہ

MAKTABA-E-REHMANIA

مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون: 042-37224228-37355743

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.1) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

دليل (.2)

جُثًا مُسَنَّمَةً.

(۱۱۸۵۸) حضرت امام شعبی ؒ فرماتے ہیں کہ میں شہداء احد کی قبریں دیکھیں وہ جھکی ہوئیں کوہان نما تھیں۔

(۱۱۸۵۹) حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ ، عَنْ رَجُلٍ ، قَالَ : رَأَيْتُ قَبْرَ ابْنِ عُمَرَ بَعْدَ مَا دُفِنَ بِأَيَّامٍ مُسَنَّمًا.

(۱۱۸۵۹) حضرت خالد بن عثمان ؒ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کو دفن کرنے کے کچھ دنوں بعد ان کی قبر کو دیکھا تو وہ اٹھی ہوئی کوہان نما تھی۔

(۱۳۳) في القبر يُكْتَبُ وَيُعَلَّمُ عَلَيْهِ

قبر پر نشانی لگانا اور اس پر کچھ لکھنا

(۱۱۸۶۰) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُدَيْرٍ ، عَنْ مُحَمَّدٍ ، أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يُعَلَّمَ الْقَبْرُ.

(۱۱۸۶۰) حضرت عمران بن حدیر ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ؒ قبر پر نشانی لگانے کو ناپسند فرماتے تھے۔

(۱۱۸۶۱) حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، عَنْ سَلِيمِ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: كَانُوا يَكْرَهُونَ أَنْ يُعْلِمَ الرَّجُلُ قَبْرَهُ.

(۱۱۸۶۱) حضرت سلیم بن حیان، حضرت حماد اور حضرت ابراہیم ؒ قبر پر نشانی لگانے کو ناپسند فرماتے تھے۔

(۱۱۸۶۲) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ ، قَالَ : لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ دَفَنَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَقِيعِ ، وَقَالَ لِرَجُلٍ اذْهَبْ إِلَى تِلْكَ الصَّخْرَةِ فَأْتِنِي بِهَا حَتَّى أَضَعَهَا عِنْدَ قَبْرِهِ حَتَّى أُعَرِّفَهُ بِهَا. (ابوداؤد ۳۱۹۸)

(۱۱۸۶۲) حضرت المطلب بن عبداللہ بن حطب ؒ سے مروی ہے کہ جب حضرت عثمان بن مظعون ؓ کی وفات ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے ان کو جنت البقیع میں دفن فرمایا اور پھر ایک شخص سے فرمایا: فلاں چٹان کے پاس جا کر ایک پتھر لے کر آؤ تا کہ میں اس کو اس کی قبر پر بطور نشانی نصب کر دوں جس کی وجہ سے اس کو (بعد میں) ہم پہچان لیں۔

(۱۱۸۶۳) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ ، عَنْ أَفْلَحَ ، عَنِ الْقَاسِمِ ، أَنَّهُ أَوْصَى ، قَالَ : يَا بُنَيَّ لاَ تَكْتُبْ عَلَى قَبْرِي ، وَلاَ تُشْرِفَنَّهُ إِلاَّ قَدْرَ مَا يَرُدُّ عَنِّي الْمَاءَ.

(۱۱۸۶۳) حضرت افلح ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت قاسم ؒ نے وصیت فرمائی کہ اے بیٹے! میری قبر پر مت لکھنا، اور میری قبر کو زیادہ بلند نہ کرنا مگر اتنا کہ اس سے پانی ہٹ جائے، (پانی نہ روکے)۔

(۱۱۸۶٤) حَدَّثَنَا حَفْصٌ ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ، عَنْ جَابِرٍ ، قَالَ : نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ ، وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى ، عَنْ جَابِرٍ وَأَنْ يُكْتَبَ عَلَيْهِ. (ابوداؤد ۳۲۱۷۔ ترمذی ۱۰۵۲)

(۱۱۸۶۴) حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے قبر پر تعمیر کرنے سے منع فرمایا، اور دوسری روایت میں آیا ہے

الفصل (1.) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (1.) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

دلیل (2.)

اس پر لکھنے سے منع فرمایا ہے۔

(۱۱۸٦٥) حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ ، عَنْ مُبَارَكٍ ، عَنِ الْحَسَنِ ، أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يُجْعَلَ اللَّوْحُ عَلَى الْقَبْرِ.

(۱۱۸٦۵) حضرت مبارک ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن ؒ قبر پر تختی لگانے کو ناپسند فرماتے تھے۔

(۱۱۸٦٦) حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ، عَنْ مُغِيرَةَ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَجْعَلَ عَلَى الْقَبْرِ مَسْجِدًا.

(۱۱۸٦٦) حضرت مغیرہ ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم ؒ قبر پر مسجد بنانے کو ناپسند فرماتے تھے۔

(١٣٤) فِيمَنْ كَانَ يُحِبُّ أَنْ يَرْفَعَ الْقَبْرَ

بعض حضرات قبر بلند بنانے کو پسند فرماتے ہیں

(۱۱۸٦٧) حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرِ ، عَنْ حَجَّاجٍ ، عَنْ حَمَّادٍ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، قَالَ لُحِدَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَرُفِعَ قَبْرُهُ حَتَّى يُعْرَفَ.

(۱۱۸٦۷) حضرت ابراہیم ؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کیلئے لحد بنائی گئی اور آپ ﷺ کی قبر مبارک بلند کی گئی اتنی کہ پہچانی جائے۔

(۱۱۸٦٨) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ ، قَالَ: رَأَيْتُ قَبْرَ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ مُرْتَفِعًا.

(۱۱۸٦۸) حضرت عبداللہ بن ابی بکر ؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمان بن مظعون ؓ کی قبر دیکھی جو بلند (زمین سے اٹھی ہوئی) تھی۔

(۱۱۸٦٩) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، قَالَ : أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَطَاءِ بْنُ أَبِي مَيْمُونَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ أَوْصَى أَنْ يَجْعَلُوا قَبْرَهُ مُرَبَّعًا ، وَأَنْ يَرْفَعُوهُ أَرْبَعَ أَصَابِعَ ، أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ.

(۱۱۸٦۹) حضرت عطاء بن ابی میمونہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین ؓ نے وصیت فرمائی تھی کہ ان کی قبر کو چوکور بنایا جائے۔ اتنی بلند (اونچی) کہ زمین سے چار انگلیاں اوپر ہو۔

(١٣٥) فِي الْفُسْطَاطِ يُضْرَبُ عَلَى الْقَبْرِ

قبر پر گھر کا خیمہ لگانا

(۱۱۸۷۰) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مِهْرَانَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّهُ أَوْصَى أَنْ لاَ يَضْرِبُوا عَلَى قَبْرِهِ فُسْطَاطًا.

(۱۱۸۷۰) حضرت عبدالرحمن بن مہران ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوھریرہ ؓ نے وصیت فرمائی تھی کہ میری قبر پر خیمہ مت لگانا۔

(۱۱۸۷۱) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُجَمِّعٍ ، عَنْ عَمَّتِهِ أُمِّ النُّعْمَانِ ، عَنْ بِنْتِ أَبِي سَعِيدٍ

باب (.1) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

دليل (.3)

التاريخ الصغير

للإمام الحافظ، أمير المؤمنين في الحديث
أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري

تحقيق
محمود إبراهيم زايد

فهرس أحاديثه
د. يوسف المرعشلي

المجلد الأول

دار المعرفة
بيروت - لبنان

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.1) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

دليل (.3)

عِمْوَاس ، وصار عُبدةُ بعدُ إلى فلسطين فمات بها ، ولم يَزَلْ أبو الدَّرْداء بِدِمَشْق ، حتى مات .

حدثنا مُعَلَّى بن أَسَد ، ومحمد بن محبوب ، قالا : حدثنا عبد الواحد ، حدثنا عثمان بن حَكيم ، حدثنا خارِجة بن زَيْد بن ثابت ، عن عمه يَزيد بن ثابت ، خرج النبي ﷺ فَرَأَى قَبْراً ، قِيل فُلانة ، وأَنْتَ قَائِلٌ : فصلَّى عليْه ، فإنْ صَحَّ قَوْل موسَىٰ بن عُقْبَــة ، أنّ يزيد بن ثابت ، قُتِل أَيَّام اليمامة في عهْد أبي بكر ، فإن خَارِجة لَمْ يُدْرِك يَزيد .

حدثني يَحْيى بن سُلَيمان ، حدثنا ابن وَهْب ، أخْبرني مَخْرمة ، عن أبيه ، عن عُبَيْد الله بن مُقْسِم ، عن خارجة بن زَيْد ، قال : قال زَيْد بن ثابت : تُوُفِّيَتْ مَوْلاةٌ لنا نَحْوه .

حدثنا عَمْرو بن محمد حدثنا يَعْقوب ، حدثنا أبِي ، عن ابن إسحٰق ، حدَّثني يَحْيى بن عبد الله بن عبد الرحمن بن أبي عَمْرة الأَنْصَاري ، قال : سمعت خارجة بن زَيْد بن ثابت ، رَأَيْتُني ونحن غِلْمَان شُبَّان ، زَمَنُ عثمان ، وإنَّ أشَدَّنا وَثْبَة الذي يَثِبُ قَبْرُ عُثمان بن مَظْعُون ، حتى يُجاوِزَه .

حدثنا مُعَلَّى ، حدثنا وُهَيْب (١) ، عن هشام ، عن أبيه ، عن عَائِشة قالتْ : دَخَلْتُ عَلَى أبي فقال : فِي كَمْ كَفَّنْتُمْ النبيَّ ﷺ ؟ قالتْ : في ثلاثة أثْوَاب ، بِيض سَحُولِيّة لَيْس فيها قَمِيصٌ وَلاَ عِمَامَة ، وقال لها : في أَيِّ يوم تُوفّي رسول الله ﷺ ؟ قالت : يوم الاثْنين ، قال : أَرْجُو فيما بَيْني وَبَيْنَ

(١) معلى : بن أسد أخو بهز بن أسد البصري ووهيب : بن خالد البصري أبو بكر ، سمع أيوب ويونس وهشام بن عروة . روى عنه معلى وسليمان بن حرب .
[التذكرة ٢/٤٤ ـ التاريخ الكبير ٧/٣٩٥ ، ٨/١٧٧]

٦٧

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.1) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

دليل (.4)

ديوان الحديث النبوي

(١)

صحيح البخاري

وهو: الجامع المسند الصحيح

المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

المتوفى سنة ٢٥٦ هجرية

طبعة مراجعة ومصححة على النسخة السلطانية

مع رفع الالتباس عن رموزها

المجلد الثاني

مركز البحوث وتقنية المعلومات

دار التأصيل

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.1) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

دليل (.4)

٨٠- بابُ الجَرِيدِ(١) عَلَى القَبْرِ

وَأَوْصَى بُرَيْدَةُ الأَسْلَمِيُّ أَنْ يُجْعَلَ فِي(٢) قَبْرِهِ جَرِيدَانِ(٣).

وَرَأَى ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنهما فُسْطَاطًا عَلَى قَبْرِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ: انْزِعْهُ يَا غُلَامُ؛ فَإِنَّمَا يُظِلُّهُ عَمَلُهُ.

وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ: رَأَيْتُنِي وَنَحْنُ شُبَّانٌ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ رضي الله عنه وَإِنَّ أَشَدَّنَا وَثْبَةً الَّذِي يَثِبُ قَبْرَ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ حَتَّى يُجَاوِزَهُ.

وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ: أَخَذَ بِيَدِي خَارِجَةُ فَأَجْلَسَنِي عَلَى قَبْرٍ وَأَخْبَرَنِي عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: إِنَّمَا كُرِهَ ذَلِكَ لِمَنْ أَحْدَثَ عَلَيْهِ.

وَقَالَ نَافِعٌ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنهما يَجْلِسُ عَلَى الْقُبُورِ.

• [١٣٦٩] حدثنا يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ مَرَّ(٤) بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ فَقَالَ: «إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ؛ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ، ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً»، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لِمَ صَنَعْتَ هَذَا؟ فَقَالَ: «لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا(٥)».

(١) لأبي ذر وعليه صح: «الْجَرِيدَةِ».
(٢) لأبي ذر والمستملي: «عَلَى».
(٣) لأبي ذر وعليه صح: «جَرِيدَتَانِ».
(٤) قوله: «عن النبيِّ ﷺ أنه مرَّ». لأبي ذر وعليه صح: «قال: مرَّ النبيُّ ﷺ».
(٥) «يَيْبَسَا»: كذا هو في اليونينية بفتح الموحدة وكسرها. اهـ. من هامش الأصل.

* [١٣٦٩] [التحفة: ع ٥٧٤٧]

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.1) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

دلیل (.4)

صحیح بخاری شریف

جملہ حقوق الطبع محفوظ للناشر
جملہ حقوق الطبع محفوظ ہیں

تصنیف
امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل الجعفی بخاری

مترجم
علامہ ابو التراب
محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

جلد اول

بار اول	نومبر 2016
پرنٹرز	آر۔آر پرنٹرز
سرورق	النافع گرافکس
تعداد	1100/-
ناشر	چوہدری غلام رسول۔میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول
قیمت	/= روپے

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

اسلام بک ڈپو
۱۲۔ گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37113911

شوروم ملت پبلی کیشنز دوکان نمبر 5۔ مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

الفصل (1.) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (1.) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

دلیل (4.)

عَلٰی قَبْرِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، فَقَالَ: انْزِعْهُ يَا غُلَامُ، فَإِنَّمَا يُظِلُّهُ عَمَلُهُ وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ: رَأَيْتُنِي وَنَحْنُ شُبَّانٌ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَإِنَّ أَشَدَّنَا وَثْبَةً الَّذِي يَثِبُ قَبْرَ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ حَتّٰى يُجَاوِزَهُ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ: أَخَذَ بِيَدِي خَارِجَةُ فَأَجْلَسَنِي عَلٰى قَبْرٍ، وَأَخْبَرَنِي عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: إِنَّمَا كُرِهَ ذٰلِكَ لِمَنْ أَحْدَثَ عَلَيْهِ وَقَالَ نَافِعٌ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَجْلِسُ عَلَى الْقُبُورِ

حضرت خارجہ بن زید نے فرمایا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں دیکھا جب کہ میں نوجوان تھا کہ ہم میں سب سے زیادہ چھلانگ لگانے والا اُس کو سمجھا جاتا جو حضرت عثمان بن مظعون کی قبر کو پھلانگ جاتا۔ عثمان بن حکیم نے کہا کہ حضرت خارجہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ایک قبر پر بٹھا دیا اور مجھے اپنے چچا جان یزید بن ثابت کے حوالے سے بتایا کہ اس پر پیشاب کرنا مکروہ سمجھا گیا ہے اور نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قبروں پر بیٹھا کرتے تھے۔

1361 - حَدَّثَنَا يَحْيٰى، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ مَرَّ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ، فَقَالَ: إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ، ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ، ثُمَّ غَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا؟ فَقَالَ: لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا جن کو عذاب دیا جا رہا تھا۔ فرمایا کہ ان کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کبیرہ گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جا رہا۔ ایک پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچا کرتا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا۔ پھر آپ نے ایک سبز شاخ لی اور اُس کے دو حصے کیے۔ پھر ہر قبر پر ایک حصہ نصب فرما دیا لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! ایسا کیوں کیا؟ فرمایا کہ شاید ان کے عذاب میں کمی رہے جب تک یہ خشک نہ ہو جائیں۔

82- بَابُ مَوْعِظَةِ الْمُحَدِّثِ عِنْدَ الْقَبْرِ، وَقُعُودِ أَصْحَابِهِ حَوْلَهُ

عالم کا قبر کے پاس وعظ کرنا اور اُس کے ساتھیوں کا اُس کے اطراف بیٹھ جانا

{يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ} (القمر: 7) الْأَجْدَاثُ: الْقُبُورُ. {بُعْثِرَتْ} (الانفطار: 4): أُثِيرَتْ، بَعْثَرْتُ حَوْضِي: أَيْ جَعَلْتُ أَسْفَلَهُ أَعْلَاهُ. الْإِيفَاضُ: الْإِسْرَاعُ وَقَرَأَ الْأَعْمَشُ: (إِلٰى نَصْبٍ):

يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سے مراد قبروں سے نکل کھڑا ہونا ہے۔ بُعْثِرَتْ اُبھاری جائیں گی بَعْثَرْتُ حَوْضِي یعنی میں نے اُس کے نچلے حصے کو اوپر کر دیا۔ الْإِيفَاضُ تیز دوڑنا۔ اعمش نے إِلٰى نَصْبٍ سے مراد

1361- راجع الحدیث: 218,216

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول الله ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.1) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

دلیل (.5)

الجزء الثالث من فتح الباري

بشرح صحيح الإمام أبي عبد الله محمد بن إسمعيل البخاري لشيخ الإسلام قاضي القضاة الحافظ أبي الفضل شهاب الدين أحمد بن علي بن محمد بن حجر العسقلاني الشافعي نزيل القاهرة رحمه الله

التزام عبد الرحمن محمد

بميدان الجامع الأزهر بمصر

١٣٤٨ سنة هجرية

المطبعة البهية المصرية لصاحبها عبد الرحمن محمد

الطبعة الثانية سنة ١٤٠٨ هجرية

دار إحياء التراث العربي

بيروت

باب (.1) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

دليل (.5)

قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ ابْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَبِي طَالِبٍ يَا عَمِّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيَعُودَانِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ هُوَ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبَى أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَمَا وَاللَّهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ الْآيَةَ * **بَابُ** الْجَرِيدَةِ عَلَى الْقَبْرِ وَأَوْصَى بُرَيْدَةُ الْأَسْلَمِيُّ أَنْ يُجْعَلَ فِي قَبْرِهِ جَرِيدَتَانِ وَرَأَى ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فُسْطَاطًا عَلَى قَبْرِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ أَنْزِعْهُ يَا غُلَامُ فَإِنَّمَا يُظِلُّهُ عَمَلُهُ . وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ رَأَيْتُنِي وَنَحْنُ شُبَّانٌ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَإِنَّ أَشَدَّنَا وَثْبَةً الَّذِي يَثِبُ قَبْرَ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ حَتَّى يُجَاوِزَهُ

بها كان محتملا لان يكون ذلك خاصا به لان غيره اذا قالها وقد أيقن بالوفاة لم ينفعه ويحتمل أن يكون ترك جواب اذا ليفهم الواقف عليه أنه موضع تفصيل وفكر وهذا هو المعتمد ثم أورد المصنف حديث سعيد بن المسيب عن أبيه في قصة أبي طالب عند موته وسيأتي الكلام عليه مستوفى في تفسير براءة وقوله في هذه الطريق ما لم أنه عنه أي الاستغفار وفي رواية الكشميهني عنك وقوله فانزل الله فيه الاية يعني قوله تعالى ما كان للنبي والذين آمنوا أن يستغفروا للمشركين الآية كما سيأتي وقد ثبت لغير أبي ذر فانزل الله فيه ما كان للنبي الآية * (**قوله باب الجريدة على القبر**) أي وضعها أو غرزها (**قوله وأوصي بريدة الاسلمي الخ**) وقع في رواية الاكثر في قبره وللمستملي على قبره وقد وصله ابن سعد من طريق مورق العجلي قال أوصى بريدة أن يوضع في قبره جريدتان ومات بأدنى خراسان قال ابن المرابط وغيره يحتمل أن يكون بريدة أمر أن يغرزا في ظاهر القبر اقتداء بالنبي ﷺ في وضعه الجريدتين في القبرين ويحتمل أن يكون أمر أن يجعلا في داخل القبر لما في النخلة من البركة لقوله تعالى كشجرة طيبة والاول أظهر ويؤيده ايراد المصنف حديث القبرين في آخر الباب وكأن بريدة حمل الحديث على عمومه ولم يره خاصا بذينك الرجلين قال ابن رشيد ويظهر من تصرف البخاري ان ذلك خاص بهما فلذلك عقبه بقول ابن عمر انما يظله عمله (**قوله ورأي ابن عمر فسطاطا على قبر عبد الرحمن**) الفسطاط بضم الفاء وسكون المهملة وبطاءين مهملتين هو البيت من الشعر وقد يطلق على غير الشعر وفيه لغات أخرى بتثليث الفاء وبالمثناتين بدل الطاءين وابدال الطاء الاولي مثناة وادغامها في السين وكسر أوله في الثلاثة وعبد الرحمن هو ابن أبي بكر الصديق بينه ابن سعد في روايته له موصولا من طريق أيوب بن عبد الله ابن يسار قال مر عبد الله بن عمر على قبر عبد الرحمن بن أبي بكر أخي عائشة وعليه فسطاط مضروب فقال يا غلام انزعه فانما يظله عمله قال الغلام تضربني مولاتي قال كلا فنزعه ومن طريق ابن عون عن رجل قال قدمت عائشة ذا طوي حين رفعوا أيديهم عن عبد الرحمن بن أبي بكر فأمرت بفسطاط فضرب على قبره ووكلت به انسانا وارتحلت فقدم ابن عمر فذكر نحوه وقد تقدم توجيه ادخال هذا الاثر تحت هذه الترجمة (**قوله وقال خارجة بن زيد**) أي ابن ثابت الانصاري أحد ثقات التابعين وهو أحد السبعة الفقهاء من أهل المدينة الخ * وصله المصنف في التاريخ الصغير من طريق ابن اسحق حدثني يحيي بن عبد الرحمن بن أبي عمرة الانصاري سمعت خارجة بن زيد فذكره وفيه جواز تعلية القبر ورفعه عن وجه الارض وقوله رأيتني بضم المثناة والفاعل والمفعول ضميران لشيء واحد وهو من خصائص

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.1) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

دليل (.5)

وقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ أَخَذَ بِيَدِي خارجةُ فأَجْلَسَنِي عَلَى قَبْرٍ وأخبرَنِي عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ ثَابِتٍ قالَ إِنَّمَا كُرِهَ ذَلِكَ لِمَنْ أَحْدَثَ عَلَيْهِ . وقَالَ نَافِعٌ كانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَجْلِسُ عَلَى القُبُورِ

أضال القلوب ومظعون والد عثمان بظاء معجمة سا كنة ثم مهملة ومناسبته من وجه أن وضع الجريد على القبر يرشد الى جواز وضع مايرتفع به ظهر القبر عن الارض وسيأتي الكلام على هذه المسئلة في آخر الجنائز قال ابن المنير في الحاشية أراد البخاري أن الذي ينفع أصحاب القبور هي الاعمال الصالحة وان علو البناء والجلوس عليه وغير ذلك لا يضر بصورته وانما يضر بمعناه اذا تكلم القاعدون عليه بما يضر مثلا (قوله وقال عثمان بن حكيم أخذ بيدي خارجة) أي ابن زيد بن ثابت الخ * وصله مسدد في مسنده الكبير و بين فيه سبب أخبار خارجة لحكيم بذلك ولفظه حدثنا عيسى بن يونس حدثنا عثمان بن حكيم حدثنا عبدالله بن سرجس وأبو سلمة بن عبدالرحمن أنهما سمعا اباهريرة يقول لان أجلس على جمرة فتحرق مادون لحمى حتى تفضى الى أحب الي من ان أجلس على قبر قال عثمان فرأيت خارجة بن زيد في المقابر فذكرت له ذلك فأخذ بيدي الحديث وهذا اسناد صحيح وقد أخرج مسلم حديث أبي هريرة مرفوعا من طريق سهل بن أبي صالح عن أبيه عنه وروي الطحاوي من طريق محمد بن كعب قال انما قال أبو هريرة من جلس على قبر يبول عليه أو يتغوط فكأنما جلس على جمرة لكن اسناده ضعيف قال ابن رشيد الظاهر ان هذا الاثر والذي بعده من الباب الذي بعد هذا وهو باب موعظة المحدث عند القبر وقعود اصحابه حوله وكأن بعض الرواة كتبه في غير موضعه قال وقد يتكلف له طريق يكون به من الباب وهي الاشارة الى أن ضرب الفسطاط أن كان لغرض صحيح كالتستر من الشمس مثلا للحي لا لاظلال الميت فقط جاز وكأنه يقول اذا أعلى القبر لغرض صحيح لا لقصد المباهاة جاز كما يجوز القعود عليه لغرض صحيح لا لمن احدث عليه قال والظاهر ان المراد بالحدث هنا التغوط ويحتمل أن يريد ماهو أعم من ذلك من أحداث مالا يليق من الفحش قولا وفعلا لتأذي الميت بذلك انتهى ويمكن أن يقال هذه الآثار المذكورة في هذا الباب يحتاج الى بيان مناسبتها للترجمة والى مناسبة بعضها لبعض وذلك انه لم يذكر حكم وضع الجريدة وذكر أثر بريدة وهو يؤذن بمشروعيتها ثم أثر ابن عمر المشعر بانه لا تأثير لما يوضع على القبر بل التأثير للعمل الصالح وظاهرهما التعارض فلذلك أبهم حكم وضع الجريدة قاله الزين بن المنير والذي يظهر من تصرفه ترجيح الوضع ويجاب عن أثر ابن عمر بان ضرب الفسطاط على القبر لم يرد فيه ماينتفع به الميت بخلاف وضع الجريدة لان مشروعيتها ثبتت بفعله ﷺ وان كان بعض العلماء قال انها واقعة عين يحتمل أن تكون مخصوصة بمن أطلعه الله تعالى على حال الميت وأما الآثار الواردة في الجلوس على القبر فان عموم قول ابن عمر انما يظله عمله يدخل فيه انه كما لا ينتفع بتظليله ولو كان تعظيما له لا يتضرر بالجلوس عليه ولو كان تحقيرا له والله أعلم (قوله وقال نافع كان ابن عمر يجلس على القبور) ووصله الطحاوي من طريق بكير بن عبدالله بن الاشج ان نافعا حدثه بذلك ولا يعارض هذا ما أخرجه ابن أبي شيبة باسناد صحيح عنه قال لان أطأ على رضف أحب الي من أن أطأ على قبر وهذه من المسائل المختلف فيها وورد فيها من صحيح الحديث ما أخرجه مسلم عن أبي مرثد الغنوي مرفوعا لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا اليها قال النووي المراد بالجلوس القعود عند الجمهور وقال مالك المراد بالقعود الحديث وهو تأويل ضعيف أو باطل انتهى وهو يوهم انفراد مالك بذلك وكذا أوهمه كلام ابن الجوزي حيث قال جمهور الفقهاء على الكراهة خلافا لمالك وصرح النووي في شرح المهذب بأن مذهب أبي حنيفة كالجمهور وليس كذلك بل مذهب أبي حنيفة وأصحابه كقول مالك كما نقله عنهم الطحاوي واحتج له بآثار ابن عمر المذكور وأخرج عن علي نحوه وعن زيد بن ثابت مرفوعا انما نهى النبي ﷺ عن الجلوس على القبور لحدث غائط أو بول ورجال اسناده ثقات ويؤيد قول الجمهور ما أخرجه أحمد من حديث عمرو بن حزم الانصاري مرفوعا لا تقعدوا على القبور وفي رواية له عنه رآني رسول الله ﷺ وأنا متكئ على قبر فقال لا تؤذ صاحب القبر اسناده صحيح وهو دال على أن المراد بالجلوس القعود على حقيقته ورد ابن حزم

حدثنا

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.1) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

دلیل (.5)

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۵

تصدیر: فضیلۃ الشیخ محمد اسماعیل الخطیب
تقدیم: فضیلۃ الشیخ محمد اسماعیل اسد حفظہ اللہ

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی عفی عنہ

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.1) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

دليل (.5)

وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ رَأَيْتُنِي وَنَحْنُ شُبَّانٌ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَإِنَّ أَشَدَّنَا وَثْبَةً الَّذِي يَثِبُ قَبْرَ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ حَتّٰى يُجَاوِزَهُ.

اور خارجہ بن زید نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا اور ہم نوجوان تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور ہم سب میں زیادہ تر سخت کودنے میں وہ شخص تھا جو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کو کود کر آگے بڑھ جائے یعنی ان کی قبر بہت بلند تھی ہر کوئی اس کو نہیں کود سکتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر کو زمین سے اونچا اور بلند کرنا درست ہے پس قبر پر چھڑی کو گاڑنا بھی درست ہو گا کہ زمین سے اونچا ہونے میں دونوں مشترک ہیں وفيه المطابقة للترجمة اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد اس اثر کے لانے سے یہ ہے کہ اعمال صالحہ کے سوا کوئی چیز میت کو نفع نہیں دیتی اور قبر کو بلند کرنا اور اس پر بیٹھنا قبر کو صورۃً مضر نہیں لیکن باعتبار معنی کے مضر ہے کہ لوگ اس پر بیٹھ کر بے فائدہ کلام کریں۔

وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ أَخَذَ بِيَدِي خَارِجَةُ فَأَجْلَسَنِي عَلٰى قَبْرٍ وَأَخْبَرَنِي عَنْ عَمِّهِ يَزِيْدَ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ إِنَّمَا كُرِهَ ذٰلِكَ لِمَنْ أَحْدَثَ عَلَيْهِ.

اور عثمان بن حکیم نے کہا کہ خارجہ نے میرا ہاتھ پکڑا سو مجھ کو قبر پر بٹھایا اور مجھ کو اپنے چچا یزید بن ثابت سے خبر دی کہ وہ کہتے تھے کہ قبر پر بیٹھنا صرف اسی کو منع ہے جو اس پر بول و براز کرے اور بیہودہ بات چیت کرے کہ اس سے میت کو ایذا پہنچتی ہے۔

فائدہ: یعنی اگر پیشاب اور پاخانہ کے واسطے قبر پر بیٹھے تو منع ہے اور اگر یہ غرض نہ ہو تو درست ہے اور اس مسئلے میں بھی علماء کو اختلاف ہے جمہور علماء کہتے ہیں کہ قبر پر بیٹھنا مطلق منع ہے خواہ بول و براز کے واسطے بیٹھے یا یوں ہی بیٹھے اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر پیشاب اور پاخانے کے واسطے قبر پر بیٹھے تو درست نہیں اور اگر یہ غرض نہ ہو تو درست ہے اور موافق نقل طحاوی کے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے اور جمہور علماء جو قبر پر بیٹھنے کو مطلق منع کرتے ہیں تو دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو امام احمد رحمہ اللہ نے عمرو بن حزم سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قبروں پر نہ بیٹھا کرو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو قبر پر تکیہ لگائے دیکھا سو فرمایا کہ قبر والے کو ایذا مت دے سو یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ مراد اس سے حقیقی بیٹھنا ہے بول و براز نہیں اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مراد اس سے حقیقی بیٹھنا نہیں بلکہ مراد اس سے پیشاب اور پاخانہ ہے یعنی قبر پر پیشاب اور پاخانہ نہ بیٹھو اور ابن حزم رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ تاویل مردود ہے اس لیے کہ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صریح آ چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ البتہ آدمی کا بیٹھنا انگارے پر کہ اس کا کپڑا جلا کر کھال کو پہنچ جائے بہتر ہے اس کے حق میں قبر پر بیٹھنے سے اور کہا کہ ہم نے کسی کو نہیں پایا کہ وہ پاخانے کے واسطے

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.2) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ و إبراهيم بن رسول الله ﷺ

دليل (.6)

وفاء الوفا
بأخبار دار المصطفى

تأليف

نور الدين علي بن عبد الله السمهودي

المتوفى سنة ٩١١ هـ

تحقيق وتقديم

الدكتور قاسم السامرائي

الجزء الثالث

مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي

فرع موسوعة مكة المكرمة والمدينة المنورة

باب (2.) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ و إبراهيم بن رسول الله ﷺ

دليل (6.)

ابنه إبراهيم ووضع عليه الحصباء(1).

وروى أبو داود في المراسيل والبيهقي ـ ورجاله ثقات مع إرساله نحوه عن محمد بن عمر بن علي ـ وزاد: أنه أولُ قبرٍ رُشَّ عليه، وقال بعد فراغه: سلام عليكم، ولا أعلمه إلاَّ قال: حَثَا عليه بيده.

وروى ابن زبالة عن قُدامَة بن موسى: أنَّ أول مَنْ دَفَنَ رسولُ الله ﷺ بالبقيع عثمان بن مظعون، فلما توفي ابنه إبراهيم قالوا: يا رسول الله أين نحفر له؟ قال: عند فَرَطنا عثمان بن مظعون(2).

وروى أبو غسَّان عن أبي سلمة بن عبد الرحمن عن أبيه، قال: لمَّا توفيَ إبراهيم بنُ رسول الله ﷺ أمرَ أنْ يُدفنَ عند عثمان بن مظعون، فرغب النَّاسُ في البقيع، وقطعوا الشجر، فاختارت كلُّ قبيلة ناحيةً، فمن هنالك عرفت كلُّ قبيلة مقابرها(3).

وروى ابن شَبَّة عن قدامة بن موسى، قال: قال رسول الله ﷺ: «ادفنوا عثمان بن مظعون بالبقيع يكون لنا سلفاً، فنعم السلف سلفنا عثمان بن مظعون»(4).

وعنه أيضاً: كان البقيع غَرْقَداً، فلما هلك عثمان بن مظعون دُفِنَ بالبقيع، وقُطِع الغرقد عنه، وقال رسول الله ﷺ للموضع الذي دُفن فيه عثمان: هذه الروحاء، وذلك كل ما حازت الطريق من دار محمد بن زيد إلى زاوية دار عقيل اليمانية الشرقية(5)، ثم قال النبي ﷺ: هذه الروحاء، للناحية الأخرى، فذلك كل ما حازت الطريق من دار محمد بن زيد إلى أقصى البقيع يومئذ(6).

(1) كتاب الأم للشافعي ١/٢٤٢.
(2) طبقات ابن سعد ١/١٤٤ والمستدرك ٣/١٩٠.
(3) تاريخ المدينة ١/١٢١.
(4) المصدر نفسه ١/٩٩ ـ ١٠٠.
(5) سقطت من الأصول، والإضافة من مخطوطة تاريخ المدينة ورقة ١٧أ.
(6) المصدر نفسه ١/١٠٠.

٢٦٩

باب (.2) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ و إبراهيم بن رسول الله ﷺ

دليل (.6)

قلت: قد تلَّخص لنا أنَّ دار عقيل كانت بالمشهد المعروف به، ودار محمد بن زيد في شرقيها وشرقي مشهد سيدنا إبراهيم؛ فالروحاء الأولى ما بين المشهدين وتمتدُّ إلى شرقي مشهد سيدنا إبراهيم، والثانية في شرقي الأولى إلى أقصى البقيع، والأولى هي المرادة بما سيأتي في قبر أسعد بن زُرارة من قول أبي غسَّان: والروحاء: المقبرة التي وَسَطَ البقيع يُحيط بها طرق مطرقة وسط البقيع[1]، وكأنها اشتهرت بذلك دون الثانية لاقتصاره على الأولى.

وروى ابن زبالة عن عبيد الله بن أبي رافع، قال: بلغني أنَّ إبراهيـم بنَ رسول الله ﷺ لما مات قالوا: يا رسول الله، أين ندفن إبراهيم؟ قال: عند فَرَطِنا عثمان بن مظعون، ودُفن عثمان بن مظعون عند كتَّاب بني عمرو ابن عثمان.

وروى ابن شَبَّة عن محمد بن عبد الله بن سعيد بن جبير، قال: دُفِنَ إبراهيمُ ابنُ رسول الله ﷺ بالزَّوراء موضع السِّقاية التي على يسار مَنْ سلك البقيع مُصْعِداً، إلى جنب دار محمد بن زيد بن علي[2].

وعن سعيد بن جبير قال: رأيتُ قبر إبراهيم بن النبي ﷺ في الزوراء[3].

فيستفادُ منه تسمية ذلك الموضع بالزوراء أيضاً.

وروى ابن زبالة عن سعيد بن محمد بن جبير: أنه رأى قبر إبراهيم عند الزوراء[4]؛ قال عبد العزيز بن محمد: وهي الدار التي صارت لمحمد بن زيد بن علي.

وعن جعفر بن محمد: أنَّ قبر إبراهيم وُجَاه دار سعيد بن عثمان التي يقال لها: الزَّوراء، بالبقيع ـ فَهُدِمَتْ[5] ـ مرتفعاً عن الطريق[6].

(١) المصدر نفسه ١/١٠١.
(٢) المصدر نفسه ١/٩٩.
(٣) المصدر نفسه.
(٤) المغانم المطابة ص٢١٢.
(٥) لا تظهر هذه اللفظة في رواية ابن النجار للخبر، وهي في الأصول، فلعلها من إضافات السمهودي.
(٦) الدرة الثمينة ٢٣٥ (شكري).

٢٧٠

الفصل (1.) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (2.) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ و إبراهيم بن رسول الله ﷺ

دليل (6.)

وفاء الوفا
بأخبار دار المصطفى ﷺ

تأليف

الشيخ العلامة نور الدين علي بن أحمد السمهودي

المتوفى ٩١١ھ

مترجم: شاہ محمد چشتی

نظرثانی: محمد محسن

حصہ سوم

ادارہ پیغام القرآن

۴۰۔ اردو بازار ، لاہور ☎ 042-7323241

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.2) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ و إبراهيم بن رسول الله ﷺ

دلیل (.6)

اور اینٹیں لگا دی گئیں تو حضور ﷺ نے اینٹوں کے خلاء میں سے انہیں دیکھا تھا' پھر ایک ڈھیلا پکڑ کر ایک شخص کو پکڑایا اور فرمایا کہ اسے اس خالی جگہ میں رکھ دو۔

حضرت محمد بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم کی قبر پر چھڑکاؤ کیا اور سب سے پہلے انہی کی قبر پر چھڑکاؤ ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ نے ان کی قبر پر اپنے ہاتھ سے مٹی ڈالی اور قبر میں دفن سے فارغ ہو کر سرہانے کھڑے ہو کر فرمایا: السّلام علیکم۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق حضرت جعفر کے والد حضرت محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے صاجزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی کی قبر پر چھڑکاؤ کیا اور اُوپر کنکر ڈالے۔

ابو داؤد کے مطابق محمد بن عمر بن علی کی روایت میں کچھ اور زیادہ کہا کہ "یہ پہلی قبر تھی جس پر چھڑکاؤ کیا گیا اور فارغ ہونے کے بعد آپ نے فرمایا تھا: السلام علیکم۔

ابن زبالہ کے مطابق حضرت قدامہ بن موسےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ سب سے پہلے بقیع میں دفن ہونے والے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور جب حضور ﷺ کے صاجزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو صحابہ نے عرض کی' یا رسول اللہ! ہم ان کی قبر کہاں بنائیں؟ فرمایا عثمان بن مظعون کے پاس جو آخرت کا سرمایہ ہیں۔

حضرت ابوسلمہ کے والد کہتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو آپ نے حکم دیا کہ اسے عثمان بن مظعون کے پاس دفن کر دو' اس کے بعد لوگوں کا رجحان بقیع کی طرف ہو گیا' درخت کاٹ دئے اور ہر قبیلے نے اپنے لئے جگہ مقرر کر لی چنانچہ اسی وجہ سے ہر قبیلہ جانتا تھا کہ ان کی قبریں کہاں تھیں۔

حضرت قدامہ بن موسےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ عثمان بن مظعون کو بقیع میں دفن کر دو کیونکہ یہ سب سے پہلی قبر شمار ہو گی اور عثمان بن مظعون بہتر سلف ثابت ہوں گے۔

وہی بتاتے ہیں کہ بقیع میں ایک درخت تھا اور جب حضرت عثمان بن مظعون فوت ہو گئے تو انہیں بقیع میں دفن کر دیا گیا اور وہ درخت کاٹ دیا گیا اور جہاں حضرت عثمان بن مظعون دفن ہوئے تو آپ نے اس جگہ کا نام "روحاء" رکھا اور یہ جگہ دارِ محمد بن زید سے دارِ عقیل کے یمانی کونے تک تھی' پھر آپ نے دوسری جانب والی جگہ کے بارے "روحاء" کا لفظ استعمال فرمایا اور یہ دارِ محمد بن زید سے ان دنوں بقیع کی آخری حد تک کا علاقہ تھا۔

میں کہتا ہوں' واضح ہو گیا کہ دارِ عقیل اسی جگہ تھا جہاں آپ کی قبر معروف تھی اور دارِ محمد بن زید اس کی اور مزارِ ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشرقی جانب تھا چنانچہ پہلا "روحاء" دونوں قبروں کے درمیان تھا جو سیّدنا ابراہیم کی قبر کی مشرقی جانب تک پھیلا ہوا تھا اور روحاء کا دوسرا حصہ پہلے کی مشرقی جانب دور بقیع تک تھا اور اسعد بن زرارہ کی قبر کے بارے میں جو قولِ ابوغسان میں آ رہا ہے' اس سے یہی مراد ہے اور "روحاء" وہ مقبرہ ہے جو بقیع کے درمیان میں تھا جس

- دار (گھر)

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.2) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ و إبراهيم بن رسول الله ﷺ

دليل (.6)

کی طرف بقیع میں رات کو آنے کے لئے راستے تھے اور گویا اسی کی وجہ سے اسے روحاء کہتے ہیں' دوسرے حصے کی وجہ سے نہیں۔

ابن زبالہ کے مطابق حضرت عبید اللہ بن ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں' جب حضرت ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو پتہ چلا کہ لوگوں نے کہا تھا' یا رسول اللہ! ہم انہیں کہاں دفن کریں؟ آپ نے فرمایا کہ ہمارے آخرت کے سرمایہ عثمان بن مظعون کے پاس چنانچہ حضرت عثمان بن مظعون حضرت عمرو بن عثمان کی درس گاہ کے قریب دفن کئے گئے۔

ابن شبہ کے ہاں یہ روایت بھی ہے کہ حضرت ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ زوراء میں دفن ہوئے' یہ پانی پلانے کی وہ جگہ تھی جو بقیع سے چڑھ کر دارِ محمد بن زید بن علی کی طرف جانے والے کی بائیں طرف تھی۔

حضرت سعید بن محمد بن جبیر کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر زوراء کے پاس دیکھی تھی۔ اسی زوراء کے لفظ سے یہ بات نکلتی ہے کہ اس کا نام زوراء کیوں رکھا گیا۔

ابن زبالہ کے مطابق حضرت سعید بن محمد بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک زوراء میں دیکھی۔ حضرت عبد العزیز بن محمد کہتے ہیں کہ یہ وہی گھر ہے جو محمد بن زید بن علی کے قبضے میں آ گیا تھا۔

حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کی قبر مبارک حضرت سعید بن عثمان کے اس گھر کے سامنے تھی جسے زوراء کہتے ہیں اور یہ بقیع میں تھی چنانچہ یہ گھر راستہ میں ہونے کی وجہ سے گر گیا تھا۔

حضرت قدامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان بن مظعون کے پہلو میں دفن فرمایا' ان کی قبر مبارک حضرت عقیل بن ابو طالب کے گھر کے کونے کے برابر' دار محمد بن زید کی جانب تھی۔

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک

ابن شبہ کے مطابق حضرت سعد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ میں نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک دیکھی تو وہ محمد بن علی بن حنفیہ کے گھر کے نزدیک تھی۔

حضرت محمد بن قدامہ کے دادا کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون کو دفن کیا تو ایک پتھر منگوا کر ان کے سر کی طرف رکھ دیا۔ حضرت قدامہ کہتے ہیں کہ جب بقیع میں خرابی ہوئی تو ہم نے وہ پتھر وہیں دیکھا جس سے ہم نے پہچان لیا کہ وہ حضرت عثمان بن مظعون کی قبر ہے۔

عبد العزیز بن عمران کہتے ہیں کسی کو میں نے کہتے سنا کہ حضرت عثمان بن مظعون کے سر اور پاؤں کی جانب

باب (.3) فاطمة بنت اسد، عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہم و رقية، أم كلثم، زينب بنت رسول الله ﷺ

دليل (.7)

ورواه ابن شَبَّة، ولفظه: لما ماتت رقيَّة بنت رسول الله ﷺ قال رسول الله ﷺ: الْحَقي بسلفنا الخير عثمان بن مظعون، قال: وبكى النساء، فجعل عمر يضربهنَّ بسَوْطه، فأخذ النبي ﷺ بيده وقال: دَعْهُنَّ يا عمر، وإياكُنَّ ونَعيق الشيطان فإنه مهما يكن من العين والقلب فمن الله ومن الرحمة، ومهما يكن من اللسان ومن اليد فمن الشيطان[1]، قال: فبكت فاطمة رضي الله عنها على شَفير القبر، فجعل النبي ﷺ يَمْسَحُ الدموع عن عينيها بطَرَفِ ثوبه[2].

قال ابن شَبَّة عقبه: ورويَ خلافه ـ أي: من حيث حضوره ﷺ لذلك.

ثم روى عن عروة: أنَّ رسول الله ﷺ خَلَّفَ عثمان بن عفان وأسامة بن زيد على رقية وهي وَجِعَة أيام بدر[3].

وعن الزهري: أنَّ زيد بن حارثة جاء بشيراً بوقعة بدر، وعثمان قائم على قبر رقيَّة يدفنها[4].

قلت: هذا هو المشهور، والثابت في **الصحيح** أنه ﷺ حضر دفن ابنته أم كلثوم زوجة عثمان رضي الله عنه، فلعلَّ الخبر الأول فيها، أو في زينب أختها، فإنها توفيت سنة ثمانٍ بالمدينة، والظاهر أنهنَّ جميعاً عند عثمان بن مظعون، لما تقدَّم من قوله ﷺ: "وأدفنُ إليه من مات من أهلي"، ويحتمل أنَّ بعضهن هي التي وُجِدَ قبرُها عند حفر الدعامة التي أمام المصَلَّى الشريف، كما سيأتي في قبر فاطمة الزهراء، وحصل الوهم في نسبته لفاطمة، والله أعلم.

---

(١) المصدر نفسه ٣/٣٩٩.
(٢) تاريخ المدينة ١/١٠٣.
(٣) المصدر نفسه.
(٤) المصدر نفسه ١/١٠٣ ـ ١٠٤.

٢٧٣

باب (.3) فاطمة بنت اسد، عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہم و رقية، أم كلثم، زينب بنت رسول الله ﷺ

دليل (.7)

قبر فاطمة بنت أسد
أمّ عليّ بن أبي طالب رضي الله عنهما

روى ابن زبالة عن محمد بن عمر بن علي بن أبي طالب، قال: دَفَنَ رسول الله ﷺ فاطمة بنت أسد بن هاشم ـ وكانت مهاجرةً مبايعةً ـ بالرَّوحاء، مقابل حُمَام أبي قطيفة، قال: وثَمَّ قبرُ إبراهيم بـن النبي ﷺ وقبر عثمان بن مظعون.

وسيأتي ما نقله ابن شَبَّة في قبر العباس من قول عبد العزيز بن عمران: إنه دُفِنَ عند قبر فاطمة بنت أسد بن هاشم في أول مقابر بني هاشم التي في دار عقيل[1].

قلت: وهذا كله صريح في مخالفة ما عليه الناس اليومَ من أنَّ قبرها في المشهد الآتي ذكره.

وأول من ذكر أنها بذلك المشهد ابنُ النجار، وتبعه مَنْ بعده، ولم أقف له على مستند في ذلك، والأثبت عندي ما هنا، إذ يبعد أنْ يدفنها النبي ﷺ بذلك الموضع القاصي ويترك ما قَرُبَ من عثمان بن مظعون، وقد قال: «وادفن إليه من مات من أهلي».

وأيضاً: فلا يظهر أنَّ الموضع المعروف بمشهدها من البقيع، لأنَّ مشهد عثمان ـ كما سيأتي ـ ليس من البقيع، وهذا المشهد بطرف زقاق في شاميِّه إلى المشرق.

فإنْ قيل: النخيل التي تقابل هذا المشهد[2] ـ قال ابن النجار ـ إنها تُعرف بالحُمَام، وقد قال في الرواية الأولى: مقابل حُمَام أبي قطيفة[3]، قلت: الظاهر أنَّ

---

(١) المصدر نفسه ١/١٢٧.

(٢) قال ابن النجار في الدرة الثمينة ٢٣٧: «واليوم مقابلها نخل يعرف بالحمام، وقبر عثمان بن عفان رضي الله عنه وعليه قُبة عالية، وهو قبل قُبة فاطمة بنت أسد بقليل وحوله نخل».

(٣) في المصدر نفسه ٢٣٦: «بالروحاء مقابلها حمام أبي قطيفة».

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.3) فاطمة بنت اسد، عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہم و رقية، أم كلثم، زينب بنت رسول الله ﷺ

دليل (.7)

إلى الباب نَزَع قميصه فقال: إذا غسلتموها فأشعروها إياه تحت أكفانها، فلما خرجوا بها جعل رسول الله ﷺ مرةً يحمل، ومرةً يتقدم، ومرةً يتأخر، حتى انتهينا إلى القبر فتمعَّكَ في اللحد ثم خرج فقال: أدخِلُوها باسم الله وعلى اسم الله، فلما أنْ دفنوها قام قائما فقال: جزاكِ الله من أُمٍّ وربيبةٍ خيراً، فنعم الأم ونعم الربيبة كنت لي، قال: فقلنا له أو قيل له: يا رسول الله لقد صنعت شيئين ما رأيناك صنعت مثلهما قط، قال: ما هو؟ قلنا: نَزْعُكَ قميصَك وتمعُّكك في اللحد، قال: أما قميصي فأريد أنْ لا تَمَسَّها النار أبداً إنْ شاء الله تعالى، وأما تمعُّكي في اللحد فأردتُ أنْ يوسِّعَ الله عليها قبرها[1].

وروى ابن عبد البر عن ابن عباس، قال: لما ماتت فاطمة أُمُ علي بن أبي طالب ألبسها رسول الله ﷺ قميصه واضطجع معها في قبرها، فقالوا ما رأيناك صنعت ما صنعت بهذه! فقال: إنه لم يكن أحدٌ بعد أبي طالب أبَرَّ بي[2] منها، إنما ألبستها قميصي لتُكسى من حُلل الجنة، واضطجعت معها ليهون عليها[3].

وفي **الكبير والأوسط** بسندٍ فيه روح بن صلاح[4]، وثَّقه ابن حِبَّان والحاكم وفيه ضعف، وبقية رجاله رجال **الصحيح**، عن أنس بن مالك، قال: لما ماتت فاطمة بنت أسد دخل عليها رسول الله ﷺ فجلس عند رأسها، فقال: رَحِمَكِ الله يا أمي بعد أمي، وذكر ثناءه عليها وتكفينها ببُرده، قال: ثم دعا رسول الله ﷺ أُسامة بن زيد وأبا أيوب الأنصاري وعمر بن الخطاب وغلاماً أسودَ يحفرون، فحفروا قبرها، فلما بلغوا اللحد حَفَره رسول الله ﷺ بيده، وأخرج ترابه بيده، فلما فرغ دخل رسولُ الله ﷺ فاضطجع فيه، ثمَّ قال: الله الذي يُحيي ويُميت وهو حَيٌّ لا يموت، اغفر لأمي فاطمة بنت أسد، ووسِّع عليها مَدْخَلها بحق نبيِّك والأنبياء

(١) المصدر نفسه ١/ ١٢٤.
(٢) في الأصول: أبرَّ لي، وما هنا من الاستيعاب.
(٣) الاستيعاب ٤/ ٣٨٢.
(٤) هو روح بن صلاح المصري ويقال له: ابن سيابة، المتوفى سنة ٢٣٣هـ، ترجم له الذهبي في الميزان ٢/ ٥٨ ومجمع الزوائد ١/ ١٣٥، ١٧٢، ٩/ ٢٥٧ وذكر أقوال ابن حبان والحاكم في توثيقه وقال: ضعَّفَه ابن عدي.

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.3) فاطمة بنت اسد، عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہم و رقية، أم كلثم، زينب بنت رسول الله ﷺ

دليل (.7)

الذين قبلي، فإنك أرحَمُ الراحمين، وكبَّر عليها أربعاً، فأدخلها اللحد هو والعباس وأبو بكر الصديق رضي الله عنهم[1].

قبر عبد الرحمن بن عوف

روى ابن زبالة عن حميد بن عبد الرحمن، قال: أرسلت عائشة إلى عبد الرحمن بن عوف حين نزل به الموت: أنْ هلُمَّ إلى رسول الله ﷺ وإلى أخَوَيْك، فقال: ما كنت مُضيِّقاً عليك بيتَك، إني كنتُ عاهدتُ ابن مظعون أيُّنا مات دُفنَ إلى جنب صاحبه[2]، قالت: فَمُرُّوا به عليَّ، فمروا به عليها فصَلَّت عليه.

وروى ابن شَبَّة عن حفص بن عمر[3] بن عبد الرحمن نحوَه[4].

وعن عبد الواحد بن محمد بن عبد الرحمن بن عوف: أنه أوصى إنْ هَلَك بالمدينة أنْ يُدفَنَ إلى جنب[5] عثمان بن مظعون، فلما هلك حُفِرَ له عند زاوية دار عقيل الشرقية فَدُفِنَ هناك، عليه ثوبُ حبرة من العَصْب، أتمارى أنْ يكونَ فيه لُحْمَةُ ذَهبٍ أوْ لا[6].

قبر سَعْد بن أبي وَقَّاص

روى ابن شَبَّة عن ابن دهقان، قال: دعاني سعد بن أبي وقاص فخرجت معه إلى البقيع، وخرج بأوتادٍ، حتى إذا جاء من موضع زاوية دار عقيل الشرقية الشاميَّة، أمرني فَحَفَرتُ، حتى إذا بلغتُ باطنَ الأرض ضربَ فيها الأوتاد، ثم قال: إنْ هلكت فاذْلُلهم على هذا الموضع يَدفِنوني فيه[7]، فلما هلك قلت ذلك

---

(١) المعجم الكبير ٢٤/ ٣٥١-٣٥٢ ومجمع الزوائد ٩/ ٢٥٦-٢٥٧.
(٢) المغانم المطابة ص٢١٠.
(٣) في الأصول: عثمان، وفي مخطوطة تاريخ المدينة ورقة ١١٩أ: يمكن أن يُقرأ، عثمان أو عمر، و«عثمان وعمر» من ولد عبد الرحمن بن عوف كما في نسب قريش للزبيري ٢٦٩، ٢٧١ والجمهرة لابن حزم ١٣٥: والراجح عندي هنا عمر لأنَّ ولده حفص هو الذي تولى دفن أزهر بن مكمل بفيفاء الفحلتين، كما جاء في الجمهرة ١٣٠ أيضاً.
(٤) تاريخ المدينة ١/ ١١٥.
(٥) سقطت من س، ص، خ، ر، م١، م٢.
(٦) المصدر نفسه.
(٧) ك، خ، ش، ر، م١، م٢: به

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.3) فاطمة بنت اسد، عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہم و رقية، أم كلثم، زينب بنت رسول الله ﷺ

دليل (.7)

ابن شبہ کے مطابق حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن عفان اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نگہداشت کے لئے وہیں چھوڑ دیا تھا' وہ بیمار تھیں اور بدر کا دن تھا۔

پھر حضرت زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب حضرت یزید بن حارثہ فتح بدر کی خوشخبری لے کر آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رقیہ کو دفن کرنے کے لئے قبر پر کھڑے تھے۔

میں کہتا ہوں' یہ تو مشہور بات ہے لیکن صحیح بخاری سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ اپنی بیٹی اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ عثمان کے دفن کے وقت موجود تھے تو شاید پہلی خبر انہی کے بارے میں تھی یا ان کی بہن زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں تھی کیونکہ وہ ۸ھ کو مدینہ میں فوت ہوئی تھیں اور ظاہر یہ ہے کہ تمام کی قبریں حضرت عثمان بن مظعون کے پاس تھیں کیونکہ آپ نے فرمایا تھا: میرے اہل خانہ میں سے جو بھی فوت ہوگا' میں اسے عثمان کے پاس دفن کروں گا اور شاید ان میں سے ایک یہ بھی ہوں (اس کہ ستون کی کھدائی کے وقت جو مصلّے کے سامنے تھا) جن کی قبر کا پتہ چلا تھا جیسے عنقریب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک کے بیان میں آ رہا ہے اور اس کے حضرت فاطمہ کی طرف نسبت کرنے میں وہم پیدا ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت فاطمہ بنت اسد والدۂ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبر مبارک

ابن زبالہ کے مطابق حضرت محمد بن عمر بن علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خود دفن فرمایا تھا' انہوں نے ہجرت کی تھی اور رَوحاء میں بیعت کی تھی جو ابو قطیفہ کے حمام کے سامنے تھا۔ کہتے ہیں کہ وہیں حضرت ابراہیم اور عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبریں تھیں اور ابن شبہ کے مطابق آگے آ رہا ہے کہ عبد العزیز بن عمران کے کہنے کے مطابق حضرت عباس کی قبر حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم کے پاس تھی اور بنو ہاشم کی ان قبروں میں سے پہلی تھی جو دار عقیل میں بنی تھیں۔

میں کہتا ہوں کہ یہ سب کچھ اس بات کی مخالفت میں آیا ہے جس کی بابت لوگ آج کل کہتے ہیں یعنی یہ کہ ان کی قبر اس جگہ ہے جس کا بیان آگے آ رہا ہے اور سب سے پہلے قبر کے آئندہ مقام پر ہونے کا ذکر ابن نجار نے کیا تھا اور بعد والے ان کی پیروی میں کہہ گئے حالانکہ مجھے اس بارے میں کوئی دلیل نہیں مل سکی میرے خیال میں تو قبر یہیں ہے کیونکہ یہ بعید از قیاس ہے کہ نبی کریم ﷺ انہیں اتنی دور دفن فرماتے اور حضرت عثمان بن مظعون کے پاس نہ دفناتے حالانکہ آپ نے تو فرما دیا تھا کہ: ''حضرت عثمان بن مظعون کے پاس میں اپنے اہل خانہ میں سے فوت ہو جانے والوں کو دفن کروں گا۔'' اور پھر یہ بھی ہے کہ یوں قبر کی اس مشہور جگہ کا بقیع سے ہونا ظاہر نہیں ہوتا کیونکہ حضرت عثمان کا مزار بقیع میں شامل نہیں اور یہ قبر مشرقی جانب اس کے شمال میں گلی کے ایک جانب ہے۔

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.3) فاطمة بنت اسد، عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہم و رقية، أم كلثم، زينب بنت رسول الله ﷺ

دليل (.7)

کبیر اور اوسط کے مطابق حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت فاطمہ بنت اسد کا وصال ہوا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور سرہانے بیٹھ گئے پھر فرمایا: میری ماں کے بعد میری ماں! اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ پھر انہوں نے آپ کی تعریف کا ذکر کیا اور اپنی چادر میں کفن دینے کا بتایا' حضرت انس کہتے ہیں کہ پھر آپ نے اُسامہ بن زید' ابو ایوب انصاری' عمر بن خطاب اور ایک سیاہ فام غلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلا کر قبر تیار کرنے کا حکم فرمایا اور وہ لحد تک پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے خود کھدائی کی اور اپنے ہاتھ سے مٹی نکالی اور جب اس سے فارغ ہو گئے تو آپ قبر میں لیٹ گئے اور پھر فرمایا: اللہ وہ ذات ہے جو زندگی اور موت دیتا ہے' خود زندہ ہے' اسے موت نہیں آئے گی' الٰہی! میری ماں فاطمہ بنت اسد کی بخشش فرما' اپنے نبی اور پہلے انبیاء کے صدقے میں ان کی قبر کو کشادہ فرما کیونکہ تو ارحم الراحمین ہے' پھر جنازہ میں چار تکبیر کہیں اور پھر حضرت عباس' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ساتھ لے کر آپ نے انہیں لحد میں داخل کیا۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر

ابن زبالہ کے مطابق حضرت حمید بن عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب حضرت عبد الرحمٰن بن عوف قریب المرگ ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ اور اپنی دونوں ساتھیوں کے قریب دفن ہونے کے لئے تیاری کرو' انہوں نے کہا کہ میں آپ کا گھر تنگ نہیں کرنا چاہتا' میں نے حضرت ابن مظعون سے عہد کر رکھا تھا کہ ہم میں جو بھی پہلے فوت ہو تو دوسرا اپنے ساتھی کے پہلو میں دفن ہو گا۔ آپ فرماتی ہیں: انہیں میرے پاس لے آؤ چنانچہ لایا گیا تو آپ نے ان کے لئے دُعا فرمائی۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی کہ اگر وہ مدینہ میں فوت ہو جائیں تو انہیں حضرت عثمان بن مظعون کے پہلو میں دفن کیا جائے اور جب وہ فوت ہو گئے تو دارِ عقیل کے مشرقی کونے پر ان کی قبر بنائی گئی اور وہاں دفن کر دیئے گئے' ان پر ایک چادر ڈالی گئی' مجھے یہ شک رہا کہ اس میں سونے کی تار تھی یا نہیں۔

حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر

ابن شبہ کے مطابق ابن دھقان کہتے ہیں' مجھے سعد بن ابو وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلایا تو میں ان کے ساتھ بقیع کی طرف گیا' وہ میخ لے کر نکلے تھے اور جب عقیل کے شمال مشرقی کونے کی جگہ پہنچے تو مجھے قبر کھودنے کو کہا' میں نے شروع کر دی اور زمین کی گہرائی تک کھود دی۔ پھر جب میں زمین کے نچلے حصے تک پہنچا تو انہوں نے وہاں میخیں گاڑ دیں اور کہا: اگر میں فوت ہو جاؤں تو انہیں بتا دینا کہ مجھے یہاں دفن کریں چنانچہ جب وہ فوت ہو گئے تو میں نے یہ بات ان کے لڑکے سے کہی چنانچہ ہم نکلے تو میں نے انہیں اس جگہ کی نشاندہی کر دی' انہوں نے وہ میخیں دیکھیں تو وہیں قبر تیار کر کے انہیں دفن کر دیا۔

باب (.4) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

دليل (.8)

كتاب الطبقات الكبير

لمحمد بن سعد بن منيع الزهري

ت ٢٣٠ هـ

الجزء الثالث

الطبقة الأولى

في البدريين من المهاجرين والأنصار

تحقيق

الدكتور علي محمد عمر

الناشر مكتبة الخانجي بالقاهرة

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.4) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

دليل (.8)

٣٩٩

قال رُبيح : ولقد أخبرنى محمّد بن المنكدر عن محمّد بن شرحبيل بن حَسَنة قال : أخذ إنسان قبضة من تراب قبر سعد فذهب بها ثمّ نظر إليها بعد ذلك فإذا هى مسك .

قال : أخبرنا يزيد بن هارون قال : أخبرنا محمّد بن عمرو عن محمّد بن المنكدر عن محمّد بن شرحبيل بن حَسَنة أنّ رجلًا أخذ قبضةً من تراب قبر سعد يوم دفن ففتحها بعدُ فإذا هى مسك .

رجع الحديث إلى حديث أبى سعيد الخدرىّ قال : فطلع علينا رسول الله ، ﷺ ، وقد فرغنا من حُفْرته ووضعنا اللّبِن والماء عند القبر وحفرنا له عند دار عَقيل اليوم ، وطلع رسول الله علينا فوضعه عند قبره ثمّ صلى عليه ، فلقد رأيتُ من الناس ما ملأ البقيع .

أخبرنا محمّد بن عمر قال : حدّثنى إبراهيم بن الحصين بن عبد الرحمن عن داود ابن الحصين عن عبد الرحمن بن جابر عن أبيه قال : لمّا انتهوا إلى قبر سعد نزل فيه أربعة نفر : الحارث بن أوس بن معاذ وأسيد بن الحُضير وأبو نائلة سِلْكان بن سلامة وسلمة بن سلامة بن وقش ، ورسول الله ، ﷺ ، واقف على قدميه ، فلمّا وُضع فى قبره تغيّر وجه رسول الله ، ﷺ ، وسبّح ثلاثًا فسبّح المسلمون ثلاثًا حتى ارتجّ البقيع ، ثمّ كبّر رسول الله ، ﷺ ، ثلاثًا وكبّر أصحابه ثلاثًا حتى ارتجّ البقيع بتكبيره ، فسُئل رسول الله ، ﷺ ، عن ذلك فقيل : يارسول الله رأينا بوجهك تغيّرًا وسبّحت ثلاثًا ، قال : تضايق على صاحبكم قبره وضُمّ ضَمّةً لو نَجَا منها أحدٌ لنجا سعد منها ثمّ فرج الله عنه . قال محمّد بن عمر : فحدّثنى غير إبراهيم بن الحصين أنّ سعدًا غسله الحارث بن أوس بن معاذ وأسيد بن حُضير ، وسلمة بن سلامة بن وقش يصُبّ الماء ، ورسول الله ، ﷺ ، حاضر ، فغسل بالماء الغسلة الأولى ، والثانية بالماء والسدر ، والثالثة بالماء والكافور ، ثمّ كفّن فى ثلاثة أثواب صُحاريّة أُدرج فيها إدراجًا وأُتى بسرير كان عند النُّبَيْط يُحمَل عليه الموتَى فوُضع على السرير فرُئى رسول الله يحمله بين عمودَىْ سريره حين رفع من داره إلى أن خرج .

قال : أخبرنا محمّد بن عمر قال : أخبرنا إبراهيم بن الحصين وأبو بكر بن عبد الله بن أبى سَبرة عن المِسور بن رفاعة القُرَظى قال : جاءت أمّ سعد بن معاذ إلى سعد فى اللحد فردّها الناس ، فقال رسول الله ، ﷺ : دعوها ، فأقبلت حتى

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.4) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

دليل (.8)

نظرت إليه وهو في اللحد قبل أن يبنى عليه اللبن والتراب فقالت : احتسبتك عند الله . وعزّاها رسول الله ، ﷺ ، على قبره وجلس ناحية ، وجعل المسلمون يردّون تراب القبر ويُسَوّونه ، وتَنَحّى رسول الله فجلس حتى سُوّى على قبره ورشّ عليه الماء ، ثمّ أقبل فوقف عليه فدعا له ثمّ انصرف .

أخبرنا خالد بن مَخْلد البَجَلي وأبو بكر بن عبد الله بن أبي أويس قالا : أخبرنا محمد بن موسى بن أبي عبيد الله مولى الفِطْرِيّين قال : أخبرنا معاذ بن رفاعة بن رافع الزُّرَقيّ قال : دُفن سعد بن معاذ إلى رأس دار عَقيل بن أبي طالب (١) .

أخبرنا يزيد بن هارون قال : أخبرنا محمد بن عمرو عن أبيه عن جدّه عن عائشة قالت : ما كان أحد أشدّ فقدًا على المسلمين بعد رسول الله ، ﷺ ، وصاحبيه ، أو أحدهما ، من سعد بن معاذ (٢) .

أخبرنا محمد بن عمر قال : أخبرنا عتبة بن جَبيرة عن الحصين بن عبد الرحمن ابن عمرو بن سعد بن معاذ قال : كان سعد بن معاذ رجلًا أبيض ، طوالًا ، جميلًا ، حسن الوجه ، أعين ، حسن اللحية ، فرُمى يوم الخندق سنة خمس من الهجرة فمات من رميته تلك وهو يومئذٍ ابن سبع وثلاثين سنة ، فصلّى عليه رسول الله ، ﷺ ، ودُفن بالبقيع .

أخبرنا محمد بن الفُضيل بن غزوان عن عطاء بن السائب عن مجاهد عن ابن عمر قال : اهتزّ العرش لحبّ لقاء الله سعدًا . قال إنّما يعنى السرير ، قال إنّما تفسّخت أعواده . قال ودخل رسول الله ، ﷺ ، قبره فاحتبس فلمّا خرج قيل له : يارسول الله ما حبسك ؟ قال : ضُمّ سعد في القبر ضمّةً فدعوتُ الله أن يكشف عنه .

أخبرنا أبو معاوية الضرير عن الأعمش عن أبي سفيان عن جابر قال : قال رسول الله ، ﷺ : لقد اهتزّ عرش الله لموت سعد بن معاذ (٣) .

أخبرنا أبو أسامة حمّاد بن أسامة ومحمد بن عبد الله الأنصاري وروح بن عبادة وهوذة بن خليفة قالوا : أخبرنا عوف عن أبي نضْرة عن أبي سعيد الخدرى قال : قال رسول الله ، ﷺ : لقد اهتزّ العرش لموت سعد .

---

(١) أورده الذهبي في تاريخ الإسلام ص ٣٢٥ من المغازى .
(٢) أورده الذهبي في تاريخ الإسلام ص ٣٢٧ من المغازى .
(٣) الذهبي في تاريخه ص ٣٢٧ من المغازى .

باب (.4) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

دلیل (.8)

اسلامی تاریخ کا مستند اور بنیادی ماخذ

طبقات ابنِ سعد

سیرتِ خلفائے راشدینؓ
صحابہ کرامؓ، مہاجرین و انصار

جلد دوم

حصہ سوم و چہارم

خلفائے راشدینؓ، اصحاب بدرئینؓ اور صحابہ کرامؓ کے احوال مع انساب اور ان کے دینی کارنامے درج ہیں

صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام کے احوال مع انساب کا مستند اور معتبر معلومات کا مجموعہ

مصنف
علامہ ابوعبداللہ محمد بن سعد البصری
(المتوفی ۲۳۰ھ)

ترجمہ
علامہ عبداللہ العمادی مرحوم

تسہیل، اضافہ عنوانات وحواشی
مولانا محمد اصغر مغل (فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی)

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.4) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

دلیل (.8)

آپ نے فرمایا، قسم ہے اسکی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ان کا جنازہ ملائکہ اٹھائے ہوئے ہیں۔

نافع سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ سعد بن معاذؓ کے جنازے میں ایسے ستر ہزار ملائکہ موجود تھے جو زمین پر کبھی نہیں اترے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھارے ساتھی کو دبایا گیا، پھر انھیں چھوڑ دیا گیا۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بندہ صالح کے لئے فرمایا، جس کے لئے عرش ہل گیا، آسمانوں کے دروزے کھول دیئے گئے اور ایسے ستر ہزار ملائکہ نازل ہوئے جو اس سے پہلے زمین پر نازل ہوئے تھے کہ اسے دبایا گیا، پھر چھوڑ دیا گیا۔ یعنی سعد بن معاذ کو۔

سعدؓ کو عذاب قبر ...... سعید المقبری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کو دفن کیا تو فرمایا کہ اگر تنگی قبر سے کسی کو نجات ملی تو ضرور سعد کو نجات ملتی حالانکہ انھیں پیشاب کے اثر کی وجہ سے (یعنی جو بے احتیاطی سے پیشاب کرنے میں چھینٹیں پڑ جاتی ہیں انکی وجہ سے) اس طرح دبایا گیا کہ انکی ادھر کی پسلیاں ادھر ہو گئیں

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا آپ جب سعد کی قبر کے پاس کھڑے تھے کہ انہیں دبایا جا رہا ہے اگر عمل کی وجہ سے کسی کو اس سے نجات ملتی تو سعد کو بھی ضرور ملتی۔

ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کی قبر پر چادر بچھائی چادر اس وقت بچھائی گئی کہ آپ موجود تھے۔

آپ ﷺ سعد بن معاذؓ کے جنازے کے آگے آگے تھے ...... عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سعد بن معاذؓ کے جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا۔

بنی عبدالاشہل کے شیوخ سے مروی ہے کہ رسواللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کے جنازے کو ان کی کوٹھری سے دو پایوں کے درمیان سے اٹھایا۔ یہاں تک کہ آپ نے اسے مکان (دار) سے نکالا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ دار تمیں ہاتھ کا ہوتا ہے (یعنی پندرہ گز کا)

سعد بن معاذؓ کی قبر کی مٹی سے مشک کی خوشبو ...... ربیع بن عبدالرحمٰن بن ابی سعید الخذری نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جنھوں نے بقیع میں سعد کے لئے قبر کھودی تھی ہم جب مٹی کا کوئی حصہ کھودتے تو مشک کی خوشبوں آتی یہاں تک کہ ہم لحد تک پہنچے۔

محمد بن شرجیل بن حسنہ سے مروی ہے کہ کسی شخص نے سعد کی قبر کی مٹی میں سے ایک مٹھی لے لی وہ اسے لے گیا، پھر اسے دیکھا تو وہ مشک تھی۔

محمد بن شرجبیل بن حسنہ سے مروی ہے کہ جس دن دفن کئے گئے تو ایک شخص نے انکی قبر کی مٹی میں سے ایک مٹھی لے لی، بعد کو اسے کھولا تو وہ شک تھی۔

(تتمہ روایت ابوسعید التحدری) انھوں نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نظر آئے ہم اس کے کھودنے سے فارغ ہو گئے تھے اور کچی اینٹیں اور پانی قبر کے پاس رکھ دیا تھا۔ ہم نے دار عقیل کے ہاں ان کے لئے قبر کھودی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نظر آئے آپ نے سعد کو ان کی قبر کے پاس رکھ دیا اور ان پر نماز ی پڑھی،

باب (.4) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

دلیل (.8)

میں نے اتنے آدمی دیکھے جنھوں نے بقیع کو بھر دیا تھا۔

سعدؓ کی قبر مبارک میں کون لوگ اترے؟...... عبدالرحمٰن بن جابر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب لوگ سعد کی قبر کے پاس پہنچے تو اس میں چار آدمی اترے، حارث بن اوس بن معاذ، اسید بن حضیر ابو نائلہ سلکان بن سلامہ اور سلمہ بن سلامہ بن وقش، رسول اللہ ﷺ نے کے قدموں کے پاس کھڑے تھے۔

جب وہ اپنی قبر میں رکھ دیئے گئے تو رسول اللہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا آپ نے تین بار تسبیح کہی تو مسلمانوں نے بھی تین مرتبہ تسبیح گوئی کی، تو رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ تکبیر کہی اور آپ کے اصحاب نے بھی تین مرتبہ تکبیر کہی یہاں تک کہ بقیع آپکی تکبیروں سے گونج گیا۔ رسول اللہ ﷺ سے اس کو دریافت کیا گیا کہ یارسول اللہ ہم نے آپ کے چہرے میں تغیر دیکھا اور آپ نے تین مرتبہ تسبیح کہی، فرمایا تمھارے ساتھی پر قبر تنگ ہوگئی اور انھیں دبایا گیا اگر اس سے کسی کو نجات ہوتی تو سعد کو ضرور ہوتی۔ پھر اللہ نے اسے کشادہ کر دیا۔

سعد بن معاذؓ کو کس نے غسل دیا؟ ...... محمد بن عمر نے کہا کہ سعد کو حارث بن اوس بن معاذ، اسید بن حضیر اور سلمہ بن سلامہ وقش نے غسل دیا۔ وہ پانی ڈال رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ موجود تھے۔ پہلا غسل پانی سے دیا گیا، دوسرا پانی اور بیری سے اور تیسرا پانی اور کافور سے انھیں تین صحاری (سوتی) چادروں میں کفن دیا گیا جن میں انھیں لپیٹ دیا گیا۔ تابوت لایا گیا جو النبیط کے پاس تھا اور مردے اس پر اٹھائے جاتے تھے انھیں تابوت میں رکھ دیا گیا۔ جس وقت انھیں مکان سے لے چلے تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھا گیا تو تابوت کے پایوں کے درمیان سے انھیں اٹھائے ہوئے تھے۔

نبی ﷺ کا ام سعد کو قبر دیکھنے سے روکنا ...... مسور بن فاعہ قرظی سے مروی ہے کہ سعد بن معاذؓ کی والدہ سعد کو لحد میں دیکھنے آئیں تو لوگوں نے انھیں واپس کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انھیں چھوڑ دو، وہ آئیں اور قبل اس کے کہ سعد پر اینٹ اور مٹی لگائی جائے انھیں لحد میں دیکھا تو کہا کہ مجھے یقین ہے کہ تم اللہ کے پاس ہو، رسول اللہ ﷺ نے قبر پر ان سے (والدہ سعد سے) تعزیت کی، مسلمان قبر کی مٹی ڈالنے لگے اور اسے برابر کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ کنارے ہٹ کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ انکی قبر برابر کر دی گئی اور اس پر پانی چھڑک دیا گیا۔ آپ آئے اور کھڑے ہو کر ان کے لئے دعا کی پھر واپس ہوئے معاذ بن رافع زرقی سے موی ہے کہ سعد بن معاذ کو عقیل بن ابی طالب کے مکان کی بنیاد میں دفن کیا گیا۔

سعد بن معاذؓ کی جدائی کا اثر ...... عائشہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ اور ان کے صاحبین (ابوبکرؓ وعمرؓ) یا ان میں سے ایک کے بعد کسی جدائی مسلمانوں پر اتنی شاق نہ ہوئی جتنی سعد بن معاذؓ کی۔

سعدؓ کا حلیہ اور وفات...... حصین بن عبدالرحمٰن عمرو بن سعد بن معاذؓ سے مروی ہے کہ سعد بن معاذؓ گورے لانبے، اچھے خوبصورت بڑی آنکھ والے اور خوبصورت داڑھی والے آدمی تھے) انھیں غزوہ خندق ۵ھ میں

باب (.5) شهداء أحد رضی اللہ عنہم

دليل (.9)

الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار

للإمام الحافظ

أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي العبسي

المتوفى سنة ٢٣٥ هـ

تقديم وضبط

كمال يوسف الحوت

الجزء الثالث

دار التاج

الفصل (1.) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (5.) شهداء أحد رضی اللہ عنہم

دليل (9.)

١١٧٢٦ ـ حدثنا أبو بكر قال حدثنا وكيع عن إسرائيل عن أبي إسحاق عن أبي ميسرة أنه أوصى قال اجعلوا على قبري طناً من قصب.

١١٧٢٧ ـ حدثنا أبو بكر قال حدثنا قرة بن سليمان عن هشام عن الحسن أنه كان لا يرى بأساً بالساج والقصب وكره الآجر يعني في القبر.

(١٢٩) في اللبن ينتصب على القبر أو يبنى بناء

١١٧٢٨ ـ حدثنا أبو بكر قال حدثنا وكيع عن سفيان عن عبد الله بن عيسى عن الزهري عن علي بن حسين قال نصب اللبن على قبر النبي ﷺ نصباً.

١١٧٢٩ ـ حدثنا أبو بكر قال ثنا معتمر بن سليمان عن هشام عن الحسن ومحمد قالا إن شئت بنيت القبر بناء وإن شئت نصبت اللبن نصباً.

١١٧٣٠ ـ حدثنا أبو بكر قال ثنا عبد الأعلى عن معمر عن الزهري عن علي بن حسين أنهم على قبر رسول الله ﷺ نصبوا اللبن نصباً.

١١٧٣١ ـ حدثنا أبو بكر قال ثنا شريك عن جابر عن أبي جعفر وسالم والقاسم قالوا كان قبر النبي ﷺ وأبي بكر وعمر جثا قبلة نصب لهم اللبن نصباً.

(١٣٠) ما قالوا في القبر يسنم

١١٧٣٢ ـ حدثنا أبو بكر قال ثنا شريك عن جابر عن أبي جعفر وسالم والقاسم قالوا كان قبر النبي ﷺ وأبي بكر وعمر جثا قبلة.

١١٧٣٣ ـ حدثنا شريك عن جابر عن عامر قال رأيت قبور شهداء أحد قبلة قد بني عليها النصباء.

١١٧٣٤ ـ حدثنا أبو بكر قال ثنا عيسى بن يونس عن سفيان التمار قال دخلت البيت الذي فيه قبر النبي ﷺ فرأيت قبر النبي ﷺ وقبر أبي بكر وعمر مسنمة.

١١٧٣٥ ـ حدثنا أبو بكر قال حدثنا الأشجعي عن سفيان عن شعبة عن أبي نعامة قال شهدت مع موسى بن طلحة جنازة فقال جهزوا يعني سنموه.

١١٧٣٦ ـ حدثنا أبو بكر قال ثنا يحيى بن سعيد عن سفيان عن أبي حصين عن الشعبي قال رأيت قبور شهداء أحد جثا مسنمة.

١١٧٣٧ ـ حدثنا أبو بكر قال ثنا أبو داود الطيالسي عن خالد عن أبي عثمان عن رجل قال رأيت قبر ابن عمر بعدما دفن بأيام مسنماً.

٢٢

باب (.5) شهداء أحد رضی اللہ عنہم

دليل (.9)

(١٤١) من كان يكره التسليم على القبور

١١٧٩١ ـ **حدثنا** جرير عن مغيرة عن حماد أنه سئل عن التسليم على القبور فقال ما كان من صنيعهم.

١١٧٩٢ ـ **حدثنا** خالد بن الحارث قال سئل هشام أكان عروة يأتي قبر النبي ﷺ فيسلم عليه قال لا.

(١٤٢) من كان يأتي قبر النبي ﷺ فيسلم

١١٧٩٣ ـ **حدثنا** أبو معاوية عن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر أنه كان إذا أراد أن يخرج دخل المسجد فصلى ثم أتى قبر النبي ﷺ فقال السلام عليكم يا رسول الله السلام عليك يا أبا بكر السلام عليك يا أبتاه ثم يأخذ وجهه وكان إذا قدم من سفر يفعل ذلك قبل أن يدخل منزله.

(١٤٣) في تسوية القبر وما جاء فيه

١١٧٩٤ ـ **حدثنا** عبد الأعلى عن محمد بن إسحاق عن ثمامة بن شفي قال خرجنا غزاة في زمان معاوية إلى هذا الدرب وعلينا فضالة بن عبيد قال فتوفي ابن عم لي يقال له نافع فقام معنا فضالة على حضرته فلما دفناه قال خففوا عن حفرته فإن رسول الله ﷺ كان يأمر بتسوية القبور.

١١٧٩٥ ـ **حدثنا** يزيد بن هارون أخبرنا سليمان بن كثير عن الزهري عن عبد الله بن شرحبيل أن عثمان خرج فأمر بتسوية القبور فسويت إلا قبر أم عمرو وأبيه عثمان فقال ما هذا القبر؟ فقالوا: قبر أم عمرو فأمر به فسوي.

١١٧٩٦ ـ **حدثنا** محمد بن فضيل عن أشعث عن ابن أشوع عن حنش الكناني قال دخل عليّ على صاحب شرطه فقال انطلق فلا تدع زخرفاً إلا القيته ولا قبراً إلا سويته ثم دعاه فقال هل تدري إلى أين بعثتك إلى ما بعثني عليه رسول الله ﷺ.

١١٧٩٧ ـ **حدثنا** شريك عن أبي فزارة عن مولى لابن عباس قال: قال لي ابن عباس إذا رأيت القوم قد دفنوا ميتاً فأحدثوا في قبره ما ليس في قبور المسلمين فسوه بقبور المسلمين.

١١٧٩٨ ـ **حدثنا** وكيع عن عمران بن حدير عن أبي مجلز قال تسوية القبور من السنة.

١١٧٩٩ ـ **حدثنا** ابن علية عن عمران بن حدير عن أبي مجلز مثله.

١١٨٠٠ ـ **حدثنا** ابن علية عن منصور بن عبد الرحمن قال: قال رجل للشعبي رجل دفن ميتاً فسوى قبره بالأرض فقال أتيت على قبور شهداء أحد فإذا هي مشخصة من الأرض.

(١٤٤) في تطيين القبر وما ذكر فيه

١١٨٠١ ـ **حدثنا** إسماعيل ابن علية عن ابن عون قال سئل محمد بن سيرين هل تطين القبور فقال لا أعلم به بأساً.

باب (.5) شهداء أحد رضی اللہ عنہم

دلیل (.9)

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○ سورہ نجم 4,3:27

مُصنّف ابنِ ابی شیبہ مترجم

جلد نمبر ۳

حدیث نمبر ۸۱۹۷ تا حدیث نمبر ۱۲۲۷۱

مؤلف

الامام ابی بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبۃ العبسی الکوفی

المتوفی ۲۳۵ھ

مترجم

مولانا محمد اویس سرور ظلہ

MAKTABA-E-REHMANIA

مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون: 042-37224228-37355743

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.5) شهداء أحد رضی اللہ عنہم

دليل (.9)

(۱۱۸۵۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ قَبْرَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصَبُوا عَلَيْهِ اللَّبِنَ نَصْبًا.

(۱۱۸۵۲) حضرت علی بن حسین ؒ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک پر اینٹوں کو گاڑ دیا گیا تھا۔

(۱۱۸۵۳) حَدَّثَنَا شَرِيكٌ ، عَنْ جَابِرٍ ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَسَالِمٍ وَالْقَاسِمِ قَالُوا : كَانَ قَبْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ جُثًا قِبْلَةً ، نُصِبَ لَهُمُ اللَّبِنُ نَصْبًا.

(۱۱۸۵۳) حضرت ابو جعفر، حضرت سالم اور حضرت قاسم ؒ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک، حضرت صدیق اکبر، اور حضرت عمر ؓ کی قبر مبارک قبلہ کی طرف جھکی ہوئی (قبلہ رخ) تھیں اور ان پر اینٹیں گاڑ دی گئی تھیں۔

(۱۳۲) مَا قَالُوا فِي الْقَبْرِ يُسَنَّمُ

قبر کو کوہان نما بنایا جائے گا

(۱۱۸۵۴) حَدَّثَنَا شَرِيكٌ ، عَنْ جَابِرٍ ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَسَالِمٍ وَالْقَاسِمِ قَالُوا : كَانَ قَبْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ جُثًا قِبْلَةً.

(۱۱۸۵۴) حضرت ابو جعفر، حضرت سالم اور حضرت قاسم ؒ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک، حضرت صدیق اکبر، اور حضرت عمر ؓ کی قبر مبارک قبلہ کی طرف جھکی ہوئی (قبلہ رخ) تھیں اور ان پر اینٹیں گاڑ دی گئی تھیں۔

(۱۱۸۵۵) حَدَّثَنَا شَرِيكٌ ، عَنْ جَابِرٍ ، عَنْ عَامِرٍ ، قَالَ : رَأَيْتُ قُبُورَ شُهَدَاءِ جُثًا قَدْ نبتت عَلَيْهَا النَّصِي.

(۱۱۸۵۵) حضرت عامر ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے شہداء کی قبروں کو دیکھا جو جھکی ہوئی تھیں اور ان پر (عمدہ قسم کی) گھاس اگی ہوئی تھی۔

(۱۱۸۵۶) حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ، عَنْ سُفْيَانَ التَّمَّارِ ، قَالَ : دَخَلْتُ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ قَبْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَرَأَيْتُ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَقَبْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ مُسَنَّمَةً. (بخاری ۱۳۹۰)

(۱۱۸۵۶) حضرت سفیان التمار ؒ فرماتے ہیں کہ میں اس مکان میں داخل ہوا جس میں نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک ہے۔ میں نے آپ ﷺ کی قبر مبارک اور حضرت ابو بکر صدیق، اور حضرت عمر ؓ کی قبر دیکھا وہ کوہان نما تھیں۔

(۱۱۸۵۷) حَدَّثَنَا الأَشْجَعِيُّ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ أَبِي نَعَامَةَ ، قَالَ شَهِدْتُ مَعَ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ جَنَازَةً ، فَقَالَ : جَمْهِرُوه ، جَمْهِرُوه ، يَعْنِي سَنِّمُوهُ.

(۱۱۸۵۷) حضرت ابی نعامہ ؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت موسیٰ بن طلحہ ؓ کے ساتھ ایک جنازے میں شریک ہوا آپ نے (جنازے کے بعد) فرمایا اس کی قبر اٹھی ہوئی کوہان نما بناؤ۔

(۱۱۸۵۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، قَالَ : رَأَيْتُ قُبُورَ شُهَدَاءِ أُحُدٍ جُثًا مُسَنَّمَةً.

(۱۱۸۵۸) حضرت امام شعبی ؒ فرماتے ہیں کہ میں شہداء احد کی قبریں دیکھی وہ جھکی ہوئیں کوہان نما تھیں۔

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.5) شهداء أحد رضی اللہ عنہم

دليل (.9)

(۱۱۹۱۸) حضرت حنش الکنانی ؒ فرماتے ہیں کہ سیاہی والا حضرت علی ؓ کے پاس آیا، آپ ؓ کو اس نے فرمایا، چلتا جا، کوئی سامان نہ چھوڑ نا مگر اٹھالینا، اور کوئی قبر بغیر برابر کیے نہ چھوڑ نا۔ آپ نے اس کو بلا کر پوچھا کہ تجھے معلوم ہے میں نے تجھے کس کام کیلئے بھیجا ہے؟ اس کام کیلئے بھیجا ہے جس کام کیلئے رسول اکرم ﷺ نے مجھے بھیجا تھا۔

(۱۱۹۱۹) حَدَّثَنَا شَرِيكٌ ، عَنْ أَبِي فَزَارَةَ ، عَنْ مَوْلًى لِابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ : قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا رَأَيْتَ الْقَوْمَ قَدْ دَفَنُوا مَيِّتًا فَأَحْدَثُوا فِي قَبْرِهِ مَا لَيْسَ فِي قُبُورِ الْمُسْلِمِينَ فَسَوِّهِ بِقُبُورِ الْمُسْلِمِينَ.

(۱۱۹۱۹) حضرت ابن عباس ؓ کے غلام فرماتے ہیں مجھ سے حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ نے فرمایا: جب تو کسی قوم کو دیکھے جس نے مردے کو دفن کر کے قبر ایسی بنائی ہو جو مسلمانوں کی قبروں کی طرح نہ ہو تو تم اس کو مسلمانوں کی قبروں کے برابر کر دو۔

(۱۱۹۲۰) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُدَيْرٍ ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ ، قَالَ : تَسْوِيَةُ الْقُبُورِ مِنَ السُّنَّةِ.

(۱۱۹۲۰) حضرت ابو مجلز ؒ فرماتے ہیں کہ قبروں کو برابر کرنا سنت میں سے ہے۔

(۱۱۹۲۱) حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُدَيْرٍ ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ مِثْلَهُ.

(۱۱۹۲۱) حضرت ابو مجلز ؒ سے اسی کے مثل منقول ہے۔

(۱۱۹۲۲) حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، قَالَ : قَالَ رَجُلٌ لِلشَّعْبِيِّ رَجُلٌ دَفَنَ مَيِّتًا فَسَوَّى قَبْرَهُ بِالأَرْضِ ، فَقَالَ : أَتَيْتُ عَلَى قُبُورِ شُهَدَاءِ أُحُدٍ فَإِذَا هِيَ مُشَخَّصَةٌ مِنَ الأَرْضِ.

(۱۱۹۲۲) حضرت منصور بن عبد الرحمن ؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام شعبی ؒ سے عرض کیا ایک شخص نے اپنی میت کو دفن کیا اور اس کی قبر زمین کے برابر بنائی (کیا درست ہے؟) آپ ؒ نے فرمایا میں نے شھدائے احد کی قبریں دیکھی ہیں وہ زمین سے بلند اور ابھری ہوئی ہیں۔

(۱٤٦) فِي تَطْيِينِ الْقَبْرِ وَمَا ذُكِرَ فِيهِ

قبر کو گارے سے لیپنے کا بیان

(۱۱۹۲۳) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ ، قَالَ : سُئِلَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ هَلْ تُطَيَّنُ الْقُبُورُ ؟ فَقَالَ : لاَ أَعْلَمُ بِهِ بَأْسًا.

(۱۱۹۲۳) حضرت ابن عون ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد بن سیرین ؒ سے قبر کو لیپنے کے بارے میں سوال کیا گیا؟ آپ ؒ نے فرمایا میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔

(۱۱۹۲٤) حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ ، عَنْ يُونُسَ ، عَنِ الْحَسَنِ ، أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ تَطْيِينَ الْقُبُورِ.

(۱۱۹۲۴) حضرت یونس ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن ؒ قبروں کے لیپنے کو ناپسند فرماتے تھے۔

(۱۱۹۲٥) حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى ، عَنْ بُرْدٍ ، عَنْ مَكْحُولٍ ، أَنَّهُ كَرِهَهُ.

باب (.6) أسود بن سوادة رسولُ (ایلچی) – رسول الله عيسى بن مريم عليه السلام

دليل (.10)

وَفَاءُ الوَفَا

بأخبار دار المصطفى

تأليف

نور الدين علي بن عبد الله السمهودي

المتوفى سنة ٩١١هـ

تحقيق وتقديم

الدكتور قاسم السامرائي

الجزء الثالث

مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي

فرع موسوعة مكة المكرمة والمدينة المنورة

باب (.6) أسود بن سوادة رسولُ (ایلچی) – رسول الله عيسى بن مريم عليه السلام

دليل (.10)

العثماني، على ثلاثة أميال من المدينة، على يمين الذاهب إلى مكة[1].

قلت: هذا الجبل هو الذي يقابلك وأنت بالمدرج تريد مكة، فإذا استبطنت العقيق صار عن يمينك، والجبل المعروف بمكيمن الجماء متَّصِل به، آخذ منه على يمين الذاهب أيضاً.

الثانية: جمَّـاء أمِّ خـالـد:

التي تسيل على قصر محمد بن عيسى الجعفري وما والاه، وفي أصلها بيوت الأشعث وقصر يزيد بن عبد الملك بن المغيرة النوفلي[2]، وفيفاء الخَبَار من جماء أم خالد[3]، قاله الزبير.

ونقل ابن شَبَّة عن عبد العزيز بن عمران نحوه، إلاَّ أنه قال: في أصلها بيوت الأشعث وفيفاء الخبار، وبينها وبين جماء العاقر طريق من ناحية بئر رومة وفيفاء الخبار من جماء أم خالد[4].

وقال الهجري: الثانية جمَّاء أم خالد في مَهَبِّ الشمال من الأولى تماشي مسيل وادي العقيق منحدراً، وفيفاء الخبار منها[5].

وقال المجد: في أصل جماء أم خالد جبلٌ يقال له: شُفَر[6]، كما سيأتي في ترجمته.

روى الزبير عن موسى بن محمد عن أبيه، قال: وجد قبر أرمي على رأس جمَّاء أم خالد مكتوب فيه: أنا أسود بن سوادة رسول رسول الله عيسى بن مريم إلى أهل هذه القرية[7].

وعن ابن شهاب، قال: وجد قبر على جماء أم خالد أربعين ذراعاً في

---

(١) تاريخ المدينة ١/١٤٩.
(٢) في تاريخ المدينة المخطوط: "بيوت الأشعث وقصور يزيد بن عبد الملك الليثي".
(٣) المغانم المطابة ٩١.
(٤) تاريخ المدينة ١/١٤٩. والمغانم المطابة ٩١.
(٥) التعليقات والنوادر ٣/ ١٣٧٤ عن السمهودي.
(٦) المغانم المطابة ٢٠٦.
(٧) المصدر نفسه ٩٠ وتحقيق النصرة ١٨٢ والدرة الثمينة ٧٠.

باب (.6) أسود بن سوادة رسولُ (ایلچی) – رسول الله عيسى بن مريم عليه السلام

دليل (.10)

أربعين، مكتوب في حجر فيه: أنا عبد الله من أهل نينوى رسولُ رسول الله عيسى بن مريم عليه السلام إلى أهل هذه القرية، فأدركني الموت، فأوصيت أنْ أُدفنَ في جماء أم خالد(١).

قال عبد العزيز بن عمران: نينوى موضعان: أحدهما في أرض السواد بالطَفِّ حيث قُتل الحسين رضي الله عنه، والآخر قرية بالموصل، وهي التي فيها يونس النبي ﷺ، ولسنا ندري أيَّ الموضعين عَنَى(٢).

وتقدَّم في أوائل **الباب الثالث** روايتان جاءتا في ذلك، قال في إحداهما: فإذا فيه: أنا عبد الله الأسود رسول رسول الله عيسى بن مريم عليه السلام إلى أهل قرى عربية(٣).

وقال في الأخرى: وإذا فيه أنا عبد الله رسول نبي الله سليمان بن داود إلى أهل يثرب(٤)، وأنا يومئذ على الشمال(٥).

الثالثة: **جمَّـاء العـاقـر**:

بالراء، كما في كتاب ابن شَبَّة وغيره، وفي بعض نسخ ابن زبالة والهجري ومعارف **العقيق** للزبير: باللام.

قال ابن شَبَّة ـ عقب ما تقدَّم عنه ـ : وجمَّاء العاقر الجبلُ الذي خلفه

---

(١) تاريخ المدينة ١/١٤٩.

(٢) المصدر نفسه.

(٣) في الأصول: عرينة، وقد جمع البكري في **المسالك والممالك** ٤١٧ ـ ٤١٨ بين الخبرين وذكر: اسود بن سوادة . . . إلى أهل هذه القرية؛ وفي **المغانم المطابة** ٩٠: "إلى أهل قرى عربية" وأعاد ضبط اللفظة في 'عُرينة' على انها 'عربية' ٢٦١، وقال حمد الجاسر: الصواب: قرى عربية وأشار إلى مقالة شيخنا محمود محمد شاكر في **مجلة العرب** له، السنة الأولى ٧٧٩ وفي **معجم ما استعجم** للبكري تح وستنفيلد ١١، ٦٥٧ ـ ٦٥٨: 'قرى عربية: كل قرية في أرض العرب نحو خيبر وفدك . .' وانظر: **آداب الشافعي ومناقبه** لابن أبي حاتم ١٤٥ ـ ١٤٦ وكتاب **الأموال** لأبي عبيد القاسم بن سلام ١٦. وأورد ابن شَبَّة خبراً آخر في **تاريخ المدينة** ١/١٤٩.

(٤) **الدرة الثمينة** ٧٠ و**تحقيق النصرة** ١٨٢.

(٥) **التعريف** للمطري ٦٢ ـ ٦٣ عن **الدرة الثمينة** لابن النجار ٢/٣٣٩، وانظر: **المغانم المطابة** ٩٠ـ٩١.

الفصل (.1) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (.6) أسود بن سوادة رسولُ (ایلچی) – رسول الله عيسى بن مريم عليه السلام

دليل (.10)

وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ ﷺ

تالیف

الشیخ العلامۃ نور الدین علی بن احمد السمہودی

المتوفی ۹۱۱ھ

مترجم: شاہ محمد چشتی

نظر ثانی: محمد محسن

حصہ سوم

ادارہ پیغام القرآن

۴۰۔ اردو بازار ○ لاہور ☎ 042-7323241

باب (6.) أسود بن سوادة رسولُ (ایلچی) – رسول الله عيسى بن مريم عليه السلام
دلیل (10.)

فصل نمبر ۴

مدینہ کی ندیاں' درختوں والی زمین اور شرید پہاڑی وغیرہ

ابن زبالہ کہتے ہیں کہ مدینہ کی تین ندیاں مشہور ہیں:

جماءِ تضارع

ایک "جماءِ تضارع" ہے جو عاصم کے محل اور بئر عروہ کے قریب سے چلتی ہے۔ ہجری کہتے ہیں کہ ان ندیوں میں سے پہلی "جماءِ تضارع" ہے جو عاصم کے محل سے گزرتی ہے۔ یہاں ابو القاسم طاہر بن یحییٰ اور اس کی اولاد کے گھر ہیں اور اس کی نچلی طرف مکیمن الجماء تھی۔ محمد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ جب تضارع بہتی تھی تو یہ سال ربیع ہوتا تھا۔

ابن شبہ حدیث بتاتے ہیں کہ تضارع صرف سال ربیع میں بہتی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ تضارع وہ پہاڑی تھی کے ابوبکیر عثمانی کے محل کے دامن میں تھی جبکہ عبدالعزیز بن عبداللہ عثمانی مدینہ کے گھر مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر تھے اور مکہ جانے والے کی دا ہنی طرف تھے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ پہاڑی وہ ہے کہ جب تم مکہ کی طرف جاتے ہو تو تمہارے سامنے آتی ہے اور جب تم عقیق میں داخل ہوتے ہو تو تمہاری دا ہنی طرف ہو جاتی ہے اور مکیمن الجماء پہاڑی اس کے متصل ہی ہے' یہ بھی مکہ جانے والے کی دا ہنی طرف آتی ہے۔

جماءِ اُمِّ خالد

دوسری ندی جماءِ ام خالد کہلاتی ہے جو محمد بن عیسیٰ جعفری کے محل اور اس کے قریب ہی بہتی ہے اور اس کی نچلی طرف اشعث کے گھر تھے نیز یزید بن عبدالملک بن مغیرہ نوفلی کا محل تھا۔

ابن شبہ نے عبدالعزیز بن عمران سے یونہی نقل کی ہے البتہ انہوں نے کہا کہ اس کی نچلی طرف اشعث کے گھر اور فیفاء الخبار تھا' اس کے اور جماء العاقر کے درمیان راستہ تھا جو بئر رومہ اور فیفاء الخبار کی طرف سے گزرتا تھا اور جماء ام خالد سے ہوتا ہوا نچلی طرف وادی عقیق کے شمال میں گرتا تھا اور فیفاء الخبار ان دونوں میں سے تھا۔

علامہ مجد کہتے ہیں کہ جماءِ ام خالد کی نچلی طرف ایک پہاڑی تھی جسے "سَن" کہتے تھے۔

حضرت زبیر' محمد سے بیان کرتے ہیں کہ جماءِ ام خالد کے سرے پر ایک آدمی کی قبر دکھائی دی جس پر لکھا تھا کہ "میرا نام اسود بن سوادہ ہے اور میں اللہ کے رسول حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ایلچی ہوں جو اس بستی کی ہدایت کی خاطر مقرر تھا"

ابن شہاب کہتے ہیں کہ جماءِ ام خالد پر ایک قبر دکھائی دی جو چالیس چالیس ہاتھ مربع شکل کی تھی' اس کے ایک

الفصل (1.) المزارات في الحياة البصرية رسول الله ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی حیاتی بصری زندگی میں درگاہ / مزارات]

باب (6.) أسود بن سوادة رسولُ (ایلچی) – رسول الله عیسی بن مریم علیه السلام

دليل (10.)

پتھر پر لکھا تھا کہ "میں آلِ نینویٰ میں سے عبد اللہ ہوں اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ایلچی تھا جسے اس بستی کی ہدایت کے لئے مقرر کیا گیا تھا' مجھے موت آ گئی تو میں نے بوقت مرگ وصیت کی تھی کہ مجھے جماءِ اُمِ خالد میں دفن کرنا۔"

عبد العزیز بن عمران کہتے ہیں کہ نینویٰ نام کی دو جگہیں تھیں' ایک تو طف کے مقام پر ارض سواء کہلاتی تھی جہاں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قتل کیے گئے اور دوسری موصل میں ایک جگہ تھی' اسی میں حضرت یونس علیہ السلام تھے اور ہمیں یہ معلوم نہیں کہ ابن شہاب نے ان میں سے کس جگہ کا نام لیا ہے۔

تیسرے باب کی ابتداء میں اس بارے میں دو روایتیں گذر چکی ہیں جن میں سے ایک میں انہوں نے کہا: "اچانک دیکھا تو وہاں یہ لکھا ملا کہ میں عبد اللہ اسود ہوں' حضرت عیسیٰ بن مریم رسول علیہ السلام کی طرف سے عرینہ بستی والوں کی ہدایت کے لئے مقرر تھا۔" دوسری روایت میں ہے: اچانک دیکھا تو وہاں سے لکھا ملا: میں اللہ کا بندہ ہوں' اللہ کے نبی حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی طرف سے مجھے اہلِ یثرب کے لئے مقرر کیا گیا تھا' اس وقت میں شمال میں تھا۔

جماءِ العاقر (العاقل)

تیسری ندی جماء عاقر نامی تھا۔ ابن شبہ اپنے گذشتہ بیان کے بعد کہتے ہیں کہ جماءِ عاقر وہ پہاڑی تھی جس کی پچھلی طرف "مشاش" تھی' وہ کھلے مقام پر جعفر بن سلیمان بن علی کے محل تھے۔ ہجری کہتے ہیں کہ تیسری جماء العاقل تھی جس میں سے جماءِ ام خالد کی طرف راستہ جاتا تھا اور یہ جعفر بن سلیمان کے گھر سے بہتی تھی جس کے پیچھے مشاش تھی' یہ وہ وادی تھی جو عرصہ میں داخل ہوتی تھی۔ زبیر کہتے ہیں کہ جماء العاقل ایک راستہ تھا جو اس کے اور جماءِ ام خالد کے درمیان تھا' اس کے پیچھے مشاش تھی۔

ابن زبالہ نے یہاں یہ حدیث بتائی ہے کہ: اس وقت تک قیامت نہ آ سکے گی جب تک جماء کے پہلو میں جھونپڑی کے قریب دو آدمی ایک دوسرے کو قتل نہ کریں گے' ایک اور حدیث بتائی کہ اگر سرداروں کی کثرت نہ ہوتی تو جماء رہنے کی بہترین جگہ ہوتی۔

حضرت بیہقی "المعرفۃ" میں حضرت شافعی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: سعید بن زید اور حضرت ابوہریرہ کم از کم چھ میل کے فاصلے پر ہوتے تو جمعہ کے لئے آتے اور اس جگہ کو چھوڑ دیتے۔

حضرت زبیر' حضرت نافع سے روایت کرتے ہیں کہ جب سعید بن زید بن عمرو بن نفیل پر جمعہ کے دن' سورج سر پر آنے کے وقت چیخ ماری گئی تو ابن عمران کے پاس عقیق میں آئے اور جمعہ چھوڑ دیا۔

علاء اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: اروی بنت اویس نے سعید بن زید کے خلاف ان کی درختوں والی زمین میں مروان بن حکم کی مدد کی اور کہا کہ اس نے اپنی زمین میں میری چوٹی ڈال دی ہے' اس نے کہا کہ

الفصل (2.) المساجد في التي صلى رسول الله ﷺ بالقرب من القبور [وہ مسجدیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے قریب نماز ادا کی]

باب (7.) لو نذر أحدٌ الصلاة في شيء منها تعين كما تتعين [اگر ان میں نماز کے بارے میں کوئی شخص نذر (منّت) مانتا ہے تو اس میں اسے پورا کرنا لازم ہوگا]

دليل (11.)

الفصل الثالث
في بقية المساجد المعلومة العين في زماننا بالمدينة الشريفة وما حولها

اعلم أنَّ الاعتناء بهذا الغرض متعين، فقد روى البغوي من الشافعية: المساجد التي ثبت أنَّ النبي ﷺ صَلَّى فيها لو نذرَ أحدٌ الصلاة في شيء منها تعيَّن كما تتعين المساجد الثلاثة[1]، واعتناء السلف بتتبع آثار النبي ﷺ معلومٌ، سيما ما جاء في ذلك عن ابن عمر رضي الله عنهما، وقد استفرغنا الوسع في تتبعها.

فمنها: مسجد الجمعة[2]: ويقال: مسجد الوادي:

قد تقدَّم في الفصل الحادي عشر من الباب الثالث: أنَّ النبي ﷺ لما خَرَج من قُباء مَقْدَمه المدينة أدركته الجمعة في بني سالم بن عوف فصلاها في بطن الوادي؛ وادي ذي صُلب[3] ـ بضم أوله ـ وأنَّ ابن إسحاق قال: إنَّ الجمعة أدركته في وادي رَانونا[4] ـ يعني: ببني سالم ـ وكانت أول جمعة صلاَّها بالمدينة[5].

وفي رواية لابن زبالة: فَمرَّ على بني سالم فصلى فيهم الجمعة في الغُبَيْب[6] بني سالم، وهو المسجد الذي في بطن الوادي.

(١) نقلاً من فتح الباري ١/ ٥٧١.
(٢) مسجد الجمعة: يقع بين بساتين في قُباء على مسيل وادي رانونا شمال مسجد قباء بما يقارب ٥٠٠ متر، ويبعد عن المدينة بأقل من ثلاثة أكيال.
(٣) تحقيق النصرة ٣٨ والتعريف ٤٨.
(٤) السيرة النبوية ١/ ٣٣٥.
(٥) المغانم المطابة ص٢١٤ ـ ٢١٥.
(٦) الغبيب: بضم الغين، اسم موضع ببطن وادي رانونا، بُنِيَ فيه مسجد الجمعة، المغانم المطابة ٣٠٠.

باب (.7) لو نذر أحدٌ الصلاة في شيء منها تعين كما تتعين [اگر ان میں نماز کے بارے میں کوئی شخص نذر (منّت) مانتا ہے تو اس میں اسے پورا کرنا لازم ہوگا]
دلیل (.11)

انہی میں سے ایک مسجد قباء میں ہے جو مسجد ضرار کے قریب ہے جس میں ستون قائم ہے۔

میں کہتا ہوں کہ آج کل اس مسجد کو کوئی جانتا ہی نہیں لیکن اس سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ اس دور میں مسجد ضرار قباء میں مشہور تھی جس کی وجہ سے مذکور مسجد کی پہچان ہوتی تھی پھر مشارق میں کلام عیاض میں ہے (اور مجد پیروی کر رہے ہیں) کہ مسجد ضرار ذی اوان میں تھی کیونکہ انہوں نے ذروان میں لکھا کہ ان کی روایت کے لفظوں سے ہونا' ایک وہم ہے۔ پھر کہتے ہیں' یہ خر نامی جگہ بھی جو مدینے سے ایک گھنٹے کی مسافت پر تھی اور یہ وہی جگہ تھی جس میں مسجد ضرار بنائی گئی۔

فصل نمبر۳

مدینہ منورہ اور ہمارے زمانے میں مشہور اردگرد کی مسجدیں جن کا علم ہو سکا

یاد رہے کہ مسجدوں کی تلاش بہر صورت ضروری ہے چنانچہ علامہ بغوی شافعی لکھتے ہیں کہ وہ مسجدیں جن کے بارے میں ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے وہاں نماز پڑھی تھی' اگر ان میں نماز کے بارے میں کوئی شخص نذر مانتا ہے تو اس میں اسے پورا کرنا لازم ہو جائے گا جیسے تینوں مسجدیں متعین ہیں' سلف صالحین کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ حضور ﷺ کے آثار کی تلاش کرتے تھے چنانچہ جتنا ہم سے ہو سکا ہم نے بھی تلاش کی ہیں۔

مسجد جمعہ

ان میں سے ایک مسجد جمعہ ہے' اسے مسجد الوادی بھی کہا جاتا ہے اور گیارہویں فصل' تیسرے باب میں میں بتایا جا چکا کہ نبی کریم ﷺ قباء سے مدینہ کو چلے تو بنو سالم بن عوف کے پاس پہنچنے پر جمعہ کا وقت ہو گیا چنانچہ "مسجد الوادی" میں پڑھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جمعہ کا وقت آپ کو "رانونا" میں ہوا یعنی بنو سالم میں' یہ وہ پہلا جمعہ تھا جو آپ نے مدینہ میں پڑھا تھا۔ ابن زبالہ کی ایک روایت ہے "آپ بنو سالم کے پاس تشریف لے گئے اور "قبیب" میں جمعہ پڑھا' یہ وہ تھی جو بطن الوادی میں تھی۔ انہی کی ایک یہ روایت بھی ہے: رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلا جمعہ "قبیب" کے مقام پر پڑھایا جو بنو سالم میں تھا' یہ وہی مسجد ہے جسے عبدالصمد نے بنایا۔

اس سے مراد یہ ہے کہ مسجد کی جگہ کو "قبیب" کہتے تھے اور عنقریب مدینہ کی وادیوں میں آ رہا ہے کہ ذی صلب اور رانونا کا سیلاب مسجد جمعہ کی جگہ پر پہنچا کرتے تھے لہٰذا ان عبارتوں میں کوئی اختلاف نہیں اگرچہ اس جگہ کا نام رانونا مشہور ہو گیا' دوسرے نام مشہور نہ ہو سکے۔

الفصل (.2) المساجد في التي صلى رسول الله ﷺ بالقرب من القبور [وہ مسجدیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے قریب نماز ادا کی]

باب (.8) عبد الله بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ والد رسول الله ﷺ

دليل (.12)

وسيأتي أنَّ نَقْبَ بني دينار هو طريق العقيق بالحَرَّة الغربية، وبه السُّقيا، كما قال الواقدي، فإنما كانوا بالحَرَّة الغربية.

وقد سَمَّى الأسدي مسجدَهم بمسجد الغسَّالين(١)، لما تقدَّم من أنه كان عند الغسَّالين.

وفي غربي وادي بطحان بالحَرَّة موضع يُعرف اليوم بالمغسلة.

قال المجد: كان يُغسل فيها، قال: وهي اليوم حديقة كثيرة النخيل من أقرب الحدائق إلى المدينة(٢)، انتهى.

فلعلَّ ذلك في موضع منازلهم.

وقد رأيت هناك حجراً عليه كتابة كوفيَّة فيها ما لفظه: "مسجد رسول الله ﷺ"، وعنده آثارٌ يظهر أنها من آثار المسجد، وقد بَنَى صاحبُ المغسلة هناك مسجداً في تلك الآثار، وجعل الحَجَر فيه.

ومنها: مسجد بني عَدِي بن النجار و مسجد دار النابغة:

في بني عدي أيضاً.

روى ابن شَبَّة عن يحيى بن عمارة المازني: أنَّ النبي ﷺ صَلَّى في دار النابغة، واغتسَل في مسجد بني عدي(٣).

وعن يحيى بن النضر: أنَّ النبي ﷺ صَلَّى في مسجد دار النابغة، ومسجد بني عدي(٤).

وعن هشام بن عروة: أنَّ النبي ﷺ صَلَّى في مسجد بني عدي وفي بيت صرمة في بني عدي(٥).

---

(١) لم ترد هذه التسمية عند الحربي في **المناسك** ٤٠٠ وإنما ورد: مسجد بني دينار ولم يحدد جهته.
(٢) **المغانم المطابة** ٣٨٧ وهي عنده: بكسر السين المهملة، مثال منزلة، جبانة في طرف المدينة يغسل فيها.
(٣) تاريخ المدينة ١/ ٦٥.
(٤) المصدر نفسه ١/ ٦٤ ـ ٦٥.
(٥) المصدر نفسه ١/ ٦٥.

الفصل (2.) المساجد في التي صلى رسول الله ﷺ بالقرب من القبور [وہ مسجدیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے قریب نماز ادا کی]

باب (8.) عبد الله بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ والد رسول الله ﷺ

دليل (12.)

ورواه ابن زبالة عنه بلفظ: أنَّ رسول الله ﷺ صَلَّى في مسجد دار النابغة وفي مسجد بني عدي.

وتقدم عن المطري: أنَّ منازل بني عدي غربي المسجد النبوي[1]، ولم أرَ لغيره ما يوافقه ولا ما يخالفه، إلاَّ أنَّ النضر والد أنَسٍ خادم رسول الله ﷺ كان منهم.

وسيأتي في بئره ما يبين أنَّ داره كانت شاميَّ المسجد النبوي عند بني حُدَيلة.

ودار النابغة: هي المرادة بما رواه ابن شَبَّة عن أبي زيد النجاري، قال: قبر عبد الله بن عبد المطلب ـ يعني: والد رسول الله ﷺ ـ في دار النابغة، قال عبد العزيز[2]: ووصَفَه لي محمد بن عبيد الله[3] بن كريم[4]، فقال: تحت عَتَبَة البيت الثاني على يَسار من دخل دار النابغة[5].

وقال ابن عبد البر: توفي عبدُ الله والـدُ رسول الله ﷺ بالمدينة، وقبره بها في دار من دور عدي بن النجار[6].

قال ابن الجوزي: هي دار النابغة[7].

ومنها: مسجد بني مازن بن النجّار:

روى ابن زبالة عن يعقوب بن محمد: أنَّ النبي ﷺ خَطَّ مسجدَ بني مازن ولم يُصَلِّ فيه[8].

وفي رواية عنه: وَضَعَ مسجد بني مازن بيده، وصَلَّى في بيت أمِّ بردة في بني مازن[9].

---

(١) التعريف ٧٤.
(٢) هو عبد العزيز بن عمران كما جاء في إسناد الخبر عند ابن شَبَّة.
(٣) م١، ك، ش: عبد الله.
(٤) كذا في الأصول، واللفظة في مخطوطة أخبار المدينة غير واضحة.
(٥) تاريخ المدينة ١/١١٦-١١٧.
(٦) الاستيعاب ١/٢١ (في هامش الإصابة).
(٧) الوفا بأحوال المصطفى ١/١٥٣ (النجار).
(٨) الخبر في تاريخ المدينة ١/٧٦ عن عمرو بن يحيى بن عمارة عن أبيه.
(٩) الإصابة ٤/٤٣٥ وقد روى الخبر عن الزبير بن بكار عن ابن زبالة.

الفصل (.2) المساجد في التي صلى رسول الله ﷺ بالقرب من القبور [وہ مسجدیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے قریب نماز ادا کی]

باب (.8) عبد اللہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ والد رسول اللہ ﷺ

دلیل (.12)

میں کہتا ہوں اس کی تائید خندق کے بیان میں آ رہی ہے کہ انہوں نے مسجد قبلتین سے حرہ میں دار ابن ابی الجبوب تک خندق کھودی اور یہ اس لئے کہ ان کے گھر اسی جانب تھے اور اس لئے بھی کہ ابن زبالہ نے کہا: بنو سواد بنو سلمہ سے تھے یہ مسجد قبلتین سے ابن عبید دیناری کی سرزمین کی طرف آئے اور آگے آ رہا ہے کہ بنو دینار کا راستہ عقیق ہی کا راستہ تھا جو غربی حرہ میں تھا اور وہیں سقیاء (ندی یا کنواں) بھی تھا جیسے واقدی نے کہا کیونکہ وہ حرۂ غربیہ میں تھے اور علامہ اسدی نے ان کی مسجد کا نام مسجد الغسالین رکھا ہے کیونکہ بیان ہو چکا کہ وہ غسالین کے پاس تھی اور وادی بطحان کے مغرب میں حرہ کے مقام پر ایک جگہ ہے جسے "المغسلہ" کہتے ہیں۔حضرت مجد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آپ اس میں غسل فرما لیا کرتے اور آج کل یہ مدینہ منورہ کے قریبی باغوں میں سب سے زیادہ کھجوروں والا باغ ہے۔انتہی اور شاید وہ یہیں ٹھہرے ہوئے تھے۔وہاں میں نے ایک پتھر دیکھا جس پر کوفی خط میں یہ الفاظ ہیں: "مسجد رسول اللہ ﷺ" اور اس کے پاس کچھ ایسی علامات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مسجد کی نشانیاں ہیں۔وہاں غسل خانہ (مغسلہ) بنانے والے نے ایک مسجد بنائی تھی جس میں یہ پتھر لگا دیا ہوگا۔

مسجد بنو عدنان و مسجد دار النابغہ

انہی تبرکات میں سے مسجد بنو عدی بن نجار اور مسجد دار النابغہ بھی ہے جو بنو عدی میں تھی چنانچہ ابن شبہ کے مطابق حضرت یحییٰ بن عمارہ مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مسجد دار النابغہ میں نماز پڑھی جبکہ مسجد بنو عدی میں غسل فرمایا تھا پھر حضرت یحییٰ بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مسجد دار النابغہ اور مسجد بنو عدی میں نماز پڑھی تھی پھر حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے مسجد بنو عدی میں نماز پڑھی اور بیت صرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بھی پڑھی جو بنو عدی میں سے تھے نیز ابن زبالہ نے یہ الفاظ لئے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے دار النابغہ اور مسجد بنو عدی میں نماز پڑھی اور پھر حضرت مطری سے گذر چکا کہ بنو عدی کے مکانات مسجد نبوی کے قریب تھے لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ کسی اور نے مطری کی نہ تو موافقت کی ہے اور نہ ہی مخالفت البتہ یہ بات ضرور ہے کہ حضرت نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد انہی میں سے تھے جو خادم رسول ﷺ تھے اور ان کے کنوئیں کے بیان میں جو کچھ رہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا گھر مسجد نبوی کی شامی جانب بنو جدیلہ کے قریب ہی تھا۔

دار النابغہ

وہ جو ابن شبہ نے حضرت ابو زید بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ: حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما یعنی رسول اللہ ﷺ کے والد کی قبر مبارک دار نابغہ میں تھی تو اس سے یہی مراد ہے چنانچہ عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: محمد بن عبد اللہ بن کریم نے قبر مبارک کی پہچان کراتے ہوئے کہا کہ جو شخص دار النابغہ

الفصل (.2) المساجد في التي صلى رسول الله ﷺ بالقرب من القبور [وہ مسجدیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے قریب نماز ادا کی]

باب (.8) عبد اللہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ والد رسول اللہ ﷺ

دلیل (.12)

میں داخل ہوتا ہے تو یہ قبر دوسرے گھر کے کواڑ کی بائیں طرف نیچے موجود ہے۔

حضرت ابن عبد البر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے والد حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں فوت ہوئے اور آپ کی قبر مبارک عدی بن نجار کے گھروں میں سے ایک گھر میں تھی چنانچہ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ یہی دار النابغہ ہے۔

مسجد بنو مازن

انہی تبرکات میں مسجد بنو مازن بن نجار بھی تھی' ابن زبالہ کے مطابق حضرت یعقوب بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے مسجد بنو مازن کی نشاندہی فرمائی لیکن وہاں نماز نہیں پڑھی' انہی سے ایک اور روایت ہے کہ حضور ﷺ نے مسجد بنو مازن کی بنیاد اپنے دستِ اقدس سے رکھی اور پھر بنو مازن میں سے اُمِ بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر نماز پڑھی۔

میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ یہی اُم بردہ ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کے لختِ جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا تھا اور وہ انہی کے پاس فوت ہوئے تھے اور ان کے انتقال پر حضور ﷺ انہی کے گھر تشریف لے گئے تھے اور بقیع ابن زبیر میں ابن شبہ کا جو قول آ رہا ہے کہ ان کا گھر بنو مازن کی طرف جاتے ہوئے بائیں طرف آتا ہے اور یونہی جو مزینہ اور ان کے ہمراہ رہنے والوں کے گھروں کے بارے میں بیان آتا ہے' بظاہر اس سے پتہ چلتا ہے کہ بنو مازن کے مکانات' بنو زریق کے مکانات کے قریب تھے جو جنوب مشرق میں تھے کیونکہ انہوں نے بنو زریق کے گھروں کے ذکر کے بعد لکھا ہے: الى ان يلقى بنى مازن بن عدى بن النجار' لیکن ان کا ابن عدی کہنا اس نسخہ میں غلطی بنتا ہے کیونکہ یہ مازن خود ہی ابن النجار تھے جبکہ عدی تو ان کے بھائی تھے اور علامہ مطری سے گذر چکا کہ بنو مازن کے گھر بیر بضہ کی طرف اس جانب تھے جسے آج کل ابو مازن کہا جاتا ہے۔ مطری کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بن نبی کریم ﷺ کو اسی جگہ ابو سیف القین کی بیوی کے ہاں دودھ پلایا گیا تھا۔

مسجد بنو عمرو

انہی میں سے مسجد بنو عمرو بن مبذول بن مالک بن نجار بھی تھی چنانچہ ابن زبالہ و ابن شبہ کے مطابق حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو عمرو و بن مبذول کی مسجد میں نماز پڑھی تھی' یحییٰ بن نضر سے بھی ان کی روایت ایسی ہے لیکن حضرت مطری اور ان کے بعد والوں نے اس مسجد کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی انہوں نے بنو مبذول کو بنو النجار کی شاخ شمار کیا ہے اور گھروں کے بیان میں گذر چکا ہے کہ ان کے گھر بقیع زبیر کے پاس تھے چنانچہ ان کی جانب کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

الفصل (.2) المساجد في التي صلى رسول الله ﷺ بالقرب من القبور [وہ مسجدیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے قریب نماز ادا کی]

باب (.9) آمينة بنت وهب رضی اللہ عنہا أم رسول الله ﷺ

دليل (.13)

الرَّمادة[1]، وذكر ما حاصله: أنَّ الأبواء بعد السقيا لجهة مكة بأحد وعشرين ميلاً، وأنَّ في الوسط بينهما عينُ القشيري، وهي عين كثيرة الماء، ويقال للجبل المشرف عليها الأيسر: قدس، وأوله في العرج وآخره وراء هذه العين[2]، والجبل الذي يقابلها يمنة يقال له: ثافل[3]، ويقال للوادي الذي بين هذين الجبلين: وادي الأبواء[4]، انتهى.

ومنها: مسجد الأبواء:

قال الأسدي، بعد ما تقدَّم في وصف ما بين الأبواء والجحفة: إنَّ الجُحْفَة بعد الأبواء بثلاثة وعشرين ميلاً[5].

قال: وفي وسط الأبواء مسجدٌ لرسول الله ﷺ، وذكر آباراً وبِرَكاً، منها بركة بقرب القصر[6].

قال: وإذا جُزْتَ وادي الأبواء بميلين كان على يسارك شعابٌ تسمى: تلعات اليمن[7].

وذكر أنَّ ودَّان ناحية عن الطريق بنحو ثمانية أميال، ينزل به من لا ينزل بالأبواء، فمن أراده رَحَلَ من السُّقيا إليه، وبه عيون غزيرة عليها سبع مشارع وبركة قديمة، ثم يرحل منه فيخرجُ عند ثنيَّة هَرْشَى، بينها وبين وَدَّان خمسة أميال[8]،

---

(١) كتاب المناسك ٣٥٣.
(٢) ذكر الجاسر: أنَّ هذه العين دُرِسَتْ وبقيت آثارها في متسع من الوادي حينما يجتمع معه وادي النخل، وفي ذلك الموضع بئر أُطلق عليها بئر ابن مبيريك، وهو أمير بلدة رابغ (في سنة ١٣٨٩هـ)، وكان هو وقومه من حرب المسيطرين على هذه الجهة قبل عهد قريب، ولا تزال قبيلة حرب تسكن هذه النواحي من المدينة إلى قرب مكة.
(٣) يعرف ثافل الآن باسم جبل صبح؛ وهو من سلسلة جبال ممتدة من الشمال إلى الجنوب، يدعها طريق المدينة القديم على اليمين عند التوجه إلى مكة، والطريق الحديث إلى اليسار، وسيأتي ما نقله السمهودي فيه عن الأسدي، وانظر: التعليقات والنوادر ١٣٥٩.
(٤) كتاب المناسك ٤٥٢.
(٥) المصدر نفسه ٤٥٤.
(٦) المصدر نفسه.
(٧) المصدر نفسه.
(٨) المصدر نفسه.

٤٤٣

الفصل (.2) المساجد في التي صلى رسول الله ﷺ بالقرب من القبور [وہ مسجدیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے قریب نماز ادا کی]

باب (.9) آمينة بنت وهب رضی اللہ عنہا أم رسول الله ﷺ

دليل (.13)

والأبـارق كثيرة، وهي لغةً: الموضع المرتفع ذو الحجارة والرمل والطين(١).

أُبْلَـى:

كَحُبْلَى، قال عرَّام بعد ذكر الحِجْر والرَّحْضِيَّة: ثم تمضي نحو مكة مُصْعِداً فتميل إلى وادٍ يقال له: عريفطان(٢)، حذاء جبال يقال لها: أُبْلَى، ثم ذكر مياهها الآتية، وأنها لبني سليم(٣).

قلت: هي معروفة اليوم بين السوارقيّة والرحضيّة، على نحو أربعة أيام من المدينة.

وعن الزهري: بعثَ رسول الله ﷺ قبل أرض بني سليم وهو يومئذٍ ببئر معونة بجرف أُبلى، وأُبلى بين الأرحضية وَقُرَّان، كذا ضبطه أبو نعيم(٤).

الأبـواء:

بالموحدة، كَحَلْواء ممدود، تقدَّم بيانه في مسجد الرمَّادة ومسجد الأبواء.

وسئل كُثَيِّر عَزَّة: لِمَ سُمِّيَتْ الأبواء؟ قال: لأنهم تبوَّأوها منزلاً(٥).

وقيل: لأنَّ السيول تبوَّأتها(٦).

وقال المجد: هي قرية من عمل الفُرع، بينها وبين الجُحفَة مما يلي المدينة ثلاثة وعشرون ميلاً، فتكون على خمسة أيام من المدينة(٧).

---

(١) لم يذكر السمهودي: «الأبطن»، وقد ذكره الفيروزأبادي في المغانم المطابة ٤ والبكري في معجمه ١/١٠٠، وياقوت في معجم البلدان: ٣/٢٧٦ في رسم «السوارقيّة». وهو وادٍ بجنب السوارقية يستعذبون منه الماء.

(٢) في رسالة عرام: «معن»، وفي كتاب الأماكن: «مَعِر»، وقد اسقط السمهودي بعض ألفاظ الخبر.

(٣) رسالة عرَّام ٤٦٠ ومعجم ما استعجم ٣/٩٠٦ ـ ٩٠٧.

(٤) نقلاً من المغانم المطابة ٥ وهذا من معجم البلدان ١/٧٨ والخبر بتمامه في كتاب الأماكن للحازمي ١/٣٧ وقال حمد الجاسر فيه: «والمعروف قَرّان، وهو معدن بني سليم».

(٥) المغانم المطابة ٥ ومعجم البلدان ١/٧٩.

(٦) معجم البلدان ١/٧٩.

(٧) المغانم المطابة ٥.

الفصل (2.) المساجد في التي صلى رسول الله ﷺ بالقرب من القبور [وہ مسجدیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے قریب نماز ادا کی]

باب (9.) آمينة بنت وهب رضی اللہ عنہا أم رسول الله ﷺ

دليل (13.)

وقيل: الأبواء جبلٌ عن يمين آرة[١]، ويمين الطريق للمصعد إلى مكة، وهناك بلد يُنسب إلى ذلك الجبل، وهو بمعنى قول الحافظ ابن حجر: الأبواء جبل من عمل الفرع سُمِّيَ به لوبائه على القلب[٢].

وقيل: لأنَّ السيول تتبوؤه، أي: تحلُّهُ.

قلت: ويجمع بأنه اسم للجَبَل والوادي وقريته، وله ذكر في حديث الصَّعب بن جَثَّامَة وغيره[٣]، وبه قبر أم رسول الله ﷺ، وذلك أنَّ أباه ﷺ خرج إلى المدينة يَمتار تَمراً فمات بها، فكانت زوجته آمنة تخرج كَلَّ عام تزور قبره، فلما أتى لرسول الله ﷺ ستُّ سنين خرجت به ومعها عبد المطلب، وقيل: أبو طالب، وأمُّ أيمن، فماتت في منصرفها بالأبواء[٤].

وفي رواية: أنَّ قبرها بمكة.

وقال النووي: إنَّ الأول أَصَحُّ.

الأَثَمَــة (ز):

أَثَمَة عبد الله بن الزبير، تقدمت في أودية العقيق.

قال الهجري: الأثَمَة بساط واسع ينبت عصماً للمال، تدفع على حضير، وبها بئرٌ تعرف بابن الزبير، كان الأشعث المدني[٥] يلزمها ويتخذ بها المال، فاستمشى[٦]

---

(١) المصدر نفسه.
(٢) مشارق الأنوار ١/ ١٥٨.
(٣) ورد في البخاري، الحج ١٦٩٦، الجهاد والسير ٢٧٩٠ وشرح صحيح مسلم ٤/ ٣٦١ ـ ٣٦٢ وفي غيرهما أيضاً ومسند الحميدي ٢/ ٣٤٤.
(٤) المغانم المطابة ٦ ومعجم البلدان ١/ ٧٩ ـ ٨٠.
(٥) في الأصول: ابن الأشعث المزني، وانظر: معجم ما استعجم ٤/ ١٣٢٧ حيث قال المحقق: 'أشعث المدني هو أشعث بن إسحاق بن سعد بن أبي وقاص المدني' وأشار إلى خلاصة تذهيب الكمال للخزرجي ونقل حمد الجاسر في التعليقات والنوادر ١٤٣٩ تبعاً للسمهودي: 'وكان [ابن] الأشعث المزني. . .'، وقد ترجم السخاوي في التحفة اللطيفة ١/ ١٩٠ ترجمة قصيرة لأشعث ابن إسحاق بن سعد بن أبي وقاص الزهري المدني، وقال: 'ذكره ابن حبان في الثقات'.
(٦) في الأصول: فامشى، والتصويب من معجم البكري حيث وردت في موضعين منه.

الفصل (.2) المساجد في التي صلى رسول الله ﷺ بالقرب من القبور [وہ مسجدیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے قریب نماز ادا کی]

باب (.9) آمينة بنت وهب رضی اللہ عنہا أم رسول الله ﷺ

دليل (.13)

حضرت اسدی نے طلوب اور سقیا کے درمیان فاصلہ کا ذکر کیا ہے کہ سقیا میں پہاڑ کی طرف رسول اللہ ﷺ کی سجدہ گاہ تھی جس کے پاس میٹھا کنواں (یا نالہ) تھا۔ پھر انہوں نے ذکر کیا کہ سقیا میں دس سے زیادہ کنوئیں تھے جن میں سے ایک کے پاس حوض تھا۔ پھر لکھا کہ اس جگہ گہرے پانی کا نالہ تھا جو منزل میں حوض کے اندر گرتا تھا' یہ حسن بن زید کی اراضی کی طرف جاتا تھا جہاں بہت سے کھجور کے درخت تھے۔ یہ بند ہو گیا تھا پھر ۲۴۳ھ میں دوبارہ جاری ہوا' پھر ۲۵۳ھ میں پھر بند کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ اس منزل سے ایک میل کے فاصلے پر ایک جگہ ہے جس میں کھجور کے درخت' زرعی زمین اور حسن بن زید کی اراضی ہے' وہاں تیس نالے ایسے ہیں جن پر کھیتی باڑی کا دارومدار ہے' وہاں وہ پچاس نالے بھی ہیں جو متوکل کے زمانے میں بنے تھے اور ان کا پانی میٹھا تھا جن کے پانی کی گہرائی انسانی قد کے لگ بھگ تھی۔

پھر سقیا کا بیان کر کے کہا کہ سقیا سے تین میل کے فاصلے پر ایک نالہ تھا جسے "تعہن" کہتے تھے۔ انتہی چنانچہ صحیح بخاری میں ابو قتادہ کی حدیث میں "تعہن میں برکۃ (حوض) کا ذکر ہے' یہ سقیا کے سامنے تھا۔ آئندہ تعہن کے تعارف میں آ رہا ہے کہ وہ سقیا سے پہلے تھا اور یہ بھی بتایا جائے گا کہ آج کل کے مطابق مشہور یہ ہے کہ وہ اس کے بعد ہے۔

مسجد مدلجہ تعہن

انہی میں سے ایک مسجد مدلجہ تعہن ہے چنانچہ ابن زبالہ کے مطابق روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدلجہ تعہن میں نماز پڑھی اور وہاں ایک مسجد بنائی پھر ثنیہ رکوبہ میں نماز پڑھی اور وہاں مسجد بنوائی۔

ﷺ کی سجدہ گاہ تھی۔ پھر کنوؤں اور حوضوں کا ذکر کیا جن میں سے ایک حوض محل کے قریب تھا چنانچہ لکھا: جب تم وادیٔ

تین میل کے فاصلے پر ہے۔

مسجد الرمادہ

انہی میں سے مسجد الرمادہ ہے چنانچہ اسدی لکھتے ہیں کہ: ابواء کے قریب دو میل کے فاصلے پر نبی کریم ﷺ کی سجدہ گاہ تھی جسے مسجد الرمادہ کہتے تھے اور پھر یوں بیان کیا جس کا حاصل یہ ہے کہ ابواء' مکہ کی جانب سقیا کے بعد اکیس میل کے فاصلے پر ہے اور یہ کہ ان دونوں اکیس میل کے فاصلے پر ہے اور یہ کہ ان دونوں کے درمیان قشیری نامی کنواں ہے' اس میں پانی کی جہتات ہے اور اس کے اوپر دکھائی دینے والے بائیں طرف کے پہاڑ کو "قدس" کہتے ہیں جس کا پہلا حصہ عرج میں ہے اور آخری اس کنوئیں کے پیچھے ہے اور وہ پہاڑ جو دائیں طرف اس کے مقابل ہے' اسے ہاقل کہا جاتا ہے جبکہ ان دونوں پہاڑوں کی درمیانی وادی کا نام "وادیٔ ابواء" ہے۔ انتہی۔

مسجد الابواء

انہی مسجدوں میں سے ایک "مسجد الابواء" ہے چنانچہ علامہ اسدی نے ابواء اور جحفہ کے درمیانی مقام پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا تھا کہ جحفہ' ابواء کے بعد تیرہ میل کے فاصلے پر تھا۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: ابواء کے درمیان رسول اللہ ﷺ کی سجدہ گاہ تھی۔ پھر کنوؤں اور حوضوں کا ذکر کیا جن میں سے ایک حوض محل کے قریب تھا چنانچہ لکھا: جب تم وادیٔ

الفصل (.2) المساجد في التي صلى رسول الله ﷺ بالقرب من القبور [وہ مسجدیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے قریب نماز ادا کی]

باب (.9) آمينة بنت وهب رضی اللہ عنہا أم رسول الله ﷺ

دليل (.13)

مجھے بتاؤ' اب میں کیا کروں؟''

ہاتف نے پھر جواب دیا:

''یہ دیکھو اللہ کے رسول آ ئے ہیں جو بھلائی کی بات کرتے ہیں' بھلائی کی طرف بلاتے ہیں اور راہِ نجات کی راہنمائی کرتے ہیں' روزے اور نماز کا حکم دیتے ہیں اور لوگوں کو مشکلات سے نکالتے ہیں۔''

پھر ابن اسحاق نے اور شعر ذکر کئے' پھر ان کے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لانے کا ذکر کیا۔ یہ ابارق نامی وادیاں بہت سی تھیں۔ لغت میں ابرق اس زمین کو کہتے ہیں جس میں پتھر' ریت اور مٹی ہو۔

اُبْلیٰ

یہ لفظ حُبلیٰ کے وزن پر ہے۔ علامہ حرام' حجر اور رضیہ کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: پھر مکہ کو جائے اور اس وادی کی طرف مڑے جسے عریفطان کہتے ہیں جو پہاڑوں کے سامنے ہے اور اسے ''اُبلیٰ'' کہا جاتا ہے۔

علامہ حرام نے اس کے بعد ان کنوؤں (چشموں) کا ذکر کیا جن کا ذکر آگے آ رہا ہے اور بتایا کہ یہ بنوسلیم کے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ وادی آج کل سوارقیہ اور رحضیہ کے درمیان مشہور ہے اور مدینہ سے چار دن کی مسافت پر ہے چنانچہ زہری سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنوسلیم کی اراضی کی طرف انہیں بھیجا اور وہ ان دنوں جرف اُبلیٰ میں بر معاونیہ پر تھے اور یہ ابلیٰ ارحضیہ اور قران کے درمیان تھی۔

اَبْواء

یہ لفظ حَلْواء کے وزن پر ہے۔ اس کا ذکر مسجد رمادہ اور مسجد ابواء میں گذر چکا ہے۔

کثیر عزہ سے پوچھا گیا کہ اس کا نام ابواء کیوں رکھا گیا تو انہوں نے کہا' اس لئے کہ لوگوں نے وہاں ٹھکانہ بنایا تھا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ سیلابوں نے یہاں گھر کر رکھا تھا۔ علامہ مجد کہتے ہیں کہ یہ فُرع کے ماتحت ایک بستی تھی' اس کے اور مدینہ کی طرف سے جحفہ کے درمیان تیئس میل کا فاصلہ تھا چنانچہ مدینہ سے اس کا فاصلہ پانچ دن کی مسافت بنتا ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ابواء آرہ کی دائیں طرف اور اس راستے کی دائیں طرف جو مکہ کی طرف جاتا تھا' وہاں ایک شہر بھی تھا جو اس پہاڑ کے نام پر مشہور تھا اور یہ حافظ ابن حجر کی زبان میں یوں ہے: ابواء فُرع کے زیر عمل ایک پہاڑ ہے' نام رکھنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ دل پر بھاری تھا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ چونکہ سیلاب یہاں داخل ہو جایا کرتے تھے۔

میں کہتا ہوں' سب معانی جمع کرنے کی صورت یہ ہے کہ یہ پہاڑ کا نام بھی ہے' بستی کا بھی اور وادی کا بھی' اس کا ذکر حدیث صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آتا ہے اور یہیں حضور ﷺ کی والدہ کی قبر انور بھی ہے (رضی اللہ

باب (.9) آمينة بنت وهب رضی اللہ عنہا أم رسول الله ﷺ

دليل (.13)

تعالیٰ عنہا) اور واقعہ یہ ہے کہ آپ کے والدِ گرامی کھجوریں لینے کے لئے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہیں فوت ہو گئے' آپ کی زوجۂ محترمہ ہر سال ان کی قبرِ انور کی زیارت کے لئے جایا کرتیں اور جب رسول اللہ ﷺ چھ سال کے ہو گئے تو وہ آپ کو ہمراہ لے نکلیں' حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ تھے' کچھ کہتے ہیں کہ ابو طالب تھے نیز اُمِ ایمن بھی تھیں چنانچہ واپسی پر وہ یہاں انتقال فرما گئیں۔ایک روایت میں ہے کہ ان کی قبرِ انور مکہ میں ہے تاہم علامہ نووی کہتے ہیں کہ پہلی بات صحیح ہے۔

الاُتمه

اس سے مراد حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وادی ہے۔اس کا ذکر عقیق کی وادیوں میں گزر چکا ہے' علامہ ھجری کہتے ہیں کہ یہ ایک وسیع وادی تھی اور حضیر میں جا گرتی تھی' وہاں ابن زبیر کے نام سے ایک کنواں بھی مشہور ہے۔

اُثال

یہ وادی' وادی ستارہ میں شامل ہو جاتی تھی جسے قدید کہتے تھے' یہ اُم معبد کے خیموں کی وادی میں بہتی تھی۔

اُثایہ

علامہ مجد نے عیاض کی طرح اسے ہمزہ کی پیش اور زیر سے پڑھا ہے۔انہوں نے مساجد فتح میں اسے ترجیحی طور پر یونہی لکھا ہے۔ چنانچہ فضائل کے بیان میں ایک حدیث گذر چکی ہے: نبی کریم ﷺ جب مکہ سے واپس تشریف لاتے اور اُثایہ میں پہنچتے تو اپنی چادر بچھا لیتے اور فرماتے: کتنی پاکیزہ ہوائیں آ رہی ہیں پھر حضور ﷺ کے مکہ کو تشریف لے جانے کے ذکر میں مؤطا کے اندر یہ حدیث ملتی ہے: آپ تشریف لے گئے اور جب آپ رویثہ اور عرج کے درمیان اثایہ کے مقام پر پہنچے تو یکا یک دیکھا ایک ہرن چھاؤں میں بیٹھا تھا جس کے جسم میں تیر لگا ہوا تھا' آپ نے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ اس کے پاس کھڑا رہے تاکہ کوئی اسے تکلیف نہ پہنچائے۔

اُثُبه

یہ لفظ اُثُب کا واحد ہے اور یہ ایک مشہور درخت کا نام ہے۔عقیق وادی کے کنوؤں کے ذکر میں ذوالاثبہ کا ذکر آ چکا ہے چنانچہ ابو وجزہ کہتے ہیں:

"خواتین نے ذواثب کے باغوں کا ارادہ کیا کہ وہاں قیلولہ کر سکیں' وہ عقیق کے چشمہ کی رونق تھیں۔"

علامہ ھجری نے نقیع کی چراگاہ کے بارے میں کہا ہے: حرہ کے مشرق میں دو شلث تھیں جن کا پانی صاف ستھرا تھا' ایک اثب اور دوسرا اثیب' پھر ان کی ترتیب بیان کرتے ہوئے بیان کیا کہ: پھر اثبہ تھا' وہاں ایک کنواں تھا جسے اثبہ

الفصل (.2) المساجد في التي صلى رسول الله ﷺ بالقرب من القبور [وہ مسجدیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے قریب نماز ادا کی]

باب (.10) أم المؤمنين ميمونة بنت الحارث رضی اللہ عنہا

دليل (.14)

ومنها: مسجد سَرِف: بفتح السين المهملة وكسر الراء.

وهذا المسجد به قبر ميمونة[١] رضي الله عنها، شاهدتُه وزُرتُه، إذ المرويُّ: أنها دُفِنَتْ بسَرِف، بالموضع الذي بَنَى عليها النبي ﷺ فيه[٢].

وفي حديث أنس: أنه ﷺ كان لا ينزل منزلاً إلاَّ ودَّعَه بركعتين[٣].

وقال الأسدي ما لفظه: ومسجد سرف على سبعة أميال من مَرٍّ، وقبر ميمونة زوج النبي ﷺ دون سرف، انتهى[٤].

والمعروف ما قدَّمناه.

قال التقي الفاسي: من القبور التي ينبغي زيارتها قبر أم المؤمنين ميمونة بنت الحارث الهلالية، وهو معروف بطريق وادي مَرٍّ[٥].

قال: ولا أعلم بمكة ولا فيما قَرُبَ منها قبر واحدٍ ممن صحب النبي ﷺ سوى هذا القبر، لأنَّ الخلف تأثَّر ذلك عن السلف.

ومنها: مسجد بالتنعيم:

قال الأسدي: والتنعيم وراء قبر ميمونة بثلاثة أميال، وهو موضع الشجرة، وفيه مسجد لرسول الله ﷺ، وفيه آبار[٦]، ومن هذا الموضع يُحرم من أراد أن يعتمر[٧].

ثم قال: ميقات أهل مكة بالإحرام مسجد عائشة، وهو بعد الشجرة بميلين، وهو دون مكة بأربعة أميال، وبينه وبين أنصاب الحَرَم غَلْوَة[٨]، انتهى.

(١) انظر: أخبار مكة للفاكهي ٥/٥٤ ففيه تفصيل، قال فيه: «وقبر ميمونة ... على الثنيَّة التي بين وادي سَرِف وبين إضاءة بني غِفار» وحدد المحقق مكان هذا القبر، وهو أعرف بمكة وشعابها.

(٢) سير أعلام النبلاء ٢/٢٣٨ مع مصادر ترجمتها و تخريجات أخبارها.

(٣) سنن الدارمي ٢/٢٨٩.

(٤) كتاب المناسك ٤٦٥: «ومسجد سرف على سبعة أميال من مر وبه بنى النبي ﷺ بميمونة بنت الحارث».

(٥) شفاء الغرام ١/٤٥٩ (تدمري).

(٦) في كتاب المناسك: «أبيات» والظاهر أنه تصحيف «أبيار» ويؤيده قول ياقوت في المعجم ٢/٤٩: «وبالتنعيم مساجد حول مساجد عائشة وسقايا».

(٧) المصدر نفسه ٤٦٧.

(٨) لا يوجد هذا النص في كتاب المناسك بل فيه: «عن عائشة أنَّ النبي ﷺ أعمرها من التنعيم، ثم =

٤٤٨

الفصل (.2) المساجد في التي صلى رسول الله ﷺ بالقرب من القبور [وہ مسجدیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے قریب نماز ادا کی]

باب (.10) أم المؤمنين ميمونة بنت الحارث رضی اللہ عنہا

دلیل (.14)

مَرِّ ظہران کے بیچ میں ایک مسجد

انہی میں سے ایک مسجد بطن مَر الظہران تھی جس کے بارے میں امام بخاری نے کہا تھا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ حضور ﷺ مدینہ کی ایک جانب' مر الظہران کے نزدیک پانی کی ایک گذرگاہ پر ٹھہرا کرتے' یہاں اس وقت تشریف لاتے جب آپ صفراوات سے نیچے آتے اور پانی کی اس گذرگاہ میں اس راستہ کی بائیں طرف آتے جو مکہ کو جاتے ہوئے آتا ہے' حضور ﷺ کے ٹھکانے اور راستے کے درمیان صرف اتنا فاصلہ تھا جتنی دور پتھر پھینکنے پر ہوتا ہے۔

علامہ مطری اس مسجد کے بارے میں بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب تم مکہ کی طرف جا رہے ہوتے ہو اور صفراوات سے اُترتے ہو تو راستے کی بائیں جانب یہ وادی مر الظہران میں آتی ہے اور مر الظہران ایک معروف جگہ ہے لیکن آج کل یہ مسجد نامعلوم ہے۔ انتہیٰ۔

علامہ زین مراغی لکھتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ یہ وہی مسجد ہے جو مسجد الفتح کے نام سے جانی جاتی ہے۔ انتہیٰ اور علامہ تقی فاسی لکھتے ہیں: وہ مسجد جو مسجد الفتح کہلاتی ہے اور وادیٔ مر الظہران میں جموم کے قریب ہے اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ان مسجدوں میں سے ہے جن میں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔ پھر مراغی کی بات نقل کی اور پھر لکھا: جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس کی از سرِ نو تعمیر ابو علی صاحب مکہ نے کی تھی اور اس کے بعد اسے شریف حیاش نے بنایا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اس دور میں اس پر سفیدی کرنے اور اسے بچانے کے لئے دروازے اونچے کرنے کا کام الشریف حسن بن عجلان نے کرایا ہے۔ انتہیٰ۔ یہ وہ مسجد تھی جسے جموم سے مکہ کی طرف جانے والا اپنی بائیں طرف پانی کے ذخیرے کے پاس دیکھتا ہے۔

علامہ اسدی لکھتے ہیں کہ مکہ اور مر الظہران کے درمیان سترہ میل کا فاصلہ ہے اور اس بطن مَر میں رسول اللہ ﷺ کی ایک سجدہ گاہ ہے اور پھر پانی کا حوض ہے جس کی لمبائی تیس ہاتھ ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ حوض عقیق نامی نالے سے بھر جایا کرتا ہے۔ اسدی کہتے ہیں کہ اس حوض کے قریب ہی دو کنوئیں ہیں۔

مسجد سَرِف

انہی میں سے ایک مسجد سرف تھی اور یہی وہ مسجد ہے جس میں سیّدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک ہے' میں وہاں حاضر ہوا اور زیارت سے مشرف ہوا' ایک روایت میں ہے کہ آپ کو "سرف" میں دفن کیا گیا اور حضور ﷺ نے اس پر تعمیر فرمائی تھی۔

حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے کہ حضور ﷺ جب بھی کسی مقام پر ٹھہرتے تو اسے چھوڑنے سے پہلے وہاں دو رکعت نفل پڑھتے۔ اسدی نے یہ الفاظ لکھے ہیں: مسجد سرف' مر کے مقام سے سات میل کے فاصلے پر تھی جبکہ

الفصل (.2) المساجد في التي صلى رسول الله ﷺ بالقرب من القبور [وہ مسجدیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے قریب نماز ادا کی]

باب (.10) أم المؤمنين ميمونة بنت الحارث رضی اللہ عنہا

دلیل (.14)

زوجۂ رسول اللہ ﷺ حضرت سیّدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر شریف سرف کے قریب ہے۔

علامہ تقی فاسی لکھتے ہیں کہ: قابلِ زیارت قبروں میں سے ایک حضرت سیّدہ میمونہ بنت حارث ہلالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مبارک قبر ہے' یہ وادئ مُر کے راستے میں مشہور ہے۔ علامہ تقی مزید لکھتے ہیں کہ میں نے مکہ اور اس کے اردگرد قبرِ میمونہ کے علاوہ اور کسی صحابی (یا صحابیہ) کی قبر نہیں دیکھی کیونکہ پچھلے لوگ پہلے لوگوں کی باتیں تو کیا ہی کرتے ہیں۔

مسجد التنعیم

انہی میں سے ایک مسجد التنعیم میں ہے جس کے بارے میں علامہ اسدی لکھتے ہیں کہ یہ تنعیم حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک سے تین میل کے فاصلے پر ہے' یہ شجرہ والی جگہ ہے' یہاں حضور ﷺ کی سجدہ گاہ ہے اور یہاں کئی کنوئیں ہیں' جس نے بھی عمرہ کرنا ہوتا ہے' یہیں سے احرام باندھتا ہے پھر لکھتے ہیں: اہلِ مکہ کے احرام باندھنے کی جگہ مسجد عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے اور یہ شجرہ سے دو میل کے فاصلے پر ہے اور وہ مکہ کے نزدیک چار میل کے فاصلے پر ہے' اس کے اور علاماتِ حرم کے درمیان اتنا فاصلہ ہے کہ جہاں تیر چھوڑنے پر پہنچ جائے۔

میں کہتا ہوں کہ تنعیم میں کئی مسجدیں ہیں' ان میں سے دو میں اختلاف ہے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام سے کونسی منسوب ہے۔ علامہ تقی اور ان کے علاوہ کسی اور نے تنعیم میں حضور ﷺ کی کسی سجدہ گاہ کا ذکر نہیں کیا۔

علامہ تقی نے مسجد عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذکر میں لکھا ہے کہ یہ وہ مسجد ہے جس میں اختلاف پایا جاتا ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ یہ وہ مسجد ہے جسے هلیلجہ کہتے ہیں کیونکہ یہاں هلیلج کا درخت (کانٹے دار) موجود تھا جو تھوڑا عرصہ گذرا کہ گر چکا ہے' اہلِ مکہ کے ہاں یہی نام مشہور ہے جیسے سلیمان بن خلیل بتاتے ہیں اور پھر اس میں ایک پتھر پر لکھائی اس بات کی تائید بھی کرتی ہے۔ کچھ یہ کہتے ہیں کہ جس مسجد کے نزدیک نالہ ہے' وہ یہی مسجد ہے اور وہ مسجد اس کے اور مسجد علی کہلانے والی مسجد کے درمیان اس وادی میں ہے جسے وادئ مر الظہران کہتے ہیں' اس میں بھی ایک لکھا ہوا پتھر موجود ہے جو اس بات کی تائید کرتا ہے' تاہم محبّ طبری نے اسی مسجد کو مسجد عائشہ قرار دیا ہے جس کے نزدیک کنواں ہے اور یہی بات اسحاق خزاعی وغیرہ کی کلام سے ثابت ہوتی ہے کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ: مسجد هلیلجہ اور علامات کے اوّل میں سات سو چودہ ہاتھ کا فاصلہ ہے' یہ پیمائش لوہے والے ذراع کے لحاظ سے ہے اور اس کے اور دوسری مسجد کے درمیان آٹھ سو بہتر ہاتھ کا فاصلہ ہے۔ البتہ اسدی کی کلام کا قریبی معنی یہ ہے کہ مسجد عائشہ' وہی مسجد هلیلجہ ہے کیونکہ یہ دوسری مسجد کی بہ نسبت حرم کی علامتوں کے زیادہ قریب ہے تاہم میرے خیال میں حضور ﷺ کے نام سے منسوب یا تو مسجد علی ہے یا پھر دوسری مسجد ہے۔

باب (.11) عبيدة بن الحارث بن المطلب رضی اللہ عنہ

دليل (.15)

الصفراء بيسير، يصّبُّ سيله فيها، ويسلكه الحاج المصري في رُجُوعه من المدينة إلى ينبع، فيأخذ ذات اليمين ويترك الصفراء يساراً.

قال ابن إسحاق، في وصف مسيره ﷺ إلى بدر: فلما كان بالمنصرف ـ أي: عند مسجد الغزالة ـ ترك طريق مكة بيسار، وسلك ذات اليمين على النازية يريد بدراً، فسلك في ناحية منها حتى جَزَع ـ أي: قطع ـ وادياً يقال له: رَحْقَان[١] بين النازية وبين مضيق الصفراء ثم على المضيق، ثم انصبَّ منه[٢] حتى إذا كان قريباً من الصفراء، ثم ذكر أنه بعث من يتجسس له الأخبار[٣].

قال: ثم ارتحل، فلما استقبل الصفراء ـ وهي قرية بين جبلين ـ سأل عن جبليها: ما اسماؤهما؟ فقالوا: يقال لأحدهما: مُسْلِح، وقالوا للآخر: هذا مُخْرِي، وسأل عن أهلهما فقيل: بنو النّار وبنو حُراق: بطنان من بني غفار، فكرههما ﷺ والمرور بينهما، وتفاءل باسمائهما وأسماء أهلهما، فترك الصفراء يساراً، وسلك ذات اليمين على وادٍ يقال له: ذَفِرَان[٤].

قلت: وبذفران اليوم مسجد يُتَبَرَّكُ به على يسار من سلكه إلى ينبع، فأظنه مسجد ذفران.

ورأيت قبل الوصول إلى طرف ذفران الذي يلي الصفراء، على يمين السالك في طريق مكة يريد الصفراء، رأيت عليها مسجداً مبنيّاً بالجص مرتفعاً عن الطريق يسيراً، يتبرك الناس بالصلاة فيه، وليس بقربه مساكن، فالظاهر أنه أحد المساجد المذكورة، ورأيت أمام محرابه قبراً قديماً محكم البناء، ولعله قبر عبيدة بن

(١) رحقان: وادٍ لا يزال معروفاً على مقربة من قرية المسيجيد (المنصرف قديماً) في الجنوب الغربي منها، وسيله يفيض في النازية، ثم الصفراء، والنازية لا تزال معروفة أيضاً وهي واد يفضي سيل رحقان إليه عند بئر عباس غرب قرية المسيجيد.

(٢) سقطت من الأصول، وفي السيرة النبوية (وستنفيلد): «به» والتصحيح من طبعة السقا.

(٣) السيرة النبوية ١/ ٤٣٣-٤٣٤، قلت: المنصرف يدعى الآن المسيجيد، والنازية ورحقان معروفان.

(٤) المصدر نفسه ١/ ٤٣٤ لقد تغيَّر اسم وادي ذفران اليوم فصار يدعى شَعيب الصُفيراء، وهو من روافد وادي الصفراء، وبقي اسم ذفران يُطلق على أعلاه حيث توجد ثنيَّةٌ تُسْلَك إلى ينبع تُعرف الآن باسم ريع ذفران، وروى الواقدي في المغازي ١/ ٥١ قسماً من الخبر.

٤٥٥

الفصل (.2) المساجد في التي صلى رسول الله ﷺ بالقرب من القبور [وہ مسجدیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے قریب نماز ادا کی]

باب (.11) عبيدة بن الحارث بن المطلب رضی اللہ عنہ

دليل (.15)

الحارث بن المطلب، فقد ذكر ابن إسحاق وغيرُهُ أنه مات بالصفراء[١] من جراحتِه التي أصابته في المبارزة ببدر، ولم يذكروا محل دفنه، إلاَّ إنَّ ابن عبد البر قال عقبه: ويروى أنَّ رسول الله ﷺ لما نزل مع أصحابه بالنازيين[٢] قال له أصحابه: إنا نجد ريح مسكٍ، فقال: وما يمنعكم وها هنا قبر أبي معاوية[٣] يعني: عبيدة بن الحارث، انتهى.

و"النازيين": غير معروف اليوم.

وقال المطري، عَقِبَ ذكر وفاة عبيدة بالصفراء: فدفنه رسول الله ﷺ بها، وكان أسنَّ بني عبد مناف يومئذٍ[٤].

وأظنُّ مستنده في ذكر الدفن بها موته بها مع قول هند بنت أثاثة[٥] في رثائه، على ما نقله ابن إسحاق:

لَقَدْ ضُمِّنَ الصَفْرَاءِ مَجْداً وسُؤدَداً ... وحِلْماً أصيلاً وَافِرَ اللُّبِّ وَالْعَقْلِ
عُبيــدَةَ، فـأبْكِيـهِ لأضْيَـافِ غُـربَـةٍ ... وأرْمَلَـةٍ تَهْوِي لأشْعَـثَ كالْجِذْلِ[٦]

وقال الزين المراغي: «إنه مات بالصفراء من جراحته[٧]، وإنَّ قبره بذفران»[٨].

هكذا رأيته بخطه، ولم أقف على مستنده في ذلك، والنبي ﷺ لم يسلك ذفران في رجوعه من بدر، لأنه رجع على الصفراء، لكنه مَرَّ بطرف ذفران الذي يَصُبُّ فيها.

---

(١) المصدر نفسه ١/٥٠٦.
(٢) النازيين: الظاهر أنه حدث في الاسم زيادة أو تحريف عند ابن عبد البر وتبعه السمهودي، فلعله: يريد وادي النازية، وهو وادٍ عظيم يقع بقرب المنصرف (المسيجيد حالياً) يدعه المتوجه إلى الصفراء قبل أن يصل إلى مضيق الصفراء، ويؤيده قول الحازمي في المناسك ٤٤٦: «وبالصفراء مات عبيدة بن الحارث، حين أصيبت رجله يوم بدر» إلا أنه لم يقل اين دُفِنَ.
(٣) الاستيعاب ٢/٤٤٥.
(٤) التعريف ٧١.
(٥) ر: اثالة، وهي هند بنت أُثاثة بن عباد بن المطلب، وتصحف اسم أبيها في الإصابة ٤/٤٢٢.
(٦) السيرة النبوية ١/٥٣٨.
(٧) في تحقيق النصرة: «مات في الصفراء من جراحة أصابته فدفنه رسول الله ﷺ».
(٨) تحقيق النصرة ١٦٢-١٦٣.

باب (.11) عبيدة بن الحارث بن المطلب رضی اللہ عنہ

دليل (.15)

دونوں پہاڑوں کے نام پوچھے کہ کیا ہیں؟ صحابہ نے عرض کی کہ ایک کا نام "مسلح" ہے اور دوسرے کے بارے میں کہا کہ یہ "مجزئی" ہے پھر وہاں کے رہنے والوں کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ یہ بنو نار اور بنو حراق ہیں جو بنو غطفان کی شاخ تھے چنانچہ آپ نے اسے ناپسند فرمایا اور یہاں سے گذرنے پر افسوس فرمایا' ان جگہوں اور وہاں رہنے والوں کے ناموں سے بدفالی لی چنانچہ صفراء کو بائیں طرف چھوڑا اور دائیں طرف اس وادی میں چلے جو ذفران کہلاتی تھی۔

مسجد ذفران

میں کہتا ہوں کہ ذفران کے مقام پر آج کل ایک مسجد دکھائی دیتی ہے جسے لوگ متبرک جانتے ہیں اور یہ ینبع جانے والوں کی بائیں طرف آتی ہے' میرا خیال ہے کہ یہ مسجد ذفران ہے اور ذفران کی طرف پہنچنے سے پہلے میں نے دیکھا کہ وہاں ایک مسجد ہے جو چونے سے بنی ہے اور راستے سے قدرے اونچی ہے' لوگ اس میں نفل پڑھنا متبرک جانتے ہیں' اس کے قریب کوئی گھر نہیں تو ظاہر ہے کہ یہ انہی مذکورہ مسجدوں میں سے ایک ہے پھر اس کے محراب کے سامنے ایک پرانی اور مضبوط قبر دیکھی' شاید یہ حضرت عبیدہ بن حارث بن مطلب کی قبر تھی' ان کے بارے میں ابن اسحاق وغیرہ لکھتے ہیں کہ وہ صفراء میں فوت ہوئے تھے اس زخم سے جو بدر میں جنگ کی دعوت دینے پر آپ کو لگا تھا لیکن انہوں نے ان کا مقام دفن نہیں بتایا تاہم ابن البر نے اس کے بعد کہا: یہ روایت ملتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے صحابہ کے ہمراہ نازیین کے مقام پر ٹھہرے تو صحابہ سے پوچھا کہ ہمیں کستوری کی خوشبو آ رہی ہے' آپ نے فرمایا یہ کیسے رُک سکتی ہے؟ یہاں تو معاویہ کے باپ یعنی عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر ہے انتہی۔ آج کل یہ نازیین کسی کو معلوم نہیں۔

حضرت مطری نے حضرت عبیدہ کے صفراء میں وصال بیان کرنے کے بعد لکھا کہ: حضور ﷺ نے انہیں یہاں دفن فرمایا' ان دنوں وہ عبد مناف کی اولاد میں سب سے زیادہ عمر والے تھے۔

حضرت زین مراغی لکھتے ہیں کہ ان کا صفراء میں وصال زخم کی بناء پر ہوا تھا کیونکہ ان کی قبر ذفران میں تھی میں نے ان کے ہاتھ کا لکھا یونہی دیکھا ہے لیکن اس پر کوئی دلیل نہیں اور رسول اللہ ﷺ بدر سے واپسی پر ذفران میں تشریف نہیں لے گئے' آپ صفراء کی طرف تشریف لے گئے تھے ہاں ذفران کی جانب ضرور تشریف لے گئے تھے۔

مسجد الصفراء

انہی میں سے ایک مسجد صفراء میں تھی چنانچہ ابن زبالہ کے مطابق حضرت طلحہ بن ابوجدیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مسجد الصفراء میں نماز پڑھی تھی۔

میں بتاتا چلوں' مجھے ایک شخص نے بتایا کہ صفراء میں یہ مسجد اب بھی موجود ہے اور لوگ اس سے تبرک حاصل کرتے ہیں۔

الفصل (.2) المساجد في التي صلى رسول الله ﷺ بالقرب من القبور [وہ مسجدیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے قریب نماز ادا کی]

باب (.12) مسجد عرق الظبية: فيه القبر كبير في قبلته [مسجد عرق الظبیہ: اس کے قبلہ کی طرف ایک بڑی قبر ہے]

دليل (.16)

ومنها: مسجد عِرق الظَّبية:

قال المطري عَقِبَ قوله: «ثم تهبط في وادي الروحاء مستقبلَ القبلة» ما لفظه: فتمشي مستقبل القبلة وشِعب عليّ على يسارك، إلى أنْ تدور الطريقُ بك إلى المغرب، وأنت مع أصل الجبل الـذي على يمينك، فأولُ ما يلقاك مسجدٌ على يمينك كان فيه قبر كبير في قبلته فتهدَّم على طول الزمان، صَلَّى فيه رسول الله ﷺ، ويُعرف ذلك المكان بعرق الظَّبية، ويبقى جبل ورقان على يسارك[١].

قال: وفي المسجد الآن حجر قد نُقِشَ عليه بالخط الكوفي عند عمارته: الميل الفلاني من البريد الفلاني[٢]، انتهى.

وقال الأسدي: وعلى تسعة أميال ـ يعني: من السيالة ـ وانت ذاهب إلى الرَّوحاء مسجدٌ للنبي ﷺ يقال له: مسجد [عرق][٣] الظَّبية، فيه كانت مشاورةُ رسول الله ﷺ لقتال أهل بدر، وهو دون الروحاء[٤] بميلين[٥]، انتهى.

وقال المجد في ترجمة "الشرف": وفي[٦] حديث عائشة رضي الله عنها: أصبح رسول الله ﷺ يوم الأحد بملل على ليلة من المدينة، ثم راح فتعشى بشرف السيالة، وصَلَّى الصبح بعرق الظَّبية[٧].

وروى ابن زبالة عن عمرو بن عوف المزني[٨]، قال: أول غزوة غزاها النبي ﷺ وأنا معه غزوة الأبواء، حتى إذا كان بالرَّوحاء عند عرق الظَّبية قال: هل تدرون ما اسمُ هذا الجبل؟ ـ يعني: ورقان ـ هذا حمت[٩]، اللهمَّ بارك فيه، وبارك

---

(١) المصدر نفسه.
(٢) المصدر نفسه.
(٣) سقطت من الأصول، والإضافة من كتاب المناسك.
(٤) كتاب المناسك ٤٤٣.
(٥) في كتاب المناسك: «بنحو ميلين».
(٦) ك، ش، ر، م١، س: إن في.
(٧) المغانم المطابة ٢٠٢ وكتاب المغازي ٣/ ١٠٩٢.
(٨) الإصابة ٣/ ٩ وأشار إلى غزوة الأبواء عن ابن سعد (الطبقات ٢/ ٨).
(٩) في الأصول والتعريف والمغانم المطابة ص٢٣٦: حمت، وفي الميزان ٤/ ٤٠٧-٤٠٨: رحمت، ويرى الشيخ الفاضل حمد الجاسر أنها: «خبت»، واقول: الخبت هو السهل من الأرض أو =

الفصل (2.) المساجد في التي صلى رسول الله ﷺ بالقرب من القبور [وہ مسجدیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے قریب نماز ادا کی]

باب (12.) مسجد عرق الظبية: فيه القبر كبير في قبلته [مسجد عرق الظبیہ: اس کے قبلہ کی طرف ایک بڑی قبر ہے]

دليل (16.)

لأهله فيه، تدرون ما اسم هذا الوادي؟ يعني: وادي الرَّوحاء، هذا سجاسج، لقد صَلَّى في هذا المسجد قبلي سبعون نبيًّا، ولقد مَرَّ بها ـ يعني: الروحاء ـ موسى بن عمران في سبعين ألفاً من بني إسرائيل عليه عباءتان قَطَوانيتان[1] على ناقة له ورقاء، ولا تقوم الساعة حتى يَمُرُّ بها عيسى بن مريم حاجًّا أو معتمراً، أو يجمع الله له ذلك[2].

وروى الطبراني، وفيه كثير بن عبد الله[3]، حَسَّن الترمذي حديثه[4]، وبقية رجاله ثقات، إلا أنه قال فيه عقب قوله: «وبارك لأهله فيه» وقال للروحاء: هذه سجاسج واد من أودية الجنة، لقد صَلَّى في هذا الوادي قبلي سبعون نبيًّا، ولقد مَرَّ به موسى عليه السلام عليه عباءتان قَطَوانيتان على ناقة ورقاء في سبعين ألفاً من بني إسرائيل حاجين البيتَ العتيق، ولا تقوم الساعة حتى يمرُّ به عيسى بن مريم؛ عبدُ

= الصحراء، فلا يستقيم المعنى مع جبل ورقان، انظر عن الخبت: رسالة عرام ٤٤١ والأماكن ٤٩٤ وفهرس الكتاب ٩٦٨ وقد وردت كلمة «حمت» في شعر حسَّان:

لسنا بريم ولا حَمْتٍ ولا صَوَرَى   لكنْ بمرجٍ من الجولان مغروس

الأماكن ١/ ٤٨٤ (حاشية) وذكر الحازمي في الأماكن ٢/ ٧٦٢: «جُمت» بالجيم وقال: «وأما قدسٌ الأسود يقطع بينه وبين ورقان عقبة يقال لها جمت»، وفي رسالة عرام ٤٣٣ (هارون) حمت، وذكر السمهودي مثل هذا في فصل الأماكن، في ترجمة: «قدس» وإعاد ذلك في الخلاصة ٥٩٥.

(١) في كتاب المناسك ٤٤٦: قطويتان، والعباءة القطوانية: عباءة بيضاء قصيرة الخمل، النهاية في غريب الحديث ٤/ ٨٥ وأورد حديث: «كأني أنظر إلى موسى بن عمران في هذا الوادي مُحرماً بين قَطَوانيتين».

(٢) تاريخ المدينة ١/ ٨٠ ومجمع الزوائد ٦/ ٦٨ وقال: 'رواه الطبراني من طريق كثير بن عبد الله المزني وهو ضعيف عند الجمهور، وقد حسَّن الترمذي حديثه وبقية رجاله ثقات، وانظر: التعريف ٦٩ عن الزبير بن بكار عن ابن زبالة، ورواه الذهبي في الميزان ٤/ ٤٠٧-٤٠٨ وأورد الحربي قسماً من الخبر في المناسك ٤٤٦ عن كثير بن عبد الله أيضاً، وقسماً آخر عن أبي هريرة ٤٤٤ وروى الواقدي قسماً منه في كتاب المغازي ١/ ٤٠.

(٣) هو كثير بن عبد الله بن عمرو بن عوف المزني، ترجم له الذهبي في الميزان ٣/ ٤٠٦-٤٠٨ وأورد أقوال علماء الجرح والتعديل في تضعيفه إلا الترمذي، فقال الذهبي: لا يعتمد العلماء على تصحيح الترمذي.

(٤) انظر شرح علل الترمذي لابن رجب الحنبلي ١/ ٣٢٨: «فإنَّ الترمذي يصحح حديثه وقد مَشَّى أمرَه غير واحد، وتركه الأكثرون، وضرب أحمد على حديثه ولم يخرجه في المسند».

الفصل (2.) المساجد في التي صلى رسول الله ﷺ بالقرب من القبور [وہ مسجدیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے قریب نماز ادا کی]

باب (12.) مسجد عرق الظبية: فيه القبر كبير في قبلته [مسجد عرق الظبیہ: اس کے قبلہ کی طرف ایک بڑی قبر ہے]

دليل (16.)

الله ورسوله حاجاً أو معتمراً أو يجمع الله له ذلك(١).

ورواه ابن شَبَّة بنحوه إلاَّ أنه قال: نزل بعرق الظبية وهـو المسجد الذي دون الروحاء، فقال: أتدرون ما اسم هذا الجبل؟ قالوا: الله ورسوله أعلم، قال: هذا حَمْت(٢)؛ جبلٌ من جبال الجنة، اللهمَّ بارك فيه وبارك لأهله، ثم قال: هذه سجاسج للروحاء، وهذا وادٍ من أودية الجنة وقد صلَّى في هذا المسجد قبلي سبعون نبياً(٣).

ورواه يحيى بنحوه، إلاَّ أنه قال: لقد صَلَّى قبلي في هذا الموضع سبعون نبياً.

ورواه الترمذي بلفظ: أن النبي ﷺ صَلَّى في وادي الروحاء، وقال: لقد صَلَّى في هذا المسجد سبعون نبياً(٤).

قلت: وآثار هذا المسجد اليوم موجودة هناك.

ومنها: **مسجد بالروحاء**:

ذكره الأسدي، وغاير ما بينه وبين ما قبله وما بعده(٥).

وقال الواقدي في غزوة بدر: ثم سار رسول الله ﷺ حتى أتى الروحاء ليلة الأربعاء النصف من شهر رمضان، فصلَّى عند بئر الروحاء(٦).

وسيأتي في ترجمة "الروحاء" أنه كان بها آبارٌ متعددة، فلم يبق منها اليوم سوى بئرٍ واحدةٍ، والله أعلم.

---

(١) المعجم الكبير للطبراني ١٧/١٧ ومجمع الزوائد ٦/٦٨.
(٢) ذكر البكري في معجمه ٣/١٠٥٠ "حمت" وقال: "عقبة بين قدس الأبيض وقدس الأسود".
(٣) تاريخ المدينة ١/٨٠.
(٤) لم أقف عليه عند الترمذي.
(٥) كتاب المناسك ٤٤٣.
(٦) كتاب المغازي للواقدي ١/٤٦، ولم يرو ابن سعد هذا الخبر في طبقاته وإنما ذكر مسير النبي ﷺ إلى الروحاء ٢/١٣، ٢١.

٤٣٢

الفصل (.2) المساجد في التي صلى رسول الله ﷺ بالقرب من القبور [وہ مسجدیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے قریب نماز ادا کی]

باب (.12) مسجد عرق الظبية: فيه القبر كبير في قبلته [مسجد عرق الظبیہ: اس کے قبلہ کی طرف ایک بڑی قبر ہے]

دلیل (.16)

کرتا تھا۔

وہ کہتے ہیں راستے کی بائیں جانب والا سرخ پہاڑ ورقان کہلاتا ہے' یہاں جہینہ کے لوگ رہتے تھے۔ کہتے ہیں کہ یہ پہاڑ مسلسل مکہ تک جاتا ہے اور پھر ندی نالے پر بہت سے کنوؤں کا ذکر کیا۔

یہ جو انہوں نے کہا ہے "تیز ندی سے دو میل کے فاصلے پر" تو اس سے مراد ندی کا اول حصہ ہے اسی لئے مطری نے کہا کہ شرف الروحاء مکہ جاتے ہوئے ندی کے آخری سرے پر تھا اور جب شرف ملل کو قطع کر لو تو یہ ندی کا اول حصہ ہو گا۔ چھوٹی چھوٹی چٹانیں دا ہنی طرف نظر آئیں گی' یہ اس وقت جب تم ملل سے اترو اور اپنی بائیں طرف سے واپس آؤ اور قبلہ کی جانب منہ کرو۔

پھر اس تیز سیالہ میں نبی کریم ﷺ کے بعد نئے سرے سے کنوئیں وغیرہ اور مکان بنائے گئے' اور والی مدینہ کی طرف سے اس پر ایک نگران مقرر تھا' یہاں کے لوگوں کی کئی کہانیاں اور اشعار موجود ہیں' وہاں عمارتوں اور بازاروں کے نشانات موجود ہیں اور آخر میں یہ شرف موجود ہے' اس کے نزدیک ہی مسجد ہے جس کے قریب قدیم قبریں ہیں جو اہل سیالہ کا قبرستان تھا' پھر تم قبلہ کی جانب وادی میں اتر جاؤ گے جسے آج کل وادیٔ سالم کہتے ہیں' یہ عرب کا ایک قبیلہ تھا۔

میں کہتا ہوں کہ مسجد کے نزدیک والی قبریں ہیں جنہیں قبور شہداء کہتے ہیں اور شاید ان میں وہ کچھ لوگ دفن ہیں جنہیں ظلم کی بناء پر سیالہ اور سویقہ کے اشراف نے قتل کر دیا تھا جیسے آئندہ سویقہ کے تعارف سے پتہ چلے گا۔

مسجد عرق الظبیہ

انہی میں سے مسجد عرق الظبیہ ہے' علامہ مطری نے اپنے قول: "پھر وادیٔ روحاء میں اتر جائے جو قبلہ کی جانب ہے۔" کے بعد نقل کیا ہے کہ: تم قبلہ کی جانب چلو' گھاٹی تمہاری بائیں طرف ہو تو یہ راستہ تمہیں مغرب کی طرف لے جائے گا حالانکہ تم پہاڑ کے دامن میں ساتھ ساتھ چل رہے ہو گے' یوں سب سے پہلے تمہیں ایک مسجد نظر آئے گی جو تمہاری دائیں طرف ہو گی' اس کے قبلہ کی طرف ایک بڑی قبر ہو گی جو طویل دور گزرنے کی وجہ سے گر چکی ہے' اس مسجد میں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی تھی' یہ مکان عرق الظبیہ کے نام سے جانا جاتا ہے' ورقان پہاڑ تمہارے بائیں ہاتھ رہ جائے گا۔ پھر بتایا کہ آج کل مسجد میں ایک پتھر ہے جس پر کوفی خط میں تعمیر کے وقت لکھا تھا کہ یہ فلاں میل سے فلاں میل تک ہے۔ انتہی۔

حضرت اسدی لکھتے ہیں' جب تم روحاء کی طرف جا رہے ہوتے ہو تو سیالہ سے نو میل کے فاصلہ پر ایک مسجد ہے جو نبی کریم ﷺ کے نام سے منسوب ہے' اسے مسجد الظبیہ کہا جاتا ہے' جب معرکۂ بدر ہوا تو آپ نے اس مسجد میں صحابہ سے مشورہ کیا تھا' یہ روحاء سے دو میل کے فاصلے پر ہے۔ انتہی۔

"شرف" کے بارے میں بتاتے ہوئے علامہ مجد لکھتے ہیں' حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں آتا ہے: رسول

الفصل (.2) المساجد في التي صلى رسول الله ﷺ بالقرب من القبور [وہ مسجدیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے قریب نماز ادا کی]

باب (.12) مسجد عرق الظبية: فيه القبر كبير في قبلته [مسجد عرق الظبیہ: اس کے قبلہ کی طرف ایک بڑی قبر ہے]

دلیل (.16)

اللہ علیہ نے مدینہ سے ایک رات کے فاصلے ہفتہ کے دن ملل میں پہنچ کر وہاں سے روانہ ہوئے اور رات کے وقت "شرف السیالہ" میں پہنچے اور صبح کی نماز عرق الظبیہ میں پڑھی۔

ابن زبالہ کے مطابق حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے پہلا غزوہ کیا تو میں ساتھ ہی تھا' یہ غزوۂ ابواء تھا' جب آپ روحاء میں عرق الظبیہ کے مقام پر پہنچے تو فرمایا: اس پہاڑ کا نام جانتے ہو؟ یعنی ورقان کا' تو انہوں نے عرض کی' اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں' فرمایا: یہ جنت کے گرم پہاڑوں میں سے ایک ہے' الٰہی اس میں ہمارے لئے برکت رکھ دے اور اہلِ جنت کے لئے بھی اس میں برکت فرما۔ جانتے ہو' پھر فرمایا: اس وادی کا نام کیا ہے؟ یعنی وادیٔ روحاء کے بارے میں پوچھا' فرمایا یہ معتدل علاقہ ہے' مجھ سے قبل اس میں ستر نبی نماز پڑھ چکے ہیں۔ اس وادی سے حضرت موسےٰ بن عمران ستر ہزار بنی اسرائیل کو لے کر گذرے تھے' آپ پر قطوانی دو عبائیں تھیں اور اونٹنی پر سوار تھے' پھر فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو سکے گی جب تک حج یا عمرہ کے لئے حضرت عیسےٰ علیہ السلام یہاں سے نہ گذریں گے' یہ دونوں عبادتیں ان کے لئے جمع ہو سکیں گی۔

طبرانی کے مطابق آپ نے روحاء کے بارے میں فرمایا کہ یہ ایک معتدل مقام ہے اور یہ جنت کی ایک وادی ہے' مجھ سے پہلے اس وادی میں ستر نبیوں نے نمازیں پڑھی ہیں' حضرت موسےٰ علیہ السلام یہاں سے گذرے تھے' آپ نے قطوانی دو قمیصیں پہن رکھی تھیں' آپ ستر ہزار بنو اسرائیل کو لے کر حج بیت العتیق کے لئے جا رہے تھے اور جب تک اللہ کے بندے اور رسول حضرت عیسےٰ بن مریم یہاں سے نہیں گذریں گے' قیامت قائم نہ ہو سکے گی۔

میں کہتا ہوں کہ اس مسجد کے آثار اب تک موجود ہیں۔

روحاء میں ایک مسجد

انہی میں سے روحاء میں ایک مسجد ہے جس کا ذکر اسدی نے کیا ہے' انہوں نے بتایا ہے کہ یہ دونوں الگ الگ مسجدیں ہیں' ایک نہیں۔

غزوۂ بدر کے بیان میں واقدی کہتے ہیں: پھر رسول اللہ ﷺ چل پڑے اور نصف رمضان کو بدھ کے دن روحاء پہنچے' وہاں بئر روحاء کے قریب نماز پڑھی۔

روحاء کے بیان میں آگے آ رہا ہے کہ وہاں کئی کنوئیں تھے لیکن آج کل ایک کے سوا کوئی نظر نہیں آتا۔ واللہ اعلم۔

مسجد المنصرف (الغزالہ)

انہی مسجدوں میں سے ایک مسجد المنصرف ہے' آج کل اسے مسجد الغزالہ کہا جاتا ہے' یہ مسجد پہاڑ کی طرف روحاء کے آخر میں ہے' مکہ جاتے ہوئے بائیں طرف آتی ہے۔

الفصل (2.) المساجد في التي صلى رسول الله ﷺ بالقرب من القبور [وہ مسجدیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے قریب نماز ادا کی]

باب (13.) قبر البراء بن معرور في مسجد العجوز [مسجد عجوز میں براء بن معرور کی قبر]

دليل (17.)

ومنها: مسجد بني خطمة: من الأوس ومسجد العجوز:

روى ابن زبالة عن الحارث بن الفضل وهشام بن عروة: أنَّ النبي ﷺ صَلَّى في مسجد بني خَطْمَة.

ورواه ابن شَبَّة عن هشام وعبد الله بن الحارث[1].

وروى أيضاً عن سلمة بن عبيد الله الخَطَمي: أنَّ النبي ﷺ صَلَّى في مسجد العجوز في بني خطمة عند القبر، ومسجد العجوز الذي عند قبر البراء بن مَعْرُور، وكان ممن شهد العقبة، فتوفي قبل الهجرة، وأوصى للنبي ﷺ بثلث ماله، وأمر بقبره[2] أنْ يُسْتَقْبَلَ به الكعبة[3].

وروى ابن زبالة عن أفلح بن سعيد وغيره من أهل العلم: أنَّ رسول الله ﷺ صَلَّى في مسجد العجوز ببني خطمة، وهي امرأة من بني سليم ثم من بني ظفر بن الحارث.

وسيأتي في الآبار عن عبد الله بن الحارث: أنَّ النبي ﷺ توضأ من ذرع[4] بئر بني خطمة التي بفناء مسجدهم، وصَلَّى في مسجدهم[5].

وتقدَّم عن المطري: أنَّ الأظهر عنده أنَّ منازلهم في شرقي مسجد الشمس بالعوالي، وأنَّ الأظهر عندنا أنهم كانوا بقرب[6] الماجشونية؛ لقول ابن شَبَّة في سيل بُطحان: إنه يَصُبُّ في جفاف، ويمرُّ فيه حتى يفضي إلى فضاء بني خطمة والأغراس[7].

وقوله في مذينب: إنه يلتقي وسيل بني قريظة بالمشارف فضاء بني خطمة[8].

---

(١) تاريخ المدينة ١/ ٦٥، ٦٦، ١٦١.
(٢) م٢: وامره بقره.
(٣) تاريخ المدينة ١/ ٧٠.
(٤) المغانم المطابة ٣٩، ٢٣١.
(٥) تاريخ المدينة ١/ ١٦١.
(٦) ك: كانو بالقرب من الماجشونية.
(٧) المصدر نفسه ١/ ١٦٧.
(٨) المصدر نفسه ١/ ١٧٠.

الفصل (.2) المساجد في التي صلى رسول الله ﷺ بالقرب من القبور [وہ مسجدیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے قریب نماز ادا کی]

باب (.13) قبر البراء بن معرور في مسجد العجوز [مسجد عجوز میں براء بن معرور کی قبر]

دلیل (.17)

پتھریلی جگہ پر نماز پڑھی تھی اور بنو بیاضہ کے گھروں کے بیان میں بتایا چکا کہ یہ ''رحابہ'' زرعی زمین تھی جس کی شامی جانب ''عقرب'' نامی قلعہ تھا جو آلِ عاصم بن عطیہ بن عامر بن بیاضہ کا تھا البتہ ابن زبالہ نے ایک اور قلعے کا بھی ذکر کیا ہے جو رحابہ اور حیرہ دونوں زرعی زمینوں کے درمیان تھا اور یہ گذر بھی چکا ہے کہ دارِ بنو بیاضہ دارِ بنو سالم کی شامی جانب تھا(یہ اہلِ مسجد جمعہ تھے) سے لے کر وادیٔ بطحان تک جاتا تھا جو دارِ بنو مازن بن نجار کی طرف تھا اور یہ اس حرہ تک پھیلا ہوا تھا' اس کا کچھ حصہ شور زمین میں تھا۔

ابن زبالہ کے مطابق ابراہیم کے دادا کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج رات بنو سالم اور بنو بیاضہ کے درمیان ''رحمت'' واقع ہوئی ہے؟ اس پر دونوں نے عرض کی کہ کیا ہم ادھر منتقل ہو جائیں گے؟ فرمایا نہیں بلکہ اس میں قبریں بناؤ۔

مسجد بنو خطمہ

انہی میں سے مسجد بنو خطمہ بھی تھی جو اوس سے تعلق رکھتے تھے اور پھر مسجد العجوز بھی تھی چنانچہ ابن زبالہ کے مطابق حارث بن فضل اور ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مسجد بنو خطمہ میں نماز پڑھی۔

ابن شبہ کے مطابق حضرت مسلمہ بن عبد اللہ خطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مسجد عجوز میں نماز پڑھی جو بنو خطمہ میں قبر کے نزدیک تھی اور وہ مسجد العجوز وہ تھی جو براء بن معرور کی قبر کے پاس تھی۔ حضرت براء بیعت عقبہ میں موجود تھے اور ہجرت سے پہلے فوت ہو گئے' انہوں نے اپنے مال کا تیسرا حصہ نبی کریم ﷺ کو پیش کرنے کی وصیت کی تھی اور اپنی قبر کے بارے میں کہا تھا کہ اسے کعبہ رُخ بنایا جائے۔

ابن زبالہ کے مطابق حضرت افلح بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد العجوز میں نماز پڑھی جو بنو خطمہ میں تھی' یہ وہ عورت تھی جس کا تعلق بنو سلیم اور پھر بنو ظفر بن حارث سے تھا اور پھر کنوؤں کے بیان میں حضرت عبد اللہ بن حارث کی روایت آ رہی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بئر بنی خطمہ کے پانی سے وضو فرمایا جو ان کی مسجد کے صحن میں تھا اور پھر ان کی مسجد میں نماز پڑھی۔

علامہ مطری سے گذر چکا کہ ان کے نزدیک زیادہ واضح بات یہ ہے کہ ان کے گھر بالائی حصے میں مسجد شمس کی مشرقی جانب تھے اور ہمارے نزدیک زیادہ واضح بات یہ ہے کہ وہ لوگ ماجشونیہ کے قریب تھے کیونکہ بطحان کے سیلاب کے ذکر میں ابن شبہ کا یہ قول ملتا ہے: وہ سیلاب ''جفاف'' میں گرتا تھا اور وہاں سے بنو خطمہ اور اعرس کے کھلے علاقے میں گذرتا تھا اور مذینب میں ان کا یہ قول ہے: یہ اور بنو قریظہ کا سیلاب ''مشارف'' میں جا ملتا تھا جو بنو خطمہ کا میدانی علاقہ تھا اور آگے آ رہا ہے کہ چونے کی بھٹی کے پاس تھا جو ماجشونیہ کی شامی جانب تھی' میں نے وہاں بستی اور قلعوں کے نشان دیکھے ہیں۔

الفصل (.2) المساجد في التي صلى رسول الله ﷺ بالقرب من القبور [وہ مسجدیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے قریب نماز ادا کی]

باب (.14) قبران بالحجر أو ثلاثة في المسجد المنبجس [مسجد المنبجس میں پتھروں والی دو یا تین قبریں]

دليل (.18)

ومنها: مسجد بطرف تَلَعَة من وراء العرج:

ووقع في نسخة المجد وخط الزين المراغي: "بطريق تلعة"[١]، وهو تصحيف، لأنَّ الذي في صحيح البخاري وكتاب ابن زبالة: "طرف" بالفاء.

قال البخاري، عقبَ ما تقدَّم عنه في مسجد الرويثة من رواية نافع: "وأنَّ عبد الله حدَّثه أنَّ النبي ﷺ صَلَّى في طَرَفِ تَلْعَةٍ من وراء العرج، وأنت ذاهبٌ إلى هضبةٍ عند ذلك المسجد قبران أو ثلاثةٌ على القبور رَضْمٌ[٢] من حجارة عن يمين الطريق عندَ سَلِمَاتِ[٣] الطريق، بين أولئك السَّلمات كان عبد الله يروح من العرج بعد أنْ تميلَ الشمسُ بالهاجرة فَيُصَلِّي الظهرَ في ذلك المسجد"[٤].

ورواه ابن زبالة، إلاَّ أنه قال فيه: من وراء العرج وأنت ذاهبٌ على رأس خمسة أميال من العرج في مسجد إلى هضبةٍ.

وقال الأسدي: وعلى ثلاثة أميال من العرج قبل المشرق مسجدٌ لرسول الله ﷺ يقال له مسجد المنبجس قبل الوادي، والمنبجس: وادي العَرَج، وعلى ثمانية أميال من العرج حوضان على عين تُعرف بالمنبجس[٥]، انتهى، ولعله المسجد المذكور.

ومنها: مسجد لحي جمل:

قال الأسدي: وعلى ميل من الطلوب[٦] مسجد رسول الله ﷺ بموضع يقال

---

(١) ورد هذا في المغانم المطابة ص٢٣٧ وتحقيق النصرة ١٦١.
(٢) الرضم: الحجارة الكبار وأحدها رضمة.
(٣) السلمات: أي ما يتفرع من جوانبه، والسلمات بفتح المهملة وكسر اللام أو بالتحريك.
(٤) فتح الباري ١/٥٦٨.
(٥) لم يرد هذا الخبر في كتاب المناسك، بل ورد: «فمن العرج إلى السقيا سبعة عشر ميلاً، وبالعرج آبار كثيرة، وفيه قبر المعيدي على مقدار نصف ميل من العرج وعنده مسجد وبئر وحوض ماء، والمنبجس في أدنى العرج فيه عين ماء ربما كان فيها ماء وهو عن يسار الطريق في شعب بين جبلين» وأورد حديث نافع.
(٦) الطلوب: بئر بين السقيا وبين العرج وعندها آجام، وكانت مسكناً لنضلة بن عمرو الغفاري صاحب رسول الله ﷺ وهي اليوم خراب.

الفصل (.2) المساجد في التي صلى رسول الله ﷺ بالقرب من القبور [وہ مسجدیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے قریب نماز ادا کی]

باب (.14) قبران بالحجر أو ثلاثة في المسجد المنبجس [مسجد المنبجس میں پتھروں والی دو یا تین قبریں]

دلیل (.18)

میں داخل ہونے سے پہلے عرج سے دو میل قبل رسول اللہ ﷺ کی سجدہ گاہ ہے جسے مسجد الاثایہ کہتے ہیں پھر مسجد کے قریب ایک کنواں ہے جسے الاثایہ کہتے ہیں۔ انتہی۔

علامہ مجد کہتے ہیں کہ الاثایہ' جحفہ کے راستے میں ایک جگہ ہے' اس کے اور مدینہ کے درمیان پندرہ فرسخ کا فاصلہ ہے' اس میں ایک کنواں ہے جہاں ایک مسجد موجود ہے' اس کے نزدیک کی گھر اور ببول کا درخت ہے اور یہ جگہ حجاز کی حد شمار ہوتی ہے۔

یہ بات اسدی کے موافق ہے کیونکہ حجاز کی حد مدارج العرج ہے جو اس کے قریب ہی ہے چنانچہ حضرت عمیر بن سلمہ ضمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عرج سے گزرے تو ایک زخمی گدھا دیکھا اور یکا یک دیکھا تو ایک تھکا ماندہ آدمی آیا' عرض کی یا رسول اللہ! یہ میرا شکار ہے' اسے جیسے چاہیں استعمال میں لائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ اسے دوستوں میں تقسیم کر دیں پھر وہاں سے اور اثایہ کی گھاٹی پر پہنچے' دیکھا تو وہاں ایک زخمی ہرن پڑا تھا جو ایک پتھر کے سایہ میں تھا' رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا کہ یہاں ٹھہرو تاکہ یہ لوگ گذر جائیں اور اس پر تیر نہ چلائیں۔

یہ جو اسدی نے لکھا ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ آپ کے مکہ سے واپسی پر پیش آیا تھا' ویسے نہیں جیسے ہیثمی نے بتایا ہے کیونکہ انہوں نے اس پر مزید لکھا ہے کہ اس سے محرم کے لئے شکار کا گوشت کھانا جائز ثابت ہوتا ہے خواہ اس نے اسے شکار کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

مسجد العرج

انہی میں سے مسجد العرج ہے چنانچہ ابن زبالہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے مسجد عرج میں نماز پڑھی اور دوپہر کے وقت وہاں سوئے (قیلولہ) تھے۔ حضرت مطری نے اس مسجد کا ذکر نہیں کیا البتہ ان کے بعد مجد نے ذکر کیا ہے لیکن وہ بے فائدہ ہے جبکہ اسدی نے اسے چھیڑا ہی نہیں۔

مسجد المنبجس

انہی میں سے مسجد المنبجس ہے جو عرج کی پچھلی طرف ایک ٹیلے کے پہلو میں ہے۔ نیز مجد اور زین مراغی کی تحریر میں "بطریق تلعہ" کے لفظ آئے ہیں' یہ غلطی ہے کیونکہ بخاری اور ابن زبالہ نے یہاں "طرف" کا لفظ لکھا ہے۔ چنانچہ امام بخاری مسجد روینۃ میں گذری روایت نافع کے بعد بروایت عبد اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ھضبہ کو جاتے ہوئے عرج کی پچھلی طرف ٹیلے کی جانب نماز پڑھی۔ اس مسجد کے قریب دو یا تین قبریں تھیں جن پر راستے کی داہنی طرف اوپر نیچے پتھر رکھے تھے' یہ قبریں راستے پر کھڑے درختوں کے پاس تھیں اور ان درختوں کے درمیان سورج ڈھلنے پر حضرت عبد اللہ عرج سے چل پڑتے اور اس مسجد میں نماز پڑھتے۔ ابن زبالہ نے اسی روایت میں لکھا ہے: جب تم عرج

الفصل (2.) المساجد في التي صلى رسول الله ﷺ بالقرب من القبور [وہ مسجدیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے قریب نماز ادا کی]

باب (15.) المسجد ذي طوي بين قبور أجداد النبي ﷺ في مكة المكرمة [مکہ میں نبی ﷺ کے اجداد کی قبروں کے درمیان مسجد ذی طوی]

دليل (19.)

وسبعون ذراعاً بالذراع المذكور(١)، انتهى.

والأقرب لكلام الأسدي أنَّ مسجد عائشة رضي الله عنها هو مسجد الهليلجة، لكونه أقرب إلى أعلام الحرم من الثاني، ولعل المنسوب للنبي ﷺ هو مسجد علي أو المسجد الثاني.

ورأيت عند(٢) بعضهم: روى ابن عباس: أنَّ النبي ﷺ اعتمر أربع عُمُرٍ: عمرة الحديبية، وعمرة القضاء، وعمرة التنعيم، وعمرة الجِعرانة(٣).

قلت: وذكر التنعيم غير معروف، والمعروف في الرابعة أنها التي مع حجَّتِهِ، فلعل المراد من نسبتها إلى التنعيم: أنَّ النبي ﷺ دخل مكة فيها من جهته.

ومنها: **مسجد ذي طُوى:**

قال البخاري، عقبَ ما تقدَّم عنه في مسجد بطن مَرّ من رواية نافع: وأنَّ عبد الله حدَّثَه أنَّ النبي ﷺ كان ينزل بذي طُوى، ويبيتُ حتى يُصبحَ يُصَلِّي الصبح حين يقدم مكة، ومُصَلَّى رسول الله ﷺ ذلك على أكَمَةٍ غليظة ليس في المسجد الذي بني ثَمَّ، ولكن أسفل من ذلك، على أكَمَة غليظة(٤).

وأنَّ عبد الله حدَّثه أن النبي ﷺ استقبل فُرضَتَي الجَبَل الذي بينه وبين الجبل الطويل نحو الكعبة فجعل المسجد الذي بُنِيَ ثَمَّ يَسار المسجد بطرف الأكمة، ومصلَّى النبي ﷺ أسفل منه على الأكمة السوداء، تدع من الأكمة عشرة أذرع أو نحوها، ثم تُصَلي مستقبل الفرضتين من الجبل الذي بينك وبين الكعبة(٥)، انتهى.

قال المطري: وتبعه من بعده: وادي ذي طُوى هو المعروف بمكة بين الثنيَّتين(٦).

---

(١) المصدر نفسه ١/ ٤٣٠.
(٢) في الأصول: عن، ولعلها كانت: ورويت عن بعضهم.
(٣) انظر ما قيل فيها في أخبار مكة للفاكهي ٥/ ٦٢ وما بعدها.
(٤) فتح الباري ١/ ٥٦٨-٥٦٩.
(٥) المصدر نفسه ١/ ٥٦٩ وأخبار مكة للأزرقي ٢/ ٢٠٣.
(٦) التعريف ٧٠ وتحقيق النصرة ١٦١.

باب (.15) المسجد ذي طوي بين قبور أجداد النبي ﷺ في مكة المكرمة [مکہ میں نبی ﷺ کے اجداد کی قبروں کے درمیان مسجد ذی طوی]

دليل (.19)

قلت: ويُعرف عند أهل مكة اليوم كما قال التقيُّ بما بين الحجونين، وهو موافق لقول الأزرقي: بطن ذي طوى[1] ما بين مهبط ثنيَّة المقبرة التي بالمعلاَّة إلى الثنيَّة القصوى التي يقال لها: الخضراء، تهبط على قبور المهاجرين[2]، انتهى.

وقال الأسدي، في وصف ما بين مسجد عائشة رضي الله عنها ومكة: فَخ[3] بعد مسجد عائشة رضي الله عنها بنحو ميلين وعقبة المدنيين بعد فخ بميل يسرة عن الطريق، وطريق ذي طُوى إلى المسجد نحواً من نصف ميل[4].

وقال في موضع آخر: تُستحبُّ الصلاة بمسجد ذي طوى، وهو بين ثنيَّة المدنيين المشرفة على مقابر مكة وبين الثنيَّة التي تهبط على الحصحاص[5]، وذلك المسجد بَنَتْهُ زبيدة[6]، انتهى.

---

(١) بطن ذي طوى: يسمى اليوم العتيبية، والثنية الخضراء هي ريع الكُحل، وقبور المهاجرين على يمينك أذا هبطت من ريع الكحل.

(٢) بالنص في أخبار مكة للفاكهي ٤/ ٢١٥ مع زيادة: «دون فَخ» وشفاء الغرام للفاسي ١/ ٤٥٧.

(٣) فخ: وادٍ معروف من أودية مكة، يبدأ من طريق نجد وحراء وينتهي بالحديبية، ويعرف اليوم بوادي الزاهر ووادي الشهداء وقد فصَّل عبد الملك بن دهيش الكلام فيه في حاشية أخبار مكة للفاكهي ٤/ ٢١٤.

(٤) كتاب المناسك ٤٦٧.

(٥) الحصحاص: الجبل المشرف على ظهر ذي طُوى إلى بطن مكة عند موضع يقال له البرود.

(٦) اخبار مكة للأزرقي ٢/ ٢٠٣.

٤٥١

الفصل (2.) المساجد في التي صلى رسول الله ﷺ بالقرب من القبور [وہ مسجدیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے قریب نماز ادا کی]

باب (15.) المسجد ذي طوي بين قبور أجداد النبي ﷺ في مكة المكرمة [مکہ میں نبی ﷺ کے اجداد کی قبروں کے درمیان مسجد ذی طوی]

دلیل (19.)

رسول اللہ ﷺ نے کتنے عمرے کیے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے چار عمرے کئے تھے' عمرہ حدیبیہ' عمرة القضاء' عمرة التنعیم اور عمرة الجعرانہ۔

میں کہتا ہوں کہ عمرة التنعیم کا ذکر تو معروف نہیں اور چوتھے کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ وہ عمرہ تھا جس میں آپ نے حج بھی کیا' شاید تنعیم کی نسبت اس لئے تھی کہ حضور ﷺ مکہ میں جاتے وقت اسی راستے سے تشریف لائے تھے۔

مسجد ذی طوی

انہی میں سے ایک مسجد طوی ہے۔امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ مسجد بطن تر کے بارے میں حضرت نافع کی روایت سے لکھ چکے ہیں کہ حضرت عبداللہ نے بتایا: نبی کریم ﷺ ذی طوی میں ٹھہرا کرتے اور رات وہیں قیام فرماتے اور پھر صبح ہوتی تو نماز پڑھ کر مکہ کو تشریف لاتے۔رسول اللہ ﷺ کا مصلیٰ ایک سخت ٹیلے پر تھا' اس مسجد میں نہ تھا جو وہاں بنائی گئی' اس سے ذرا نچلی طرف تھا۔

حضرت عبداللہ نے حضرت نافع کو بتایا کہ نبی کریم ﷺ مکہ کی طرف جاتے ہوئے اس پہاڑ اور طویل پہاڑ کی درمیانی جگہ کی طرف متوجہ ہوئے چنانچہ وہاں کی مسجد کو ٹیلے والی مسجد کی بائیں طرف رکھا' حضور ﷺ کا مصلیٰ اس سے نیچے سیاہ ٹیلے پر تھا' ان دونوں ٹیلوں کے درمیان تقریباً دس ہاتھ کا فاصلہ تھا' اسے چھوڑ کر تم اس پہاڑ کے درمیان دو خالی جگہوں کی طرف توجہ کرو جو تمہارے اور کعبہ کے درمیان تھا۔انتہی۔

علامہ مطری کہتے ہیں اور بعد والوں نے آپ کی پیروی کی ہے کہ وادیٔ ذی طوی مکہ میں دو پہاڑیوں کے درمیان ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ وادی اہل مکہ کے نزدیک حجونین کے درمیان مشہور ہے اور یہ بات علامہ ازرقی کے قول سے ملتی جلتی ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں: وادیٔ ذی طوی' معلّی نامی قبرستان کی پہاڑی میں اُترنے کی جگہ پر ہے جو خضراء تک جاتی ہے اور مہاجرین کی قبروں تک پہنچتی ہے۔انتہی۔

علامہ اسدی' مسجد عائشہ اور مکہ کے درمیانی جگہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مسجد عائشہ کے بعد دو میل کا کھلا میدان ہے اور اس کے بعد راستہ سے ہٹ کر عصبة المذنبین ایک میل کے فاصلے پر ہے اور ذی طوی کا فاصلہ مسجد تک تقریباً نصف میل ہے۔

ایک اور مقام پر کہتے ہیں کہ مسجد ذی طوی میں نماز پڑھنا مستحب ہے' یہ مسجد مسجد ثنیة المذنبین (جو مکہ کے قبرستان کی بالائی طرف ہے) اور اس گھاٹی کے درمیان ہے جو حصحاص میں اُترتی ہے اور یہ مسجد ثنیة زبیدہ ہے۔انتہی۔

باب (.16) مدفون في بيت عائشة رضي.الله.عنها [عائشہ رضی.اللہ.عنہا کے گھر میں دفن کیا گیا]

دليل (.20)

دِيوانُ الحَدِيثِ النَّبَوِيِّ

(١)

صَحِيحُ البُخَارِيِّ

وَهُوَ: الجَامِعُ المُسْنَدُ الصَّحِيحُ

المُخْتَصَرُ مِنْ أُمُورِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَسُنَنِهِ وَأَيَّامِهِ

للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

المتوفى سنة ٢٥٦ هجرية

طبعة مراجعة ومصححة على النسخة السلطانية

مع رفع الالتباس عن رموزها

المجلد الثاني

مَرْكَزُ البُحُوثِ وَتِقْنِيَةِ المَعْلُومَاتِ

دَارُ التَّأْصِيلِ

الفصل (.3) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضي.الله.عنهم [نبی ﷺ،ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کا مزار شریف]

باب (.16) مدفون في بيت عائشة رضي.الله.عنها [عائشہ رضی.اللہ.عنہا کے گھر میں دفن کیا گیا]

دليل (.20)

هِشَامٌ(١)، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ(٢) نَفْسَهَا(٣)، وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ».

٩٥- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما(٤)

﴿فَأَقْبَرَهُ﴾(٥) أَقْبَرْتُ الرَّجُلَ(٦): إِذَا جَعَلْتَ لَهُ قَبْرًا، وَقَبَرْتُهُ: دَفَنْتُهُ.

﴿كِفَاتًا﴾(٧): يَكُونُونَ فِيهَا أَحْيَاءً، وَيُدْفَنُونَ فِيهَا أَمْوَاتًا.

• [١٣٩٨] حدثنا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ، عَنْ هِشَامٍ، وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ يَحْيَى بْنُ أَبِي(٨) زَكَرِيَّاءَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيَتَعَذَّرُ(٩) فِي مَرَضِهِ «أَيْنَ أَنَا الْيَوْمَ؟ أَيْنَ أَنَا غَدًا؟» اسْتِبْطَاءً لِيَوْمِ عَائِشَةَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمِي قَبَضَهُ اللَّهُ بَيْنَ سَحْرِي(١٠) وَنَحْرِي، وَدُفِنَ فِي بَيْتِي.

---

(١) زاد لأبي ذر وعليه صح: «هِشامُ بنُ عُرْوَةَ».
(٢) افتلتت نفسها: ماتت فجأة وأُخذت نفسُها فلتة. (انظر: النهاية في غريب الحديث، مادة: فلت).
(٣) كذا بالوجهين لأبي ذر.
* [١٣٩٧] [التحفة: خ ١٧١٩٣]
(٤) زاد لأبي ذر وعليه صح: «قَوْلُ اللهِ عزَّ وجَلَّ:».
(٥) [عبس: ٢١].
(٦) لأبي ذر وعليه صح، ولأبي الوقت: «أَقْبِرْهُ».
(٧) [المرسلات: ٢٥].
(٨) عليه صح.
(٩) ليتعذر: ليتمنع ويتعسر. (انظر: النهاية في غريب الحديث، مادة: عذر).
(١٠) سحري: السَّحْر: الرِّئَة، أي أنه ﷺ مات وهو مُسْتَنِد إلى صدرها. (انظر: النهاية في غريب الحديث، مادة: سحر).
* [١٣٩٨] [التحفة: خ ١٧٣٠١]

باب (.16) مدفون في بيت عائشة رضي.الله.عنها [عائشہ رضی.اللہ.عنہا کے گھر میں دفن کیا گیا]

دليل (.20)

صحیح بخاری شریف

تصنیف
امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل الجعفی بخاری
متوفی ۲۵۶ھ

مترجم
علامہ ابو التراب
محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

جلد اول

بار اول	نومبر 2016
پرنٹرز	آر۔آر پرنٹرز
سرورق	النافع گرافکس
تعداد	1100/-
ناشر	چوہدری غلام رسول۔میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول
قیمت	/= روپے

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

اسلامک بک ڈپو
۱۲۔گنج بخش روڈ لاہور فون

شوروم ملت پبلی کیشنز دوکان نمبر 5۔ مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ۰ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ۰ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

الفصل (3.) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمررضي.الله.عنهم [نبی ﷺ، ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کا مزار شریف]

باب (16.) مدفون في بيت عائشة رضي.الله.عنها [عائشہ رضی.اللہ.عنہا کے گھر میں دفن کیا گیا]

دليل (20.)

قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ

اور صبح ہونے سے پہلے تدفین کردی گئی۔

95- بَابُ مَوْتِ الْفَجْأَةِ الْبَغْتَةِ

اچانک موت کا بیان

1388- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا، وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی کہ میری والدۂ ماجدہ اچانک وفات پاگئی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ کچھ کہتیں تو صدقہ دیتیں اگر میں ان کی طرف سے خیرات کروں تو کیا انہیں ثواب ملے گا؟ فرمایا، ہاں۔

96- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی

قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: (فَأَقْبَرَهُ) (عبس: 21): أَقْبَرْتُ الرَّجُلَ أُقْبِرُهُ إِذَا جَعَلْتَ لَهُ قَبْرًا، وَقَبَرْتُهُ: دَفَنْتُهُ (كِفَاتًا) (المرسلات: 25): يَكُونُونَ فِيهَا أَحْيَاءً وَيُدْفَنُونَ فِيهَا أَمْوَاتًا

اللہ عزوجل کے ارشاد: فاقبرہ سے مراد ہے کہ میں نے اُس شخص کے لیے قبر بنائی جب میں نے اُس کے لیے قبر بنائی تو دفن کر دیا۔ کفاتا یعنی زندے اُس کے اوپر رہیں گے اور مردے اُس میں دفن ہوں گے۔

1389- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ، عَنْ هِشَامٍ، ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ يَحْيَى بْنُ أَبِي زَكَرِيَّاءَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَتَعَذَّرُ فِي مَرَضِهِ: أَيْنَ أَنَا الْيَوْمَ، أَيْنَ أَنَا غَدًا اسْتِبْطَاءً لِيَوْمِ عَائِشَةَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمِي قَبَضَهُ اللَّهُ بَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي وَدُفِنَ فِي بَيْتِي

عُروہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اپنی علالت میں عذر کے طور پر فرمایا کرتے آج میں کہاں ہوں؟ کل میں کس کے پاس ہوں گا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری کے سبب۔ میری باری میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح کو قبض فرمایا جب کہ میرے پہلو اور میرے سینے کے درمیان تھے اور میرے گھر میں دفن کیے گئے۔

1390- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا

عُروہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ

1388- اطرافہ: 2760

1389- راجع الحدیث: 890

1390- راجع الحدیث: 1330

باب (.16) مدفون في بيت عائشة رضي.الله.عنها [عائشہ رضی.اللہ.عنہا کے گھر میں دفن کیا گیا]

دلیل (.21)

كفاية الطالب اللبيب في خصائص الحبيب

المعروف بـ

الخصائص الكبرى

للشيخ الإمام العلامة حافظ عصره ووحيد دهره

أبي الفضل جلال الدين عبد الرحمن أبي بكر السيوطي

الشافعي المتوفى سنة ٩١١ هجرية رحمه الله

الجزء الثاني

الناشر

دار الكتاب العربي

الفصل (.3) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضي.الله.عنهم [نبی ﷺ،ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کامزار شریف]

باب (.16) مدفون في بيت عائشة رضي.الله.عنها [عائشہ رضی.اللہ.عنہا کے گھر میں دفن کیا گیا]

دليل (.21)

واخرج الزبير بن بكار في (اخبار المدينة) عن سعيد بن المسيب قال لم ازل اسمع الاذان والاقامة في قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم ايام الحرة حتى عاد الناس ●

واخرج ابو يعلى والبيهقي عن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال الانبياء احياء في قبورهم يصلون ●

﴿باب﴾

اخرج الحارث في (مسنده) وابن سعد والقاضي اسمعيل عن بكر بن عبد الله المزني قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حياتي خير لكم وموتي خير لكم تعرض علي اعمالكم فما كان من حسن حمدت الله عليه وما كان من سيئ استغفرت الله لكم ● واخرج البزار بسند صحيح من حديث ابن مسعود مثله ●

﴿باب﴾

اخرج ابن سعد عن الواقدي عن شبل بن العلاء عن ابيه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لفاطمة قولي اذا مت انا لله وانا اليه راجعون فان لكل انسان بها من كل مصيبة معوضة قالت ومنك يارسول الله قال ومني ●
واخرج ابن سعد عن عطاء ابن ابي رباح قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اصيب احدكم بمصيبة فليذكر مصيبته بي فانها اعظم المصائب ●
واخرج الطبراني في (الاوسط) عن عائشة قالت كشف رسول الله صلى الله عليه وسلم الستر فنظر الى الناس يصلون خلف ابي بكر فسر بذلك وقال الحمد لله انه لم يمت نبي حتى يؤمه رجل من امته ثم اقبل على الناس فقال ايها الناس من اصيب منكم بمصيبة من بعدي فليتعز بمصيبته بي عن مصيبته التي تصيبه فانه لن يصاب احد من امتي من بعدي بمثل مصيبته بي ●
واخرج البيهقي عن ام سلمة انها ذكرت وفاة النبي صلى الله عليه وسلم فقالت يالها من مصيبة ما اصبنا بعدها من مصيبة الا هانت اذا ذكرنا مصيبتنا بالنبي صلى الله عليه وسلم ●

﴿باب﴾

واخرج الخطيب في (رواة مالك) عن عائشة قالت لما مرض ابي اوصى ان يؤتى به الى قبر النبي صلى الله عليه وسلم ويستاذن له ويقال هذا ابو بكر يدفن عندك يارسول الله فان اذن لكم فادفنوني وان لم يؤذن لكم فاذهبوا بي الى البقيع فاتي به الى الباب فقيل هذا ابو بكر قد اشتهى ان يدفن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد اوصانا فان اذن لنا دخلنا وان لم يؤذن لنا انصرفنا فنودينا ان ادخلوا وكرامة وسمعنا كلاما ولم نر احدا ● قال الخطيب غريب جدا ●
واخرج ابن عساكر عن علي بن ابي طالب قال لما حضرت ابابكر الوفاة اقعدني عند رأسه وقال لي يا علي اذا انا مت فغسلني بالكف الذي غسلت به رسول الله صلى الله عليه وسلم وحنطوني واذهبوا بي الى البيت الذي فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستأذنوا فان رأيتم الباب قد فتح فادخلوا بي والا فردوني الى مقابر المسلمين حتى يحكم الله بين عباده ● قال فغسل وكفن وكنت اول من بادر الى الباب فقلت يارسول الله هذا ابو بكر يستاذن فرأيت

- لم يصب احد

باب (.16) مدفون في بيت عائشة رضي.الله.عنها [عائشہ رضی.اللہ.عنہا کے گھر میں دفن کیا گیا]

دليل (.21)

الباب قد فتح فسمعت قائلا يقول ادخلوا الحبيب الى حبيبه فان الحبيب الى الحبيب مشتاق ●
و قال ابن عساكر هذا حديث منكر و في اسناده ابو الطاهر موسى بن محمد بن عطاء المقدسي كذاب عن عبد الجليل المرى و هو مجهول ●

﴿ ذكر آيات وقعت على اثر وفاة النبي صلى الله عليه و سلم في غزوات اصحابه و نحوها ﴾

اخرج ابو نعيم عن ابى هريرة قال خرجت مع العلاء بن الحضرمى فرأيت منه خصالا لا ادرى ايتهن اعجب انتهينا الى شاطئ البحر فقال سموا الله تعالى واقتحموا فسمينا واقتحمنا فعبرنا فما بل الماء الا اسافل خفاف ابلنا فلما قفلنا صرنا معه بفلاة من الارض و ليس معنا ماء فشكونا اليه فصلى ركعتين ثم دعا فاذا سحابة مثل الترس ثم ارخت عزاليها (١) فسقينا و استقينا و مات فدفناه فى الرمل فلما سرنا غير بعيد قلنا يجئ سبع فيأكله فرجعنا فلم نره ● و اخرجه ابن سعد بلفظ رأيته قطع البحر على فرسه ● و بلفظ فدعا الله فنبع لهم ماء من تحت رملة فارتووا وارتحلوا و نسى (٢) منهم رجل بعض متاعه فرجع فاخذه و لم يجد الماء ● و بلفظ مات ونحن على غير ماء فابدى الله لنا سحابة فمطرنا فغسلناه و دفناه فرجعنا فلم نجد موضع قبره ●

و اخرج ابو نعيم عن ابن الدقيل قال لما نزل سعد نهر شير طلب السفن ليعبر بالناس فلم يقدر على شئ و جدهم قد ضموا السفن فاقاموا اياما من صفر و يجثهم المدفر أى رؤيا ان خيول المسلمين اقتحمتها فعبرت وقد اقبلت دجلة من المد بامر عظيم فعزم لتاويل رؤياه على العبور فجمع الناس و قال انى قد عزمت على قطع هذا البحر اليهم فاجابوه فاذن للناس في الاقتحام و قال قولوا نستعين بالله و نتوكل عليه حسبنا الله و نعم الوكيل لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم ثم اقتحموا دجلة و ركبوا اللجة و انها لترمى بالزبد و انها لمسودة و ان الناس ليتحدثون في عومهم و قد اقترنوا كما كانوا يتحدثون في مسيرهم على الارض فعجب اهل فارس بامر لم يكن في حسابهم فاجهضوهم و اعجلوهم عن جمهور اموالهم و دخلها المسلمون في صفر سنة ست عشرة و استولوا على كل ما بقى في بيوت كسرى و ما جمع شيرين و من بعده ●

و اخرج ابو نعيم عن ابي عثمان النهدى في قيام سعد في الناس و دعائهم الى العبور قال طبقنا دجلة خيلا و دوابا حتى ما يرى الماء من الشطين احد فخرجت بنا خيلنا اليهم تقطر اعرافها لها صهيل فلما رأى القوم ذلك انطلقوا لا يلوون على شئ قال و ما ذهب اليهم في الماء شئ الا قدح كانت علاقته رثة فانقطعت فذهب به الماء و اذا به قد ضربته الرياح و الامواج حتى وقع الى الشاطئ فاخذه صاحبه ●

و اخرج ابو نعيم عن ابي بكر بن حفص بن عمر قال كان الذي يساير سعدا في الماء سلمان الفارسى فعامت بهم الخيل و سعد يقول حسبنا الله و نعم الوكيل و الله لينصرن الله وليه و ليظهرن دينه و ليهزمن عدوه ان لم يكن في الجيش بغى او ذنوب تغلب الحسنات فقال له سلمان ان الاسلام جديد ذللت والله لهم البحار كما ذلل لهم البر فطبقوا الماء حتى ما يرى الماء من الشاطئ ● و لهم فيه اكثر حديثا منهم من البر فخرجوا لم يفقد و اشيئا و لم يغرق منهم احد ●

(١) العزالى جمع العزلاء فم المزادة الاسفل ١٢

(٢) وانسى ١٢

واخرج

باب (.16) مدفون في بيت عائشة رضي.الله.عنها [عائشہ رضی.اللہ.عنہا کے گھر میں دفن کیا گیا]

دليل (.21)

الخصائص الکبریٰ

مصنف

علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تدوین مولانا عبدالاحد قادری

جلد دوم

ممتاز اکیڈمی

فضل الٰہی مارکیٹ چوک اُردو بازار لاہور

باب (.16) مدفون في بيت عائشة رضي.الله.عنها [عائشہ رضی.اللہ.عنہا کے گھر میں دفن کیا گیا]

دليل (.21)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی وفات کو یاد کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ مصیبت عجیب ہے کہ اس کے بعد ہمیں کوئی مصیبت نہ پہنچی مگر جب ہم نے اس مصیبت کا اس مصیبت سے موازنہ کیا جو نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو اپنی مصیبت حقیر معلوم ہوئی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا: جب میرے والد ماجد بیمار ہوئے تو انہوں نے وصیت کی کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی قبرانور کے پاس لے جایا جائے اور آپ سے اجازت مانگی جائے اور کہا جائے کہ یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں یارسول اللہ ﷺ! کیا انہیں آپ کے پہلو میں دفن کیا جائے؟ اب اگر تمہیں اجازت مل جائے تو مجھے دفن کر دینا اور اگر تمہیں اجازت نہ ملے تو مجھے جنت البقیع میں لے جانا۔

حبیب کو حبیب سے ملا دو:

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو آپ کے دروازے تک لایا گیا اور یہ عرض کیا گیا: یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہیں، ان کی خواہش تھی کہ نبی کریم ﷺ کے پہلو میں دفن کیا جائے اور ہمیں اس کی وصیت کی ہے۔اب اگر ہمارے لیے اجازت ہو تو ہم اندر داخل ہوں اور اگر ہمیں اجازت نہ ہو تو ہم پلٹ جائیں تو ہمیں ندا کی گئی کہ انہیں عزت و کرامت کے ساتھ اندر لے آؤ۔ہم نے کلام تو سنا لیکن کسی کو ہم نے دیکھا نہیں۔خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ روایت بہت غریب ہے۔

﴿خطیب رواۃ مالک﴾

حضرت علی المرتضی سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا: جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رحلت کا وقت آیا تو انہوں نے مجھے اپنے سرہانے بٹھا کر مجھ سے فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! جب میں سو جاؤں تو مجھے ان ہاتھوں سے غسل دینا جس سے تم نے حضور نبی کریم ﷺ کو غسل دیا اور مجھے خوشبو میں بسا کر حجرے تک لے جانا جس میں حضور نبی کریم ﷺ آرام فرما ہیں اور اجازت چاہنا اب اگر تم دیکھو کہ دروازہ کھل گیا ہے تو مجھے اندر لے جانا ورنہ مجھے مسلمانوں کے قبرستان لے جانا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائے۔

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چنانچہ آپ کو غسل دیا گیا اور کفن پہنایا گیا اور سب سے پہلے میں نے دروازے تک پہنچنے میں عجلت کی اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہیں اور اجازت چاہتے ہیں؟ میں نے دیکھا کہ دروازہ کھل گیا اور کسی کہنے والے نے کہا: حبیب کو اس کے حبیب کے پاس لے آؤ، کیونکہ حبیب حبیب کا مشتاق ہے۔

۞ (ابن عساکر نے کہا یہ حدیث منکر ہے چونکہ اس کی اسناد میں ابوالطاہر موسیٰ بن محمد بن عطاء مقدسی کذاب ہے۔اس نے عبدالجلیل مری سے روایت کی اور وہ مجہول ہے۔)

﴿ابن عساکر﴾

باب (.16) مدفون في بيت عائشة رضي.الله.عنها [عائشہ رضی.اللہ.عنہاکے گھر میں دفن کیاگیا]

دليل (.22)

دِيوَانُ الحَدِيثِ النَّبَوِيِّ

(١)

صَحِيحُ البُخَارِيِّ

وَهُوَ: الجَامِعُ المُسْنَدُ الصَّحِيحُ

المُخْتَصَرُ مِنْ أُمُورِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَسُنَنِهِ وَأَيَّامِهِ

للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

المتوفى سنة ٢٥٦ هجرية

طبعة مراجعة ومصححة على النسخة السلطانية

مع رفع الالتباس عن رموزها

المجلد الثاني

مركز البحوث وتقنية المعلومات

دار التأصيل

الفصل (3.) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضي الله عنهم [نبی ﷺ، ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کا مزار شریف]

باب (16.) مدفون في بيت عائشة رضي.الله.عنها [عائشہ رضی.اللہ.عنہا کے گھر میں دفن کیا گیا]

دليل (22.)

قَدَمٌ فَفَزِعُوا وَظَنُّوا أَنَّهَا قَدَمُ النَّبِيِّ ﷺ؛ فَمَا وَجَدُوا أَحَدًا يَعْلَمُ ذَلِكَ، حَتَّى قَالَ لَهُمْ عُرْوَةُ: لَا وَاللَّهِ، مَا هِيَ قَدَمُ النَّبِيِّ ﷺ، مَا هِيَ إِلَّا قَدَمُ عُمَرَ رضي الله عنه.

• [١٤٠٢] (١) وَعَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، أَنَّهَا أَوْصَتْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رضي الله عنهما: لَا تَدْفِنِّي مَعَهُمْ، وَادْفِنِّي مَعَ صَوَاحِبِي (٢) بِالْبَقِيعِ، لَا أُزَكَّى بِهِ أَبَدًا.

• [١٤٠٣] حدثنا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه قَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ اذْهَبْ إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ رضي الله عنها فَقُلْ: يَقْرَأُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَيْكِ السَّلَامَ، ثُمَّ سَلْهَا أَنْ أُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ، قَالَتْ: كُنْتُ أُرِيدُهُ لِنَفْسِي، فَلَأُوثِرَنَّهُ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِي، فَلَمَّا أَقْبَلَ قَالَ لَهُ: مَا لَدَيْكَ؟ قَالَ: أَذِنَتْ لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ: مَا كَانَ شَيْءٌ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ ذَلِكَ الْمَضْجَعِ (٣)، فَإِذَا قُبِضْتُ فَاحْمِلُونِي، ثُمَّ سَلِّمُوا، ثُمَّ قُلْ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَإِنْ أَذِنَتْ لِي فَادْفِنُونِي، وَإِلَّا فَرُدُّونِي إِلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ، إِنِّي لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْ هَؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ، فَمَنِ اسْتَخْلَفُوا بَعْدِي فَهُوَ الْخَلِيفَةُ، فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا، فَسَمَّى عُثْمَانَ، وَعَلِيًّا، وَطَلْحَةَ، وَالزُّبَيْرَ، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ، وَسَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، وَوَلَجَ عَلَيْهِ

---

* [١٤٠١] [التحفة: خ ١٩٠٢٣]

(١) قوله: «وعن هشام... إلى قوله: أبدًا» ضبب عليه في اليونينية، وثبت في غيرها. أفاده القسطلاني.

(٢) صواحبي: جمع صاحبة تريد أزواج النبي ﷺ. (انظر: فتح الباري شرح صحيح البخاري ٣٠٧/١٣).

* [١٤٠٢] [التحفة: خ ١٩٠٢٣]

(٣) كذا بالضبطين وعليه صح.

باب (.16) مدفون في بيت عائشة رضي.الله.عنها [عائشہ رضی.اللہ.عنہا کے گھر میں دفن کیا گیا]

دليل (.22)

شَابٌّ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ : أَبْشِرْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِبُشْرَى اللَّهِ ؛ كَانَ لَكَ مِنَ الْقَدَمِ (١) فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ ، ثُمَّ اسْتُخْلِفْتَ فَعَدَلْتَ ، ثُمَّ الشَّهَادَةُ بَعْدَ هَذَا كُلِّهِ ، فَقَالَ : لَيْتَنِي يَا ابْنَ أَخِي وَذَلِكَ كَفَافًا (٢) لَا عَلَيَّ وَلَا لِي ، أُوصِي الْخَلِيفَةَ مِنْ بَعْدِي بِالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ خَيْرًا ؛ أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ ، وَأَنْ يَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ ، وَأُوصِيهِ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا ﴿الَّذِينَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْإِيمَانَ﴾ (٣) أَنْ يُقْبَلَ (٤) مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيُعْفَى عَنْ مُسِيئِهِمْ ، وَأُوصِيهِ بِذِمَّةِ اللَّهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ ﷺ أَنْ يُوفَى (٥) لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ ، وَأَنْ يُقَاتَلَ (٤) مِنْ وَرَائِهِمْ ، وَأَنْ لَا يُكَلَّفُوا فَوْقَ طَاقَتِهِمْ .

٩٦- بَابُ مَا يُنْهَى مِنْ سَبِّ الْأَمْوَاتِ

• [١٤٠٤] حدثنا آدَمُ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ مُجَاهِدٍ ، عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : «لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ ؛ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا» .

وَرَوَاهُ (٦) عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْقُدُّوسِ ، عَنِ الْأَعْمَشِ . وَمُحَمَّدُ بْنُ أَنَسٍ ، عَنِ الْأَعْمَشِ . تَابَعَهُ (٧) عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ وَابْنُ عَرْعَرَةَ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ ، عَنْ شُعْبَةَ .

---

(١) لأبي ذر عن الحموي والمستملي وعليه صح : «الْقِدَم» .

(٢) كذا وعليه صح صح . ولأبي ذر وعليه صح : «كَفَافٌ» .

كفافًا : لَا عَلَيَّ وَلَا لِي . (انظر : مشارق الأنوار) (١/ ٣٤٦) .

(٣) [الحشر : ٩] .

(٤) كذا وعليه صح .

(٥) كذا وعليه صح . «يُوفَى» : ضبطه القسطلاني بضم أوله وفتح ثالثه مشدّدا ومخففا ، وبهما ضبط في بعض النسخ تبعا لليونينية . اهـ . مصححه .

* [١٤٠٣] [التحفة : خ س ١٠٦١٨]

(٦) قوله : «وَرَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ . . . إلى : الأعمش» مؤخر عند ابن عساكر عن الذي يليه .

(٧) قوله : «تابعه . . . إلى : شعبة» مقدم عند أبي ذر وابن عساكر عن الذي قبله .

* [١٤٠٤] [التحفة : خ س ١٧٥٧٦]

باب (16.) مدفون في بيت عائشة رضي.الله.عنها [عائشہ رضی.اللہ.عنہا کے گھر میں دفن کیا گیا]

دلیل (22.)

صحیح بخاری شریف

تصنیف

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل الجعفی بخاری

مترجم

علامہ ابو التراب
محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

جلد اوّل

بار اول .... نومبر 2016
پرنٹرز .... آر۔آر پرنٹرز
سرورق .... النافع گرافکس
تعداد 1100/-
ناشر .... چوہدری غلام رسول۔میاں جواد رسول
میاں شہزاد رسول
قیمت .... /= روپے

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

اسلامک بک ڈپو
۱۲۔ گنج بخش روڈ لاہور
042-37112941

شوروم ملت پبلی کیشنز دوکان نمبر 5۔ مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

باب (16.) مدفون في بيت عائشة رضي.الله.عنها [عائشہ رضی.اللہ.عنہا کے گھر میں دفن کیا گیا]

دليل (22.)

أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ هِلاَلٍ هُوَ الوَزَّانُ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَقُمْ مِنْهُ: لَعَنَ اللَّهُ اليَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ، لَوْلاَ ذَلِكَ أُبْرِزَ قَبْرُهُ غَيْرَ أَنَّهُ خَشِيَ - أَوْ خُشِيَ - أَنَّ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا وَعَنْ هِلاَلٍ قَالَ: كَنَّانِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَلَمْ يُولَدْ لِي

عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے اُس مرض میں جس سے رو بہ صحت نہ ہوئے، فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لعنت کرے یہود و نصاریٰ پر جنہوں نے اپنے انبیائے کرام کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ کی قبر مبارک کھلی رکھی جاتی مگر یہی خوف تھا کہ وہ مسجد نہ بنا لی جائے۔ بلال سے منقول ہے کہ عُروہ بن زُبیر نے میری کنیت رکھ دی حالانکہ میری اولاد نہیں تھی۔

1390م - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ سُفْيَانَ التَّمَّارِ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ رَأَى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا

محمد، عبداللہ، ابوبکر بن عیاش، سفیان التمار سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کو کوہان نما دیکھا۔

1390م - حَدَّثَنَا فَرْوَةُ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ لَمَّا سَقَطَ عَلَيْهِمُ الحَائِطُ فِي زَمَانِ الوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ المَلِكِ، أَخَذُوا فِي بِنَائِهِ فَبَدَتْ لَهُمْ قَدَمٌ، فَفَزِعُوا وَظَنُّوا أَنَّهَا قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا وَجَدُوا أَحَدًا يَعْلَمُ ذَلِكَ حَتَّى قَالَ لَهُمْ عُرْوَةُ: لاَ وَاللَّهِ مَا هِيَ قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا هِيَ إِلَّا قَدَمُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

ہشام بن عروہ نے اپنے والدِ ماجد سے مروی کی ہے کہ جب ولید بن عبدالملک کے دور میں دیوار اُن پر گری تو ایک پیر ظاہر ہوا۔ لوگ خوف زدہ ہو گئے اور سمجھے کہ شاید یہ نبی کریم ﷺ کا پیر مبارک ہے۔ انہیں پہچاننے والا کوئی نہ ملا حتیٰ کہ حضرت عروہ نے کہا: خدا کی قسم، یہ نبی کریم ﷺ کا پیر نہیں بلکہ حضرت عمر کا پیر ہے۔

1391 - وَعَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّهَا أَوْصَتْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لاَ تَدْفِنِّي مَعَهُمْ وَادْفِنِّي مَعَ صَوَاحِبِي بِالْبَقِيعِ لاَ أُزَكَّى بِهِ أَبَدًا

حضرت عائشہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو وصیت کی کہ مجھے ان کے ساتھ دفن نہ کرنا بلکہ میری سوکنوں کے ساتھ بقیع میں دفن کرنا میں کبھی اپنی برتری نہیں جتاؤں گی۔

1392 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الحَمِيدِ، حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَمْرِو

عمرو بن میمون اودی سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے فرمایا:

1391- انظر الحديث: 7327

1392- انظر الحديث: 7207,4888,3700,3162,3052

الفصل (.3) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضي.الله.عنهم [نبی ﷺ، ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کا مزار شریف]

باب (.16) مدفون في بيت عائشة رضي.الله.عنها [عائشہ رضی.اللہ.عنہا کے گھر میں دفن کیا گیا]

دليل (.22)

بْنِ مَيْمُونٍ الأَوْدِيِّ، قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، اذْهَبْ إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَقُلْ: يَقْرَأُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَيْكِ السَّلاَمَ، ثُمَّ سَلْهَا، أَنْ أُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ، قَالَتْ: كُنْتُ أُرِيدُهُ لِنَفْسِي فَلَأُوثِرَنَّهُ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِي، فَلَمَّا أَقْبَلَ قَالَ: لَهُ مَا لَدَيْكَ؟ قَالَ: أَذِنَتْ لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ: " مَا كَانَ شَيْءٌ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ ذَلِكَ الْمَضْجَعِ، فَإِذَا قُبِضْتُ فَاحْمِلُونِي، ثُمَّ سَلِّمُوا، ثُمَّ قُلْ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَإِنْ أَذِنَتْ لِي، فَادْفِنُونِي، وَإِلَّا فَرُدُّونِي إِلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ، إِنِّي لاَ أَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَذَا الأَمْرِ مِنْ هَؤُلاَءِ النَّفَرِ الَّذِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ، فَمَنِ اسْتَخْلَفُوا بَعْدِي فَهُوَ الْخَلِيفَةُ فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا، فَسَمَّى عُثْمَانَ، وَعَلِيًّا، وَطَلْحَةَ، وَالزُّبَيْرَ، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ، وَسَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، وَوَلَجَ عَلَيْهِ شَابٌّ مِنَ الأَنْصَارِ، فَقَالَ: أَبْشِرْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِبُشْرَى اللَّهِ، كَانَ لَكَ مِنَ الْقَدَمِ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ، ثُمَّ اسْتُخْلِفْتَ فَعَدَلْتَ، ثُمَّ الشَّهَادَةُ بَعْدَ هَذَا كُلِّهِ، فَقَالَ: لَيْتَنِي يَا ابْنَ أَخِي وَذَلِكَ كَفَافًا لاَ عَلَيَّ وَلاَ لِي، أُوصِي الْخَلِيفَةَ مِنْ بَعْدِي بِالْمُهَاجِرِينَ الأَوَّلِينَ خَيْرًا، أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ، وَأَنْ يَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ، وَأُوصِيهِ بِالأَنْصَارِ خَيْرًا الَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ أَنْ يُقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَيُعْفَى عَنْ مُسِيئِهِمْ، وَأُوصِيهِ بِذِمَّةِ اللَّهِ، وَذِمَّةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُوفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ، وَأَنْ

اے عبداللہ بن عمر! اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت میں جاؤ اور کہنا کہ عمر بن خطاب آپ کو سلام کہتے ہیں، پھر پوچھتے ہیں کہ مجھے میرے دونوں ساتھیوں کے پاس دفن کر دیا جائے؟ حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ وہ جگہ میں اپنے لیے چاہتی تھی لیکن آج میں نے اُنہیں اپنے اُوپر ترجیح دی۔ جب واپس لوٹے تو فرمایا کہ کیا خبر لائے؟ عرض کی کہ اے امیر المومنین! آپ کے لیے اجازت دے دی۔ فرمایا کہ اس آرام گاہ سے کوئی جگہ میرے نزدیک زیادہ اہمیت والی نہ تھی۔ جب میرا وصال ہو جائے تو مجھے اُٹھا کر لے جانا اور سلام عرض کرنا۔ پھر کہنا کہ عمر بن خطاب اجازت طلب کرتے ہیں۔ اگر مجھے اجازت مل جائے تو وہاں دفن کر دینا ورنہ مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں لے جانا۔ میں خلافت کے لیے کسی کو ان لوگوں سے زیادہ حقدار نہیں جانتا جن سے رسول اللہ ﷺ وصال فرمانے تک راضی رہے۔ میرے بعد جس کو لوگ خلیفہ بنا لیں وہی خلیفہ ہے، چنانچہ اُس کی بات سُننا اور حکم ماننا۔ پس نام لیے کہ، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص۔ اسی دوران میں ایک انصاری نوجوان نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی کہ اے امیر المومنین! آپ کو خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت کہ اسلام میں آپ کا جو مقام ہے وہ آپ جانتے ہیں، پھر خلیفہ بنائے گئے تو آپ نے عدل و انصاف کیا اور اِن سب کے بعد شہادت پائی۔ فرمایا کہ بھتیجے! کاش میرے ساتھ مساوی معاملہ ہو کہ نہ عذاب ہو نہ ثواب میں اپنے بعد خلیفہ بننے والے کو اوّلین مہاجرین کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ اُن کے حق کو جانے اور اُن کی عزت کی حفاظت کرے اور اُسے انصار

باب (.16) مدفون في بيت عائشة رضي.الله.عنها [عائشہ رضی.اللہ.عنہا کے گھر میں دفن کیا گیا]

دليل (.22)

يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ وَأَنْ لَا يُكَلَّفُوا فَوْقَ طَاقَتِهِمْ "

کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ اچھے لوگ ہیں جنہوں نے ایمان کے گھر میں پناہ دی کہ اُن کے اچھوں کی قدر کی جائے اور اُن کے بُروں سے درگزر کی جائے اور اللہ کے ذمہ اور اُس کے رسول کے ذمہ کی وصیت کرتا ہوں کہ ذمیوں کے ساتھ معاہدہ نبھایا جائے اور اُن کے علاوہ دوسروں سے لڑا جائے اور اُن پر طاقت سے زیادہ بوجھ نہ رکھا جائے۔

97- بَابُ مَا يُنْهَى مِنْ سَبِّ الْأَمْوَاتِ

1393 - حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا وَرَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْقُدُّوسِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ وَابْنُ عَرْعَرَةَ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ

مُردوں کو بُرا کہنے کی ممانعت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مُردوں کو بُرا نہ کہا کرو کیونکہ جو انہوں نے آگے بھیجا تھا اُسے پالیا۔ متابعت کی اس کی علی بن الجعد اور محمد بن عرعرہ اور ابن عدی نے شعبہ سے اور مروی کیا اِسے عبداللہ بن عبدالقدوس، اعمش اور محمد بن انس نے اعمش سے۔

98- بَابُ ذِكْرِ شِرَارِ الْمَوْتَى

1394 - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: " قَالَ أَبُو لَهَبٍ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ فَنَزَلَتْ: (تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ)(المسد:1) "

شریر مُردوں کا ذکر

عمر بن حفص، اِن کے والد ماجد، اعمش، عمرو بن مُرہ، سعید بن جُبیر سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ابولہب نے نبی کریم ﷺ سے کہا: ''تو ہمیشہ برباد رہے۔'' پس سورۂ لہب نازل ہوئی۔

☆☆☆☆☆

1393- انظر الحديث: 6516، سنن نسائی: 1935

1394- انظر الحديث: 3525,3526,4770,4801,4971,4972,4973، صحیح مسلم: 507,508، سنن ترمذی: 3363

باب (.17) حجرة الجريد، أبدلها عمر بن خطاب رضي.الله.عنه بجدار. [کھجور کے بنے گھر کو عمر بن خطاب رضی.اللہ.عنہ نے دیوار کی شکل دیدی تھی]

دليل (.23)

وفاء الوفا
بأخبار دار المصطفى

تأليف
نور الدين علي بن عبد الله السمهودي
المتوفى سنة ٩١١ هـ

تحقيق وتقديم
الدكتور قاسم السامرائي

الجزء الثاني

باب (.17) حجرة الجريد، أبدلها عمر بن خطاب رضی.اللہ.عنہ بجدار. [کھجور کے بنے گھر کو عمر بن خطاب رضی.اللہ.عنہ نے دیوار کی شکل دیدی تھی]

دليل (.23)

الفصل التاسع عشر
في ما كانت عليه الحجرة الشريفة الحاوية للقبور المنيفة في مبدأ الأمر

قد قدمنا أن النبي ﷺ لما بنى المسجد بَنَى بيتين لزوجتيه: عائشة وسَودَة رضي الله عنهما على نعت بناء المسجد من لَبِن وجريد النخل.

قال ابن النجار: وكان لبيت عائشة رضي الله عنها مصراع واحد من عرعر أو ساج(١).

وتقدم أيضاً في **الفصل التاسع** عن جماعة ممن أدرك بيوت النبي ﷺ لما أُدخلت في المسجد، أنها كانت من جريد مستورة بمُسُوح الشعر، وأنَّ عمران بن أبي أنس قال: كان فيها أربعة أبيات بلبن لها حُجَرٌ من جريد(٢)، الخبر المتقدم.

قلت: وكان بيت عائشة رضي الله عنها أحد الأربعة المذكورة، لكنْ سيأتي من رواية ابن سعد: أنه لم يكن عليه حائط زمن النبي ﷺ وأنَّ أول من بنى عليه جداراً عمرُ بن الخطاب(٣)، وليحمل على أنَّ حجرة الجريد، التي كانت مضافة له، أبدلها عمر بجدار، جمعاً بين الروايات، وتقدم أيضاً قول عبد الله بن يزيد الهذلي: ورأيت حُجَر أزواج النبي ﷺ حين هدمها عمر بن عبد العزيز مبنيَّة باللبن حولها حُجَرٌ من جريد ممدود، إلاَّ حجرة أم سلمة، وقول الحسن البصري: كنت أدخل

(١) الدرة الثمينة ٢/٣٥٨ وتحقيق النصرة ٤٩.
(٢) المصدر نفسه وتحقيق النصرة ٤٩ ـ ٥٠.
(٣) طبقات ابن سعد ٢/٢٩٤.

٢٩٧

باب (17.) حجرة الجريد، أبدلها عمر بن خطاب رضي الله عنه بجدار. [کھجور کے بنے گھر کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیوار کی شکل دیدی تھی]
دليل (23.)

بيوتَ رسول الله ﷺ وأنا غلام مُراهق، وأنال السقف بيدي، وكان لكل بيتٍ حُجْرَةٌ، وكانت حُجَرُه من أكْسِيةٍ من شعرٍ مربوطةٍ في خشبِ عَرْعَر.

قلت: والظاهر أنَّ ما يُسْتَر به الحُجَر المذكورة هو المراد في حديث كَشْفِه ﷺ لسِجْفِ حجرته، كما في **الصحيح**(1)، والسِجفُ لغةً: السِّتْرُ.

وفي **التحفة** لابن عساكر عن داود بن قيس، أنه قال: أظنُّ عرض البيت من الحجرة إلى باب البيت نحو ست أو سبع أذرع، واظنَّ سمكه بين الثمان والتسع، نحو ذلك، ووقفت عند باب عائشة فإذا هو مستقبل المغرب.

وهو صريح في أنَّ الباب كان في جهة المغرب، وسيأتي ما يؤيده.

وكذا ما رُويَ في **الصحيح** من كشفه ﷺ سِجفَ الباب في مرضه وأبو بكر يؤم الناس، وترجيل عائشة رضي الله عنها شعره وهو في معتكفه وهي في بيتها، كما تقدم في حديث: كان رسول الله ﷺ إذا اعتكف يُدني إليَّ رأسَه فأرجِّلُه(2).

وفي رواية النسائي: يأتيني وهو معتكف في المسجد، فيتكيء على عتبة باب حجرتي، فأغسل رأسه وأنا في حجرتي وسائره في المسجد(3)، لكن سبق أيضاً ما يقتضي أنَّ الباب كان مستقبل الشام، وهو ضعيف أو مؤول.

أما ضعفه: فلما تقدم من أنَّ بيت فاطمة رضي الله عنها كان ملاصقاً له من جهة الشام، وأنَّ مربعة القبر كانت بابَ عليٍّ، ويحتمل أنَّ بعضه من جهة الشام كان ملاصقاً بيت فاطمة دون بعضه، فيتأتى ذلك، ويدلُّ له ما قدمناه في بيت فاطمة رضي الله عنها من أنَّ الموضع المُزْوَر في بناء عمر بن عبد العزيز كان مخرجاً للنبي ﷺ.

وأما تأويله فبأحد أمرين، كما أشار إليه الزينُ المراغي(4):

أحدهما: حَمْلُه على أنه بابٌ شَرَعته عائشة رضي الله عنها لما ضربت حائطاً

---

(1) فتح الباري ١/٥٥١ ـ ٥٥٢، ٥٦١.
(2) فتح الباري ١/٤٠٣؛ ٤/٢٧٣ ـ ٢٧٤.
(3) سنن النسائي: باب الحيض ٢٠، ٢١؛ باب الطهارة ١٧٥.
(4) تحقيق النصرة ٥٣ ـ ٥٤

٢٩٨

باب (17.) حجرة الجريد، أبدلها عمر بن خطاب رضي الله عنه بجدار. [کھجور کے بنے گھر کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیوار کی شکل دیدی تھی]

دلیل (23.)

وفاء الوفا
بأخبار دار المصطفى ﷺ

تألیف
الشیخ العلامة نور الدین علي بن أحمد السمهودي
المتوفی ۹۱۱ھ

مترجم:
شاہ محمد چشتی

نظر ثانی:
محمد محسن

حصہ دوم

ادارۂ پیغام القرآن
۴۰۔ اردو بازار ○ لاہور ☎ 042-7323241

باب (.17) حجرة الجريد، أبدلها عمر بن خطاب رضي الله عنه بجدار. [کھجور کے بنے گھر کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیوار کی شکل دیدی تھی]

دلیل (.23)

(چھوٹا دروازہ) کو بند کرنے کا ارادہ کیا تھا اور مقصورہ کا حکم دیا تھا چنانچہ اسے گرا کر مسجد کے برابر کر دیا گیا جبکہ وہ مسجد کے اگلے حصے سے دو ہاتھ بلند تھا' اس نے اسے توڑ کر مسجد کے برابر کر دیا۔آل عمر نے اپنے خوخہ کے بارے میں اس سے بات کی تو بات بگڑ گئی' آخر اس نے اجازت دی تو انہوں نے کھول کر اسے زمین کے برابر کر دیا اور یوں وہ مسجد میں آ گیا یعنی مقصورہ شریف کے باہر کی طرف تھا جس کے گرد لوہے کی جالی لگی ہوئی ہے۔اس نے اس خوخہ کے لئے تین درجے بنا دئے چنانچہ آج کل وہ اسی طرح ہے۔

مہدی کے دور میں مسجد کے دروازوں پر لکھائی سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس نے ولید کی طرح اسے پتھر کے خوبصورت ٹکڑوں سے بنایا تھا اور یہ بات بچے کھچے پتھر کے ان ٹکڑوں سے بھی معلوم ہوتی ہے جو شمال مغربی منارہ کے قریب مسجد کے آخر میں تھے اور مغربی دیوار کے قریب تھے۔

اس کے بعد' جہاں تک میں نے مدینہ کے بارے میں لکھنے والوں کو دیکھا ہے تو کسی نے بھی نہیں لکھا کہ مہدی کے بعد کسی نے مسجد نبوی میں اضافہ کیا ہو لیکن مراغی کے اس سلسلے میں الفاظ یہ ہیں: کہتے ہیں کہ مامون نے اس میں اضافہ کیا تھا اور ۲۰۲ھ میں اس کی بنیاد مضبوط کی تھی۔ سہیلی کہتے ہیں کہ یہ اسی حال پر ہے لیکن رزین اس کا انکار کرتے ہیں مگر ان دونوں روایتوں کو یوں جمع کیا جا سکتا ہے کہ اس نے تجدید کی تھی' اضافہ نہیں کیا تھا۔انتہی۔

میں کہتا ہوں کہ علامہ رزین کے کلام میں ایسی کوئی بات مجھے تو دکھائی نہیں دی کہ اس حکایت کی طرف توجہ دی ہو اور اس کا انکار کر دیا ہو کیونکہ جن مؤرخین نے مامون کا زمانہ پایا ہے' انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں لکھی' ہاں ابن قتیبہ کی المعارف میں مہدی کے اضافے کے ذکر میں یہ الفاظ ملتے ہیں: "مامون نے مسجد میں کافی ساری توسیع کی تھی" اور پھر مامون کے اس اضافے میں میں نے پڑھا ہے کہ: "عبد اللہ نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد کی تعمیر کے لئے ۲۰۲ھ میں حکم دیا تھا" پھر اس نے مامون کے عدل و انصاف اور پرہیزگاری کے حکم کا ذکر کیا ہے لیکن اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس نے مسجد میں اضافہ کیا ہو کیونکہ یہ احتمال موجود ہے کہ اس نے اضافہ کئے بغیر تعمیر کرائی ہو۔واللہ اعلم۔

فصل نمبر ۱۹

ابتداء میں حجرہ مبارکہ کی کیفیت کیا تھی؟

پہلے ہم بیان کر آئے ہیں کہ حضور ﷺ نے جب تعمیر فرمائی تو اپنی دو بیویوں حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گھر بھی اسی طرح کچی اینٹوں اور کھجور کی ٹہنیوں سے بنائے تھے۔ابن نجار کہتے ہیں کہ "سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کا ایک دروازہ تھا جو عرعر یا ساج کی لکڑی سے بنا تھا" پھر نویں فصل میں بھی بتایا جا چکا ہے' جن حضرات نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے گھر مسجد میں شامل ہوتے دیکھے' انہوں نے بتایا کہ وہ کھجور کی ٹہنیوں سے بنے ہوئے تھے جن پر بالوں سے بنے کمبل پڑے تھے اور عمران بن ابی انیس نے کہا تھا: ان گھروں میں

باب (17.) حجرة الجريد، أبدلها عمر بن خطاب رضي الله عنه بجدار. [کھجور کے بنے گھر کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیوار کی شکل دیدی تھی]

دليل (23.)

سے چار تو کچی اینٹوں سے بنے تھے جن کے آگے کھجور کی ٹہنیوں کا پردہ تھا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے گرد سب سے پہلے کس نے دیوار بنائی؟

میں بتاتا ہوں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر ان چاروں میں سے ایک تھا لیکن ابن سعد کی روایت آگے آرہی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ حضور ﷺ کے دور میں اس کے گرد دیوار نہ تھی اور سب سے پہلے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنائی تھی۔ اسے یوں سمجھو کہ کھجور کے بنے گھر کی حضرت عمر کی طرف نسبت کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اسے دیوار کی شکل دیدی تھی۔ اس میں ساری روایتیں جمع ہو جاتی ہیں۔ پھر عبداللہ بن یزید ھذلی کا بھی یہ قول گذر چکا ہے کہ: ”جب حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے گھر گرائے تو دیکھا کہ وہ کچی اینٹوں سے بنے تھے اور ان کے حجرے کھجور کی لمبی ٹہنیوں سے بنے تھے' صرف سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کا حجرہ نہ تھا۔“ پھر حضرت حسن بن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بھی ہے: میں ابھی چھوٹا ہی تھا' رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں چلا جایا کرتا تھا' میں چھت کو ہاتھ سے چھو لیتا تھا' ہر گھر کا ایک حجرہ تھا اور یہ حجرے عرعر کی لکڑی پر بالوں سے بنے کمبل سے ڈھانپے ہوئے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ بخاری شریف میں نبی کریم ﷺ کے جس پردہ کو کھولنے کا ذکر ہے' اس سے مراد یہی پردہ تھا۔

داؤد بن قیس کہتے ہیں، ”میرے خیال میں حجرے سے گھر کے دروازے کی چوڑائی چھ سات ہاتھ تھی جبکہ بلندی آٹھ اور نو ہاتھ کے قریب تھی۔ میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے قریب کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس کا رُخ مغرب کی طرف تھا۔“ اس روایت سے ظاہر ہے کہ یہ دروازہ مغرب کی طرف تھا۔ آگے اس روایت کی تائید آرہی ہے اور یونہی جو بخاری میں روایت ہے کہ آپ نے اپنی مرض کے دوران دروازے کا پردہ ہٹایا تھا اور وہ اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کی امامت کر رہے تھے' پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آپ کے بالوں میں کنگھی کا ذکر ہے جب آپ تو اپنی اعتکاف کی جگہ پر تھے اور وہ گھر میں بیٹھی تھیں جیسے گذشتہ حدیث میں آچکا ہے کہ: حضور ﷺ اعتکاف فرماتے تو سر انور میرے آگے کر دیتے اور میں کنگھی کر دیا کرتی اور پھر نسائی کی روایت میں ہے: آپ میرے پاس بحالتِ اعتکاف تشریف لاتے اور میرے حجرے کی چوکھٹ پکڑ کر کھڑے ہو جاتے' میں سرِ انور دھو دیتی' میں تو اپنے حجرے ہی میں ہوتی لیکن آپ کا مکمل جسم مسجد میں ہوتا لیکن اس سے پہلے یہ بھی آچکا ہے کہ آپ کا دروازہ شام کی طرف تھا لیکن یہ روایت ضعیف ہے یا اس میں تاویل ہوئی ہے۔ ضعیف ہونے کی وجہ تو یہ ہے جیسے گذرا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر شام کی طرف سے آپ کے گھر سے متصل تھا اور مربعہ کا ستون حضرت علی کا دروازہ تھا۔

یہ بھی احتمال ہے کہ اس ستون کا کچھ شامی حصہ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے متصل ہو لیکن دوسرا متصل نہ ہو چنانچہ یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے اور اس کی دلیل وہ گذشتہ روایت ہے جو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

باب (18.) ثقوب (شباك) في سقف الحجرة بأمر من عائشة رضي.الله.عنها [عائشہ رضی.اللہ.عنہا کے حکم سے حجرہ کی چھت میں سوراخ (کھڑکی)]

دلیل (24.)

كتاب

المسند الجامع

لأبي محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل الدارمي

المتوفى سنة ٢٥٥ هـ

وهو أصل المتن المشروح المسمى بـ فتح المنان

المطبوع عامي ١٤١٦ / ١٤١٩ هـ

يُطبع لأول مرة مفردًا

مقابلًا على أكثر من تسع نسخ خطية

خدمه واعتنى به

نبيل بن هاشم بن عبد الله الغمري آل باعلوي

دار البشائر الإسلامية

باب (18.) ثقوب (شباك) في سقف الحجرة بأمر من عائشة رضي.الله.عنها [عائشہ رضی اللہ عنہا کے حکم سے حجرہ کی چھت میں سوراخ (کھڑکی)]

دليل (24.)

كَفَالَةَ أَوْلَادِهِ، فَأَدَّاهَا إِلَى الْخَلِيفَةِ مِنْ بَعْدِهِ، وَفَارَقَ الدُّنْيَا تَقِيًّا نَقِيًّا عَلَى مِنْهَاجِ صَاحِبَيْهِ.

ثُمَّ إِنَّكَ يَا عُمَرُ! بُنَيُّ الدُّنْيَا، وَلَدَتْكَ مُلُوكُهَا، وَأَلْقَمَتْكَ ثَدْيَيْهَا، وَنَبَتَّ فِيهَا تَلْتَمِسُهَا مَظَانَّهَا، فَلَمَّا وُلِّيتَهَا أَلْقَيْتَهَا حَيْثُ أَلْقَاهَا اللهُ، هَجَرْتَهَا وَجَفَوْتَهَا، وَقَذَرْتَهَا إِلَّا مَا تَزَوَّدْتَ مِنْهَا، فَالْحَمْدُ لِلهِ الَّذِي جَلَا بِكَ حَوْبَتَنَا، وَكَشَفَ بِكَ كُرْبَتَنَا، فَامْضِ وَلَا تَلْتَفِتْ، فَإِنَّهُ لَا يَعِزُّ عَلَى الْحَقِّ شَيْءٌ، وَلَا يَذِلُّ عَلَى الْبَاطِلِ شَيْءٌ، أَقُولُ قَوْلِي وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ لِي وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ.

قَالَ أَبُو أَيُّوبَ: فَكَانَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ فِي الشَّيْءِ: قَالَ لِيَ ابْنُ الأَهْتَمِ: امْضِ وَلَا تَلْتَفِتْ. [الإتحاف: ٢٤٥٧٦]

١٥ ــ بابُ مَا أَكْرَمَ اللهُ تَعَالَى نَبِيَّهُ ﷺ بَعْدَ مَوْتِهِ

١٠٠ ــ أَخْبَرَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، ثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ، ثَنَا عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ النُّكْرِيُّ، ثَنَا أَبُو الْجَوْزَاءِ أَوْسُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قُحِطَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ قَحْطاً شَدِيداً، فَشَكَوْا إِلَى عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: انْظُرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ ﷺ فَاجْعَلُوا مِنْهُ كُوًى إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى لَا يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ، قَالَ: فَفَعَلُوا، فَمُطِرْنَا مَطَراً حَتَّى نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الإِبِلُ حَتَّى تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ، فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتْقِ. [الإتحاف: ٢١٦٠٦]

١٠١ ــ أَخْبَرَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: لَمَّا كَانَ أَيَّامُ الْحَرَّةِ لَمْ يُؤَذَّنْ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثاً، وَلَمْ يُقَمْ، وَلَمْ يَبْرَحْ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ الْمَسْجِدَ، وَكَانَ لَا يَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلَاةِ إِلَّا بِهَمْهَمَةٍ يَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ(١).

١٠٢ ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي خَالِدٌ ــ هُوَ ابْنُ يَزِيدَ ــ، عَنْ سَعِيدٍ ــ هُوَ ابْنُ أَبِي هِلَالٍ ــ، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ أَنَّ كَعْباً دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَذَكَرُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ كَعْبٌ: مَا مِنْ يَوْمٍ يَطْلُعُ إِلَّا نَزَلَ سَبْعُونَ أَلْفاً مِنَ الْمَلَائِكَةِ حَتَّى يَحُفُّوا بِقَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ يَضْرِبُونَ بِأَجْنِحَتِهِمْ، وَيُصَلُّونَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، حَتَّى إِذَا أَمْسَوْا عَرَجُوا وَهَبَطَ مِثْلُهُمْ، فَصَنَعُوا مِثْلَ ذَلِكَ، حَتَّى إِذَا انْشَقَّتْ عَنْهُ الأَرْضُ ﷺ خَرَجَ فِي سَبْعِينَ أَلْفاً مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَزُفُّونَهُ. [الإتحاف: ٢٥٠٣١]

❑❑❑

(١) في النسخ زيادة: معناه.

درك: دار الكتب المصرية ـ ل: دار الكتب المصرية أخرى ـ صديق: صديق حسن خان ـ د: ليدن ـ م.م: مراد ملا

باب (.18) ثقوب (شباك) في سقف الحجرة بأمر من عائشة رضي.الله.عنها [عائشہ رضی.اللہ.عنہا کے حکم سے حجرہ کی چھت میں سوراخ (کھڑکی)]

دلیل (.24)

سنن دارمی شریف

جلد اوّل

تالیف

شیخ المسلمین فی الحدیث

الامام الحافظ ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن بن الفضل بن بھرام الدارمی

(۱۸۱-۲۵۵ھ)

ترجمہ:

حامل الرایۃ فی میدان التحقیق

حائز قصب السبق فی مضمار التدقیق

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

وفقہ اللہ تعالیٰ خیر التوفیق

ہو نعم المولیٰ و نعم الرفیق

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

فون: 042-7246006

باب (.18) ثقوب (شباك) في سقف الحجرة بأمر من عائشة رضي.الله.عنها [عائشہ رضی.اللہ.عنہا کے حکم سے حجرہ کی چھت میں سوراخ (کھڑکی)]

دلیل (.24)

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے انہوں نے شہر بسائے نرمی کے ہمراہ شدت کو ملا دیا اپنے دونوں ہاتھوں کی آستینیں چڑھا لیں اور اپنی پنڈلیوں سے دامن سمیٹ لیا اور تمام امور کے لئے مناسب لوگوں کا انتظام کیا جنگ کے لئے آلات کا انتظام کیا جب مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے ان پر حملہ کیا تو آپ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ہدایت کی کہ وہ لوگوں سے دریافت کریں کیا لوگوں نے ان کے قتل کرنے والے کی تحقیق کی ہے تو جب انہیں بتایا گیا کہ یہ مغیرہ بن شعبہ کا ایک غلام ہے (جو غیر مسلم ہے) تو انہوں نے بلند آواز سے اپنے پروردگار کی حمد بیان کی کہ مال غنیمت میں سے کسی حق دار نے ان پر حملہ نہیں کیا جو ان کے خلاف کوئی حجت پیش کر سکتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا جو حق دبایا تھا اس کے بدلے میں اس نے ان کا خون بہایا تھا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کے مال میں سے اسی ہزار سے کچھ زیادہ درہم وصول کئے تھے۔ اس کی خاطر انہوں نے اپنے مکان کو فروخت کر دیا اور یہ ناپسند کیا کہ ان کی اولاد اس رقم کو دینے کی پابند ہو۔ انہوں نے یہ رقم اپنے بعد میں آنے والے خلیفہ کے سپرد کی اور پرہیزگاری اور پاکیزگی کے عالم میں' اپنے دونوں پیش رو حضرات کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

عبداللہ بن اہتم نے کہا: اے عمر بن عبدالعزیز پھر اس کے بعد تم ہو دنیا کے بادشاہوں کی اولاد نے تمہیں جنم دیا اسی نے تمہیں دودھ پلایا۔ انہی لوگوں میں تمہاری پرورش ہوئی اور انہی جگہوں پر تم انہیں تلاش کرتے رہے لیکن جب تم حکومت کے مالک بنے تو تم نے اسے وہیں رکھا جہاں اللہ تعالیٰ نے اسے رکھا تھا' تم نے اس سے لاتعلقی اختیار کی اور اس سے جفا کی اور اسے برا سمجھا ماسوائے اس چیز کے جس کی تمہارے لئے ضرورت ہو اور ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے تمہاری وجہ سے ہماری حاجات کو پورا کیا اور تمہاری وجہ سے ہماری پریشانی کو ختم کیا۔ تم چلتے رہو اور ادھر ادھر توجہ نہ دو کیونکہ حق سے زیادہ عزت دار کوئی چیز نہیں ہے اور باطل سے زیادہ ذلیل کوئی اور چیز نہیں ہے میں نے یہ بات ختم کی اور میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمام اہل ایمان مردوں اور عورتوں کے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

ابوایوب بیان کرتے ہیں' عمر بن عبدالعزیز جب بھی کسی چیز کے بارے میں کچھ کہتے تھے یہ بات فرماتے مجھے ابن اہتم نے بتائی ہے اور یہی کہتے تھے کہ چلتے رہو ادھر اُدھر توجہ نہ دو۔

بَابٌ مَّا اَكْرَمَ اللّٰهُ تَعَالٰى نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِهٖ

باب 15: نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو بزرگی عطا کی

93- حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ النُّكْرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُو الْجَوْزَاءِ اَوْسُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَحِطَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ قَحْطًا شَدِيْدًا فَشَكَوْا اِلٰى عَآئِشَةَ فَقَالَتِ انْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوْا مِنْهُ كِوًى اِلَى السَّمَآءِ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَآءِ سَقْفٌ قَالَ فَفَعَلُوْا فَمُطِرْنَا مَطَرًا حَتّٰى نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْاِبِلُ حَتّٰى تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتْقِ

☆☆ ابوجوزاء اوس بن عبداللہ بیان کرتے ہیں۔ اہل مدینہ شدید قحط میں مبتلا ہو گئے انہوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کے پاس جاؤ اور آسمان کی طرف ایک چھوٹا سا سوراخ بنا دو کہ آپ کی قبر مبارک اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ ہو راوی بیان کرتے ہیں' لوگوں نے ایسا کیا اور اتنی شدید بارش ہوئی کہ گھاس اُگ گئی اور اونٹ اتنے موٹے تازے ہو گئے کہ چربی کی وجہ سے وہ پھول گئے اس سال کو عام الفتق (بارش کا سال) قرار دیا گیا۔

باب (19.) عائشة رضي الله عنها بنت حائط و باب في الحجرة الشريفة [عائشہ رضی اللہ عنہا نے حجرہ شریف میں ایک دیوار اور ایک دروازہ بنوایا]

دليل (25.)

وفاء الوفا

بأخبار دار المصطفى

تأليف

نور الدين علي بن عبد الله السمهودي

المتوفى سنة ٩١١ هـ

تحقيق وتقديم

الدكتور قاسم السامرائي

الجزء الثاني

باب (.19) عائشة رضي الله عنها بنت حائط و باب في الحجرة الشريفة [عائشہ رضی اللہ عنہا نے حجرہ شریف میں ایک دیوار اور ایک دروازہ بنوایا]

دليل (.25)

وأما تأويله فبأحد أمرين، كما أشار إليه الزينُ المراغي[١] :

أحدهما: حَمْلُه على أنه بابٌ شَرَعته عائشة رضي الله عنها لما ضربت حائطاً بينها وبين القبور المقدسة بعد دفن عمر رضي الله عنه، لا أنه الباب الذي كان في زمنه ﷺ، وفيه بُعْدٌ، لأنه سيأتي ما يؤخذ منه أنَّ الحائط الذي ضربته كان في جهة المشرق.

ثانيهما: لأنه كان له بابان، إذ لا مانع من ذلك، وهذا محمل ما رواه ابن عساكر عن محمد بن أبي فديك عن محمد بن هلال: أنه رأى حُجَرَ أزواج النبي ﷺ من جريد مستورة بمُسُوح الشعر، فسألتُه عن بيت عائشة، فقال: كان بابه من جهة الشام، قلت: مصراعاً كان أو مصراعين؟ قال: كان باباً واحداً[٢]، قلت: من أي شيء كان؟ قال: من عرعر أو ساج.

وهذا مستند ابن عساكر في قوله: وباب البيت شامي، ولم يكن على الباب غَلَق مدة حياة عائشة، انتهى.

ثم ظفرت في **طبقات** ابن سعد بما يُصَرِّح بأنَّ الحجرة الشريفة كان لها بابان، فإنه روى من طرق: أنهم صَلُّوا على النبي ﷺ بحجرته، وروى في أثناء ذلك عن أبي عسيم، قال: لما قُبِضَ رسول الله ﷺ قالوا: كيف نصلي عليه؟ قالوا: ادخلوا من هذا الباب أرسالاً أرسالاً، فصلوا عليه واخرجوا من الباب الآخر[٣] والله أعلم.

وكان بيت حفصة بنت عمر رضي الله عنها ملاصقاً لبيت عائشة رضي الله عنها من جهة القبلة.

ونقل ابن زبالة في ما رواه عن عبد الرحمن بن حميد وعبيد الله بن عمر بن حفص وأبي سبرة وغيرهم: أنه كان بين بيت حفصة وبين منزل عائشة الذي فيه قبر النبي ﷺ طريق، وكانتا تتهاديان الكلام وهما في منزليهما، من قُربِ ما بينهما، وكان بيت حفصة عن يمين الخَوخَة.

قلت: فهو موقف الزائرين اليوم داخل المقصورة وخارجها، كما ذكره المطري[٤].

---

(١) تحقيق النصرة ٥٣ ـ ٥٤
(٢) في الأصول: كان باب واحد.
(٣) طبقات ابن سعد ٢/ ٢٨٩.
(٤) التعريف ٢٢، ٢٦.

٢٩٩

باب (19.) عائشة رضي.الله.عنها بنت حائط و باب في الحجرة الشريفة [عائشہ رضی.اللہ.عنہا نے حجرہ شریف میں ایک دیوار اور ایک دروازہ بنوایا]

دليل (25.)

وتقدم في حدود المسجد النبوي: أنَّ جدار الحجرة مما يلي المسجد كان في حدِّ القناديل التي بين الأساطين اللاصقة بجدار القبر، وبين الأساطين المقابلة لها، وهي التي إليها المقصورة الدائرة على الحجرة من جهة المغرب، وأنَّ المسجد زيدَ فيه من تلك الجهة شيء من الحجرة، وأنَّ الظاهر أنَّ ما تُرك في المسجد من الحجرة كان من مرافقها كالدهليز للباب، وأنَّ ما بُني عليه من ذلك هو صفة بيت عائشة رضي الله عنها التي وقع الدفن بها.

هذا ما تحصَّل لي من كلام متقدمي المؤرخين، خلاف ما اقتضاه كلام متأخريهم، من أنَّ جدار الحجرة الذي جوف الحائز الدائر عليها اليوم هو جدارها الأول، وإليه ينتهي حَدُّ المسجد، وأنَّ جدار الحائز الذي جعله عمر بن عبد العزيز إنما جعله في ما يلي الحجرة من المسجد، وقد قدمنا من كلام ابن زبالة والمحاسبي نقلاً عن مالك ما يرد ذلك، والله أعلم.

٣٠٠

باب (19.) عائشة رضي الله عنها بنت حائط و باب في الحجرة الشريفة [عائشہ رضی اللہ عنہا نے حجرہ شریف میں ایک دیوار اور ایک دروازہ بنوایا]

دليل (25.)

الفصل العشرون

في ما حدث من عمارة الحجرة بعد ذلك والحائز الذي أدير عليها

روى ابن زبالة عن عائشة رضي الله عنها، أنها قالت: ما زلت أَضَعُ خماري وأَتَفَضَّل في ثيابي حتى دُفِنَ عمر، فلم أزل متحفظة في ثيابي حتى بنيت بيني وبين القبور جداراً[١].

وعن المطلب، قال: كانوا يأخذون من تراب القبر، فأمرت عائشة بجدار فضرب عليهم، وكانت في الجدار كوّة فكانوا يأخذون منها، فأمرت بالكوة فَسُدَّتْ[٢].

وقال ابن سعد في طبقاته: أخبرني موسى بن داود، قال: سمعت مالك بن أنس يقول: قُسِّمَ بيت عائشة باثنين: قسم كان فيه القبر، وقسم كان تكون فيه عائشة وبينهما حائط، فكانت عائشة ربما دخلت حيث القبر فُضُلاً، فلما دفن عمر لم تدخله إلا وهي جامعة عليها ثيابها[٣].

وقال ابن سعد أيضاً: أخبرنا يحيى بن عباد، قال: حدثنا حماد بن زيد، قال: سمعت عمرو بن دينار وعبيد الله بن أبي يزيد[٤]، قالا: لم يكن على عهد

(١) الدرة الثمينة ٢/ ٣٩١ وفي معناه في المستدرك ٣/ ٦١.
(٢) تحقيق النصرة ١٠٥ ـ ١٠٦.
(٣) طبقات ابن سعد ٣/ ٣٦٤.
(٤) انظر عنه المصدر نفسه ٥/ ٤٨١.

٣٠١

باب (19.) عائشة رضي الله عنها بنت حائط و باب في الحجرة الشريفة [عائشہ رضی اللہ عنہا نے حجرہ شریف میں ایک دیوار اور ایک دروازہ بنوایا]

دلیل (25.)

وفاء الوفا باخبار دار المصطفی ﷺ

تألیف

الشیخ العلامۃ نور الدین علی بن احمد السمہودی

المتوفی ۹۱۱ھ

مترجم: شاہ محمد چشتی

نظر ثانی: محمد محسن

حصہ دوم

ادارہ پیغام القرآن

۴۰۔ اردو بازار ○ لاہور ☎ 042-7323241

باب (.19) عائشة رضي.الله.عنها بنت حائط و باب في الحجرة الشريفة [عائشہ رضی.اللہ.عنہا نے حجرہ شریف میں ایک دیوار اور ایک دروازہ بنوایا]

دلیل (.25)

کے گھر کے بیان میں گذری کہ وہ کھلی جگہ جو تعمیر عمر بن عبد العزیز میں موجود تھی' وہ حضور ﷺ کے نکلنے کی جگہ تھی۔

رہی اس میں تاویل تو یہ دو میں سے ایک طریقے پر ہے جیسے زین مراغی نے اس کی طرف یوں اشارہ دیا: ایک تو یوں' اس کا مطلب یہ نکالا جائے گا کہ وہ دروازہ ہے' جیسے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عمر کے دفن کے بعد ایک دیوار بنا دی تھی جو اس کے اور دیگر پاکیزہ قبروں کے درمیان تھی نہ وہ دروازہ جو حضور علیہ السلام کے زمانہ میں تھا اور یہ مشکل ہے کیونکہ آئندہ مضمون سے یہ بات نکلتی ہے کہ آپ کی بنائی دیوار مشرق میں تھی اور ان دونوں میں دوسری' تو یہ اس لئے کہ اس کے دو دروازے تھے کیونکہ اس کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں اور یہی مقصد ہے ابن عساکر کا جو محمد بن بلال نے بتایا کہ انہوں نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے دیکھے' کھجور سے بنے تھے اور ان پر اونی کمبل ڈالے گئے تھے چنانچہ میں نے ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: کہ اس کا دروازہ شام کی طرف تھا۔ میں نے پوچھا: اس کا ایک دروازہ تھا یا دو؟ انہوں نے کہا' ایک ہی تھا۔ میں نے پوچھا کس چیز کا بنا تھا؟ انہوں نے کہا کہ عرعر یا ساج کی لکڑی سے بنا تھا۔ ابن عساکر نے جو یہ کہا ہے کہ ''گھر کا دروازہ شام کی طرف تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پوری زندگی میں اسے کسی شے سے بند نہیں کیا گیا۔'' تو انہوں نے اسی سے دلیل لی ہے۔

پھر مجھے طبقات ابن سعد دیکھنے کا موقع ملا تو اس میں یہ لکھا تھا کہ حجرہ شریف کے دو دروازے تھے کیونکہ انہوں نے وضاحت کے ساتھ کئی طریقوں سے لکھا کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کی نماز جنازہ ان کے حجرے ہی میں پڑھی اور پھر اسی کے دوران کہا: جب حضور علیہ السلام کا وصال مبارک ہو گیا تو صحابہ نے کہا' آپ کی نماز جنازہ کیسے پڑھیں؟ تو انہوں نے کہا: اس دروازے سے چھوٹی چھوٹی ٹولیاں داخل کرتے جاؤ وہ آپ کے لئے دعا کر لیں تو انہیں دوسرے دروازے سے نکالتے جاؤ۔ واللہ اعلم حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا گھر قبلہ کی طرف حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متصل تھا۔

ابن زبالہ کے مطابق سیدہ حفصہ کے گھر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر (جس میں قبر انور موجود ہے) کے درمیان ایک راستہ تھا' گھر اتنے قریب تھے کہ وہ آپس میں بات چیت کر لیا کرتی تھیں' سیدہ حفصہ کا گھر خوخہ کی دائیں جانب تھا۔

میں کہتا ہوں کہ زائرین' مقصورہ کے اندر اور باہر آج کل یہیں کھڑے ہوتے ہیں جیسے مطری نے لکھا پھر مسجد نبوی کی حدود کے دوران آ چکا ہے کہ مسجد سے متصل حجرے کی دیوار ان قندیلوں کی حد میں تھی جو قبرِ انور سے متصل ستونوں اور ان کے مقابل ستونوں کے درمیان تھی اور یہ وہی ہے جو مغرب سے حجرے کو گھیرنے والی دیوار کی طرف ہے اور اسی طرف سے مسجد کے اضافے کے دوران حجرہ کا کچھ حصہ شامل کیا گیا تھا اور ظاہر یہ ہے کہ حجرہ کا جو حصہ مسجد میں شامل کیا گیا وہ یوں تھا جیسے دروازے کی دہلیز ہوتی ہے اور جو حصہ تعمیر ہو گیا' وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر سمجھا

باب (.19) عائشة رضي الله عنها بنت حائط و باب في الحجرة الشريفة [عائشہ رضی اللہ عنہا نے حجرہ شریف میں ایک دیوار اور ایک دروازہ بنوایا]

دلیل (.25)

جاتا ہے جس میں حضور ﷺ دفن ہوئے۔

قدیم مؤرخین سے میں یہی کچھ حاصل کر چکا ہوں جبکہ یہ بات متاخرین کے خلاف ہے' متاخرین نے کہا ہے کہ حجرہ کی وہ دیوار جو حجرے کو گھیرے ہوئے ہے' وہ پہلی ہی دیوار ہے' مسجد کی حد یہیں تک ہے اور جو دیوار حضرت عمر بن عبد العزیز نے بنائی تھی تو وہ حجرہ سے متصل تھی جبکہ ہم پہلے ابن زبالہ و محاسبی کے قول سے اس کا رد کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم۔

فصل نمبر ۲۰

حجرہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اس کے گرد دیوار پر کیا گزری؟

ابن زبالہ کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: جب سے عمر دفن ہو گئے' میں پردہ کر کے آتی اور معمولی لباس پہنا کرتی اور جب تک میں نے اپنے اور قبروں کے درمیان دیوار نہیں بنا دی' میں اپنے لباس کا دھیان کرتی رہی۔

حضرت مطلب کہتے ہیں' لوگ قبر انور سے مٹی لیتے تھے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حکم دیا تو سامنے دیوار بنا دی گئی پھر دیوار میں چھوٹا سا سوراخ تھا' وہ بھی آپ کے حکم پر بند کر دیا گیا کیونکہ اس سے مٹی لینے لگے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر دو حصوں میں

حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا' ایک میں تو قبر انور تھی اور ایک میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ٹھہری ہوئی تھیں' درمیان میں دیوار تھی اور جب آپ قبر انور کی طرف جاتیں تو معمول کے مطابق چلی جاتیں لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہو گئے تو آپ کپڑے پورے طریقے سے سنبھال کر (پردہ کر کے) جاتیں۔

ابن سعد کے مطابق حضرت حماد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عمرو بن دینار اور عبید اللہ بن ابو زید سے سنا' دونوں کہتے تھے کہ حضور ﷺ کے دور میں آپ کے گھر کے گرد دیوار نہ تھی' سب سے پہلے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیوار بنائی تھی۔ حضرت عبید اللہ کہتے ہیں کہ یہ دیوار زیادہ اونچی نہ تھی پھر اسے عبد اللہ بن جبیر نے بنایا تھا۔

علامہ اقشہری کے مطابق ابو زید بن شبہ نے بتایا کہ ابو غسان بن یحییٰ (انہیں مدینہ کے بارے میں معلومات تھیں اور لکھے پڑھے تھے) نے بتایا کہ جب تک حضور ﷺ' حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دفن نہیں ہوئے' آپ کا

الفصل (.3) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضي.الله.عنهم [نبی ﷺ ،ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کا مزار شریف]

باب (.20) عمر بن عبد العزيز رحمه الله أعاد بناء المزار الشريفة في سنة ٨٨ه [عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ٨٨ھ میں مزار شریف کو دوبارہ بنوایا]

دليل (.26)

وقال بعضهم: بعشرة عمال، وقال: قد بعثت إليك بعشرة يعدلون مئة، وبثمانين ألف دينار عَوناً لك[١].

قلت: روى ذلك يحيى أيضاً، وذكر في رواية أخرى عن قدامة بن موسى: أنَّ ملك الروم بعث إليه بأربعين ـ يعني: عاملاً من الروم ـ وبأربعين من القبط، وبأربعين ألف مثقال ذهب[٢].

وفي رواية لرزين: فبعث إليه ثلاثين عاملاً وأربعين من الروم، ومثلهم من القبط، وبثمانين ألف مثقال، وبأحمال من الفسيفساء، وبأحمال من سلاسل القناديل[٣]، انتهى.

ولنرجع إلى تكميل خبر ابن زبالة أيضاً، قال عقب ما تقدَّم: وبعث بهذه السلاسل التي فيها القناديل، قالوا: وهدمه عمر بن عبد العزيز سنة إحدى وتسعين ـ أي: بتقديم التاء الفوقية على السين ـ وبناه بالحجارة المنقوشة المطابقة وقَصَّة بطن نخل[٤]، وعمله بالفسيفساء والمرمر، وعمل سقفه بالساج وماء الذهب، وهدم حُجُرَ أزواج النبي ﷺ فأدخلها في المسجد، ونقل لَبِنَ المسجد ولبن الحجرات فبنى به داره التي بالحرة فهو فيها اليوم بياض على اللبن[٥].

قال: فبينما أولئك العمال يعملون في المسجد إذ خلا لهم المسجد فقال بعض أولئك العمال من الروم: ألا أبول على قبر نبيهم، فتهيَّأ لذلك فنهاه بعض[٦]

---

(١) في الأصول: عونا له، والتصحيح من كتاب المناسك، وفيه: «وبمتني ألف دينار عونا لك» وذكر ابن النجار في الدرة الثمينة ٢/٣٧٢ هذا الخبر مع اختلاف في اللفظ وتبعه المراغي في تحقيق النصرة ٤٩ .

(٢) الدرة الثمينة ٢/٣٧٢.

(٣) نقلاً من المغانم المطابة ص١٦٤ ـ ١٦٤وانظر: الدرة الثمينة مع اختلاف في اللفظ.

(٤) كتاب المناسك للحربي ٣٦٥ وبطن نخل: يقول الشيخ حمد الجاسر فيه: «هو على أرجح الأقوال ما يسمى الآن «الحناكية»، واد عظيم يكثر فيه شجر الدوم، وفيه الآن قرية كبيرة، بل قرى متفرقة، ومن دونه للمتجه إلى المدينة ببضعة أكيال وادي النخيل».

(٥) الدرة الثمينة ٢/٣٧٢.

(٦) سقطت من: م٢، س.

باب (.20) عمر بن عبد العزيز رحمة الله عليه أعاد بناء المزار الشريفة في سنة ٨٨ه [عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ۸۸ھ میں مزار شریف کو دوبارہ بنوایا]

دليل (.26)

أصحابه، فلما هَمَّ أنْ يفعلَ أُقْتُلِعَ فَأُلقِيَ على رأسه فانتثر دماغه، فأسلم بعض أولئك النصارى(١).

وعمل أحد أولئك الروم على رأس خمس طاقات في جدار القبلة في صحن المسجد صورة خنزير، فظهر عليه عمر بن عبد العزيز فأمر به فضربت عنقه(٢).

وقال بعض أولئك العمال الذين عملوا الفسيفساء: إنا عملناه على ما وجدنا من صور شجر الجنة وقصورها(٣)، انتهى خبر ابن زبالة.

وفي خبر يحيى المتقدم عن قدامة بن موسى: أنَّ عمر بن عبد العزيز أخْمَرَ النورة التي تُعمل بها الفسيفساء سنةً، وحمل القَصَّة من بطن(٤) نخل منخولة، وعملوا الأساس بالحجارة والجدار بالحجارة المطابقة والقَصَّة، وجعل عمد المسجد من حجارة حشوها عمد الحديد والرصاص، وكان طوله مئتي ذراع وعرضه في مقدمته مئتين، وفي مؤخره ثمانين ومئة، وهو من قبل كان مقدمه أعرض(٥)، انتهى.

وما ذكره في ذَرع عرض المسجد غيرُ صحيح، لما سيأتي عن ابن زبالة في **الفصل الحادي والثلاثين**: أنه ذكر في موضع آخر أنَّ عرض المسجد من مقدمه في زمنه مئة وخمسة وستون ذراعاً، وعرضه من مؤخره مئة وثلاثون ذراعاً.

وسيأتي أيضاً: أنَّ الذي حررناه أنَّ عرضه اليوم من مقدمه في جهة القبلة مئة ذراع وسبعة وستون ذراعاً ونصف، وأنَّ عرضه من مؤخره في جهة الشام مئة وخمسة وثلاثون ذراعاً.

ولا شك أنَّ المسجد لم ينقص من عرضه شيء، فهذا الذرع المذكور في

(١) المصدر نفسه ٢/ ٣٧٤ وتحقيق النصرة ٥٠ والمغانم المطابة ص١٦٤.
(٢) المصدر نفسه وتحقيق النصرة ٥٠ والمغانم المطابة ص١٦٤.
(٣) كتاب المناسك ٣٦٥ عن ابن زبالة والمغانم المطابة ص١٦٤.
(٤) سقطت من ش.
(٥) نقلاً من المغانم المطابة ص١٦٣ وانظر: الدرة الثمينة ٢/ ٣٧٢ بزيادة ونقص في الألفاظ.

٢٧٠

باب (20.) عمر بن عبد العزيز رحمه الله أعاد بناء المزار الشريفة في سنة ٨٨هـ [عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے ٨٨ھ میں مزار شریف کو دوبارہ بنوایا]

دليل (26.)

له في المشرق ثلاث[1] أساطين فقط، فيحتمل أن يكون له في المغرب ثلاثٌ أيضاً.

وقوله: «وزاد إلى الشام من الاسطوان المربعة التي في القبر... إلى آخره» معناه: أنه لما أحدث المسقف الشرقي جعل ابتداءه مما يلي رحبة المسجد مربعة القبر، وجعل في صفِّها إلى جهة الشام أربع عشرة اسطوانا، منها عشر في الرحبة وأربع في السقائف التي كانت قبل، أي: في المسقف الشامي، فيكون قد صَيَّرَ المسقف الشامي رحبةً، وجعل المسقف الشامي بعد أربع عشرة اسطواناً، فهذا معنى زيادته لهذا العدد.

ويستفاد منه: أنَّ جدار المسجد من جهة الشام في زمنه كان بعد ثمان عشرة اسطوانة من مربعة القبر، لأنك إذا ضممت أربع أساطين للسقائف التي أحدثها بدل الأولى إلى الأربع عشرة المذكورة بلغ ذلك، فيكون محل الجدار المذكور قريباً مما يوازي الاسطوان التي قبل المسقف الشامي باسطوان في ما يليه من الرحبة، وذلك موافق لما تقدم من: أنه جعل طوله ـ يعني: من القبلة إلى الشام ـ مئتي ذراع.

فيتحرر من ذلك: أن زيادته من جهة الشام على ما ذكر من الذَّرع في زمان عثمان رضي الله عنه أربعون ذراعاً، ويحتمل أن يكون معنى قوله: «وزاد إلى الشام من الاسطوان المربعة التي في القبر أربع عشرة إسطوانة»: أنَّ المسجد ينتهي في جهة الشام في زمنه بعد أربع عشرة اسطواناً من المربعة إلى جهة الشام، فيكون الجدار الشامي في موازاة الإسطوانة الخامسة من طرف الدكاك التي هي المسقف الشامي، وهناك اسطوان في الصف الأوسط من المسقف الشرقي مربع أسفله قدر الجلسة، فعلى هذا يكون علامة لذلك، لكنه مخالف لما تقدم من: أنه جعل طوله مئتي ذراع، بل يكون طوله على هذا التقدير نحو مئة وستين ذراعاً، وذلك هو ما تقدم في طوله زمن عثمان رضي الله عنه، فيكون هذا الاحتمال مردوداً، ولكن سيأتي في زيادة المهدي ما يقتضيه، والله أعلم.

(١) ص، ش، خ، م٢: ثلاثة.

٢٧٢

باب (.20) عمر بن عبد العزيز رحمه الله أعاد بناء المزار الشريفة في سنة ٨٨ھ [عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے ۸۸ھ میں مزار شریف کو دوبارہ بنوایا]

دليل (.26)

سنة ثمان وثمانين، وفرغ سنة إحدى وتسعين، وفيها حَجَّ الوليد(١).

قال: ولما فرغ عمر بن عبد العزيز من بنيان المسجد، أرسل إلى أبان بن عثمان، فَحُمِل في كساء خزٍّ حتى انْتُهِيَ به إليه، فقال: أين هذا البناء من بنيانكم؟ فقال: بنيناه بناء المساجد وبنيتموه بناء الكنائس(٢).

قال: وقال الوليد حين رأى خَوْخَةَ آل عمر: صانعتهم لمكان الخوخة(٣)؛ هكذا في النسخة التي وقعت لنا، ولعلها: لمكان الخؤولة(٤)، لأنَّ المطري قال: إنَّ الوليد قال له: صانعت أخوالك(٥)، وقد كانت أم عمر بن عبد العزيز منهم.

وروى يحيى عن جعفر بن وردان عن أبيه ما يقتضي أن المخاطِب لأبان بن عثمان هو الوليد، فإنه قال: فلما قدم الوليد حاجاً جعل يطوف في المسجد وينظر إليه ويصيح بعمر: ها هنا، ومعه أبان بن عثمان، فلما استنفذ الوليدُ النظرَ إلى المسجد التفت إلى أبان وقال: أين بناؤنا من بنائكم؟ قال أبان: إنا بنيناه بناء المساجد وبنيتموه بناء الكنائس(٦).

قلت: وكان قد اعتنى عمر بتحسينه، فقد روى يحيى عن النضر بن أنس، قال: كان عمر بن عبد العزيز إذا عمل العاملُ الشجرة الكبيرة من الفسيفساء فأحسن عملها نَفَلَهُ عمرُ ثلاثين درهماً(٧).

وذكر هو وابن زبالة ما كان من الكتابات داخله وخارجه وعلى أبوابه فتركناه لزواله(٨).

(١) تحقيق النصرة ٥١.
(٢) كتاب المناسك للحربي ٣٦٧، ٣٧٠ والدرة الثمينة ٢/ ٣٧٤ والمغانم المطابة ص١٧٢.
(٣) في كتاب المناسك ٣٦٨: «ضاهيتهم لمكان الخؤولة».
(٤) في المغانم المطابة ص١٧١: «صانعتهم لمكان الخؤولة».
(٥) التعريف ٣٤.
(٦) كتاب المناسك للحربي ٣٦٧، ٣٧٠ والدرة الثمينة ٢/ ٣٧٤.
(٧) نقلاً من المغانم المطابة ص١٦٤.
(٨) ذكر الحربي ما كتب على الأبواب في المناسك ٣٨٥ ـ ٣٩٥ وذكر ابن النجار في الدرة الثمينة ٢/ ٣٧٥ بعضها وسردها المجد في المغانم المطابة ص١٦٦ ـ ١٧٠ نقلاً عن ابن زبالة.

٢٧٤

باب (.20) عمر بن عبد العزيز رحمه الله أعاد بناء المزار الشريفة في سنة ٨٨هـ [عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے ٨٨ھ میں مزار شریف کو دوبارہ بنوایا]

دليل (.26)

وروى ابن زبالة عن إبراهيم بن محمد الزهري عن أبيه، قال: ولما قدم الوليد بن عبد الملك حاجاً بعد فراغ عمر بن عبد العزيز من المسجد جعل يطوف في المسجد وينظر إلى بنيانه، فقال لعمر بن عبد العزيز حين رأى سقف المقصورة: ألا عملت السقف كله مثل هذا؟ قال: إذاً يا أمير المؤمنين تعظم النفقة جداً، قال: وإنْ! قال: وكانت نفقته في ذلك أربعين ألف دينار.

وروى ابن النجار هذا الخبـر عـن أهل السير بهذا اللفظ، إلا أنه قال: فقال: فقال يا أمير المؤمنين إذاً تعظم النفقة جداً، قال: وإنْ، قال: أتدري كم أنفقتُ على عمل جدار القبلة وما بين السقفين؟ قال: وكم؟ قال: خمسة وأربعون ألف دينار، وقال بعضهم: أربعون ألف دينار، قال: والله لكأنك أنفقتها[1] من مالك، وقيل: كانت النفقة في ذلك أربعين ألف مثقال[2]، انتهى.

وذكر يحيى رواية ابن زبالة المتقدمة، من غير طريقه، وقال عقب قوله: «وكانت النفقة في ذلك أربعين ألف دينار، قال: ثم انتهى إلى القبر فقال ابن الوليد[3] لعمر بن عبد العزيز: من هذا في القبر؟ قال: رسول الله وأبو بكر وعمر، قال: فأين أمير المؤمنين عثمان؟ قال: فأعرض عنه، فألحَّ عليه، فقال: دُفِنَ في حالِ تشاغلٍ من الناس، وقد أساءَ أدَبَه»[4].

وروى ذلك ابن زبالة أيضاً، وزاد فقال: وسمعت بعض أهل العلم يقول: السائل بكّار بن عبد الملك، وكان ضعيفاً.

وقال ابن شَبَّة: حدثنا أيوب بن عمر بن أبي عمرو، قال: أخبرني موسى ابن عبد العزيز، قال: قال عمر بن عبد العزيز لي: اتكأ الوليد على يدي حين قدم

---

(١) م٢: تنفقها.

(٢) الدرة الثمينة ٢/ ٣٧٣ ـ ٣٧٤.

(٣) في حاشية خ: "وهو عبد الملك المتقدم ذكره هنا".

(٤) في الأصول: وقد اسى ادبك، وذكر الحربي هذه الرواية في المناسك ٣٦٩ وأشار حمد الجاسر إلى ورودها في الأعلاق النفيسة لابن رستة، وقال: في أصل المناسك وردت اللفظة: «اسآء». أقول: والظاهر أن الأصل كان: «وقد أساء أدبه» وهو إما من زيادة الراوي أو أحد القراء في الحاشية فأدخله الناسخ في المتن، فتواتر النسخ، وهذا أمر معروف عند المشتغلين في تحقيق المخطوطات.

باب (20.) عمر بن عبد العزيز رحمه الله أعاد بناء المزار الشريفة في سنة ٨٨ھ [عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے ۸۸ھ میں مزار شریف کو دوبارہ بنوایا]

دليل (26.)

المدينة، فجعل يطوف المسجد ينظر إلى بنائه، ثم أتى بيت النبي ﷺ فوقف عليه، ثم أقبل عليَّ فقال: أمعه أبو بكر وعمر؟ قلت: نعم، قال: فأين أمير المؤمنين عثمان؟ قال: فالله أعلم إني لظننت أنه لا يبرح حتى يخرجهما، فقلت: يا أمير المؤمنين إنَّ الناس كانوا حين قُتلَ عثمان في فتنةٍ وشُغْلٍ فذاك الذي منعهم من أنْ يدفنوه معهم، فسكت[1].

وروى يحيى أنه جعل المقصورة من ساج[2]، قال: وكانت قبلُ من حجارة.

وأنَّ الواقدي قال: حدثني عبد الله بن يزيد، قال: كان عمل القبط مقدم المسجد، وكانت الروم تعمل ما خرج من السقف؛ جوانبه ومؤخره[3]، فسمعت سعيد بن المسيَّب يقول: عمل هؤلاء أحكم، يعني: القبط.

(١) تاريخ المدينة ١/ ١١٤.
(٢) المصدر نفسه ١/ ٦.
(٣) الدرة الثمينة ٢/ ٣٧٤.

باب (.20) عمر بن عبد العزيز رحمه الله أعاد بناء المزار الشريفة في سنة ٨٨ھ [عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے ٨٨ھ میں مزار شریف کو دوبارہ بنوایا]

دليل (.26)

وهذا التصوير ينافي ما تقدم من رواية ابن زبالة وغيره: أنَّ البيت مربعٌ، مبنيٌّ بحجارة سودٍ وقَصَّة.

ثم بنى عليه عمر بن عبد العزيز هذا البناء الظاهر المخمس، لأنه صوَّر فيه البيت مخمساً أيضاً كما ترى، وهو خلاف الذي شاهدناه عند انكشافه في العمارة التي أدركناها، فرأيناه مربعاً مبنياً بالأحجار السود المنحوتة؛ لونها يقرب من لون أحجار الكعبة الشريفة، ولها من الهيبة والأنس ما لا يُدرك إلاَّ بالذوق، ولم نجد بين الجدار الخارج والداخل من جهة المغرب فضاءً أصلاً، ولا مغرز إبرة، ولم نجد للبيت الداخل باباً أصلاً ولا موضع باب، لا في الجهة الشامية ولا في غيرها، ووجدنا الفضاء الذي خلف البيت الشريف من جهة الشام، بينه وبين البناء الظاهر، شكله مثلث، ومساحته نحو ثمانية أذرع بذراع اليد المتقدم تحريره، وذلك من جدار البيت الشامي إلى زاوية البناء الظاهر المقابلة له، وهي الزاوية الشمالية التي ينحرف عنها، صفحتي الشكل المثلث المذكور، وهناك إسطوانة ملاصقة لجدار البيت الشامي في صف إسطوانة مربعة القبر وإسطوانة الوفود، وبعض الاسطوانة المذكورة داخل في الجدار المذكور، وقد طوق على أعاليها بأطواق من الحديد، وأُدعمت بجذع من جذوع النخل رأسه في أعاليها، ورأسه الآخر في زاوية البناء الظاهر الشمالية المتقدم ذكرها.

والظاهر أنَّ ذلك جُعِلَ[1] بعد الحريق لتشقق الاسطوانة المذكورة وتأثير النار فيها، وهي الاسطوانة التي تقدم ذكرها في التصوير الأول المأخوذ من كلام ابن شَبَّة عند نهاية جدار البيت الشامي مما يلي المشرق، لكنا لم نجدها كذلك، بل قريبة من وسط الجدار الشامي، غير أنَّ متولي العمارة ومن كان معه أخبروني أنهم وجدوا عند نقض جدار البيت الشامي من داخله رأس جدار في محاذاة الاسطوانة المذكورة يشهد الحال أنه كان آخذاً من الشام إلى ما يحاذيه من القبلي، فكأنه كان نهاية الحجرة الشريفة من جهة المشرق، وكأنه لما انهدم زِيدَ فيها ذلك القدر.

(١) ص: أن جعل ذلك.

٣٢٦

باب (20.) عمر بن عبد العزيز رحمه الله أعاد بناء المزار الشريفة في سنة ٨٨هـ [عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے ٨٨ھ میں مزار شریف کو دوبارہ بنوایا]

دليل (26.)

قالوا: ولا يخفى على الناظر أن بقية الجدار الشامي مما يلي المشرق لم يُبْنَ مع الجانب الآخر منه، بل هي ملصقة إلى رأس الجدار المذكور بحيث لم يدخل أحجار أحدهما في الآخر، ولا هي مرتبطة كما هو عادة البناء الواحد.

ورأيت أنا ما يقابل هذا الجانب من الجدار القبلي مما يلي المشرق، فرأيت ما يشهد بإحداث بنائه بحيث إنه مبني بالحجارة غير الوجوه كنسبة الجدار الشرقي، بخلاف بقية جدارات الحجرة الشريفة، فإنها كلها من داخلها وخارجها مبنية بالحجارة الوجوه المنحوتة، وإنما لم أشاهد ما قدمته مما حُكيَ لي في أمر الجدار الشامي لأني اجتنبت حضور الهدم احتياطاً لنفسي، وظهر بذلك أنَّ البيت الشريف كان من جهة المشرق على ما صوره ابن شَبَّة، ثم حدث ذلك بعده، ولم يُنَبِّـه عليه أحدٌ من المؤرخين.

ويحتمل أنَّ ذلك الجدار هو الذي أحدثته عائشة رضي الله عنها بينها وبين القبور الشريفة، فقد تقدم عن ابن سعد روايته عن مالك بن أنس، قال: قُسِّمَ بيت عائشة باثنين: قسم كان فيه القبر، وقسم كان تكون فيه عائشة وبينهما حائط.

قلت: فهذا الاحتمال هو الذي يترجح عندي، والله أعلم.

ووجد بين جدار البيت الشرقي وبين الجدار الظاهر الشرقي فضاء مختلف كالزقاق الرقيق، فعند ابتدائه من جهة الشام نحو ذراع اليد يمرُّ فيه الرجل منحرفاً، فإذا قرب من جهة القبلة تضايق بحيث لا يمر فيه إلاَّ الصغير منحرفاً، وسَعته هناك نحو ثلث الذراع.

وقد نقل ابن شَبَّة: أنه كان ثلاثة أذرع، فهذا مؤيد لما قدمناه من حدوث التغيير في الجدار الشرقي الداخل، ورؤيته تقضي بذلك دون بقية الجدران.

ووجدنا بين جدار البيت القبلي والجدار الظاهر القبلي فضاءً مختلفاً أيضاً كالزقاق الرقيق، فأوله من جهة المشرق نحو ذراع اليد، فإذا قرب من الوجه الشريف تضايق بحيث يصير نحو شبر ثم أقل من ذلك، إلى ملتقى الحائطين في جهة المغرب، وهذا الفضاء لا يمكن المرور فيه، لأنَّ الاسطوانة التي في البناء

٣٢٧

باب (20.) عمر بن عبد العزيز رحمه الله أعاد بناء المزار الشريفة في سنة ٨٨ھ [عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ٨٨ھ میں مزار شریف کو دوبارہ بنوایا]

دليل (26.)

الظاهر عند مواجهة موقف الزائر لسيدنا عمر رضي الله عنه بعضها بارز في الفضاء المذكور، وفي محاذاتها بناء بنحو عرضها قد سَدَّ ما بين الجدارين من الفضاء، وكأنه جعل لإدعام الجدار من أجل الانشقاق الآتي ذكره، أو لمنع المرور هناك، جزى الله فاعله خيراً[١].

وهذه الصورة التي وجدنا الحجرة الشريفة عليها من داخلها وخارجها وذرع جدارها الداخل والخارج.

«وفي هذا التصوير تغيير لأنَّ الكاتب من الأصل تصرَّف فيه تحسيناً للتصوير وإلاَّ فقد عرفت مما سبق أن رأس هذه الصفحة هنا ملاصقٌ للصفحة التي تليها من الجدار الداخل في المغرب، وأنَّ الفضاء هنا ضيِّقٌ لا يتسع لجهة المشرق، فمن كتب من هذه النسخة فليأت بالصورة على الصواب»[٢]، [*]:

(١) في ش بياض نصف صفحة، وفي البياض جاء: "في ملك المملوك لرب الملوك عثمان بن عبد العزيز بن منصور بن حمد بن إبراهيم بن حسين الناصري العمروي النجدي بالشري الشرعي بالبصرة سنة ١٢٤١".

(٢) وردت هذه العبارة في خ، م٢ وهي على ما يظهر من إضافة السمهودي.

(*) الصورة الآتية كما تظهر في نسخة س وهي أوضح رسماً مما في بقية النسخ.

٣٢٨

باب (.20) عمر بن عبد العزيز رحمۃ اللہ أعاد بناء المزار الشريفة في سنة ۸۸ھ [عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ نے ۸۸ھ میں مزار شریف کو دوبارہ بنوایا]

دليل (.26)

هنا صورة ٣

Photo No 3

٣٢٩

باب (20.) عمر بن عبد العزيز رحمه الله أعاد بناء المزار الشريفة في سنة ٨٨ھ [عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے ۸۸ھ میں مزار شریف کو دوبارہ بنوایا]

دليل (26.)

بالرخام، ثم قال: وعمل لها مشبكاً من خشب الصندل والآبنوس، وأداره حولها مما يلي السقف[1]، أي: على رأس الجدار المذكور.

قلت: ولعله أول من أحدث هذا الشباك، لأنه لا ذكرَ له في كلام متقدمي المؤرخين والله أعلم.

وقال ابن النجار: واعلم أنَّ على حجرة النبي ﷺ - أي: على سقفها - ثوباً مشمعاً مثل الخيمة، وفوقه سقف المسجد، وفيه - أي: في ما[2] تحت المشمع المذكور - خَوخة عليها ممرق - أي: طابق مقفول[3] - وفوق الخوخة في سقف السطح خوخة أخرى فوق تلك الخوخة، وعليها ممرق مقفول[4] أيضاً، وبين سقف المسجد وبين سقف السطح - أي: السقف الثاني لسطح المسجد - فراغ نحو الذراعين[5].

قلت: أما الممرق الذي ذكره في سقف المسجد الذي يلي الحجرة الشريفة فقد أدركناه موجوداً عليه قفل من حديد ومشمع جدده متولي العمارة التي أدركناها إلى أنْ احترق المسجد في زماننا، وعملت القبة التي جعلت بدلاً عن القبة الزرقاء.

وأما الممرق الذي ذكره في سقف الحجرة تحت المشمع الذي أشار إليه، فهذا كان قبل حريق المسجد الأول، ولم يوجد في السقف الذي عمل بدله بعد الحريق ممرق، نعم وجد عليه ستارة من المحابس[6] اليمنية مُبَطَّنة، وسنذكر وصفه إنْ شاء الله تعالى عند ذكر العمارة المتجددة في زماننا، على أنَّ الذي يقتضيه كلام المطري ومن بعده: أنه ليس ثَمَّ غير طابق واحد في سقف المسجد، فإنه قال: وعلى سقف الحجرة بين السقفين - أي: سقفي المسجد - ألواح، وقد سُمِّر بعضها على بعض، وسمِّرَ عليها ثوبٌ مشمع، وفيها طابق مقفل إذا فتح كان النزول منه

(١) الدرة الثمينة ٢/ ٣٩٣ - ٣٩٤.
(٢) خ: مما.
(٣) الصواب: مُقْفَل لأنَّ الفعل أقفل وليس قَفَل.
(٤) صوابه: مقفل.
(٥) المصدر نفسه ٢/ ٤٩٤.
(٦) هي أثواب تطرح على ظهر الفراش للنوم عليه، تاج العروس ٤/ ١٢٤.

٣٣٢

باب (20.) عمر بن عبد العزيز رحمة الله عليه أعاد بناء المزار الشريفة في سنة ٨٨ھ [عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ۸۸ھ میں مزار شریف کو دوبارہ بنوایا]

دليل (26.)

المسجد الأعلى، ورفعوا أيضاً شيئاً مما يلي ذلك من جهة ما يوازي غربي المنبر الشريف لتكسُّرِ كثيرٍ من أخشابه، وكان ذلك السقف مع بقية سقف مقدم المسجد على عبَّاراتٍ من خشبٍ موضوعةٍ على أبنيةٍ فوق رؤوس السواري بعرض تلك السواري، كما أنَّ السقف الأسفل المشاهد مما يلي المسجد موضوع على عبارات كذلك فوق رؤوس السواري، فاقتضى رأي متولي العمارة إبدال تلك الأخشاب بعقود من آجُرٍّ كهيئة القناطر التي حول رحبة المسجد، ورأى أنَّ ذلك أبقى وأحكم من الأخشاب، مع أنَّ عبَّارات السقف الأسفل ـ كما قدَّمناه ـ على رؤوس السواري بأصل تلك العقود، ولكنه رأى الإحكام في ذلك، ففعله في القطعة التي رفعها من السقف المذكور فقط، ووضع أخشابَ ذلك السقف على تلك القناطر، فارتفع بسببه ذلك المكان من السقف الأعلى على بقية ما حوله منه، وصار الماشي يمشي[١] بين السقفين في تلك الجهة يمشي منتصباً أو منحنياً قليلاً، وكان لا يتأتى قبل ذلك المشي هناك إلاَّ مع انحناء كثير، وتلك القناطر موضوعة على ما يحاذي صفَّ الأساطين التي هي قبلة الروضة والمُصَلَّى الشريف من أولها من جهة المشرق إلى الاسطوانة التي تلي المنبر من جهة المغرب وعلى ما يحاذي الصفَّ الثاني وهو صفُّ إسطوان عائشة رضي الله عنها في موازاة الصفِّ المتقدم ذكره من المشرق إلى المغرب، وعلى ما يوازي الصفَّ الثالث وهو صفُّ اسطوان المحرس[٢] من المشرق إلى المغرب أيضاً.

وأما ما يوازي صفَّ اسطوان الوفود فقد كان عليه بناء حائط حاجز لما بين السقف الأسفل والأعلى فيه باب يدخل منه إلى ما بين السقفين، فهدموا ذلك الحائط واحكموا بناءه، وجعلوا أطراف الخشب عليه أيضاً، فهذه الثلاثة الأروقة هي التي ارتفع سقفها الأعلى على ما حوله من الأساطين اللاصقة بالمقصورة إلى الأساطين التي تلي المنبر، وصار سقف الرواقين اللذين بين الروضة والجدار القبلي مع سقف ما يحاذي الحجرة الشريفة إلى الجدار الشرقي، وسقف ما كان

(١) سقطت من ص.
(٢) خ: المحرص.

٣٨٢

باب (20.) عمر بن عبد العزيز رحمه الله أعاد بناء المزار الشريفة في سنة ٨٨هـ [عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے ۸۸ھ میں مزار شریف کو دوبارہ بنوایا]

دليل (26.)

غربي المنبر من مقدم المسجد كله منخفض عن ذلك .

ووجدوا أخشاباً كثيرة متفرقة نحو الأربعين من السقف الأعلى أيضاً قد تكسَّرت، فزرقوا بدلها، ووضعوا إلى جانب بعضها أخشاباً مُزْرَقَة[1]، وسمَّروها من غير كشف للسقف، وقلعوا السقف الأسفل الذي بالرواق الشرقي مما يلي الأرجل الشريفة، وجانباً من سقف رواق باب جبريل إلى باب النساء، وسقف الرواق الأوسط الذي يلي الرواق الذي سبقت عمارتهم إياه في العام الماضي، وأعادوا ذلك وقلعوا السقف الأسفل المحاذي لموقف الزائرين تُجاه الوجه الشريف، وكان من أقدم السُّقُف، ومع ذلك تعبوا في قلعه أكثر من غيره لإتقانه وإحكامه، فإنه من عمل الأقدمين، وأظنهم وجدوا اسم الظاهر بيبرس عليه، ثم أعادوه وأصلحوا شيئاً في المسقف الشامي وغيره .

وجددوا أيضاً دهانَ بعض السُّقُف التي حول الحجرة داخل المقصورة التي تُعرف اليوم بالحجرة من غير قلع لتلك السُّقُف .

ثم احترق ذلك كله في جملة حريق المسجد الثاني الآتي ذكره في **الفصل التاسع والعشرين**، وجعلوا سقف المسجد عند إعادته سقفاً واحداً جميعه، كما سيأتي .

(١) خ: مزوقة.

٣٨٣

باب (20.) عمر بن عبد العزيز رحمه الله أعاد بناء المزار الشريفة في سنة ٨٨ھ [عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ۸۸ھ میں مزار شریف کو دوبارہ بنوایا]

دلیل (26.)

میں کہتا ہوں کہ یہ بات یحییٰ نے بھی لکھی ہے نیز ایک اور روایت میں کہا کہ شاہِ روم نے چالیس رومی ماہر اور چالیس قبطی کاریگر بھیجے اور چالیس ہزار مثقال سونا بھی بھیجا (ساڑھے اڑتیس ہزار تولہ یعنی بارہ من ایک سیر اور بیس تولہ) پھر رزین کی روایت ہے کہ اس نے تیس کاریگر اور روم سے چالیس بھیجے نیز اتنے ہی قبط (مصر) سے بھیجے۔ اس کے ساتھ اسی ہزار مثقال سونا بھیجا (یعنی ۲۴ من دو سیر اور ۴۰ تولہ) پھر نقش و نگاری پتھر والے سامان کے اونٹ الگ تھے نیز قندیلوں کی زنجیریں بھی تھیں۔ انتہٰی۔

ابن زبالہ کی بقیہ بات بھی سنئے' پھر اس نے یہ زنجیریں بھیجیں جن کے ساتھ ہی قندیلیں بھی تھیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے مسجد کو ۹۱ھ میں گرایا اور پھر نقش و نگار والے پتھروں سے بنایا جس پر بطن نخل سے لایا چونا لگایا پھر جواہرات اور مرمر سے اسے چار چاند لگا دئے' یہاں سے اس نے مسجد کی کچی اینٹیں نیز حجروں کی اینٹیں لے کر حرۃ میں اپنا مکان بنایا' اسی مکان پر آج کل سفیدی کی گئی ہے۔

کہتے ہیں کہ عین اس وقت جب یہ لوگ مسجد میں کام کر رہے تھے تو مسجد خالی نظر آئی چنانچہ ان میں سے ایک رومی کاریگر نے کہا کہ کیا میں ان کے نبی کی قبر پر پیشاب نہ کر دوں' پھر تیار ہوا لیکن اس کے ساتھیوں نے اسے منع کر دیا لیکن جب اس نے پختہ ارادہ کر لیا تو سر کے بل گرا' اس کا دماغ پھٹ گیا جسے دیکھ کر کئی نصرانی مسلمان ہو گئے پھر ان رومی کاریگروں میں سے ایک نے قبلہ کی دیوار کے پانچ روشن دانوں کے اُوپر خنزیر کی شکل بنا دی' حضرت عمر بن عبد العزیز کو پتہ چلا تو انہوں نے اس کی گردن اُڑانے کا حکم دے دیا اور وہ اُڑا دی گئی۔ اُن کے کاریگروں نے کہا (جو پتھر کا کام کر رہے تھے) کہ ہم اسے یوں بنا رہے ہیں جیسے ہمارے معلومات کے مطابق جنت کے درختوں اور محلات کی صورت ہے۔ انتہٰی۔

یحییٰ کی گذشتہ خبر کے مطابق حضرت عمر بن عبد العزیز نے سال بھر وہ چونا پکایا جس سے نقش و نگار کا سامان تیار کیا تھا' چونا وہ بطن نخل سے لے کر آئے' بنیاد پتھروں سے تیار کی اور دیواریں پتھروں سے بنائیں اور انہیں چونا لگایا' مسجد کے ستون اندر سے خالی پتھروں کے تیار کئے جن کے اندر لوہا اور سکہ پگھلا کر بھر دیا' مسجد لمبائی میں دو سو ہاتھ تھی اور چوڑائی اگلی طرف سے دو سو ہاتھ اور پچھلی طرف سے ایک سو اسی ہاتھ تھی' اس سے پہلے اس کا اگلا حصہ پہلی لمبائی کے مقابلے میں چوڑا تھا۔ انتہٰی۔

یحییٰ نے چوڑائی غلط لکھی ہے کیونکہ آئندہ اکتیسویں فصل میں ابن زبالہ نے اپنی ایک تحریر میں آگے سے مسجد کی چوڑائی اپنے دور میں ایک سو پینسٹھ ہاتھ بیان کی ہے جبکہ پچھلی طرف سے چوڑائی ایک سو تیس ہاتھ بتائی ہے اور پھر آگے یہ بھی آ رہا ہے کہ ہماری تحریر کے مطابق آج کل قبلہ کی طرف اگلے حصے کی چوڑائی ایک سو ستاسٹھ ہاتھ ہے جبکہ پچھلی طرف شام کی جانب ایک سو پینتیس ہاتھ ہے اور اس میں شک نہیں کہ مسجد کی چوڑائی گھٹ نہیں سکی چنانچہ یہ مذکور پیمائش صحیح نہیں۔ اسے ابن نجار نے اہل سیرت سے نقل کیا اور مطری پیروی کر گئے۔

الفصل (.3) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضي الله عنهم [نبی ﷺ، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کا مزار شریف]

باب (.20) عمر بن عبد العزيز رحمه الله أعاد بناء المزار الشريفة في سنة ٨٨ھ [عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے ٨٨ھ میں مزار شریف کو دوبارہ بنوایا]

دلیل (.26)

ابن زبالہ کے مطابق جب حضرت عمر بن عبد العزیز قبلہ والی دیوار کی طرف ہوئے تو اہلِ مدینہ قریش و انصار' عرب اور غلاموں میں سے عمر رسیدہ لوگوں کو بلایا اور ان سے کہا کہ آؤ اپنے قبیلہ کی بنیاد میں شامل ہو جاؤ' کل یہ نہ کہنا کہ عمر نے ہمارے قبلہ کا رُخ تبدیل کر دیا ہے پھر آپ ایک پتھر اُکھاڑتے اور اسی جگہ نیا پتھر رکھتے جاتے چنانچہ ولید بن عبد الملک نے مشرق سے مغرب تک چھ ستونوں کا اضافہ کیا اور شام کی طرف اس ستون مربعہ سے چودہ ستون بڑھائے' جو قبرِ انور کے اندر ہے جن میں سے دس تو کھلی جگہ میں اور چار پہلی ڈیوڑھیوں میں جو پہلے موجود تھیں' ستون مربعہ کے قریب والے ستون سے مشرق کی طرف چار ستون بڑھا دئے' یہ بھی ڈیوڑھیوں میں تھے' اس اضافے میں نبی کریم ﷺ کا گھر مبارک بھی شامل کر لیا گیا اور باقی تین ستون ڈیوڑھیوں میں رہ گئے۔

میں کہتا ہوں' اس سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ وہ چھ ستون جنہیں مشرق و مغرب میں بڑھایا' ان میں سے مغرب کی طرف دو کے علاوہ اور کوئی نہیں جبکہ ان میں سے چار مشرقی جانب ہیں چنانچہ ولید کے اضافے کی مشرقی جانب میں ابتداء اس ستون سے ہوتی ہے جو آج کل ان جالیوں سے ملا ہوا ہے جو حجرہ شریف کے گرد ہیں' چنانچہ ان کے قول: ''اس ستون سے جو مربعہ کے نزدیک مشرق میں ہے۔'' میں یہی ستون مراد ہے اور ان کے قول ''تین ستون باقی رہ گئے'' سے مراد مذکورہ چار ستونوں میں سے ہیں اور ''ڈیوڑھیوں میں'' سے مراد مشرق والا موجودہ حصہ ہے لیکن یحییٰ کی پچھلی روایت میں یہ ہے کہ انہوں نے مشرق میں ستونِ مربعہ (قبر شریف والا) مسجد کی مشرقی دیوار تک اضافہ کیا لہٰذا اس بناء پر ان کے صرف تین ستون ہوتے ہیں لیکن احتمال یہ ہے کہ مغرب میں بھی تین ہی ہوں پھر ان کے اس قول: ''قبرِ انور والے ستونِ مربعہ سے شام کی طرف الخ'' کا مطلب یہ ہے کہ جب انہوں نے چھت والا مشرقی حصہ بنایا تو اس کی ابتداء اس کھلی جگہ سے کی اور اسی لائن میں شام کی طرف چودہ ستون بنائے جن میں سے دس تو کھلی جگہ پر اور چار چھتے ہوئے حصہ پر بنائے' یہ چھت پہلے موجود تھی یعنی شام کی طرف چھتے حصے پر بنائے' شامی کھلے حصہ پر چھت ڈالی اور یہ چھت چودہ ستونوں کے بعد ہے چنانچہ تعداد کے لحاظ سے یہ تھا ان کا اضافہ۔

اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ شام کی طرف سے مسجد کی دیوار ولید کے دور میں مربعہ سے اٹھارہ ستونوں کے بعد تھی کیونکہ جب تم ڈیوڑھیوں والے نئے ستون ان سے ملاؤ گے جو چودہ مذکور ہیں تو اٹھارہ ہی بنیں گے چنانچہ گذشتہ دیوار کی جگہ وہ ہے جو اس ستون کے برابر ہے اور جو شامی چھتے حصے سے ایک ستون پہلے ہے جو رحبہ کی طرف ہے اور یہی وہ بات ہے جو انہوں نے پہلے بتا دی کہ انہوں نے اس کا طول (قبلہ سے شام کی طرف) دو سو ہاتھ کیا تھا تو یہ بات پکی ہو گئی کہ شام کی طرف سے ان کا اضافہ (جیسے بتایا جا چکا) دورِ عثمان میں چالیس ہاتھ ہوا تھا پھر یہ احتمال ہے کہ ان کے اس قول سے مراد ''شام کی طرف سے چودہ ستون ہے جو قبر انور والے ستون سے شروع ہوتے ہیں۔'' یہ ہے کہ ان کے دور میں شام کی جانب مسجد ان چودہ ستونوں سے شروع ہوئی جو مربعہ سے شام کی جانب تھا چنانچہ شام والی دیوار اس چبوترے کی طرف سے جو شام کی طرف چھتا ہوا ہے' پانچویں ستون کے برابر آتی ہے جو چبوترے کی طرف ہے اور پھر

باب (.20) عمر بن عبد العزيز رحمه الله أعاد بناء المزار الشريفة في سنة ٨٨ھ [عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے ٨٨ھ میں مزار شریف کو دوبارہ بنوایا]

دليل (.26)

اُٹھاتے رہے' حضرت ابان بن عثمان ساتھ ہی تھے۔جب ولید نے ساری مسجد دیکھ لی تو ابان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ ہماری اور آپ کی تعمیر کیا فرق نظر آیا؟ انہوں نے کہا ہم نے تو اسے عام مسجدوں کے طریقے پر بنایا تھا لیکن آپ نے گرجوں کی طرح بنا دی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ حضرت عمر نے مسجد کے حسن میں بڑی دلچسپی لی چنانچہ جب آپ کسی کاریگر کو دیکھتے کہ اس نے پتھر وغیرہ نہایت خوبصورتی سے لگائے ہیں تو اسے اصل مزدوری سے زیادہ تیس درہم بطور انعام دیتے۔

ابن زبالہ کے مطابق ابراہیم بن محمد زہری کہتے ہیں کہ ان کے دادا نے بتایا' جب ولید بن عبد الملک حج کر کے مدینہ پہنچے تو اس وقت حضرت عمر بن عبد العزیز تعمیر سے فارغ ہو چکے تھے' ولید نے مسجد میں گھومنا شروع کیا اور ساری مسجد دیکھی' جب مقصورہ کی چھت پر نظر پڑی تو کہا: آپؐ نے پوری چھت ایسی کیوں نہیں بنائی؟ انہوں نے جواب دیا۔اے امیر المؤمنین' یوں خرچہ بہت بڑھ جاتا۔ولید نے کہا: کوئی بات نہ تھی۔ابراہیم کے دادا کہتے ہیں کہ مقصورہ شریف (حجرہ کا حصہ) پر چالیس ہزار دینار خرچ ہوئے تھے۔

ابن نجار نے اہلِ سیرت سے یہ بات لکھی ان کے الفاظ یہ ہیں: اے امیر المؤمنین! یوں بنانے سے خرچہ بہت بڑھ جاتا' ولید نے کہا: پھر کیا ہوتا؟ حضرت عمر نے کہا: آپ کو معلوم ہے کہ میں نے قبلہ والی دیوار اور دو چھتوں کے درمیان کیا خرچہ کیا ہے؟ اس نے پوچھا بتایئے تو انہوں نے کہا کہ پینتالیس ہزار دینار خرچ ہوئے ہیں' کچھ کے مطابق کہا کہ چالیس ہزار خرچ ہوئے۔ولید نے کہا تو گویا تم نے اپنی جیب سے خرچ کئے ہیں؟ کچھ کہتے ہیں کہ یہ خرچہ چالیس ہزار مثقال تھا۔انتہٰی۔

یحیٰی نے ابن زبالہ کے اس قول ''اس میں خرچہ چالیس ہزار دینار تھا۔'' کے بعد لکھا ہے کہ ولید قبر شریف کے قریب پہنچے تو ابن ولید نے حضرت عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ یہ قبر میں کون ہیں؟ انہوں نے بتایا: رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔اس نے پوچھا: تو پھر حضرت امیر المؤمنین عثمان کہاں ہیں؟ حضرت عمر نے دلچسپی نہیں لی تو اس نے اصرار کیا' آپ نے کہا کہ وہ لوگوں کی مصروفیت کی بناء پر دفن کر دئے گئے تھے۔پھر کہا کہ آپ نے بے ادبی کی ہے۔ابن زبالہ نے مزید کہا کہ یہ سوال بکار بن عبد الملک نے کیا تھا۔وہ کمزور تھے۔

ابن شبہ کے مطابق موسےٰ بن عبد العزیز نے بتایا کہ مجھے حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ ولید مدینہ پہنچنے پر میرے ہاتھوں کے سہارے ساری مسجد میں گھومے اور تعمیر دیکھی' پھر حضور ﷺ کے گھر کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے پھر میری طرف متوجہ ہو کر کہا: کیا آپ کے ساتھ ابوبکر و عمر بھی ہیں؟ میں نے کہا' ہاں۔اس نے پوچھا تو پھر حضرت عثمان کہاں ہیں؟ آپ کہتے ہیں' آگے اللہ جانے لیکن میرا خیال یہ تھا کہ وہ ان دونوں حضرات کو نکال کر رہے گا چنانچہ میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قتل ہوئے تو لوگ فتنہ میں پڑ کر مصروف ہو گئے چنانچہ اسی وجہ سے وہ یہاں دفن نہیں کئے جا سکے' یہ سن کر ولید چپ ہو گیا۔

باب (20.) عمر بن عبد العزيز رحمة الله أعاد بناء المزار الشريفة في سنة ٨٨هـ [عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ نے ۸۸ھ میں مزار شریف کو دوبارہ بنوایا]

دلیل (26.)

یحییٰ کے مطابق آپ نے مقصورہ شریف ساج کی لکڑی سے بنوایا جبکہ پہلے پتھر سے بنا تھا۔واقدی کہتے ہیں مجھے عبداللہ بن یزید نے بتایا کہ قبطیوں نے مسجد کا اگلا حصہ بنایا اور رومیوں نے وہ حصہ بنایا جو چھت سے باہر تھا' یعنی اس کے اطراف اور آخری حصے کو بنایا۔میں نے حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا' کہا: ان قبطیوں کا کام مضبوط ہے۔

فصل نمبر۱۷

ولید کی توسیع میں محراب' برجیاں اور منار شامل تھے
محافظ کا کمرہ بنایا' مسجد میں نمازِ جنازہ روک دی

کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قتل ہوئے تو مسجد میں برجیاں (چھوٹے گنبد) نہ تھیں اور نہ ہی محراب تھا' یہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ہی تھے جنہوں نے دیواروں پر برجیاں اور محراب بنوائے۔حضرت قاسم اور سالم نے مسجد پر لگی برجیاں دیکھیں تو کہا کہ یہ مسجد کی خوبصورتی کا باعث ہیں۔ابن زبالہ کی تحریر میں ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ہی نے مسجد کچھوں پر سکہ چڑھا اور پرنالے سکہ کے بنوائے اور کوئی پرنالہ اس کام سے خالی نہ چھوڑا' صرف دو پرنالے بچ گئے جن میں سے ایک جنازگاہ میں تھا اور دوسرا اس دروازے پر تھا جہاں بازار سے لوگ داخل ہوتے تھے اسے باب عاتکہ کہتے تھے۔مسجد پر برجیاں نہ تھیں' یہ والئی مدینہ عبدالواحد بن عبداللہ نصری نے ۱۰۴ھ میں بنوائیں۔انتہٰی۔

اس روایت سے پتہ چلا کہ یہ برجیاں ولید کی توسیع میں نہیں بنی تھیں بلکہ اس کے دورِ خلافت میں بھی نہیں بنی تھیں کیونکہ اس کی وفات رجب ۱۰۱ھ میں ہو گئی تھی۔

سننِ بیہقی میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''مسجدیں تعمیر کرو اور جگہ ہموار ہو۔'' حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ ہمیں بلند جگہ پر بنی مسجدوں میں نماز پڑھنے سے روکا گیا۔

علامہ زین مراغی لکھتے ہیں کہ جب سے آتش زدگی کا معاملہ بنا' مسجد کی برجیاں نہیں بنائی گئیں البتہ ۷۶۷ھ میں اس وقت نئے سرے سے بنائی گئیں جب مصر کے حکمران شعبان بن حسین بن محمد کا دور تھا۔انتہٰی۔

برجیوں سے مراد وہ چیز ہے جو صحن کی دیواروں کو چاروں طرف سے گھیرے ہوتی ہیں اور ان کے درمیان جالی کے سوراخوں جتنا فاصلہ ہوتا ہے اور جو بدر بن فرحون نے لکھا ہے ان سے بھی یہی مراد ہے کہ قاضی فخر الدین اپنے مصلّے پر بیٹھے رہتے' سورج نکل آتا تو نمازِ اشراق پڑھتے' انہوں نے لوگوں کو دیکھا کہ اپنی نماز کے لئے بدر کے لڑکے الشیخ ابو عبد اللہ کی انتظار کرتے۔کہتے ہیں کہ حضرت قاضی اس وقت اُٹھتے جب سورج مغربی دیوار میں چھوٹی جالیوں کے نیچے تک آ جاتا۔کہتے ہیں کہ میں ان کے ساتھ تھا' مجھے ان کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہ تھا چنانچہ پوچھا' میں دیکھتا ہوں کہ آپ

باب (.20) عمر بن عبد العزيز رحمہ اللہ أعاد بناء المزار الشريفة في سنة ٨٨ھ [عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ٨٨ھ میں مزار شریف کو دوبارہ بنوایا]

دلیل (.26)

سیاہ پتھر اور چونے سے بنا تھا' پھر اسی شکل کو سامنے رکھ کر حضرت عمر بن عبد العزیز نے پانچ کونی عمارت بنائی تھی کیونکہ جیسے آپ دیکھ رہے ہیں' انہوں نے پانچ کونی تصویر بنائی تھی لیکن جو کچھ چھت کھلنے کے وقت ہم نے دیکھا ہے' یہ اس کے خلاف ہے۔ہم نے دیکھا تو گھر مبارک مربع شکل میں تھا' جسے صاف اور ملائم سیاہ پتھروں سے بنایا گیا تھا' ان کا رنگ خانہ کعبہ کے پتھروں جیسا تھا' وہاں ایسا رعب اور انس ہوتا ہے کہ اہلِ ذوق ہی کو پتہ چل سکتا ہے۔پھر باہر والی دیوار اور مغربی اندر والی دیوار میں ہم نے تو فاصلہ بالکل نہیں دیکھا بلکہ سوئی گاڑنے کی جگہ بھی نہیں دیکھی' نہ ہی اندر والے گھر کا کوئی دروازہ دیکھا اور نہ ہی دروازے کی کوئی جگہ نظر آئی' نہ ہی شامی جانب اور نہ کسی اور طرف اور گھر مبارک کے پیچھے شام کی طرف' گھر اور دکھائی دینے والی دیوار کے اندر خالی جگہ مثلث شکل کی دیکھی تھی اور اس کی پیائش دستی ایک ہاتھ تھی' یہ پیائش گھر کے شمالی حصے سے اس کے سامنے والے کونے تک تھی اور یہ وہی کونہ ہے جس سے شکل مثلث کے دو زاوئے نکلتے ہیں۔وہاں ایک ستون بھی ہے جو ستون مربعۃ القبر اور ستونِ وفود کی لائن میں شامی دیوار سے ملا ہوا ہے' اس ستون کا کچھ حصہ اس شامی دیوار کے اندر داخل ہے' ان کے اوپر لوہے کے طاقچے لگے ہوئے ہیں' جن کے نیچے سہارے کے لئے کھجور کے تنے لگائے گئے ہیں جن کا ایک سرا تو اوپر کی طرف ہے اور دوسرا دکھائی دینے والی دیوار کے شمالی کونے پر ہے جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ آتشزدگی کے موقع پر آگ کے اثر سے ستون پھٹ جانے پر لگائے گئے تھے۔یہی وہ ستون ہے جس کا پہلی تصویر میں ذکر ہو چکا ہے کہ یہ گھر کی شامی دیوار کے اخیر میں ہے جو مشرق میں ہے لیکن ہم نے اسے یوں نہیں دیکھا بلکہ یہ شامی دیوار کے تقریباً درمیان میں ہے البتہ تعمیر کے نگران اور اس کے ساتھیوں نے مجھے بتایا تھا کہ جب گھر کی شامی دیوار گری تھی تو اندر کی طرف اس ستون کے مقابل دیوار کی بنیاد نظر آئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شام سے شروع ہو کر اپنے مقام قبلہ کی طرف جاتی تھی تو گویا یہ مشرق کی طرف گھر کی انتہاء تھی اور لگتا ہے کہ جب دیوار گری تھی تو اتنا حصہ اس میں اضافہ کیا گیا تھا۔

ناظرین سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مشرق سے دیوار کا باقی حصہ تعمیر نہیں گیا بلکہ یہ اسی مذکورہ دیوار کے سرے سے متصل ہے اور اس کی صورت یہ ہے دونوں دیواروں میں کسی کا پتھر دوسری دیوار میں نہیں گیا (داڑھا نہیں لگایا گیا) اور نہ اسے یوں ملایا گیا کہ ایک دیوار معلوم ہو سکے اور خود میں نے دیکھا تھا کہ مشرق سے ملنے والی دیوار نئی بنی تھی کیونکہ اس کے پتھروں کا رُخ مشرقی دیوار سے ہٹا ہوا تھا جبکہ حجرہ مبارکہ کی دوسری دیواریں ایسی نہ تھیں بلکہ ان کے اندر اور باہر صاف پتھر لگے ہوئے تھے تاہم میں نے شامی دیوار کو نہیں دیکھا تھا کیونکہ دیوار گراتے وقت میں اپنے بچاؤ کی وجہ وہاں نہیں جا سکا تھا۔اس سے ظاہر ہوا کہ مشرق کی طرف سے گھر مبارک ابن شبہ کے کہنے کے مطابق تھا' بعد میں اسے بنایا گیا' کسی تاریخ دان کو اس کا پتہ نہیں چل سکا۔

یہ احتمال بھی ہے کہ وہ دیوار وہی ہو جسے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مبارک قبروں کے درمیان بنایا تھا چنانچہ حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر دو حصوں میں تقسیم تھا'

باب (.20) عمر بن عبد العزيز رحمۃ اللہ أعاد بناء المزار الشريفة في سنة ٨٨ھ [عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ نے ۸۸ھ میں مزار شریف کو دوبارہ بنوایا]

دلیل (.26)
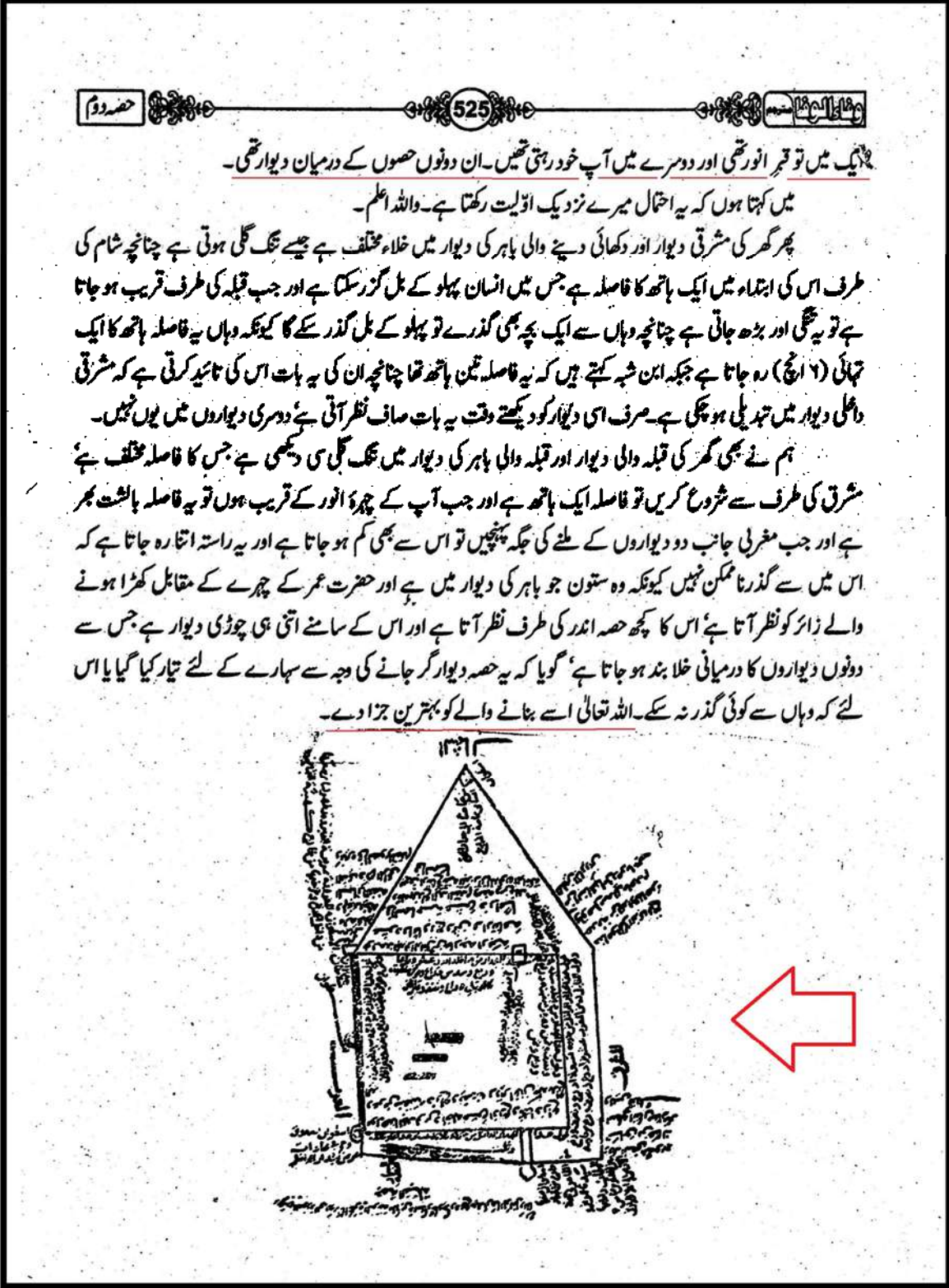
ایک میں تو قبرِ انور تھی اور دوسرے میں آپ خود رہتی تھیں۔ان دونوں حصوں کے درمیان دیوار تھی۔

میں کہتا ہوں کہ یہ احتمال میرے نزدیک اوّلیت رکھتا ہے۔واللہ اعلم۔

پھر گھر کی مشرقی دیوار اور دکھائی دینے والی باہر کی دیوار میں خلاء مختلف ہے جیسے تنگ گلی ہوتی ہے چنانچہ شام کی طرف اس کی ابتداء میں ایک ہاتھ کا فاصلہ ہے جس میں انسان پہلو کے بل گزر سکتا ہے اور جب قبلہ کی طرف قریب ہو جاتا ہے تو یہ تنگی اور بڑھ جاتی ہے چنانچہ وہاں سے ایک بچہ بھی گذرے تو پہلو کے بل گذر سکے گا کیونکہ وہاں یہ فاصلہ ہاتھ کا ایک تہائی (٦ انچ) رہ جاتا ہے جبکہ ابن شبہ کہتے ہیں کہ یہ فاصلہ تین ہاتھ تھا چنانچہ ان کی یہ بات اس کی تائید کرتی ہے کہ مشرقی داخلی دیوار میں تبدیلی ہو چکی ہے۔صرف اسی دیوار کو دیکھتے وقت یہ بات صاف نظر آتی ہے' دوسری دیواروں میں یوں نہیں۔

ہم نے بھی گھر کی قبلہ والی دیوار اور قبلہ والی باہر کی دیوار میں تنگ گلی سی دیکھی ہے جس کا فاصلہ مختلف ہے' مشرق کی طرف سے شروع کریں تو فاصلہ ایک ہاتھ ہے اور جب آپ کے چہرۂ انور کے قریب ہوں تو یہ فاصلہ بالشت بھر ہے اور جب مغربی جانب دو دیواروں کے ملنے کی جگہ پہنچیں تو اس سے بھی کم ہو جاتا ہے اور یہ راستہ اتنا رہ جاتا ہے کہ اس میں سے گذرنا ممکن نہیں کیونکہ وہ ستون جو باہر کی دیوار میں ہے اور حضرت عمر کے چہرے کے مقابل کھڑا ہونے والے زائر کو نظر آتا ہے' اس کا کچھ حصہ اندر کی طرف نظر آتا ہے اور اس کے سامنے اتنی ہی چوڑی دیوار ہے جس سے دونوں دیواروں کا درمیانی خلا بند ہو جاتا ہے' گویا کہ یہ حصہ دیوار گر جانے کی وجہ سے سہارے کے لئے تیار کیا گیا یا اس لئے کہ وہاں سے کوئی گذر نہ سکے۔اللہ تعالیٰ اسے بنانے والے کو بہترین جزا دے۔

باب (.20) عمر بن عبد العزيز رحمه الله أعاد بناء المزار الشريفة في سنة ٨٨ھ [عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ۸۸ھ میں مزار شریف کو دوبارہ بنوایا]

دليل (.26)

ان کے کلام کا یہ مطلب لینا زیادہ مناسب ہے کہ انہوں نے مسجد کی چھت سے زمین تک تعبیر کی تھی لیکن اس میں اوپر کی جالیاں بھی شامل تھیں اور یونہی جو انہوں نے پیمائش کے بارے میں کہا ہے اس کا مطلب بھی یہی لیا جائے گا کیونکہ اس جالی کا ان کے کلام میں ذکر موجود ہے کیونکہ انہوں نے بتایا ہے کہ جمال اصفہانی نے نئے سرے سے حجرہ کو مرمر سے مضبوط کیا اور پھر کہا: اس کے لئے صندل اور آبنوس کی لکڑی سے جالی بنائی اور اسے گرداگرد لا کر چھت سے ملا دیا یعنی اس مذکورہ دیوار کے سرے تک لے گئے۔

میں کہتا ہوں کہ شاید وہ پہلے شخص ہیں جس نے یہ جالی تیار کی کیونکہ اس کا ذکر پہلے مؤرخین کی کلام میں موجود ہے۔واللہ اعلم۔

ابن نجار کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے حجرہ مقدسہ کی چھت پر خیمہ کی طرح موم جامہ کیا ہوا کپڑا تھا اور اس پر چھت تھی اور اس کپڑے کے نیچے چھوٹا سا دروازہ تھا جس پر بند شیشہ تھا اور سطح کی چھت میں خوخہ کے اوپر ایک اور خوخہ (چھوٹا دروازہ) تھا جو اس خوخہ کے عین اوپر تھا اور اس کے اوپر بھی شیشہ لگا تھا جسے تالا لگا ہوا تھا پھر مسجد کی چھت اور سطح مسجد کی دوسری چھت کے درمیان دو ہاتھ کا خلاء تھا۔

میں کہتا ہوں کہ حجرہ سے ملنے والی مسجد کی جس چھت کا انہوں نے ذکر کیا ہے تو اسے ہم نے دیکھا کہ وہ موجود ہے جس پر لوہے کا تالا لگا ہے اور شمع جلانے کی جگہ کو مسجد کے متولی نے نئے سرے سے ہمارے دور میں بنایا ہے جبکہ مسجد جل چکی تھی اور وہ قبہ بھی بنایا گیا جو نیلے رنگ کے قبہ کی جگہ بنایا گیا۔

رہا وہ روشن دان جس کا ذکر انہوں نے حجرہ کی چھت میں کیا وہ اس موم جامہ کردہ کپڑے کے نیچے ہے جس کی طرف انہوں نے اشارہ کیا اور یہ پہلی آتشزدگی سے پہلے کا واقعہ ہے اور جب اس کے بعد یہ چھت دوبارہ تعمیر ہوئی تو اس میں روشن دان نہ تھا۔

کلامِ مطری سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں ایک روشن دان کے علاوہ اور کچھ نہ تھا جو چھت میں موجود ہو کیونکہ انہوں نے کہا: دو چھتوں کے درمیان حجرے کی چھت پر تختیاں لگی ہیں جن میں سے بعض کو بعض کے ساتھ جوڑ دیا گیا تھا اور پھر ان پر موی کپڑا ڈال دیا گیا جن پھر تالا لگایا گیا کہ جب اسے کھولا جاتا تو نبی کریم ﷺ کے گھر کی دیوار اور اس دیوار کے اندر جانا ممکن ہو جاتا جسے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بنایا تھا۔

میں کہتا ہوں کہ اس شیشے کے بارے میں جو کچھ انہوں نے کہا وہ صحیح نہیں کیونکہ اس سے حجرے کے درمیان نیچے اُترنا برابر تھا حالانکہ مطری اور ان کے پیروکار اس بات پر متفق ہیں کہ آتشزدگی کے بعد حجرے کی چھت وہی مسجد کی چھت تھی اور یہ بھی اس کے خلاف ہے جو ہم نے دیکھا۔واللہ اعلم۔

باب (.20) عمر بن عبد العزيز رحمه الله أعاد بناء المزار الشريفة في سنة ٨٨ھ [عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے ٨٨ھ میں مزار شریف کو دوبارہ بنوایا]

دلیل (.26)

چلنے والا بالکل سیدھا یا تھوڑا سا جھک کر چل سکتا تھا حالانکہ اس سے پہلے وہاں زیادہ جھک کر چلنا بھی مشکل تھا اور وہ ڈاٹیں اس جگہ رکھی تھیں جو ان ستونوں کی لائن کے برابر تھی جو ریاض الجنہ کے قبلہ میں تھی اور جس کے اول میں مصلّی شریف تھا اور مشرق کی طرف سے دیکھیں تو اس ستون تک تھیں جو مغرب سے منبر کے ساتھ ملتا تھا اور اس پر بھی جو دوسری صف کے برابر تھا اور یہ اسطوانہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صف تھی جو اس صف کے برابر تھی جو مشرق سے مغرب تک تھی نیز اس کے اوپر تھی جو تیسری صف کے برابر تھے اور یہ بھی مشرق سے مغرب تک ستون محرس کی صف تھی۔ رہی وہ جو ستون وفود کی صف کے برابر تھی تو اس پر وہ دیوار تھی جو نچلی اور اوپر والی چھت کے درمیان پردہ کی حیثیت میں تھی' اس میں ایک دروازہ تھا جس سے دونوں چھتوں کے درمیان جا سکتے تھے چنانچہ یہ دیوار انہوں نے گرا دی اور اس کی بنیاد مضبوط کر دی اور اس پر بھی لکڑیوں کے کنارے رکھ دئے چنانچہ یہ تین برآمدے وہی تھے جن کی اونچی چھت اور اردگرد کے ان ستونوں کی چھت سے بلند تھی جو مقصورہ شریف سے متصل تھے اور ان ستونوں تک جاتے تھے جو منبر سے ملے ہوئے تھے اور ان دو برآمدوں کی چھت جو ریاض الجنہ اور قبلہ والی دیوار کے درمیان بشمول اس چھت کے جو حجرہ شریف سے لے کر مشرقی دیوار تک ہے' نیز مسجد کی اگلی طرف سے منبر کے مغربی جانب والی چھت تک' ساری کی ساری اس سے نیچی ہو گئی۔

پھر انہوں نے بہت سی بکھری لکڑیاں دیکھیں جو چالیس کے قریب تھیں اور اوپر والی چھت میں لگی تھیں' وہ ٹوٹ چکی تھیں' انہیں تبدیل کر دیا اور ان میں سے کچھ کے ساتھ نیلے رنگ کی لکڑیاں لگا دیں اور چھت کھولے بغیر انہیں مضبوطی سے لگا دیا' اور اس نیچی چھت کو اکھاڑ دیا جو مشرقی برآمدے میں پاؤں مبارک کی طرف ملتی تھی اور باب جبریل سے باب النساء تک کے برآمدے کی چھت کے ایک جانب تھی اور درمیانے برآمدے میں اس چھت سے ملتی تھی جو اس برآمدے سے ملتا تھا جسے انہوں نے پچھلے سال بنایا تھا اور اسے دوبارہ بنا دیا اور وہ نیچی چھت اُکھاڑ دی جو اس جگہ کے برابر تھی جہاں چہرۂ مبارکہ کے سامنے زائرین کھڑا ہوتے تھے' یہ سب سے قدیم چھت تھی لیکن اس کے باوجود وہ اسے اُکھاڑتے وقت کسی اور مقام کو اُکھاڑنے سے زیادہ تھک گئے تھے کیونکہ یہ بہت مضبوط اور پختہ تھی کہ پہلے لوگوں کے ہاتھوں سے بنی تھی اور میرے خیال میں انہوں نے اس پر سلطان بیبرس کا لکھا ہوا نام پڑھا تھا' انہوں نے اسے دوبارہ بنایا اور شام والے چھتے حصے کی مرمت کی پھر انہوں نے چھت کے کچھ حصے کو روغن کیا جو حجرہ کے گرد اس مقصورہ کے اندر کی طرف تھی جسے آج کل حجرہ کہتے ہیں اور اس دوران انہوں نے چھت کو اُکھاڑا نہ تھا پھر یہ سب کچھ دوسری آتشزدگی میں جل گیا تھا جس کا ذکر انتیسویں فصل میں آ رہا ہے اور جب دوبارہ چھت ڈالی تو مسجد کی ساری چھت ایک ہی بنا دی جیسے آگے آ رہا ہے۔

الفصل (.3) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضي الله عنهم [نبی ﷺ ،ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کا مزار شریف] باب(.21)عمر بن عبدالعزيز رحمة الله عليه بيناء ثلاثة قبور المقدس مُسنّمًا و مرتفعا أربعة أصابع [عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ علیہ نے تینوں مقدس قبروں کو ہان کی طرح اور چار انگل انچا بنوایا]

دليل (.27)

دِيوَانُ الحَدِيثِ النَّبَوِيِّ

(١)

صَحِيحُ البُخَارِيِّ

وَهُوَ: الجَامِعُ المُسْنَدُ الصَّحِيحُ

المُخْتَصَرُ مِنْ أُمُورِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَسُنَنِهِ وَأَيَّامِهِ

للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

المتوفى سنة ٢٥٦ هجرية

طبعة مراجعة ومصححة على النسخة السلطانية

مع رفع الالتباس عن رموزها

المُجَلَّدُ الثَّانِي

مَرْكَزُ البُحُوثِ وَتِقْنِيَةِ المَعْلُومَاتِ

دَارُ التَّأْصِيلِ

الفصل (.3) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضي الله عنهم [نبی ﷺ، ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کامزار شریف] باب(.21)عمر بن عبدالعزيز رحمۃ اللہ علیہ ببناء ثلاثة قبور المقدس مُسنَّمًا و مرتفعا أربعة أصابع [عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تینوں مقدس قبروں کوہان کی طرح اور چار انگل انچا بنوایا]

دليل (.27)

باب في الجنائز ومن كان آخر كلامه لا إله إلا الله — ٢٩٧

• [١٣٩٩] حدثنا موسَى بْنُ إسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، عَنْ هِلَالٍ[١] ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَقُمْ مِنْهُ[٢] : «لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ» ، لَوْلَا ذَلِكَ أُبْرِزَ[٣] قَبْرُهُ[٤] ، غَيْرَ أَنَّهُ خَشِيَ - أَوْ خُشِيَ - أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا .

وَعَنْ هِلَالٍ قَالَ : كَنَّانِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَلَمْ يُولَدْ لِي .

• [١٤٠٠] حدثنا[٥] مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ ، عَنْ سُفْيَانَ التَّمَّارِ ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ ، أَنَّهُ رَأَى قَبْرَ النَّبِيِّ ﷺ مُسَنَّمًا[٦] .

• [١٤٠١] حدثنا[٧] فَرْوَةُ ، حَدَّثَنَا عَلِيٌّ[٨] ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ لَمَّا سَقَطَ عَلَيْهِمُ[٩] الْحَائِطُ فِي زَمَانِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَخَذُوا فِي بِنَائِهِ ، فَبَدَتْ لَهُمْ

(١) زاد لأبي ذر وعليه صح ، ولأبي الوقت ، والقابسي : «هُوَ الْوَزَّانُ» .
(٢) كذا لأبي ذر وعليه صح . ولابن عساكر : «فِيهِ» .
(٣) كذا لأبي ذر وعليه صح .
(٤) «أُبْرِزَ قَبْرُهُ» : لأبي ذر وعليه صح . و«أَبْرَزَ قَبْرَهُ» لأبي ذر وعليه صح بالوجهين معا . كذا في النسخ التي بيدنا ومقتضاه أن أبا ذر يروي الفعل بالوجهين ، والذي يؤخذ من شرح القسطلاني أن روايته بالبناء للفاعل .
* [١٣٩٩] [التحفة : خ م ١٧٣٤٦]
(٥) لأبي ذر وعليه صح ، ولابن عساكر : «حدّثني» .
(٦) مسنمًا : مرتفعا على وجه الأرض . (انظر : هدي الساري) (ص١٤١) .
* [١٤٠٠] [التحفة : خ ١٨٧٦١]
(٧) لأبي الوقت وأبي ذر : «حدثني» .
(٨) زاد لأبي ذر وعليه صح : «عليُّ بْنُ مُسْهِرٍ» .
(٩) لأبي ذر عن الحموي والكشميهني : «عَنْهُمْ» .

الفصل (3.) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضي الله عنهم [نبی ﷺ، ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کا مزار شریف] باب (21.) عمر بن عبدالعزيز رحمة الله عليه ببناء ثلاثة قبور المقدس مُسنّمًا و مرتفعا أربعة أصابع [عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ علیہ نے تینوں مقدس قبروں کو ہان کی طرح اور چار انگل اونچا بنوایا]

دلیل (28.)

حاشية السندي ابن سودة على صحيح البخاري

ضبطه وصححه وخرج آياته

عمر أحمد الراوي

الجزء الثاني

يحتوي على الكتب التالية:

فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة - العمل في الصلاة - السهو - الجنائز - الزكاة - الحج - العمرة - المحصر - جزاء الصيد - فضائل المدينة - الصوم - صلاة التراويح - فضل ليلة القدر - الاعتكاف - البيوع - السلم - الشفعة - الإجارة - الحوالات - الكفالة - الوكالة - الحرث والمزارعة - المساقاة - الاستقراض وأداء الديون والحجر والتفليس - الخصومات - اللقطة - المظالم - الشركة - الرهن - العتق

DKI
دار الكتب العلمية
أسسها محمد علي بيضون سنة 1971
بيروت - لبنان

نظر ثانی: ابو نجیب سید محی الدین صاحب (جامع مسجد خواجہ دانا رحمہ اللہ سورۃ) معاون: عمار الاسلام دیوان مداری (رتلام)، مرتب: شیخ محمد شکیل احمد

الفصل (3.) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضي الله عنهم [نبی ﷺ، ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کا مزار شریف] باب (21.) عمر بن عبدالعزيز رحمة الله عليه ببناء ثلاثة قبور المقدس مُسنّمًا و مرتفعا أربعة أصابع [عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ علیہ نے تینوں مقدس قبروں کو ہان کی طرح اور چار انگل اونچا بنوایا]

دليل (28.)

(باب ما جاء في قبر النبي صلّى الله عليه
وأبي بكر وعمر رضي الله عنهما)

قال ابن رشيد: قال بعضهم: مراده بقبر النبي ﷺ المصدر من قبرته قبرًا والأظهر أنه أراد الاسم ومقصوده بيان صفته من كونه مسنّمًا أو غير مسنّم وغير ذلك مما يتعلق بعضه ببعض (ليتعذّر) أي يتعسّر ويمتنع قاله الخطابي أو يطلب العذر فيما يحاوله من الانتقال إلى بيتها. وفي رواية القابسي بالقاف والدال المهملة أي يُسأل عن قدر ما بقي ليومها لأن المريض قد يجد عند بعض أهله من الأنس ما لا يجد عند بعض (بين سحري ونحري) أي جنبي وصدري والسحر الرئة. (وعن هلال) هو الوزاق (قال: كناني عروة) يعني ابن الزبير شيخه الذي روى عنه واختلف في كنية هلال فقيل: هو أبو عمرو وهو المشهور، وقيل: أبو أميّة، وقيل: أبو الجهم (عن سفيان التمّار أنه رأى قبل النبي ﷺ مسنّمًا) أي مرتفعًا زاد أبو نعيم وقبر أبي بكر وعمر كذلك واستدلّ به على أن المستحب تسنيم القبور وهو قول أبي حنيفة ومالك وأحمد والمُزني وكثير من الشافعية وادّعى القاضي الحسين اتفاق الأصحاب عليه وتعقّب بأن جماعة من الشافعية استحبّوا التسطيح كما نصّ عليه الشافعي وبه جزم الماوردي وآخرون. قال البيهقي: وقول سفيان التمار لا حجّة فيه له لاحتمال أن قبره ﷺ لم يكن في الأول مسنّمًا، فقد روى أبو داود من طريق القاسم بن محمد بن أبي بكر قال: دخلت على عائشة فقلت: يا أمّة اكشفي لي عن قبر النبي ﷺ وصاحبَيه فكشفت له عن ثلاثة قبور لا مُشرِفة ولا لاطية ببطحاء العرصة الحمراء فرأيت رسول الله ﷺ مُقدَّمًا وأبا بكر رأسه بين كتفي النبي ﷺ وعمر رأسه عند رِجلَي النبي ﷺ وهذا كان في خلافة معاوية وكأنها كانت في الأول مُسطّحة ثم لمّا بُني جدار القبر في خلافة عمر بن عبد العزيز على المدينة من قِبَل الوليد بن عبد الملك صيّروها مرتفعة وروى أبو بكر الآجري عن غنيم بن بسطام قال: رأيت قبر النبي ﷺ في إمارة عمر بن عبد العزيز فرأيته مرتفعًا نحوًا من أربعة أصابع ورأيت قبر أبي بكر وراء قبره وقبر عمر وراء قبر أبي بكر أسفل منه ثم الاختلاف في ذلك في أيهما أفضل لا في الجواز، ورجّح المُزني التسنيم من حيث المعنى بأن المِسطّح يشبه ما يُصنَع للجلوس ويشبه أبنية أهل الدنيا (لمّا سقط عنهم الحائط) أي حائط حجرة النبي ﷺ والسبب في ذلك ما رواه الآجري عن هشام بن عروة عن أبيه قال: كان الناس يصلّون إلى القبر فأمر به عمر بن عبد العزيز فرفع حتى لا يصلّي إليه أحد فلما هُدِم بَدَت ساق ورُكبة ففزع عمر بن عبد العزيز فأتاه عروة فقال: هذا ساق عمر وركبته فسُرّي عن عمر بن عبد العزيز. وروى الآجري أيضًا عن رجاء بن حيوة قال: كتب الوليد بن عبد الملك إلى عمر بن عبد العزيز

الفصل (.3) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضي.الله.عنهم [نبی ﷺ، ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کا مزار شریف] باب(.21) عمر بن عبدالعزيز رحمۃ اللہ علیہ ببناء ثلاثة قبور المقدس مُسنّمًا و مرتفعا أربعة أصابع [عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ علیہ نے تینوں مقدس قبروں کو ہان کی طرح اور چار انگل انچا بنوایا]

دلیل (.28)

وان تعدوا نعمت الله لا تحصوها

اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرو تو شمار نہ کرسکو گے (ابراہیم ۳۴)

نعمۃ الباری
فی
شرح صحیح البخاری

جلد سوم

الاحادیث: ۱۶۰۶ — ۹۴۲

کتاب الخوف، کتاب العیدین، کتاب الوتر، کتاب الاستسقاء، کتاب الکسوف، کتاب سجود القرآن، کتاب تقصیر الصلوٰۃ، کتاب التہجد، کتاب فضل الصلوٰۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، کتاب العمل فی الصلوٰۃ، کتاب السہو، کتاب الجنائز، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الحج

تصنیف

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ، کراچی ۳۸

ارشد برادرس

۱۵۶۱ گلی کوتانا، سوئیوالان نئی دہلی ۲

نظر ثانی: ابو نجیب سید محی الدین صاحب (جامع مسجد خواجہ دانا رحمہ اللہ سورۃ) معاون: عمار الاسلام دیوان مداری (رتلام)، مرتب: شیخ محمد شکیل احمد

الفصل (.3) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضي الله عنهم [نبی ﷺ ،ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کا مزار شریف] باب (.21) عمر بن عبدالعزيز رحمة الله عليه ببناء ثلاثة قبور المقدس مُسنّمًا و مرتفعا أربعة أصابع [عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ علیہ نے تینوں مقدس قبروں کوہان کی طرح اور چار انگل انچا بنوایا]

دليل (.28)

اس کی اولاد ہو یا نہ ہو۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ سُفْيَانَ التَّمَّارِ اَنَّهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ رَاٰى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا.

ہمیں محمد بن مقاتل نے حدیث بیان کی' انہوں نے کہا: ہمیں عبداللہ نے خبر دی' انہوں نے کہا: ہمیں ابوبکر بن عیاش نے خبر دی از سفیان التمار' انہوں نے یہ حدیث بیان کی کہ انہوں نے نبی ﷺ کی قبر کو دیکھا' وہ کوہان کی طرح تھی۔

حدیث مذکور کے رجال

(۱) محمد بن مقاتل ابو الحسن المروزی' یہ مکہ میں مجاور تھے (۲) عبد اللہ بن المبارک المروزی (۳) ابوبکر بن عیاش المحدث' یہ ۱۹۳ھ میں فوت ہو گئے تھے (۴) سفیان بن دینار الکوفی التمار' یہ کبار تابعین میں سے ہیں اور عصرِ صحابہ سے متصل تھے۔

(عمدۃ القاری ج ۸ ص ۳۲۴)

قبر کو' کوہان کی صورت میں بنانا مستحب ہے یا مسطح اور نبی ﷺ کی قبر کس طرح تھی؟

علامہ التاؤدی بن سودہ متوفی ۱۲۰۹ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں مذکور ہے کہ نبی ﷺ کی قبر کوہان کی طرح تھی' یعنی زمین سے اٹھی ہوئی اور بلند تھی' امام ابونعیم نے یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت ابوبکر اور عمر کی قبریں بھی اسی طرح تھیں' اس حدیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ قبروں کو کوہان کی طرح بنانا مستحب ہے' امام ابوحنیفہ' امام مالک' امام احمد' مزنی اور اکثر فقہاء شافعیہ کا یہی مذہب ہے' امام شافعی کا قول یہ ہے کہ قبر کو مسطح یعنی ہموار اور چپٹی بنانا مستحب ہے' الماوردی اور دوسرے شافعی فقہاء کا یہی مذہب ہے' امام بیہقی نے کہا کہ سفیان التمار کے قول میں قبر کو' کوہان کی شکل میں بنانے کی کوئی دلیل نہیں ہے' اس لیے کہ ہوسکتا ہے کہ آپ کی قبر ابتداء میں ہموار اور مسطح ہو' اور بعد میں اس کو کوہان کی طرح بنا دیا گیا ہو' اس کی دلیل یہ حدیث ہے:

امام ابوداؤد اپنی سند کے ساتھ قاسم بن محمد سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا' میں نے عرض کیا: اے میری ماں! مجھے رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک اور ان کے دو صاحبوں رضی اللہ عنہما کی قبریں دکھائیں' تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے میرے لیے تین قبریں کھول دیں' یہ قبریں نہ بلند تھیں نہ زمین سے ملی ہوئی تھیں' ان کے اوپر میدان کی سرخ کنکریاں ڈالی ہوئی تھیں۔ ابوعلی نے بتایا کہ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر آگے ہے اور حضرت ابوبکر کی قبر آپ کے سر مبارک کے پاس ہے اور حضرت عمر کی قبر آپ کے پیروں کے پاس ہے' ان کا سر رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں ہے۔ (سنن ابوداؤد: ۳۲۲۰)

انہوں نے یہ مشاہدہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کیا تھا گویا کہ ابتداء میں یہ قبریں مسطح تھیں' پھر جب عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں مدینہ میں ولید بن عبدالملک کے حکم سے قبر کی دیوار بنائی گئی تو انہوں نے ان قبروں کو' کوہان کی صورت میں بلند کر دیا۔

ابوبکر الآجری نے غنیم بن بسطام سے روایت کی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کی قبر مبارک کو عمر بن عبدالعزیز کی امارت میں دیکھا' پس میں نے اس کو زمین سے چار انگل بلند دیکھا' اور حضرت ابوبکر کی قبر کو آپ کی قبر کے پیچھے دیکھا اور حضرت عمر کی قبر کو حضرت ابوبکر کی قبر کے پیچھے اور نیچے دیکھا' پھر اختلاف اس میں ہے کہ کوہان کی طرح قبر بنانا مستحب ہے یا مسطح بنانا مستحب ہے' اصل جواز میں اختلاف نہیں ہے اور مزنی شافعی نے قبر کو' کوہان کی طرح بنانے کو مستحب قرار دیا ہے کیونکہ اگر قبر مسطح ہو تو وہ اس طرح ہوگی جیسے بیٹھنے کے لیے کوئی چیز (مثلاً بینچ وغیرہ) بنائی جاتی ہے اور وہ دنیاوی چیزوں کے مشابہ ہوگی۔

(حاشیۃ التاؤدی بن سودہ علی صحیح البخاری ج ۲ ص ۹۶' دار الکتب العلمیہ' بیروت' ۱۴۲۸ھ)

باب (22.) صفة القبور الشريفة بالهجرة المنيفة [حجرہ مبارکہ میں مبارک قبروں کی ترتیب]

دليل (29.)

الفصل الحادي والعشرون
في ما روي من الاختلاف في صفة القبور الشريفة بالحجرة المنيفة

وما جاء من أنه بقي بها موضع قبر وأن عيسى بن مريم عليه السلام يُدفن بها، وما جاء في تنزل الملائكة حافِّينَ بالقبر الشريف وتعظيمه والاستسقاء به

إعلم أنَّ ابن عساكر ذكر في تحفته الاختلاف في صفة القبور الشريفة، فذكر في ذلك سبع رواياتٍ، وسبقه إلى ذلك شيخه ابن النجار، لكنه ذكر ستاً فقط:

الأولى: ما رواه عن نافع بن أبي نعيم: أنَّ صفة قبر النبي ﷺ وقبر أبي بكر وقبر عمر: قبر النبي ﷺ أمامها إلى القبلة مقدماً، ثم قبر أبي بكر حِذاء مَنْكِبَي رسول الله ﷺ، وقبر عمر حذاء منكبي أبي بكر، وهذه صفته:

النبي صلى الله عليه وسلم

أبو بكر رضي الله عنه

عمر رضي الله عنه

قلت: وهذه الرواية هي التي عليها الأكثر.

ونقل الزين المراغي: أنَّ رزيناً ويحيى جَزَما بها، وهو كذلك في كلام

٣٠٩

باب (22.) صفة القبور الشريفة بالهجرة المنيفة [حجرہ مبارکہ میں مبارک قبروں کی ترتیب]

دليل (29.)

رزين، ورواها عن عبد الله بن محمد بن عقيل فقال عقب خبره المتقدم في قصة سقوط جدار الحجرة: ورأيت القبور، فإذا قبر رسول الله ﷺ من أمام، وقبر أبي بكر خلفه، وقبر عمر خلف أبي بكر، ورأس أبي بكر عند منكبي رسول الله ﷺ ورأس عمر عند منكبي أبي بكر[١].

أما يحيى فلم أرَ في كلامه الجزم بذلك، بل رأيته حكى اختلاف الروايات كغيره، ولفظه في حكاية هذه الرواية: حدثنا هارون بن موسى قال: سمعت أبي يذكر عن نافع بن أبي نعيم وغيره من المشايخ ممن له سنٌّ وثقةٌ: أنَّ صفة قبر النبي ﷺ، وذكر ما تقدم.

ورأيت في نسخة من كتاب يحيى تصويرَ القبور الشريفة على هذه الصفة، وقال: إنها صفة القبور الشريفة في ما وصف بعض أهل الحديث عن عروة بن الزبير عن عائشة رضي الله عنها، ثم ذكر ما سيأتي في الصفة السادسة.

وروى ابن سعد في طبقاته في ذكر أبي بكر رضي الله عنه، من طريق الواقدي عن أبي بكر بن عبد الله بن أبي سبرة عن عمر بن عبد الله بن عروة: أنه سمع عروة والقاسم بن محمد يقولان: أوصى أبو بكر عائشة أنْ يُدفَنَ إلى جنب رسول الله ﷺ[٢]، فلما توفي حُفِرَ له وجُعِلَ راسه عند كَتِفَي رسول الله ﷺ وألصق اللحد بقبر رسول الله ﷺ، فقبر هناك[٣].

ثم روى من طريق الواقدي أيضاً عن ربيعة بن عثمان عن عامر بن عبد الله بن الزبير، قال: رأس أبي بكر عند كتفي رسول الله ﷺ، ورأس عمر عند حَقْوَيْ أبي بكر[٤].

قلت: وفي هذا مخالفة يسيرة لما تقدم بالنسبة إلى عمر رضي الله عنه.

الثانية: روى أبو داود والحاكم من طريق القاسم بن محمد بن أبي بكر

---

(١) الدرة الثمينة ٢/ ٣٩٢ ـ ٣٩٣.
(٢) كتاب المناسك ٣٧٩.
(٣) طبقات ابن سعد ٣/ ٢٠٩ وكتاب المناسك ٣٧٩.
(٤) المصدر نفسه وكتاب المناسك ٣٧٨.

باب (22.) صفة القبور الشريفة بالهجرة المنيفة [حجرہ مبارکہ میں مبارک قبروں کی ترتیب]

دليل (29.)

قلت: وهذه الرواية مع ضعفها معارضة بما تقدم في الرواية الثانية عن القاسم بن محمد المذكور، وتلك أصح، وما سيأتي في صفة الحجرة الشريفة يأبى ذلك أيضاً، وقد رأيتها في نسخة من كتاب يحيى، رواه ابنه طاهر عنه على هذه الصورة:

	النبي صلى الله عليه وسلم
عمر رضي الله عنه	أبو بكر رضي الله عنه

وقال: إنها عن القاسم بن محمد عن عائشة رضي الله عنها، ثم قال ابن فراس أحد رواة النسخة المذكورة عن طاهر بن يحيى: سألتُ طاهر بن يحيى أنْ يصوِّرَ لي بخطه صفة قبر النبي ﷺ وقبر أبي بكر وعمر رضي الله عنهما، فصور لي بيده هذه الصورة، انتهى.

السابعة: ما روى يحيى من طريق ابن زبالة في الخبر المتقدم في الفصل قَبله في قصة سقوط جدار الحجرة الشريفة في تلك الليلة المطيرة عن عبد الله بن محمد بن عقيل، قال عقب قوله في ما تقدم: «فدخلت فسلمت على النبي ﷺ ومكثت فيه مَلِيّاً، ورأيت القبور فإذا قبر النبي ﷺ وقبر أبي بكر عند رجليه، وقبر عمر عند رجلي أبي بكر، وعليها حَصىً من حصباء العرصة»(١)، قال ابن عساكر وهذه صفته:

النبي صلى الله عليه وسلم

أبو بكر رضي الله عنه

عمر رضي الله عنه

(١) الدرة الثمينة ٢/٣٩٣ وذكر الحربي رواية أخرى في المناسك ٣٧٦: رأيت «قبر النبي ﷺ مقدماً وأبا بكر عند رأسه ورجلاه عند وسط قبر النبي ﷺ وقبر عمر عند رجل أبي بكر ورأسه عند رجل النبي ﷺ».

باب (22.) صفة القبور الشريفة بالهجرة المنيفة [حجرہ مبارکہ میں مبارک قبروں کی ترتیب]

دليل (29.)

قلت: وهذه الرواية نقلها رزين عن عبد الله بن محمد بن عقيل[١]، وساقها باللفظ السابق، إلاّ أنه قال: «ورأيت القبور، فإذا قبر رسول الله ﷺ من أمام، وذكر ما قدمنا عنه في الرواية الأولى، وهو مخالف لما في هذه الرواية، وهو أولى بالاعتماد، لأنَّ هذه الرواية ضعيفة مع بُعدها مما سيأتي في وصف الحجرة الشريفة سيما على ما سبق من قسم عائشة رضي الله عنها الحجرة باثنين، ولها شاهد لكنه ضعيف أيضاً، وهو ما في طبقات ابن سعد عن مالك بن إسماعيل ـ أظنه مولىً لآل الزبير ـ قال: دخلت مع مصعب بن الزبير البيت الذي فيه ـ يعني: قبر رسول الله ﷺ ـ وأبي بكر وعمر رضي الله عنهما، فرأيت قبورهم مستطيلة»[٢]، انتهى.

وفي رواية للآجُرّي ما يوهم صفة ثامنة، فإنه ذكر عقب الخبر المتقدم عن رجاء بن حيوة في إدخال الحجرة في المسجد ما لفظه: قال رجاء: فكان قبر أبي بكر وسطه[٣]، ولم يذكر فيه عمر رضي الله عنه[٤]، فإنَّ الضمير في قوله: «وسطه» إنْ كان للبيت فواضح، وإنْ كان للنبي ﷺ فهذه صفة أخرى، لكن ينبغي تأويلها أيضاً على التجوز في لفظ الوسط ليوافق رواية غيره.

وأما ما أخرجه أبو يَعلى عن عائشة: أبو بكر عن يمينه، وعمر عن يساره، فسنده ضعيف أيضاً، ويمكن تأويله، كما قاله ابن حجر[٥].

وحينئذٍ فلم يبق إلاّ الروايتان الأولَتان فهما اللتان يتردد بينهما في الترجيح، والأولى هي المشهورة، ومقتضى تصحيح الحاكم لإسناد الثانية ترجيحها، وهي أصحُّ الروايات، وقد اشتملت على أنَّ القبور لم تكن مُسَنَّمة[٦].

وقد قال يحيى: حدثني هارون بن موسى ـ قلت: ولا بأس به ـ قال:

---

(١) ش، خ: عبد الله بن عقيل.
(٢) طبقات ابن سعد ٢/٣٠٦.
(٣) فتح الباري ٣/٢٥٧.
(٤) ذكر ابن حجر قول رجاء بن حيوة كاملاً وهو: «وكان قبر أبي بكر عند وسط النبي ﷺ وعمر خلف أبي بكر؛ رأسه عند وسطه». فلعل نسخة السمهودي من فتح الباري كانت ناقصة.
(٥) فتح الباري ٣/٢٥٧.
(٦) أي: على شكل سنام البعير.

باب (.22) صفة القبور الشريفة بالهجرة المنيفة [حجرہ مبارکہ میں مبارک قبروں کی ترتیب]

دليل (.29)

حدثني غير واحد من مشايخ أهل المدينة: أنَّ صفات القبور الشريفة مَسْطُوحة عليها بطحاء من بطحاء العرصة حمراء.

وروى ابن زبالة من طريق عمرة عن عائشة، قالت: رُبِّعَ قبر رسول الله ﷺ وجعل رأسه مما يلي المغرب.

وأما ما في صحيح البخاري عن سفيان التمار: أنه رأى قبر النبي ﷺ مُسَنَّمَاً(١)، زاد أبو نعيم في **المستخرج**: وقبر أبي بكر وعمر رضي الله عنهما كذلك.

ورواه ابن سعد عنه بلفظ: رأيت قبر النبي ﷺ وأبي بكر وعمر مسنَّمة(٢)، فلا يعارض ما قدمناه، لأنَّ سفيان وُلِد في زمان معاوية فلم يَرَ القبر الشريف إلاَّ في آخر الأمر، فيحتمل ـ كما قال البيهقي ـ أنَّ القبر لم يكن في الأول مسنماً(٣)، ثم سُنِّمَ لما سقط عنه الجدار(٤)، فقد روى يحيى عن عبد الله بن الحسين، قال: رأيت قبر النبي ﷺ مسنماً في زمن الوليد ابن هشام.

وفي رواية أخرى عنه: أنَّ القبر جثوة(٥) مرتفعة مُسَنَّمَة غير شديدة الارتفاع، عليها قزع من حصىً وتربة طيَّبها الله عزَّ وجَلَّ.

وروى ابن سعد من طريق جعفر بن محمد عن أبيه، قال: كان نبيث(٦) قبر النبي ﷺ شبراً(٧).

ويؤيد التسطيح ما رواه مسلم من حديث فضالة بن عبيد: أنه أمر بقبر فَسُوِّيَ ثم قال: سمعت رسول الله ﷺ يأمر بتسويتها(٨).

---

(١) فتح الباري ٣/ ٢٥٥.
(٢) طبقات ابن سعد ٢/ ٣٠٦.
(٣) نقلاً من فتح الباري ٣/ ٢٥٧.
(٤) المصدر نفسه.
(٥) جثوة: بالضم وقد تكسر الجيم وتفتح وهي الشيء المجموع كالأتربة المجتمعة، النهاية في غريب الحديث ١/ ٢٣٩.
(٦) النبيث والنبيثة: تراب منبوث أي محفور، النهاية في غريب الحديث ٥/ ٥.
(٧) طبقات ابن سعد ٢/ ٣٠٦.
(٨) نقلاً من فتح الباري ٣/ ٢٥٧ وفيه: «ويرجح التسطيح» وانظر: صحيح مسلم ٣/ ٦١ 'باب الجنائز'.

باب (22.) صفة القبور الشريفة بالهجرة المنيفة [حجرہ مبارکہ میں مبارک قبروں کی ترتیب]

دليل (29.)

وقد تقدم في الرواية الرابعة: أنه بقي بعد القبور الشريفة موضع قبر، ويؤيده ما رويَ: أنَّ عائشة رضي الله عنها أرسلت إلى عبد الرحمن بن عوف حين نزل به الموت: أنْ هَلُمَّ إلى رسول الله ﷺ وإلى أخويك، فقال: ما كنت مضيقاً عليك بيتك[1]، الخبر الآتي في ذكر قبره.

وكذلك ما سيأتي في إذنها للحسن أنْ يُدفَن عندها، ومنع بني أمية له، وكذلك ما في **صحيح** البخاري عن هشام بن عروة: أنَّ عائشة أوصت عبدَ الله بن الزبير: لا تَدْفِنِّني معهم، أي: النبي ﷺ وصاحبيه، وادفني مع صواحبي بالبقيع، لا أزكى به أبداً[2].

وقد أخرجه الإسماعيلي وزاد فيه: وكان في بيتها موضع قبر، ولكن في **الصحيح**: أنَّ عمر بن الخطاب رضي الله عنه لما أرسل إلى عائشة فسألها أنْ يُدفن مع صاحبيه، قالت: كنت أريده لنفسي فلأوثرنَّه اليوم على نفسي[3].

قال الحافظ ابن حجر: فكأنَّ اجتهادها في ذلك تغيَّر، أو لما قالت ذلك لعمر كان قبل أن يقع لها قصة الجمل، فاستحيتْ بعد ذلك، وإنْ كانت زوجته ﷺ في الدنيا والآخرة، كما قال عمار أحد من حاربها[4].

وقال ابن التين: كلامها في قصة عمر يدل على أنه لم يبق ما يسع إلاَّ موضع قبر واحد، فهو يغاير قولها: «لا تدفنِّي عندهم» فإنه يشعر بموضع للدفن، والجمع بينهما أنها كانت تظن أولاً أنه لا يسع إلاَّ قبراً واحداً، فلما دُفن ظهر لها أنَّ هناك وسعاً لقبر آخر[5].

أو أنَّ الذي آثرته به المكان الذي دُفنَ فيه من وراء قبر أبيها بقرب النبي ﷺ، وذلك لا ينفي[6] وجود مكان آخر في الحجرة.

---

(١) تحقيق النصرة ١٢٧.
(٢) مشارق الأنوار ١/ ٢٠٠ والروضة الفردوسية ورقة ١٤٥.
(٣) فتح الباري ٣/ ٢٥٦.
(٤) نقلاً من فتح الباري ٣/ ٢٥٨، يريد عمار بن ياسر، انظر: طبقات ابن سعد٨/ ٦٤.
(٥) نقلاً من فتح الباري ٣/ ٢٥٨.
(٦) ص: ينبغي.

باب (.22) صفة القبور الشريفة بالهجرة المنيفة [حجرہ مبارکہ میں مبارک قبروں کی ترتیب]

دليل (.29)

وروى يحيى بسنده إلى عثمان بن الضحاك عن محمد بن يوسف بن عبد الله بن سلام عن أبيه عن جده، قال: يُدفن عيسى بن مريم مع النبي ﷺ وصاحبيه، ويكون قبره الرابع(١).

وفي سنن الترمذي من طريق أبي مودود عن عثمان بن الضحاك عن محمد بن يوسف بن عبد الله بن سلام عن أبيه عن جده، قال: مكتوب في التوراة صفة محمد وعيسى بن مريم يدفن معه، قال: فقال أبو مودود: وقد بقي في البيت موضع قبر(٢).

قال الترمذي: هذا حديث غريب، وفي بعض النسخ: حسن غريب، هكذا قال: عثمان بن الضحاك، والمعروف: الضحاك بن عثمان المدني، انتهى كلام الترمذي.

وفي رواية الطبراني عن عبد الله بن سلام، قال: يُدفن عيسى بن مريم مع رسول الله ﷺ وأبي بكر وعمر، فيكون قبراً رابعاً، وهو من رواية عثمان بن الضحاك، وقد وَثَّقَه ابن حِبَّان وضعفه أبو داود.

وذكر الزين المراغي: أنَّ ابن الجوزي روى في المنتظم عن عبد الله بن عمر: أنَّ رسول الله ﷺ قال: ينزل عيسى بن مريم إلى الأرض، فيتزوج ويولد له، فيمكث خمساً وأربعين سنة، ثم يموت فيدفن معي في قبري، فأقوم أنا وعيسى بن مريم من قبر واحد بين أبي بكر وعمر(٣).

وقال ابن النجار: قال أهل السير: وفي البيت موضع قبر في السهوة الشرقية، قال سعيد بن المسيب: فيه يدفن عيسى بن مريم(٤).

والسهوة: بيت صغير منحدر في الأرض قليلاً شبيه بالمخدع والخزانة،

---

(١) الدرة الثمينة ٢/ ٣٩١ والوفا بما يجب لحضرة المصطفى ١٣٧.
(٢) كتاب المناسك ٣٧٩.
(٣) المنتظم ٢/ ٣٩، ولم أقف على هذا الخبر في تحقيق النصرة للمراغي المطبوع وهو في الوفا بما يجب لحضرة المصطفى ١٣٧.
(٤) الدرة الثمينة ٢/ ٣٩١ وكتاب المناسك للحربي ٣٨١ والوفا بما يجب لحضرة المصطفى ١٣٧.

باب (.22) صفة القبور الشريفة بالهجرة المنيفة [حجرہ مبارکہ میں مبارک قبروں کی ترتیب]

دليل (.29)

وقيل: هو كالصُفَّة يكون بين يدي البيت[١].

وقيل: هو شبيه بالرف والطاق يوضع فيه الشيء[٢]، ولعل المراد بذلك الموضع الذي ضربت عليه عائشة جداراً وسكنت به، كما سبق.

وسنذكر في ما استقر عليه بناء الحجرة: أنه عقد على نحو ثلثها الشرقي عقد، فصار ذلك المحل مميزاً عن بقية البيت، وكان قبله في البناء ما يشهد لجدار آخر من الشام إلى القبلة في تلك الجهة، فلعله الموضع المذكور.

وروى يحيى وابن النجار عن كعب الأحبار، قال: ما من فجر يطلع إلاَّ نزل سبعون ألفاً من الملائكة حتى يحفُّوا بالقبر، يضربون بأجنحتهم، ويصلون على النبي ﷺ حتى إذا أَمْسَوْا عَرَجُوا، وهبط مثلهم فصنعوا مثل ذلك، حتى إذا انشقت الأرض خرج في سبعين ألفاً من الملائكة ﷺ[٣].

وفي صحيح الدارمي نحوه من رواية عائشة رضي الله عنها، وقال فيه: سبعون ألفاً بالليل وسبعون ألفاً بالنهار، ذكره في باب ما أكرم الله نبيه ﷺ بعد موته[٤]، ورواه البيهقي في الشُعَب[٥].

وقد تقدم قول عمر رضي الله عنه: "إنَّ مسجدنا هذا لا ترتفع فيه الأصوات"[٦]، وقال أبو بكر رضي الله عنه: "لا ينبغي رفع الصوت على نبي حياً ولا ميتاً".

وروى ابن زبالة ويحيى من طريقه عن غير واحد منهم عبد العزيز بن أبي حازم ونوفل بن عمارة، قالوا: إنْ كانت عائشة تسمعُ صوت الوتد يُوتَد والمسمار يضرب في بعض الدور المطيفة[٧] بمسجد النبي ﷺ فتُرسل إليهم لا تؤذوا رسول

(١) نقلاً من النهاية في غريب الحديث ٢/ ٤٣٠.
(٢) المصدر نفسه وانظر: الوفا بما يجب لحضرة المصطفى ١٣٧ ـ ١٣٨.
(٣) الدرة الثمينة ٢/٣٩٨: زيادة «يزفونه».
(٤) سنن الدارمي ١/ ٤٤.
(٥) ص: شعبه، وهو كتاب شعب الإيمان.
(٦) نقلاً من الروضة الفردوسية ورقة ١١٨.
(٧) كذا في الأصول، وفي الروضة الفردوسية «المُطَنَّبَة» بخط الأقشهري. وهي أصحُّ لأنها بمعنى: إلى جنب، ومنه الحديث: «ما أُحِبُّ أنْ بيتي مُطَنَّبٌ ببيت محمد»، النهاية في غريب الحديث ٣/ ١٤٠ =

باب (22.) صفة القبور الشريفة بالهجرة المنيفة [حجرہ مبارکہ میں مبارک قبروں کی ترتیب]

دلیل (29.)

ایک خوش شخص نے مجھے بتایا کہ ان کے دور میں مسجد کے نیچے چھت نہ تھی اور میرا خیال ہے کہ یہ مسجد میں آتشزدگی کے بعد کی بات ہے کیونکہ آئندہ آنے والی مؤرخین کی کلام میں یہ بتایا گیا ہے کہ آتشزدگی کے بعد صرف مسجد کی چھت تھی؛ حجرہ کی نہ تھی پھر پتہ چلا کہ ابن رشد کا دور آتشزدگی سے بہت پہلے کا ہے کیونکہ ان کی وفات ۵۲۰ھ میں ہوئی تھی پھر جس عمارت کو ہم نے دیکھا اس میں آتشزدگی کے بعد چھت دیکھی تھی اور اس سے پہلے کی چھت کی آثار بھی تھے۔ واللہ اعلم۔

فصل نمبر ۲۱

حجرہ مبارکہ میں مبارک قبروں کی ترتیب اور ایک قبر کی خالی جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن ہونگے قبر شریف کو گھیرنے والے فرشتوں کے بارے میں روایات' قبرِ انور کی تعظیم اور اس کے ذریعے بارش کی دُعاء

سینے: ابن عسا کرنے مبارک قبروں کی کیفیت بتائی ہے اور اس میں اختلاف کا ذکر کیا ہے' اس سلسلے میں سات روایتیں درج کی ہیں' اس سے پہلے ان کے شیخ ابن نجار نے ان کا ذکر کرتے ہوئے صرف چھ روایتیں ذکر کی ہیں۔

مبارک قبروں کی ترتیب میں حضرت نافع کی روایات

(۱) قبروں کی پہلی ترتیب

پہلی روایت نافع بن ابو نعیم رحمہ اللہ تعالیٰ یہ ہے کہ قبر رسول اللہ ﷺ' قبر ابوبکر صدیق اور قبر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم ﷺ کی قبر انور قبلہ کی طرف ہے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر رسول اللہ ﷺ کے دونوں کندھوں کے سامنے ہے اور پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھوں کے سامنے ہے جس کی صورت یہ ہے:

باب (.22) صفة القبور الشريفة بالهجرة المنيفة [حجرہ مبارکہ میں مبارک قبروں کی ترتیب]

دلیل (.29)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں کہتا ہوں کہ یہ وہ روایت ہے جس پر اکثر علماء کا اتفاق ہے' زین مراغی کہتے ہیں کہ حضرت رزین اور یحییٰ اسی پر یقین رکھتے ہیں اور رزین کے کلام میں یونہی ہے' انہوں نے عبد اللہ بن محمد بن عقیل سے روایت کی اور اپنی پہلی روایت کے بعد حجرہ مبارکہ کی دیوار کے گرنے کا قصہ بیان کیا ہے' لکھا ہے: میں نے ان مبارک قبروں کو دیکھا' حضور ﷺ کی قبر شریف تو آگے تھی (قبلہ کی طرف) حضرت ابوبکر کی قبر ان کے پیچھے تھی اور حضرت عمر کی قبر حضرت ابوبکر کے پیچھے تھی' حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر حضور ﷺ کے کندھوں کے پاس تھا اور حضرت عمر کا سر حضرت ابوبکر کے کندھوں کے پاس تھا۔ رہے یحییٰ تو ان کے کلام میں میں نے اس بارے یقین سے نہیں دیکھا بلکہ انہوں نے بھی دوسروں کی طرح روایات کا اختلاف بتایا ہے چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں: "مجھے ہارون بن موسےٰ نے بتایا کہ میں نے اپنے والد کو حضرت نافع بن ابو نعیم وغیرہ مشائخ وغیرہ سے روایت کرتے سنا کہ نبی کریم ﷺ کی قبر انور" اور پھر پہلی ہی بات کہہ دی۔ پھر میں نے یحییٰ کی کتاب کے ایک نسخہ میں مبارک قبروں کا بنا ہوا یہی نقشہ دیکھا' انہوں نے کہا: مبارک قبروں کی یہ صورت ہے جیسے محدثین نے حضرت عروہ بن زبیر سے اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہوئے بتایا ہے اور پھر وہ کچھ لکھا جو چھٹی صفت میں آ رہا ہے۔

ابن سعد نے اپنی طبقات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے واقدی کے طریقہ پر حضرت ابوبکر بن عبد اللہ بن ابو سبرہ سے لکھا ہے جنہوں نے حضرت عمر بن عبد اللہ بن عروہ سے روایت کی کہ انہوں نے عروہ اور قاسم بن محمد سے سنا' دونوں کہتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وصیت کی کہ انہیں حضور ﷺ کے پہلو میں دفن کیا جائے چنانچہ ان کے لئے لحد کھودی گئی اور ان کا سر حضور ﷺ کے کندھوں کے پاس رکھا گیا اور پھر لحد کو قبر رسول ﷺ سے ملا دیا گیا چنانچہ ان کی قبر وہاں ہے پھر عامر بن عبد اللہ بن زبیر سے روایت کی' انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر کا سر حضور ﷺ کے کندھوں کے قریب ہے اور حضرت عمر کا سر حضرت ابوبکر کوکھ کے نزدیک ہے۔

میں کہتا ہوں کہ حضرت عمر کے بارے گذشتہ روایت اور اس روایت میں قدرے فرق ہے۔

باب (.22) صفة القبور الشريفة بالهجرة المنيفة [حجرہ مبارکہ میں مبارک قبروں کی ترتیب]

دلیل (.29)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں کہتا ہوں کہ اسی روایت کو رزین نے عبد اللہ بن عقیل سے روایت کیا اور اسی طرح لیتے آئے لیکن انہوں نے کہا: میں نے قبریں دیکھیں تو حضور ﷺ کی قبر انور آگے تھی' اور پھر پہلی روایت ذکر کی' وہ اس روایت کے خلاف ہے لیکن وہ قابل بھروسہ ہے کیونکہ یہ روایت ضعیف ہونے کے باوجود بعید بھی ہے جیسے حجرہ مبارکہ کے تعارف میں آ رہا ہے خصوصاً جیسے پہلے گذرا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے دو حصے کر دیے گئے تھے' اس پر دلیل تو ہے مگر کمزور اور وہ طبقات ابن سعد میں ہے' مالک بن اسمٰعیل (شاید آل زبیر کے غلام تھے) نے کہا: میں مصعب بن زبیر کے ہمراہ اس گھر میں داخل ہوا جس میں حضور ﷺ' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مبارک قبریں تھیں' میں نے دیکھا تو مستطیل تھیں۔ انتہی۔

علامہ آجری کی روایت ایک آٹھویں ترتیب بتاتی نظر آتی ہے کیونکہ انہوں نے اس پہلی خبر کے بعد یہ الفاظ لکھے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر درمیان میں تھی لیکن انہوں نے حضرت عمر کی قبر کا ذکر نہیں کیا کیونکہ وسطہ کی ضمیر اگر البیت کی طرف لوٹتی ہے تو پھر واضح ہے اور اگر یہ نبی کریم ﷺ کی طرف لوٹتی ہے تو یہ آٹھویں ترتیب ہوگی لیکن ضرورت ہے کہ اس میں ذرا تاویل کر کے کسی اور روایت کے مطابق کر دیا جائے اور جو ابو یعلیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر آپ کی دائیں طرف تھے اور عمر آپ کی بائیں طرف' تو اس میں تاویل کی جا سکتی ہے جیسے ابن حجر نے کہا۔

اب صرف دو پہلی روایتیں رہ جاتی ہیں اور ان میں صرف اولیت بتانا ہوگی لیکن پہلی روایت زیادہ مشہور ہے اور حاکم کے دوسری روایت کو صحیح کہنے کا مقصد' اسی کو اولیت دینا ہے' یہ سب سے صحیح روایت ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ قبریں زمین سے اونچی نہ تھیں جبکہ یحییٰ نے کہا' مجھے ہارون بن موسےٰ نے بتایا کہ انہیں بہت سے اہل مدینہ علماء نے جتلایا کہ یہ مبارک قبریں زمین کے برابر تھیں اور ان پر بطحاء کی سرخ مٹی ڈالی گئی تھی۔ ابن زبالہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت لکھی کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر انور مربع شکل کی تھی اور آپ کا سر انور مغرب کی طرف رکھا گیا تھا۔

رہا وہ جو صحیح بخاری میں سفیان تمار نے کہا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی قبر انور زمین سے اونچی دیکھی' اسی میں ابونعیم نے یہ زیادۃ کیا کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبریں بھی ایسی ہی تھیں اور پھر ابن سعد نے یہ الفاظ

باب (.22) صفة القبور الشريفة بالهجرة المنيفة [حجرہ مبارکہ میں مبارک قبروں کی ترتیب]

دلیل (.29)

لکھے: "میں نے نبی کریم ﷺ' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مبارک قبریں زمین سے اونچی دیکھیں (جیسے اونٹ کی کوہان ہوتی ہے) تو یہ روایتیں ہماری گذشتہ روایت سے نہیں ٹکراتیں کیونکہ یہ سفیان حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں پیدا ہوئے لہٰذا انہوں نے آخر میں قبر شریف دیکھی چنانچہ احتمال ہے (بیہقی کے مطابق) کہ اولاً قبر شریف اونچی نہ ہو اور پھر جب دیوار گری تو اسے اونچا کر دیا گیا' دیکھیے یحییٰ نے عبداللہ بن حسین سے روایت کی' انہوں نے کہا: میں نے ولید بن ہشام کے دور میں نبی کریم ﷺ کی قبرِ انور دیکھی تو وہ اونچی تھی' ایک روایت میں لکھا کہ قبرِ انور پر مٹی اور کنکر ملے جلے رکھے تھے' بلند تو تھی لیکن بہت زیادہ نہیں' اس پر کنکر اور مٹی بکھرے ہوئے پڑے تھے۔ ابن سعد کے مطابق قبرِ انور پر مٹی بالشت بھر تھی۔

زمین کے برابر قبر ہونے کے متعلق مسلم کی فضالہ بن عبید سے حدیث ملتی ہے کہ انہوں نے ایک قبر کو برابر کرنے کو کہا تھا اور پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا' آپ انہیں برابر کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

ایک قبر کی جگہ باقی ہے

چوتھی روایت میں گذرا ہے کہ ان تین مبارک قبروں کے علاوہ ایک قبر کی جگہ خالی ہے' اسے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ روایت تائید دیتی ہے کہ آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو اس وقت پیغام بھیجا جب وہ قریب المرگ تھے کہ رسول اللہ ﷺ اور اپنے بھائیوں کے پاس دفن ہونا' انہوں نے کہا کہ میں آپ کے گھر میں تنگی پیدا کرنا نہیں چاہتا' یونہی آپ نے حضرت حسن کو اجازت دی تھی کہ ان کے پاس دفن ہوں لیکن بنو امیہ نے روک دیا تھا' یونہی بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو وصیت فرمائی کہ مجھے ان کے پاس دفن نہ کرنا یعنی نبی کریم ﷺ اور ان کے ساتھیوں کے پاس' ہاں میری ساتھی اُمہات المؤمنین کے پاس دفن کرنا۔ اسماعیلی نے اس میں یہ اضافہ کیا کہ: سیدہ کے گھر میں ایک قبر کی جگہ تھی لیکن صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دفن ہو سکتے ہیں؟ اس پر انہوں نے کہا تھا کہ میں یہاں دفن ہونا چاہتی تھی لیکن آج میں اپنے مقابلہ میں ترجیح دیتی ہوں۔

ابن حجر کہتے ہیں کہ شاید آپ کے اجتہاد میں تبدیلی آ گئی تھی یا اس لئے کہ انہوں نے یہ بات حضرت عمر سے قصۂ جمل سے پہلا کہی تھی پھر اگرچہ آپ حضور ﷺ کی دنیا و آخرت میں زوجہ تھیں' تاہم حیاء رکاوٹ بن گئی۔

ابن التین کہتے ہیں: قصۂ عمر میں آپ کا یہ فرمان بتاتا ہے کہ وہاں صرف ایک قبر کی گنجائش تھی لہٰذا یہ آپ کے اس قول کے مخالف ہے: "مجھے ان کے پاس دفن نہ کرنا" کیونکہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ دفن کی جگہ تھی اور ان دونوں روایتوں کو جمع کرنے کی صورت یہ ہے: پہلے آپ کا خیال تھا کہ وہاں صرف ایک قبر کی گنجائش ہے اور جب حضرت عمر وہاں دفن ہو گئے تو انہیں معلوم ہو گیا کہ ایک اور قبر کی جگہ باقی ہے۔

باب (22.) صفة القبور الشريفة بالهجرة المنيفة [حجرہ مبارکہ میں مبارک قبروں کی ترتیب]

دلیل (29.)

حضرت یحییٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھیوں کے ہمراہ دفن ہوں گے اور ان کی یہ چوتھی قبر ہو گی۔

سنن ترمذی میں ہے کہ: تورات میں حضرت محمد ﷺ کی تعریف لکھی ہے اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پاس دفن ہوں گے' وہ کہتے ہیں' ابو مودود نے کہا کہ اس گھر میں ایک قبر کی جگہ موجود تھی۔

طبرانی میں حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام' رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھیوں کے ہمراہ دفن ہوں گے تو یہ چوتھی قبر ہو گی۔

زین مراغی کے مطابق حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے' شادی کریں گے اور ان کے ہاں اولاد ہو گی پھر پینتالیس سال تک یہاں ٹھہریں گے' پھر وہ فوت ہوں گے تو میرے پاس دفن ہوں گے چنانچہ میں اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی قبر سے ابوبکر اور عمر کے درمیان اٹھیں گے۔

ابن نجار کے مطابق اہل سیرت کا کہنا ہے کہ گھر میں شرقی طاقچہ میں ایک قبر کی جگہ ہے' حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق حضرت عیسےٰ علیہ السلام وہیں دفن ہوں گے۔

فرشتے' حضور ﷺ کی قبرِ انور کو گھیرے رہتے ہیں

عنقریب ہم حجرہ مبارکہ کی معین جگہ کے بیان میں لکھیں گے کہ اس کے مشرقی تیسرے حصہ پر ریت کا ڈھیر تھا جس کی بناء پر وہ جگہ باقی گھر سے نمایاں معلوم ہوتی تھی اور اس سے قبل عمارت میں شام سے قبلہ کی طرف اسی جہت میں ایک دیوار کی دلیل ملتی ہے اور شاید یہی وہ جگہ ہے (جسے طاقچہ کہا گیا)۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب بھی فجر طلوع ہوتی ہے تو ستر ہزار فرشتے اُتر کر قبرِ انور کو گھیرے میں لے لیتے ہیں' اس پر پر بچھا دیتے ہیں' نبی کریم ﷺ پر درود پڑھتے ہیں اور جب شام ہوتی ہے تو اوپر چڑھ جاتے ہیں اور اسی دوران نئے فرشتے آ جاتے ہیں جو یہی کچھ کرتے ہیں اور پھر جب (قیامت کو) زمین پھٹے گی تو حضور ﷺ ستر ہزار فرشتوں میں باہر نکلیں گے۔ دارمی میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیان میں ہے: ستر ہزار رات اور ستر ہزار ہی دن کو ہوتے ہیں۔

مسجد نبوی میں آواز بلند کرنا جائز نہیں

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول پہلے گزر چکا کہ: ''ہماری اس مسجد میں آوازیں بلند نہ کی جائیں۔'' ادھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے: کسی بھی نبی کے پاس اس کی زندگی اور وصال کے بعد' آواز اونچا کرنا مناسب نہیں۔

فهذا يخالف ما نقله الأقشهري عن ابن عات، لاقتضائه أنَّ تلك الواقعة في سنة سبعين وخمس مئة أو ما قاربها، والظاهر أنَّ القضية واحدة، ولم نجد من دوَّنَها فنقل كلٌّ منهما بحسب ما بلغه.

وقال الزين المراغي عقب ذكره للواقعة الأولى التي حكاها ابن النجار المتضمنة للدخول إلى القبور الشريفة ما لفظه: وينبغي تأمل هذا النقل، لأنَّ الوصول إلى القبور الشريفة متعذر، إنْ كان الجدار الذي أحدثته عائشة ـ المتقدم ذكره ـ باقياً، فإنْ جاء نَقْلٌ بإزالته وبإمكان الاستطراق معه من باب أو نحوه فهو واضح، وإلاَّ ففيه نظر[1].

قلت: نظره إنما يتوجه على ما قدَّمه من أنَّ النزول كان إلى ما بين الحائطين، وأنه مشى إلى باب البيت، وليس في كلام ابن النجار تَعَرُّضٌ لشيء من ذلك، بل مقتضى ما قدمناه عنه من: أنَّ الحجرة الشريفة بها ممرق، وبسقف المسجد مثله، أنَّ النزول إنما هو من العلو إلى سقف الحجرة، ثم منه إليها، فلا نظر.

على أنَّ الجدار الذي أشار إليه، وأنَّ عائشة بنته، ولم نجد له أثراً إلاَّ ما تقدمت الإشارة إليه من رأس جدار بالحائط الشامي مقتضٍ لأنه كان هناك جدار من الشام إلى القبلة، وكذلك الباب لم نجد له أثراً، كما قدمناه.

وأما تأزير الحجرة بالرخام فليس له ذكر في كلام ابن زبالة، وله ذكر في كلام يحيى، فإنه روى ما حاصله: أنَّ بيت فاطمة الزهراء لما أخرجوا منه فاطمة بنت حسين وزوجَها حسن بن حسن وهدموا البيت بعث حسن بن حسن ابنه جعفراً، وكان أسَنَّ ولده، فقال له: اذهب ولا تبرحَنَّ حتى يبنوا فتنظر الحجر الذي من صفته كذا وكذا، هل يُدخلونه في بنيانهم، فلم يزل يرصُدُهم حتى رفعوا الأساس وأخرجوا الحجر، فجاء جعفر إلى أبيه فأخبره، فخَرَّ ساجداً وقال: ذلك حجرٌ كان النبي ﷺ يصلي إليه إذا دخل إلى فاطمة أو كانت فاطمة تصلي إليه، الشك من يحيى[2].

---

(١) تحقيق النصرة ٨٣.
(٢) بالنص في كتاب المناسك للحربي ٣٦٦ عن يحيى بن حسن العلوي.

٣٣٧

دليل (30.)

وقال علي بن موسى الرضا: وَلَدَتْ فاطمة عليها السلام الحسن والحسين على ذلك الحجر[١].

قال يحيى: ورأيت الحسين بن عبد الله بن عبد الله بن الحسين ولم أرَ فينا رجلاً أفضلَ منه، إذا اشتكى شيئاً من جسده كشف الحصى عن الحجر فيمسح به ذلك الموضع[٢]، ولم يزل ذلك الحجر نراه حتى عَمَّرَ الصانعُ المسجدَ ففقدناه عندما أزر القبر بالرخام، وكان الحجر لاصقاً بجدار القبر قريباً من المربعة[٣].

قال بعض رواة يحيى: الصانع هذا هو إسحاق بن سلمة، كان المتوكل وَجَّه به على عمارة المدينة ومكة.

قلت: كانت خلافة المتوكل سنة اثنتين وثلاثين ومئتين، وتوفي في شوال سنة سبع وأربعين، وكان هذا مأخذ ابن النجار في قوله: أنَّ المتوكل في خلافته أمر إسحاق بن سلمة، وكان على عمارة الحرمين من قِبَلِه أن يؤزِّر الحجرة بالرخام ففعل[٤].

ثم في خلافة المقتفي سنة ثمانٍ وأربعين وخمس مئة جدده جمال الدين وزير بني زنكي[٥]، وجعل الرخام حولها قامةً وبَسْطَة[٦].

قلت: ولم يذكر أحدٌ من المؤرخين تجديداً لهذا الرخام بعد ذلك، وقد جدده في زماننا متولي العمارة الآتي ذكرها الجناب الشمسي المحسني الخواجكي ابن الزمن بأمر المقام الشريف السلطاني قايتباي عز نصره، ووجد في الصفحة القبلية عند ابتدائها من جهة المغرب في اللوح السماقي اللون الثاني في تلك الجهة من الألواح الملونة التي يحيط بها الرخام الأبيض البارز قطعةً أوسع من الدينار ملصقة في ظاهر اللوح المذكور بالجص، فأُشيعَ أنها جوهرةٌ نفيسة ذات لَمَعَان، ثم

---

(١) المصدر نفسه ٣٦٧.
(٢) التحفة اللطيفة ١/ ٢٩٢.
(٣) كتاب المناسك ٣٦٧.
(٤) الدرة الثمينة ٢/ ٣٩٣.
(٥) انظر عنه وعن أعماله التاريخ الباهر في الدولة الأتابكية لابن الأثير ١١٨ ـ ١١٩، ١٢٧ وما بعدها.
(٦) المصدر نفسه والمغانم المطابة ص١٦٥.

٣٣٨

رخام على الحجرة والمقدس القبور بأمر من الخليفة العباسي المتوكل [اسحاق بن سلامہ رحمہ اللہ علیہ نے عباسی خلیفہ متوکل کے حکم سے حجرہ اور مقدس قبروں پر سنگ مرمر لگایا]

دليل (30.)

إنَّ متولي العمارة أرانيها فإذا هي حجر عسلي اللون تميل حمرته إلى الصفرة، قال: وأظنه حجر اليَرَقان، وقد خشي عليه متولي العمارة إنْ أُعيد لصقاً كهيئته الأولى، فأمر بنقر الرخامة المذكورة[1] وتنزيله فيها، ففعلوا ذلك، وأعادوا تلك الرخامة إلى محلها.

ولم أرَ من نبَّه على ابتـداء حدوث الرخام الذي حول الحجرة الشريفة بالأرض، والظاهر أنه حدث عند حدوث تأزيرها بالرخام، لما تقدم من كلام يحيى في أمر الحجر الذي كان يُتبَرَّكُ به من أنَّ الحسين بن عبد الله كان يكشف عنه الحصى، وأنه لم يدخل في البناء، وأنه فقده عند تأزير الحجرة بالرخام، فَدَلَّ ذلك على أنه رَخَّمَ الأرضَ أيضاً، وإلاَّ لَمَا استتر الحجر المذكور.

وأما ترخيم المُصَلَّى الشريف، فلا أدري متى زمنُ حدوثه، وله ذكر في رحلة ابن جبير[2].

وأما الرخام الذي بالمحراب العثماني وما حوله، فالقديم منه ـ أعني: بعد الحريق الأول ـ ترخيم المحراب وشيء يسير عن جنبيه، وفي دولة السلطان الملك الظاهر جقمق ـ في أول عشر الستين وثمان مئة ـ أمر بعمل الوزرة التي في الجدار القبلي، فاتصل ذلك بترخيم المحراب المذكور.

وقد جُدِّدَ غالبُ ذلك في العمارة التي أدركناها أيضاً، وأُبدلَ الطراز الأول الذي كان بأعلى الوزرة، وكان محمَّراً بماء الذهب، بالطراز الموجود اليوم، ثم زال ذلك كله في حريق المسجد الثاني، ثم أُعيد مع زيادة فيه مما يلي المنارة الرئيسية، ومع ترخيم ما حول الحجرة الشريفة وتأزيرها بالرخام، ومع ما سبق من عمل محراب المُصَلَّى الشريف وترخيمه، ورخَّموا أيضاً الدعائم المواجهة للوجه الشريف التي أحدثوها عند عمارة القبة الثانية من داخل المقصورة وخارجها، وجميع ما يوجد من الرخام بالمسجد اليوم من عمل سلطان زماننا الأشرق قايتباي، أعزَّ الله أنصاره، وضاعف اقتداره، والله أعلم.

---

(١) ش: الرخام المذكور.

(٢) رحلة ابن جبير ١٦٩.

٣٣٩

الفصل (3.) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمررضي الله عنهم [نبی ﷺ، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کامزار شریف] باب(23.) إسحاق بن سلمة رحمة الله عليه تعيين رخام على الحجرة والمقدس القبور بأمر من الخليفة العباسي المتوكل [اسحاق بن سلامہ رحمہ اللہ علیہ نے عباسی خلیفہ متوکل کے حکم سے حجرہ اور مقدس قبروں پر سنگ مرمر لگایا]

دليل (30.)

قبروں تک پہنچنا مشکل ہے خصوصاً اس صورت میں جب سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تعمیر کردہ دیوار باقی ہو اور اگر کہیں یہ مل جائے کہ وہ دیوار نکال دی گئی یا دروازے وغیرہ سے اندر جانے کا کوئی راستہ تھا تو یہ بات ٹھیک ہوگی ورنہ محلِ نظر ہے۔

میں کہتا ہوں' یہ محلِ نظر تو تب ہوسکتا ہے جب ابن نجار نے یہ کہا ہو کہ وہ دو دیواروں کے درمیان نازل ہوئے تھے اور وہاں سے حجرے کے دروازے تک گئے تھے لیکن ان کے کلام میں تو ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے بلکہ جو کچھ ہم نے ان سے نقل کیا ہے' اس کا مقصد یہ ہے کہ حجرہ شریف میں روشن دان تھا (سوراخ تھا) اور اسی کے مقابل مسجد کی چھت میں بھی تھا' وہ تو اوپر سے حجرہ کی چھت تک اُترے تھے پھر وہاں سے حجرے تک لہٰذا اعتراض نہ رہا علاوہ ازیں جس دیوار کے متعلق انہوں نے اشارہ کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بنائی تھی اور وہ کہتے ہیں کہ اس کا نشان نہیں ملتا' صرف اس کا سرا دکھائی دیتا ہے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں شام کی طرف سے قبلہ تک دیوار تھی اور دروازے کا بھی ہمیں کوئی نام ونشان نہیں ملا جیسے ہم پہلے بتا چکے۔

باقی رہی یہ بات کہ حجرہ کو سنگِ مرمر لگا کر مضبوط کیا گیا تھا تو کلامِ ابن زبالہ میں اس کا ذکر نہیں ملتا البتہ یحییٰ کے کلام میں اس کا ذکر موجود ہے کیونکہ ان کی روایت کا حاصل یہ ہے کہ جب حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے حضرت فاطمہ بنت حسین اور ان کے شوہر حضرت حسن بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نکال کر اس گھر کو گرایا جانے لگا تو حضرت حسن نے اپنی اولاد میں سب سے بڑے لڑکے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اور تاکید کی کہ تعمیر کے قریب ٹھہرے رہنا اور دیکھتے رہنا فلاں قسم کا پتھر وہ بنیادوں میں لگاتے ہیں یا نہیں؟ وہ دیکھتے رہے' انہوں نے بنیادیں اونچی کر دیں لیکن وہ پتھر نہیں لگایا۔ حضرت جعفر نے اپنے والد کو بتایا کہ انہوں نے وہ پتھر نکال دیا ہے۔ یہ سن کر وہ سجدے میں گر گئے اور کہنے لگے' یہ وہ پتھر تھا کہ نبی کریم ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لاتے تو اس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے' یا فرمایا کہ حضرت فاطمہ اس کی طرف چہرہ کرکے نماز پڑھا کرتی تھیں۔ اس بات میں یحییٰ کو شک رہا اور حضرت علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو بتاتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسی پتھر پر حضرت حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جنم دیا تھا۔

علامہ یحییٰ کہتے ہیں' میں نے حسین بن عبداللہ بن عبداللہ بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا تھا' ہم میں سے کوئی بھی ان سے افضل نہ تھا' انہیں جب بھی کوئی جسمانی تکلیف ہوتی تو اس پتھر کو تکلیف والے مقام پر لگاتے۔ ہم عرصہ تک اس پتھر کو دیکھتے رہے' اسی دوران مسجد بنانے والے کاریگر فوت ہو گئے اور جب قبرِ انور پر مرمر لگایا گیا تو ہمیں نظر نہیں آیا' وہ پتھر قبرِ انور کے متصل تھا اور چوکور حصے کے قریب۔ یحییٰ کی کتاب کے ایک راوی کہتے ہیں کہ یہ کاریگر حضرت اسحاق بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے' خلیفہ متوکل نے انہیں مکہ ومدینہ کی تعمیر کے لئے بھیجا تھا۔

میں کہتا ہوں کہ خلیفہ متوکل کی خلافت ۲۳۲ھ سے شروع ہوئی اور وفات شوال ۲۴۷ھ کو ہوئی۔ یہ تھا ابن نجار کا

الفصل (3.) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضي الله عنهم [نبی ﷺ، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کا مزار شریف] باب (23.) إسحاق بن سلمة رحمة الله عليه تعيين رخام على الحجرة والمقدس القبور بأمر من الخليفة العباسي المتوكل [اسحاق بن سلامہ رحمہ اللہ علیہ نے عباسی خلیفہ متوکل کے حکم سے حجرہ اور مقدس قبروں پر سنگ مرمر لگایا]

دليل (30.)

ماخذ جہاں سے انہوں نے یہ نقل کیا کہ متوکل نے اپنے دور میں حضرت اسحاق بن مسلمہ کو حکم دیا تھا (یہ مکہ و مدینہ میں اس کی طرف سے تعمیر پر مقرر تھے) کہ حجرہ مبارک کو مرمر لگا کر مضبوط کر دیں تو انہوں نے کر دیا پھر مقتفی کے دور خلافت ۵۴۸ھ میں ان کے دادا بنو زنگی کے وزیر جمال الدین نے بنائی تھی اور اس کے گرد کھڑے اور بیٹھے پتھر لگائے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ اس کے بعد مرمر کو نئے سرے سے لگانے کا ذکر کسی بھی مؤرخ نے نہیں کیا البتہ ہمارے دور کے تعمیری نگران جناب شمس محسنی خواجگی بن زمن نے اسے سلطان قائتبائی کے حکم سے لگایا تھا اور قبلہ کی جانب مغرب کی طرف سے ابتداء ہی میں' ساقی رنگ کی تختی تھی جسے سفید واضح مرمر نے گھیر رکھا ہے' اس کے اندر دینار سے بڑا ٹکڑا اس تختی کے ظاہری حصے پر چونے سے چپکا ہوا تھا' اس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ نفیس قسم کا چمکدار گوہر ہے پھر تعمیر کے نگران نے مجھے دکھایا کہ وہ شہد کے رنگ کا پتھر ہے جس کی سرخی' زردی مائل تھی' انہوں نے بتایا کہ میں تو اسے حجر الیرقان سمجھتا ہوں۔ نگران کو خدشہ تھا کہ اسے پہلے کی طرح کیسے چپکایا جائے گا چنانچہ پہلے مرمر کو کھرچنے کا حکم دیا اور اسے اس میں لگانے کو کہا' انہوں نے ایسا ہی کیا اور اس پتھر کو اپنے مقام پر لگا دیا۔

میں نے کسی بھی مؤرخ کو نہیں دیکھا کہ اس نے اس مرمر کے بارے میں بتایا ہو جو حجرہ شریف کے گرد زمین میں لگایا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اس وقت دکھائی دیا جب زمین پر مرمر لگایا جا رہا تھا کیونکہ یحییٰ کے کلام میں اس پتھر کے بارے میں (جسے متبرک سمجھا جاتا تھا) بتایا جا چکا ہے کہ حضرت حسین بن عبد اللہ نے اس سے کنکریاں دور کیں' عمارت میں نہیں لگایا اور میں نے اسے اس وقت سے نہیں دیکھا جب سے حجرے کو مرمر سے پختہ کیا گیا تھا' اس سے پتہ چلا کہ انہوں نے زمین پر بھی مرمر لگایا گیا تھا ورنہ وہ پتھر چھپ نہ جاتا۔

رہا مصلّٰے مذکور پر سنگ مرمر لگانا تو میں نہیں جانتا کہ اسے کب لگایا گیا البتہ ابن زبیر کے سفر نامے میں اس کا ذکر موجود ہے' رہا وہ پتھر جو محراب عثمانی اور اس کے گرد لگا ہوا ہے تو اس کا قدیم حصہ (یعنی پہلی آتشزدگی کے بعد) وہ ہے جو محراب اور قدرے اس کے گرد ہے جسے مرمر لگایا گیا ہے اور سلطان ملک ظاہر جقمق نے ۸۶۰ھ کی پہلی دہائی میں قبلہ کی دیوار میں بیل بوٹے لگانے کا حکم دیا چنانچہ اسے محراب سے ملا دیا گیا اور جو عمارت ہم نے دیکھی ہے' اس میں اس کا اکثر حصہ نیا بنا دیا گیا ہے۔ وہ بیل بوٹے جو اوپر والے حصے میں تھے' اسے تبدیل کر دیا گیا اور اس کی جگہ سونے کے پانی سے نئے نقش و نگار کیے گیے جو آج تک موجود تھے لیکن دوسری آتشزدگی میں یہ سب کچھ بھی زائل ہو گیا پھر اسے منارۂ رئیسیہ بناتے ہوئے پہلے سے بھی خوبصورت کر دیا گیا' ساتھ ہی حجرہ مبارکہ کے اردگرد مرمر لگایا گیا' مصلّٰے شریف کے محراب پر بھی سنگ مرمر لگا دیا گیا پھر مواجہہ شریف کے بالمقابل ان ستونوں پر بھی مرمر لگایا گیا جب انہوں نے دوسرا قبہ بنایا تھا چنانچہ مقصورہ کے اندر اور باہر سے اسے پتھر لگا دیا گیا اور آج مسجد میں مرمر کا جتنا بھی کام نظر آ رہا ہے وہ ہمارے دور کے سلطان اشرف قائتبائی کا کرایا ہوا ہے (اللہ ان کے مددگاروں کو عزت دے اور ان کا اقتدار بڑھائے) واللہ اعلم۔

الفصل(3) المزار المقدس النبيﷺ، أبوبكر و عمر رضی اللہ عنہ [نبی ﷺ، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کا مزار شریف] باب(24) أخبرني إبراهيم النخعي رحمة الله عليه

ثلاثة قبور المقدس مسنمة ناشزة الأرض عليها مرمر أبيض [ابراہیم نخعی رحمہ اللہ علیہ نے خبر دی تینوں مقدس قبریں مسنم زمین سے ابھری ہیں اور ان پر سفید سنگ مرمر ہے]

دليل (.31)

شرح صحيح البخاري

لابن بطال

أبي الحسن علي بن خلف بن عبد الملك

ضبط نصه وعلق عليه

أبو تميم ياسر بن إبراهيم

الجزء الثالث

مكتبة الرشد
الرياض

الفصل(3) المزار المقدس النبيﷺ، أبوبكر و عمررضی اللہ عنہ [نبیﷺ، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کا مزار شریف] باب(24) أخبرني إبراهيم النخعيرحمۃ اللہ علیہ

ثلاثة قبور المقدس مسنمة ناشزة الأرض عليها مرمر أبيض [ابراہیم نخعی رحمہ اللہ علیہ نے خبر دی تینوں مقدس قبریں مسنم زمین سے ابھری ہیں اور ان پر سفید سنگ مرمر ہے]

دليل (.31)

أنفسهم في الغاية السفلى خوفًا على أنفسهم ، ويستقلون لربهم ما يستكثره أهل الاغترار .

فقد ثبت عن عمر أنه تناول تبنة من الأرض فقال : يا ليتني هذه التبنة ، يا ليتني لم أكُ شيئًا ، يا ليت أمي لم تلدني ، يا ليتني كنت نسيًا منسيًا ، وقال : لو كانت لي الدنيا لافتديت بها من النار ولم أرها . وقال قتادة : قال أبو بكر الصديق : وددت أني كنت خضرة تأكلني الدواب . وقالت عائشة عند موتها : وددت أني كنت نسيًا منسيا .

وقال أبو عبيدة : وددت أني كبش يذبحني أهلي يأكلون لحمي ويحسون مرقي . وقال عمران بن حصين : وددت أني رماد على أكمة تسفيني الرياح في يوم عاصف . ذكر ذلك كله الطبري ، وسيأتي في كتاب الزهد والرقائق . باب « الخوف من الله » زيادة في هذا المعنى – إن شاء الله .

وفيه : أن الرجل الفاضل والعالم ينبغي له نصح الخليفة ، وأن يوصيه بالعدل وحسن السيرة فيمن ولاه الله رقابهم من الأمة ، وأن يحضه على مراعاة أمور المسلمين وتفقد أحوالهم ، وأن يعرف الحق لأهله . وفيه من الفقه أن الرجل الفاضل ينبغي أن (. . .) [1] .

وفي استبطاء النبي يوم عائشة من الفقه أنه يجوز للرجل الفاضل الميل بالمحبة إلى بعض أهله أكثر من بعض ، وأنه لا إثم عليه في ذلك إذا عدل بينهن في القسمة والنفقة .

وقول سفيان : أنه رأى قبر النبي مسنمًا ، فقد روي ذلك عن غيره .

قال الطحاوي : وقد قال إبراهيم النخعي : أخبرني من رأى قبر النبي وصاحبيه مسنمة ناشزة من الأرض عليها مرمر أبيض . وقال الليث :

(١) مكان هذا البياض لحق في هامش « الأصل » هو من أصل الكتاب ، وأكثره مطموس .

الفصل(3) المزار المقدس النبيﷺ، أبوبكر و عمررضی اللہ عنہ [نبیﷺ،ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کا مزار شریف] باب(24) أخبرني إبراهيم النخعيرحمۃ اللہ علیہ

ثلاثة قبور المقدس مسنمة ناشزة الأرض عليها مرمر أبيض [ابراہیم نخعی رحمہ اللہ علیہ نے خبر دی تینوں مقدس قبریں مسنم زمین سے ابھری ہیں اور ان پر سفید سنگ مرمر ہے]

دليل (.32)

عُمْدَةُ القَارِي
شَرْح
صَحِيحِ البُخَارِي

تأليف
الأمام العلّامة بدر الدين أبي محمّد محمود بن أحمد العيني
المتوفى سنة ٨٥٥ هـ

ضبطه وصحّحه
عبد الله محمود محمّد عمر

طبعة جديدة مرقّمة الكتب والأبواب والأحاديث
حسب ترقيم المعجم المفهرس لألفاظ الحديث النبوي الشريف

الجزء الثامن

المحتوى:
كتاب الجنائز - كتاب الزكاة
من الحديث (١٢٣٧) - إلى الحديث (١٤٤٦)

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

الفصل(3) المزار المقدس النبيﷺ، أبوبكر و عمر رضی اللہ عنہ [نبی ﷺ،ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کا مزار شریف] باب(24) أخبرني إبراهيم النخعي رحمۃ اللہ علیہ

ثلاثة قبور المقدس مسنمة ناشزة الأرض عليها مرمر أبيض [ابراہیم نخعی رحمہ اللہ علیہ نے خبر دی تینوں مقدس قبریں مسنم زمین سے ابھری ہیں اور ان پر سفید سنگ مرمر ہے]

دليل (.32)

٣٢٤ ٢٣ - كِتَابُ الجَنَائِزِ / باب (٩٦)

الله تعالى عنهما، مسنمين». ورواه أبو نعيم في (المستخرج): وقبر أبي بكر وعمر كذلك، وقال إبراهيم النخعي: أخبرني من رأى قبر رسول الله ﷺ وصاحبيه مسنمة ناشزة من الأرض عليها مرمر أبيض. وقال الشعبي، رحمه الله تعالى: رأيت قبور شهداء أحد مسنمة، وكذا فعل بقبر عمر وابن عباس، رضي الله تعالى عنهم. وقال الليث: حدثني يزيد بن أبي حبيب أنه يستحب أن تسنم القبور ولا ترفع ولا يكون عليها تراب كثير، وهو قول الكوفيين والثوري ومالك وأحمد، واختاره جماعة من الشافعية منهم، المزني: أن القبور تسنم لأنها أمنع من الجلوس عليها، وقال أشهب وابن حبيب: أحب إليَّ أن يسنم القبر، وإن يرفع فلا بأس. وقال طاوس: كان يعجبهم أن يرفع القبر شيئاً حتى يعلم أنه قبر، وادعى القاضي حسين اتفاق أصحاب الشافعي على التسنيم، ورد عليه بأنه جماعة من قدماء الشافعية استحبوا التسطيح، كما نص عليه الشافعي، وبه جزم الماوردي وآخرون. وفي (التوضيح): وقال الشافعي: تسطح القبور ولا تبنى ولا ترفع وتكون على وجه الأرض نحواً من شبر. قال: وبلغنا أن النبي ﷺ سطح قبر ابنه إبراهيم، عليه السلام، ووضع عليه الحصباء ورش عليه الماء، وأن مقبرة الأنصار والمهاجرين مسطحة قبورهم، وروي عن مالك مثله واحتج الشافعي أيضاً بما روى الترمذي عن أبي الهياج الأسدي، واسمه: حيان. قال لي علي: ألا أبعثك على ما بلغني عليه رسول الله ﷺ: «أن لا أدع قبراً مشرفاً إلاَّ سويته، ولا تمثالاً إلاَّ طمسته». وبما روى أبو داود عن القاسم بن محمد قال: دخلت على عائشة، رضي الله تعالى عنها، فقلت: يا أماه اكشفي لي قبر رسول الله ﷺ، فكشفت لي عن ثلاثة قبور لا مشرفة ولا لاطئة مبطوحة ببطحاء العرصة الحمراء، فرأيت رسول الله ﷺ مقدماً، وأبا بكر رأسه بين كتفي النبي ﷺ وعمرا رأسه عند رجلي النبيﷺ».

وقال صاحب (الهداية): ويسنم القبر من التسنيم، وتسنيمه، رفعه من الأرض، مقدار شبر أو أكثر قليلاً. وفي (ديوان الأدب): يقال: قبر مسنم، أي: غير مسطح، وبه قال موسى بن طلحة ويزيد بن أبي حبيب، والثوري والليث ومالك وأحمد. وفي (المغني): واختار التسنيم أبو علي الطبري وأبو علي بن أبي هريرة والجويني والغزالي والروياني والسرخسي، وذكر القاضي حسين اتفاقهم عليه، وخالفوا الشافعي في ذلك، والجواب عما رواه الشافعي: أنه ضعيف ومرسل وهو لا يحتج بالمرسل، وعما رواه الترمذي: أن المراد من المشرفة المذكورة فيه هي المبنية التي يطلب بها المباهاة، وعما رواه أبو داود أن رواية البخاري تعارضها.

فإن قلت: قال البيهقي والبغوي: ورواية القاسم بن محمد أصح، وأولى أن تكون محفوظة، قلت: قال صاحب (اللباب): هذه كبوة منهما بما رفلا فيه من ثياب التعصب والعناد، وإلاَّ فأحمد يرجح رواية أبي داود على رواية البخاري في (صحيحه). وقال صاحب (المغني): رواية البخاري أصح وأولى. وقال شمس الأئمة السرخسي: التربيع من شعار الرافضة، وقال ابن قدامة: التسطيح هو شعار أهل البدع، فكان مكروهاً. وقال المزني في (كتاب الجنائز): إذا ثبت أحد الخبرين المسطح أو المسنم فأشبه الأمرين بالميت ما لا يشبه المصانع ليجلس

الفصل(3) المزار المقدس النبيﷺ، أبوبكر و عمر رضی اللہ عنہ [نبی ﷺ،ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ کا مزار شریف] باب(24) أخبرني إبراهيم النخعي رحمۃ اللہ علیہ

ثلاثة قبور المقدس مسنمة ناشزة الأرض عليها مرمر أبيض [ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی تینوں مقدس قبریں مسنم زمین سے ابھری ہیں اور ان پر سفید سنگ مرمر ہے]

دليل (32.)

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگار ہو تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔ (القرآن ۲۴/۵۲)

نزهة القاری

شرح

صحیح البخاری

فقیہ اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمہ اللہ تعالٰے

سابق صدر شعبۂ افتاء جامعہ اشرفیہ مبارکپور (انڈیا)

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸- اردو بازار لاہور

الفصل(3) المزار المقدس النبيﷺ، أبوبكر و عمررضی اللہ عنہ [نبیﷺ،ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ کا مزار شریف] باب(24) أخبرني إبراهيم النخعيرحمۃ اللہ علیہ

ثلاثة قبور المقدس مسنمة ناشزة الأرض عليها مرمر أبيض [ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی تینوں مقدس قبریں مسنم زمین سے ابھری ہیں اور ان پر سفید سنگ مرمر ہے]

دلیل (.32)

نزهۃ القاری ۲ — ۸۸۰ — الجنائز

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا عـہ

علیہ وسلم کے قبر انور کو دیکھا ہے کہ وہ کوہان نما ہے۔

۸۱۳ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ لَمَّا سَقَطَ عَلَيْهِمُ الْحَائِطُ

حدیث: حضرت عروہ سے روایت ہے کہ ولید بن عبد الملک کے زمانے میں جب

فِي زَمَانِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَخَذُوا فِي بِنَائِهِ فَبَدَتْ لَهُمْ قَدَمٌ

حجرۂ عائشہ کی دیوار (شرقی) گر گئی لوگوں نے اس کی تعمیر شروع کی تو ایک قدم ظاہر

فَفَزِعُوا وَظَنُّوا أَنَّهَا قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا

ہوا اس پر لوگ گھبرا گئے اور لوگوں نے گمان یہ کیا کہ یہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قدم ہے کوئی

وَجَدُوا أَحَدًا يَعْلَمُ ذَلِكَ حَتَّى، قَالَ لَهُمْ عُرْوَةُ لَا وَاللَّهِ مَا هِيَ

ایسا شخص نہیں ملا جو یہ جانتا ہو۔۔ یہاں تک کہ عروہ نے کہا بخدا یہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا

تکمیل۔ امام ابن ابی شیبہ نے یہ زیادہ کیا ہے۔ ابوبکر اور عمر کی قبریں بھی مسنم یعنی کوہان نما ہیں۔ حضرت امام ابراہیم نخعی نے فرمایا جس شخص نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صاحبین کی قبریں دیکھی ہیں اس نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ سب مسنم زمین سے ابھری ہوئی ہیں۔ ان پر سفید سنگ مرمر ہے۔ امام شعبی نے فرمایا میں نے خود شہداء احد کی قبریں مسنم دیکھی ہیں۔ اور حضرت عمر اور حضرت ابن عباس کی قبریں بھی ایسی ہی یعنی کوہان نما بنائی گئی تھیں۔ ان سب سے ثابت ہوا کہ قبر کو کوہان نما مسنم بنانا چاہئے نہ کہ ہموار چبوترے کے مثل۔

تشریحات ۸۱۳ ولید مشہور اموی سفاک عبد الملک کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ عبد الملک کی وصیت کے مطابق اسکے مرنے کے بعد ۸۶ھ میں تخت نشین ہوا اور ۹۶ھ وسط جمادی الآخرہ میں مرگیا۔ اسی کے عہد میں اسپین ترکستان کا اکثر حصہ اور سندھ فتح ہوا تھا۔ اس کے یادگار کارناموں میں دمشق کی جامع اموی ہے۔ اور مسجد نبوی کی توسیع۔ جب مسلمانوں کی کثرت ہوئی اور مسجد اقدس تنگ ہوگئی تو اس نے ازواج مطہرات سے حجرات مبارکہ خریدے اور والی مدینہ حضرت عمر بن عبد العزیز کو حکم دیا کہ حجرات مبارکہ ڈھاکر مسجد میں شامل کرلئے جائیں۔ اسی موقع پر جب حجرۂ عائشہ کی پورب والی دیوار ڈھاکر نیا دکھودی جانے لگی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم پاک ظاہر ہوگیا۔ جگہ کی تنگی کیوجہ سے انکی لحد مبارک کا کچھ حصہ پوربی دیوار کے اندر آگیا تھا۔ حجرۂ مبارکہ کی تعمیر کے بعد حجرۂ مبارکہ کے چاروں طرف ایک پنج پہل احاطہ بنوادیا جسکا شمالی حصہ مثلث نما ہے۔

پھر متوکل عباسی شہنشاہ نے اس پر سنگ مرمر چڑھایا۔ اس کے بعد ۵۴۸ھ میں عباسی شہنشاہ مقتفی نے اس کی تجدید کی اور اس کے اردگرد صندل اور آبنوس کی چھت تک بلند جالیاں لگادیں۔

عـہ باب فی قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۱۸۶

باب (.25) الذين حصلوا على فرصة للدخول بالحجرة المقدسة. [جسے مقدس حجرہ میں داخل ہونے کا موقع ملا]

دليل (.33)

الفصل الثالث والعشرون

في عمارة اتّفقت بالحجرة الشريفة على ما نقله الأقشهري عن ابن عات، وما وقع من الدخول إليها عند الحاجة له وتأزيرها بالرخام

قال الأقشهري، ومن خطه نقلت ما لفظه: أخبرنا الشيخ الراوية أبو عبد الله محمد بن أحمد الأنصاري الشاطبي، قال: حدثنا أبو بكر محمد بن عبد الله القضاعي الحافظ، قال: حدثنا صاحبنا الرحال أبو عمر أحمد بن أبي محمد هارون بن عات النفزي[(١)]، قال: حُدِّثتُ بالمدينة الشريفة، أو قال بمدينة السلام، بأنهم سمعوا منذ سنين؛ قريباً من الأربعين هَدَّةً في الروضة الشريفة ـ أي: الحجرة فإنه يُعَبَّرُ عنها بذلك ـ فكتب في ذلك إلى الخليفة، فاستشار الفقهاء، فأفتوا أنْ يدخلها رجلٌ فاضل من القَوَمَة على المسجد، فاختاروا بدراً الضعيف، وهو شيخ فاضل يقوم الليل ويصوم النهار، وهو من فتيان بني العباس، فَدُلِّيَ حتى دخل الروضة ـ أي الحجرة ـ فوجد الحائط الغربي قد سقط، وهو حائط دون الحائط الظاهر، فَصُنِعَ له لَبِنٌ من تراب المسجد، فبناه وأعاده على هيئته كما كان، ووجد هناك قَعْبَاً من خشب قد أصابه وقوع الحائط فكسره، فَحُمِلَ إلى بغداد مع شيء من تراب الحائط، وكان يوم وصول ذلك بغداد يوماً مشهوداً تجمَّع لاستقباله الناسُ، وازدحموا على رؤيته، وعُطِّلَت الصناعات والبيع، وكانت رحلة ابن عات[(٢)] سنة

---

(١) سبق التعريف به.

(٢) ترجم له الذهبي في سير أعلام النبلاء ٢٢/ ١٣ ـ ١٤ وقال: توفي غازياً فشهد وقعة العقاب التي =

باب (25.) الذين حصلوا على فرصة للدخول بالحجرة المقدسة. [جسے مقدس حجرہ میں داخل ہونے کا موقع ملا]

دليل (33.)

ثلاث عشرة وست مئة، وقد قال قريباً من أربعين سنة فيكون ذلك سنة سبعين وخمس مئة، أو ما دون ذلك، وهكذا ذكره في رحلته ومنها نقلته، ويكون ذلك في دولة المستضيء بالله بن المستنجد بالله، انتهى كلام الأقشهري(١).

ولعل هذا الحائط المنهدم في هذه العمارة إنما هو الشرقي من الجدار الداخل، وأُطلق عليه اسم الغربي بالنظر إلى الجدار الخارج الذي يليه، فتكون هذه الواقعة هي التي اتفق فيها بناء الجدار المتقدم وصفه، ووقع فيها تقديمه عن محله الأول، وأبقوا رأسه كما تقدمت الإشارة إليه، وهو إنما بُنِيَ بالحجر، ولا يتأتى هناك بناء باللبن إلاّ في السترة التي جُعلت على رأس الجدار، فلعله أراد باللبن المتخذ من تراب المسجد هذا، لكن في كلام ابن النجار ونقله مَنْ بعده وأقرَّه، ما يقتضي أنه لم يقع دخول إلى الحجرة الشريفة من سنة أربع وخمسين وخمس مئة إلى زمانه، وقد توفي سنة ثلاث وأربعين وست مئة، فإنه قال في كتابه: **الدرة الثمينة** ما لفظه: واعلم أنَّ في سنة ثمان وأربعين وخمس مئة سمعوا صوت هدَّةٍ في الحجرة، وكان الأمير قاسم بن مهنا الحسيني(٢)، فأخبروه بالحال، فقال: ينبغي أنْ ينزل شخص إلى هناك ليبصر ما هذه الهدة، فافتكروا في شخص يُصلح لذلك، فلم يجدوا لذلك إلاّ عمر النسائي؛ شيخ شيوخ الصوفية بالموصل(٣)، وكان مجاوراً بالمدينة، فذكروا ذلك له، فذكر أنَّ به فتقاً؛ والريح والبول يحوجه إلى دخول الغائط مراراً، فألزموه، فقال: امهلوني حتى أروِّضَ نفسي.

وقيل: إنه امتنع من الأكل والشرب وسأل النبي ﷺ إمساك المرض عنه بقدر ما يبصر ويخرج، ثم أنهم أنزلوه في الحبال من الخوخة إلى الحظير الذي بناه عمر، ودخل منه إلى الحجرة ومعه شمعة يستضيء بها، فرأى شيئاً من طين السقف

= أفضت إلى خراب الأندلس سنة ٦٠٩هـ، وانظر: مصادر ترجمته فيه، فالظاهر أن في التاريخ وهماً، وانظر: **التكملة لوفيات النقلة** للمنذري ٢/ ٢٤٢ ـ ٢٤٣ ورأي السمهودي هنا صحيح.

(١) **الروضة الفردوسية** ورقة ٣٢أ **والوفا بما يجب لحضرة المصطفى** ١١٥.

(٢) هو عز الدين أبو فليتة، ترجم له السخاوي في **التحفة اللطيفة** ٢/ ٣٧٨ ترجمة طويلة وابن تغري بردي في **المنهل الصافي** ٤/ ١٩١ وسرد تاريخ أمراء المدينة ٤/ ١٨٥ ـ ١٩٨.

(٣) ورد له ذكر في **التاريخ الباهر في الدولة الأتابكية** لابن الأثير ١٢٩ **والروضتين** لأبي شامة ١/ ١٣٨.

باب (25.) الذين حصلوا على فرصة للدخول بالحجرة المقدسة. [جسے مقدس حجرہ میں داخل ہونے کا موقع ملا]

دليل (33.)

قد وقع على القبور، فأزاله وكنس التراب بلحيته، وقيل: إنه كان مليح الشيبة، وأمسك الله تعالى ذلك الداء بقدر ما خرج من الموضع وعاد إليه.

وهذا ما سمعته من أفواه جماعة، والله أعلم بحقيقة الحال في ذلك[١].

وعبارة المراغي تبعاً للمطري في النقل عن ابن النجار: فأنزلوه بالحبال من بين السقفين من الطابق المذكور، ونزل بين حائط النبي ﷺ وبين الحائز ومعه شمعة يستضيء بها، ومشى إلى باب البيت، ودخل من الباب إلى القبور المقدسة، فرأى شيئاً من الردم، إما من السقف أو من الحيطان. . . إلى آخره[٢].

قلت: وهذا لا يطابق ما ذكره ابن النجار وعليه رتَّب المراغي إشكاله الآتي بيانه.

ثم قال ابن النجار: وفي شهر ربيع الآخر من سنة أربع وخمسين وخمس مئة؛ في أيام قاسم أيضاً وجدوا من الحجرة رائحة منكرة، وكثر ذلك حتى ذكروه للأمير، فأمرهم بالنزول إلى هناك، فنزل بيان الأسود الخصي؛ أحد خدَّام الحجرة ومعه الصفي الموصلي، متولي عمارة المسجد، ونزل معهما هارون الشادي[٣] الصوفي، بعد أنْ سأل الأمير في ذلك، وبذل له جملة من المال، فلما نزلوا وجدوا هراً قد هبطَ ومات وجيَّف، فأخرجوه، وكان في الحائز بين الحجرة والمسجد[٤].

وقال المراغي وغيره في النقل عن ابن النجار: فوجدوا هراً قد سقط من الشباك الذي في أعلى الحائز، ووقع بين الحائز وبيت النبي ﷺ[٥].

وقال ابن النجار: وكان نزولهم يوم السبت الحادي عشر من ربيع الآخر ومن ذلك التاريخ إلى يومنا هذا لم ينزل أحدٌ هناك[٦]، فاعلم ذلك، انتهى.

---

(١) الدرة الثمينة ٢/ ٣٩٥ ـ ٣٩٦.
(٢) تحقيق النصرة ٨٣.
(٣) ص والدرة الثمينة: الشاوي، ش، س، م١، م٢: السادي، خ: الساري.
(٤) الدرة الثمينة ٢/ ٣٩٦.
(٥) تحقيق النصرة ٨٣.
(٦) الدرة الثمينة ٢/ ٣٩٦.

باب (.25) الذين حصلوا على فرصة للدخول بالحجرة المقدسة. [جسے مقدس حجرہ میں داخل ہونے کا موقع ملا]

دليل (.33)

فهذا يخالف ما نقله الأقشهري عن ابن عات، لاقتضائه أنَّ تلك الواقعة في سنة سبعين وخمس مئة أو ما قاربها، والظاهر أنَّ القضية واحدة، ولم نجد من دوَّنها فنقل كلٌّ منهما بحسب ما بلغه.

وقال الزين المراغي عقب ذكره للواقعة الأولى التي حكاها ابن النجار المتضمنة للدخول إلى القبور الشريفة ما لفظه: وينبغي تأمل هذا النقل، لأنَّ الوصول إلى القبور الشريفة متعذر، إنْ كان الجدار الذي أحدثته عائشة ـ المتقدم ذكره ـ باقياً، فإنْ جاء نَقْلٌ بإزالته وبإمكان الاستطراق معه من باب أو نحوه فهو واضح، وإلاَّ ففيه نظر(١).

قلت: نظره إنما يتوجه على ما قدَّمه من أنَّ النزول كان إلى ما بين الحائطين، وأنه مشى إلى باب البيت، وليس في كلام ابن النجار تَعَرُّضٌ لشيء من ذلك، بل مقتضى ما قدمناه عنه من: أنَّ الحجرة الشريفة بها ممرق، وبسقف المسجد مثله، أنَّ النزول إنما هو من العلو إلى سقف الحجرة، ثم منه إليها، فلا نظر.

على أنَّ الجدار الذي أشار إليه، وأنَّ عائشة بنته، ولم نجد له أثراً إلاَّ ما تقدمت الإشارة إليه من رأس جدار بالحائط الشامي مقتضٍ لأنه كان هناك جدار من الشام إلى القبلة، وكذلك الباب لم نجد له أثراً، كما قدمناه.

وأما تأزير الحجرة بالرخام فليس له ذكر في كلام ابن زبالة، وله ذكر في كلام يحيى، فإنه روى ما حاصله: أنَّ بيت فاطمة الزهراء لما أخرجوا منه فاطمة بنت حسين وزوجَها حسن بن حسن وهدموا البيت بعث حسن بن حسن ابنه جعفراً، وكان أسَنَّ ولده، فقال له: اذهب ولا تبرحَنَّ حتى يبنوا فتنظر الحجر الذي من صفته كذا وكذا، هل يُدخلونه في بنيانهم، فلم يزل يرصُدُهم حتى رفعوا الأساس وأخرجوا الحجر، فجاء جعفر إلى أبيه فأخبره، فخَرَّ ساجداً وقال: ذلك حجرٌ كان النبي ﷺ يصلي إليه إذا دخل إلى فاطمة أو كانت فاطمة تصلي إليه، الشك من يحيى(٢).

---

(١) تحقيق النصرة ٨٣.
(٢) بالنص في كتاب المناسك للحربي ٣٦٦ عن يحيى بن حسن العلوي.

٣٣٧

باب (.25) الذين حصلوا على فرصة للدخول بالحجرة المقدسة. [جسے مقدس حجرہ میں داخل ہونے کا موقع ملا]

دلیل (.33)

فصل نمبر ۲۳

حجرہ مقدسہ کی تعمیر اور اس میں داخلہ کی صورت اور مرمر کا استعمال

علامہ القشیری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: ابو عمرو احمد بن ابو محمد ہارون بن عاث لفری کہتے ہیں کہ مدینہ شریف (یا کہا' مدینہ اسلام) میں ایک حادثہ رونما ہوا تھا' انہوں نے سن رکھا تھا کہ چالیس سال ہوئے حجرہ مبارکہ میں ایک دھماکہ ہوا چنانچہ خلیفۂ وقت کو اس سلسلے میں لکھا گیا۔ انہوں نے فقہاء سے مشورہ کیا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ مسجد کے خادموں میں سے کوئی فاضل شخص اس میں داخل ہو چنانچہ انہوں نے بدر ضعیف کو منتخب کیا' وہ ایک فاضل شخص تھے' رات کو عبادت کرتے اور دن کو روزہ رکھتے تھے اور بنو عباس سے تعلق تھا' انہیں اندر داخل کر دیا گیا' انہوں نے دیکھا کہ مغربی دیوار گر چکی تھی' یہ باہر والی دیوار کے اندر کی طرف بچی تھی' اس کے لئے مسجد کی مٹی سے اینٹیں تیار کی گئیں چنانچہ خلیفہ نے پہلی صورت پر از سر نو اسے تعمیر کرا دیا۔ وہاں ایک لکڑی کا پیالہ تھا جو دیوار گرنے سے ٹوٹ گیا تھا جسے دیوار کی کچھ مٹی کے ساتھ بغداد پہنچا دیا گیا اور جس دن وہ بغداد پہنچا' لوگ استقبال کے لئے آئے اور اسے دیکھنے کے لئے بے شمار لوگ جمع ہو گئے' بھیڑ کی وجہ سے کاروبار بند ہو گیا اور خرید و فروخت تک رک گئی۔ ابن عاث نے ۶۱۳ھ میں کوچ کیا تھا۔ انہوں نے کہا ہے کہ "تقریباً چالیس سال ہوئے" تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ واقعہ ۵۷۰ھ یا اس سے ذرا پہلے کا ہے۔ ابن عاث نے اسے اپنے سفرنامے میں لکھا ہے جس سے میں نے نقل کیا ہے تو گویا یہ واقعہ "مستضئ باللہ بن مستنجد باللہ" کے دور کا ہے۔ انتہی۔

یہ گرنے والی دیوار شاید مشرقی تھی جو عمارت کے اندر کی طرف تھی' اسے مغربی کہہ دیا گیا' اس لئے کہ یہ اس دیوار سے متصل تھی جو باہر کی طرف تھی تو یہ وہی واقعہ ہے جس میں یہ مذکورہ دیوار بنائی گئی اور اسے پہلی جگہ سے ذرا تبدیل کر دیا گیا تھا لیکن اس کا سرا رہنے دیا گیا جیسے پہلے اس کی طرف اشارہ ہو چکا' اسے پتھر سے بنایا گیا تھا' وہاں بھی اینٹیں نہ لگی تھیں' صرف دیوار کے اوپر لگائی گئی تھیں اور شاید مسجد کی مٹی سے اینٹیں بنانے سے مراد یہی لیا لیکن کلام مجاز میں یہ بھی ہے کہ حجرہ شریفہ میں اس کے دور ۵۵۴ھ تک کسی کا اندر داخل ہونا ثابت نہیں' ان کی وفات ۶۴۳ھ میں ہوئی تھی کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب "الدرۃ الثمینہ" میں لکھا ہے: یقین کیجئے کہ ۵۴۸ھ میں انہوں نے حجرہ مبارکہ میں دھماکے کی آواز سنی تھی۔ اس وقت قاسم بن مہنی حسنی امیر مدینہ تھے۔ لوگوں نے اسے اس واقعہ کی اطلاع دی تو اس نے کہا: کسی شخص کو اس میں داخل ہونے کی ضرورت ہے کہ وہ دیکھے' اندر کیا ہوا ہے' انہوں نے ایسے شخص کے بارے میں سوچا جو اس کام کو صحیح طریقے سے کر سکے چنانچہ عمر نسائی کا نام سامنے آیا' یہ موصل کے شیخ الشیوخ صوفی تھے۔ ان کے بارے

باب (.25) الذين حصلوا على فرصة للدخول بالحجرة المقدسة. [جسے مقدس حجرہ میں داخل ہونے کا موقع ملا]

دليل (.33)

میں بتایا گیا کہ انہیں پیشاب وغیرہ کی شکایت ہے جس کی وجہ سے انہیں بار بار طہارت خانہ میں جانا پڑتا ہے لیکن انہوں نے انہیں تجویز کر لیا چنانچہ وہ کہنے لگے: مجھے مہلت دیجئے کہ میں اپنے آپ کو اس کے لئے تیار کر لوں۔

کہتے ہیں کہ آپ نے کھانا پینا چھوڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ انہیں موقع دیکھنے اور باہر آنے تک مرض سے رہائی ملی رہے۔ پھر انہوں نے انہیں خوخہ سے اس باڑ میں اُتارا جسے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بنایا تھا' وہاں سے آپ حجرہ مبارکہ میں شمع لئے داخل ہو گئے' دیکھا تو مبارک قبروں پر چھت کی مٹی گری ہوئی تھی چنانچہ داڑھی سے صفائی کر دی' کہتے ہیں کہ آپ کی داڑھی خوبصورت ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے اندر جانے آنے کے دوران انہیں بیماری سے بچائے رکھا۔ یہ بات میں نے بہت سے لوگوں سے سنی۔ واللہ اعلم۔

مطری کی پیروی میں علامہ مراغی نے لکھا: لوگوں نے انہیں رسی باندھ کر دو چھتوں کے درمیان سے نیچے اُتارا' وہ حضور ﷺ کے کمرے والی دیوار اور اس سے باہر والی دیوار کے درمیان اُترے اور شمع لئے دروازے کی طرف گئے جہاں سے اندر داخل ہو گئے اور مبارک قبروں کے پاس پہنچ گئے' وہاں دیکھا تو تھوڑا سا ملبہ پڑا تھا' یا تو چھت سے گرا تھا یا پھر دیواروں سے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ روایت ابن نجار کے مطابق نہیں چنانچہ علامہ مراغی نے اسی پر اپنے اعتراض کی بنیاد رکھی ہے جس کا ذکر آ رہا ہے۔

پھر ابن نجار نے کہا کہ ماہ ربیع الآخر ۵۵۴ھ کو خلیفہ قاسم کے دور میں لوگوں نے حجرہ مقدسہ سے خوشبو آئی محسوس کی اور جب بڑھ گئی تو لوگوں نے امیر مدینہ سے شکایت کی۔ اس نے اندر اُترنے کا حکم دیا چنانچہ خواجہ سرا بیان اسود داخل ہوئے جو حجرہ کے خادم تھے' ان کے ساتھ مسجد کے متولی صفی موصلی بھی تھے اور امیر مدینہ سے اجازت لے کر ہارون شادی صوفی بھی اندر گئے۔ امیر نے انہیں بہت سا مال دیا اور جب وہ اندر گئے تو دیکھا کہ ایک بلی اوپر سے گر کر مر گئی تھی اور پھول چکی تھی' انہوں نے اسے نکال دیا۔ وہ حجرہ اور باہر والی دیوار کے اندر تھے۔

علامہ مراغی کہتے ہیں: انہوں نے دیکھا کہ اس جالی سے بلی گری ہے جو چھت کے اوپر تھی' وہ اس دیوار اور حضور ﷺ کے مبارک حجرے کی دیوار کے درمیان تھی۔

ابن نجار کہتے ہیں کہ وہ گیارہ ربیع الآخر بروز ہفتہ اندر داخل ہوئے تھے اور اس تاریخ سے آج تک یہاں تک کوئی نہیں جا سکا۔ انتہٰی۔

یہ بات علامہ اقشہری کی ابن عاث سے نقل کے خلاف ہے کیونکہ اس کے مطابق یہ واقعہ ۵۷۰ھ کے لگ بھگ ہوا تھا اور ظاہر یہ ہے کہ واقعہ ایک ہی ہے اور ان کے سوا کہیں اور نہیں ملا چنانچہ ہر ایک نے ویسے ہی نقل کر دیا جیسے ان تک پہنچا۔

زین مراغی' ابن نجار کا نقل کردہ واقعہ لکھنے کے بعد لکھتے ہیں: اس نقل میں غور کی ضرورت ہے کیونکہ مبارک

باب (.25) الذين حصلوا على فرصة للدخول بالحجرة المقدسة. [جسے مقدس حجرہ میں داخل ہونے کا موقع ملا]

دلیل (.33)

قبروں تک پہنچنا مشکل ہے خصوصاً اس صورت میں جب سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تعمیر کردہ دیوار باقی ہو اور اگر کہیں یہ مل جائے کہ وہ دیوار نکال دی گئی یا دروازے وغیرہ سے اندر جانے کا کوئی راستہ تھا تو یہ بات ٹھیک ہوگی ورنہ محلِ نظر ہے۔

میں کہتا ہوں' یہ محلِ نظر تو تب ہو سکتا ہے جب ابن نجار نے یہ کہا ہو کہ وہ دو دیواروں کے درمیان نازل ہوئے تھے اور وہاں سے حجرے کے دروازے تک گئے تھے لیکن ان کے کلام میں تو ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے بلکہ جو کچھ ہم نے ان سے نقل کیا ہے' اس کا مقصد یہ ہے کہ حجرہ شریف میں روشن دان تھا (سوراخ تھا) اور اسی کے مقابل مسجد کی چھت میں بھی تھا' وہ تو اوپر سے حجرہ کی چھت تک اُترے تھے پھر وہاں سے حجرے تک لہٰذا اعتراض نہ رہا علاوہ ازیں جس دیوار کے متعلق انہوں نے اشارہ کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بنائی تھی اور وہ کہتے ہیں کہ اس کا نشان نہیں ملتا' صرف اس کا سرا دکھائی دیتا ہے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں شام کی طرف سے قبلہ تک دیوار تھی اور دروازے کا بھی ہمیں کوئی نام ونشان نہیں ملا جیسے ہم پہلے بتا چکے۔

باقی رہی یہ بات کہ حجرہ کو سنگِ مرمر لگا کر مضبوط کیا گیا تھا تو کلام ابن زبالہ میں اس کا ذکر نہیں ملتا البتہ یحییٰ کے کلام میں اس کا ذکر موجود ہے کیونکہ ان کی روایت کا حاصل یہ ہے کہ جب حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے حضرت فاطمہ بنت حسین اور ان کے شوہر حضرت حسن بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نکال کر اس گھر کو گرایا جانے لگا تو حضرت حسن نے اپنی اولاد میں سب سے بڑے لڑکے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اور تاکید کی کہ تعمیر کے قریب ٹھہرے رہنا اور دیکھتے رہنا فلاں قسم کا پتھر وہ بنیادوں میں لگاتے ہیں یا نہیں؟ وہ دیکھتے رہے' انہوں نے بنیادیں اونچی کر دیں لیکن وہ پتھر نہیں لگایا۔ حضرت جعفر نے اپنے والد کو بتایا کہ انہوں نے وہ پتھر نکال دیا ہے۔ یہ سن کر وہ سجدے میں گر گئے اور کہنے لگے' یہ وہ پتھر تھا کہ نبی کریم ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لاتے تو اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے' یا فرمایا کہ حضرت فاطمہ اس کی طرف چہرہ کر کے نماز پڑھا کرتی تھیں۔ اس بات میں یحییٰ کو شک رہا اور حضرت علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو بتاتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسی پتھر پر حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جنم دیا تھا۔

علامہ یحییٰ کہتے ہیں' میں نے حسین بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا تھا' ہم میں سے کوئی بھی ان سے افضل نہ تھا' انہیں جب بھی کوئی جسمانی تکلیف ہوتی تو اس پتھر کو تکلیف والے مقام پر لگاتے۔ ہم عرصہ تک اس پتھر کو دیکھتے رہے' اسی دوران مسجد بنانے والے کاریگر فوت ہو گئے اور جب قبر انور پر مرمر لگایا گیا تو ہمیں نظر نہیں آیا' وہ پتھر قبر انور کے متصل تھا اور چوکور حصے کے قریب۔ یحییٰ کی کتاب کے ایک راوی کہتے ہیں کہ یہ کاریگر حضرت اسحاق بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے' خلیفہ متوکل نے انہیں مکہ و مدینہ کی تعمیر کے لئے بھیجا تھا۔

میں کہتا ہوں کہ خلیفہ متوکل کی خلافت ۲۳۲ھ سے شروع ہوئی اور وفات شوال ۲۴۷ھ کو ہوئی۔ یہ تھا ابن نجار کا

الفصل(3) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضی اللہ عنہ [نبی ﷺ ،ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کا مزار شریف] باب (.26) دمر سقف الغرفة بسبب الأمطار في كل عصر حتى عندما السلطان مصر بنى قبة على الحجرة [ہر زمانے میں حجرہ کی چھت کو بارش سے نقصان ہوا حتی کہ سلطان مصر نے حجرہ پر گمبد تعمیر کروایا]

دليل (.34)

وروى يحيى من طريقه أيضاً عن عبد الله بن محمد بن عقيل، قال: كنت أخرج كلَّ ليلة من آخر الليل حتى آتي المسجد، فأبدأ بالنبي ﷺ فأسلِّم(١) عليه، ثم آتي مُصَلاَّيَ فأجلس به حتى أُصَلِّي الصبح، فخرجت في ليلة مَطيرة حتى إذا كنت عند دار المُغيرة بن شُعبة لقيتني رائحةٌ لا والله ما وجدت مثلها قط، فجئت المسجد فبدأت بقبر النبي ﷺ فإذا جداره قد انهدمَ، فدخلت فسلمت على النبي ﷺ ومكثت فيه مَلِيّاً(٢) ـ وذكر القبور كما سيأتي عنه ـ قال: فلم ألبثْ أنْ سمعت الحِسَّ، فإذا عمر بن عبد العزيز قد أُخْبِرَ فجاء، فأمر به فَسُتِرَ بالقباطي، فلما أصبح دعا وردان البَنَّاء فقال له: ادخل، فدخل فكشف فقال: لا بدَّ لي من رجلٍ يناولني، فكشف عمر بن عبد العزيز ساقيه يريد يدخل، فكشف القاسم بن محمد، فكشف سالم بن عبد الله، فقال عمر: ما لكم؟ فقالوا: ندخل والله معك، قال: فلبث عمر هنيهةً ثم قال: والله لا نؤذيهم بكثرتنا اليوم، ادخل يا مُزاحم فَنَاوِلْهُ، فقال عمر: يا مزاحم كيف ترى قبر النبي ﷺ؟ قال: متطأطياً، قال: فكيف ترى قبر الرجلين؟ قال: مرتفعين، قال: أشهد أنه رسول الله ﷺ.

ورواه رزين عن عبد الله المذكور باختصار، وخالف سياق يحيى في وصف القبور ـ كما سيأتي التنبيه عليه ـ وقال فيه: فأخبرتَ بذلك عمرَ، فجاء فأمر به فَسُتِرَ بالقباطي، وذكره بنحوه.

وفي **العتبية**: قال مالك: انهدم حائط بيت رسول الله ﷺ الذي فيه قبره، فخرج عمر بن عبد العزيز واجتمعت رجالات قريش، فأمر عمر بن عبد العزيز فستر بثوب، فلما رأى ذلك عمر بن عبد العزيز من اجتماعهم أمر مزاحماً أنْ يدخلَ ليُخرِجَ ما كان فيه، فدخل فَقَمَّ ما كان فيه من لَبِن أو طين، وأصلح في القبر شيئاً كان أصابه حين انهدم الحائط، ثم خرج وسُتِرَ القبرُ ثم بُنِيَ، انتهى.

وروى البخاري في **الصحيح** من حديث هشام بن عُروة عن أبيه، قال: لما سقط عليهم الحائط زمان الوليد بن عبد الملك أخذوا في بنائه، فَبَدتْ لهم قَدَمٌ،

---

(١) سقطت من ص.
(٢) الدرة الثمينة ٢/ ٣٩٢ ـ ٣٩٣.

الفصل(3) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضی اللہ عنہ [نبی ﷺ ،ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کا مزار شریف] باب (.26) دمر سقف الغرفة بسبب الأمطار في كل عصر حتى عندما السلطان مصر بنى قبة على الحجرة [ہر زمانے میں حجرہ کی چھت کو بارش سے نقصان ہوا حتی کہ سلطان مصر نے حجرہ پر گمبد تعمیر کروایا]

دليل (.34)

ففزعوا وظنوا أنها قدم النبي ﷺ، فما وجدوا أحداً يعلم ذلك، حتى قال لهم عروة: لا والله ما هي قدم النبي ﷺ، ما هي إلاَّ قدم عمر[١].

ويستفاد مما تقدم أنَّ السبب في هذا البناء سقوط الجدار المذكور بنفسه، ولعله بسبب المطر المشار إليه في الرواية المتقدمة.

ويخالفه ما رواه أبو بكر الآجُرِّي[٢] من طريق شعيب بن إسحاق عن هشام بن عروة، قال: أخبرني أبي، قال: كان الناس يَصلُّونَ إلى القبر، فأمر به عمر بن عبد العزيز فرُفِع حتى لا يصلَ[٣] إليه أحدٌ، فلما هُدِّم بَدَت قدمٌ بساق وركبة، ففَزِعَ عمر بن عبد العزيز، فأتاه عروة فقال: هذا ساق عمر وركبته، فَسُرِيَ عن عمر بن عبد العزيز[٤].

ومن طريق مالك بن مِغْوَل عن رجاء بن حَيْوة، قال: كتب الوليد بن عبد الملك إلى عمر بن عبد العزيز، وكان قد اشترى حُجَر أزواج النبي ﷺ: أنْ اهْدِمْها ووسِّع بها المسجد، فقعد عمر في ناحية، ثم أمر بهدمها، فما رأيت باكياً أكثر من يومه، ثم بناها كما أراد، فلما أنْ بَنَى البيت على القبر وهدم البيت الأول ظهرت القبور الثلاثة، وكان الرمل الذي عليها قد انهار ففزع عمر بن عبد العزيز، وأراد أنْ يقوم فيسوِّيها بنفسه، فقلت له: أصلحك الله! إنك إنْ قمتَ قام الناس معك، فلو أمرت رجلاً أنْ يُصلحها، ورجوت أنْ يأمرني بذلك، فقال: يا مزاحم ـ يعني: مولاه ـ قُم فأصلحها[٥].

ونقل الأقشهري عن الرشيد أبي المظفر الكازروني[٦] شارح المصابيح: أنه

---

(١) فتح الباري ٣/ ٢٥٥.
(٢) هو محمد بن الحسين الآجري البغدادي المتوفى بمكة المكرمة سنة ٣٦٠هـ، انظر: بروكلمان ١/ ٢١٩ وملحقه ١/ ٢٧٤ وسزكين ١/ ١٩٤ وأشار إلى كتبه الموجودة وسيرأعلام النبلاء ١٦/ ١٣٣ مع مصادر ترجمته ومعجم المؤلفين ٩/ ٢٤٣.
(٣) ص: يصلي.
(٤) نقلاً من فتح الباري ٣/ ٢٥٧.
(٥) نقلاً من فتح الباري ٣/ ٢٥٧ عن كتاب صفة قبر النبي ﷺ لأبي بكر الآجري، وانظر: كتاب المناسك ٣٧٥ ـ ٣٦٦.
(٦) هو رشيد الدين أبو المظفر أحمد بن أبي المظفر الكازروني.

٣٠٥

دليل (.34)

وأول شيء ابتدأوا به من سقف المسجد ما حاذى الحجرة الشريفة منه، وفيه مخالفة لما شاهدناه في العمارة الآتية بيانها، فإنهم وجدوا عليها سقفاً مربعاً على جدارها الداخل، ويتَّصِلُ بالخارج من المشرق والمغرب، وهو دوين رأس الجدار الخارج بنحو شبرٍ، ثم تبيَّن عند كشفه آثار السقف المنهدم، وأنَّ أخشابه كانت في الجدار الداخل، ولم يعيدوا هذا السقف المجدد موضع الأول، لأنه لا يتأتَّى إلاَّ بهدم سترته وإصلاح أماكن لرؤوس الخشب، فتركوا ذلك تأدباً واحتراماً، ووضعوا ذلك السقف على أعلى سترة الجدار، وبنوا فوقه سترة لطيفة، وجعلوا على ذلك السقف ستارة من المحابس اليمنية مبطَّنَة بقماش أزرق مربوطة بمقطٍّ[1] في الشباك الذي بأعلى الحائز الظاهر، وليس ذلك السقف مطيَّناً، وهو سقفٌ محكم من ألواحٍ ثخينة جداً من الساج الهندي، وسمَّروا بعضها إلى بعض على قوائمَ من خشبٍ، وجعلوه أربع قطعٍ؛ كلُّ قطعةٍ كالباب العظيم، وجعلوا عند ملتقى كلِّ قطعتين من تلك القطع مقصاة من حديد، وكَلَّبوا بعضها إلى بعض تكليباً محكماً، وجعلوا تحته ثلاث جِزَم[2] من الساج الهندي تحمله، وأوصلوا أطراف تلك الألواح بالجدار الظاهر ـ كما تقدم ـ ولم يجعلوا في تلك الألواح دهاناً ولا نقوشاً ولا كتابةً، غير أنَّ النجار الذي صنع السقف المذكور كتب اسمه على طرفه نقراً، وكذلك سقف المسجد المحاذي للحجرة الشريفة مما يلي هذا السقف جميعُه من الساج النقي ليس عليه دهانٌ ولا نقوشٌ، وفي وسطه طابق عليه قفلٌ فوقه أنطاع ومشمع، ولم يزل موجوداً إلى أنْ عُمِلَتْ القبة الثانية بعد الحريق الثاني، وجعلوا على جدار الحجرة الداخل من جهة الشام ألواحاً من رأس الجدار إلى سقف المسجد.

والعجب أنهم عند رفع هذا السقف وجدوا جزمتين من الأخشاب التي تحته قد تآكلتا ولم يبق إلاَّ جزمة واحدة، ومع ذلك كانت كافية في حمله، فجزى الله

(١) المقط والمقاط: بكسر الميم، الحبل الصغير الشديد الفتل يكاد يقوم من شدة فتله، على وزن كتاب، النهاية في غريب الحديث ٤/٣٤٧.

(٢) الجزمة: هي القطعة.

الفصل(3) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضی اللہ عنہ [نبی ﷺ، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کا مزار شریف] باب (.26) دمر سقف الغرفة بسبب الأمطار في كل عصر حتى عندما السلطان مصر بنى قبة على الحجرة [ہر زمانے میں حجرہ کی چھت کو بارش سے نقصان ہوا حتی کہ سلطان مصر نے حجرہ پر گمبد تعمیر کروایا]

دليل (.34)

تعالى أهلَ ذلك الزمان خيراً، والظاهر أنَّ ذلك فُعِلَ عند إعادة سقف المسجد الذي ذكره المطري.

ولنرجع إلى ما ذكره عقب ما تقدَّم عنه:

قال: وسقفوا في هذه السنة ـ وهي سنة خمس وخمسين[١] ـ الحجرة الشريفة وما حولها إلى الحائط القبلي وإلى الحائط الشرقي إلى باب جبريل عليه السلام، المعروف قديما: بباب عثمان، ومن جهة المغرب الروضة الشريفة جميعها إلى المنبر الشريف[٢].

ثم دخلت سنة ست وخمسين وست مئة فكان في المحرَّم منها واقعة بغداد واستيلاء التتار عليها وقتلهم الخليفةَ المذكور مع أهلها[٣].

قلت: وهي من أعظم الوقائع، وقد ذكرتها في كتابي: **الوفا**[٤] وأشرت إليها في **الفصل الثالث من الباب الثاني** عند ذكر نار الحجاز، وذكرت ما أفاده الذهبي من استيلاء الحريق على بغداد أيضاً، حتى تربة الخلفاء، وكانوا في العام قبله قد أشرفوا على الغرق، فسبحان الملك العظيم.

قال المطري ـ عقب ما تقدم ـ: فوصلت الآلات من مصر، وكان المتولي عليها حينئذ الملك المنصور نور الدين علي بن المعز عز الدين أيبك الصالحي[٥]، ووصل أيضاً آلات وأخشاب من صاحب اليمن يومئذ وهو الملك المظفر شمس الدين يوسف بن المنصور عمر بن علي بن رسول[٦]، فعملوا إلى باب السلام، المعروف قديماً بباب مروان، ثم عزل صاحب مصر المذكور ـ يعني: في آخر سنة سبع وخمسين، في ذي القعدة منها ـ وتولى مكانه مملوك أبيه الملك المظفر سيف

(١) المغانم المطابة ص١٧٨.
(٢) التعريف ٢٨ والمغانم المطابة ص١٧٨.
(٣) المصدر نفسه.
(٤) الإشارة هنا إلى كتابه الوفا بما يجب لحضرة المصطفى ١٤٤ ـ ١٤٧.
(٥) سير أعلام النبلاء ٢٣/ ٣٨١ مع مصادر ترجمته وحسن المحاضرة ٢/ ٣٨.
(٦) تولى ملك اليمن سنة ٦٤٧هـ وتوفي سنة ٦٩٤هـ، كنز الدرر للدواداري ٨/ ٣٥٨.

٣٧٨

الفصل(3) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضی اللہ عنہ [نبی ﷺ، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کا مزار شریف] باب (26.) دمر سقف الغرفة بسبب الأمطار في كل عصر حتى عندما السلطان مصر بنى قبة على الحجرة [ہر زمانے میں حجرہ کی چھت کو بارش سے نقصان ہوا حتی کہ سلطان مصر نے حجرہ پر گمبد تعمیر کروایا]

دليل (34.)

الفصل السابع والعشرون
في اتخاذ القبة الزرقاء
التي جُعلت على ما يحاذي سقف الحجرة الشريفة
بأعلى سقف المسجد تمييزاً لها وإبدالها بالقبة الخضراء
والمقصورة الدائرة بالحجرة الشريفة

أما القبة المذكورة، فاعلم أنه لم يكن قبل حريق المسجد الشريف الأول وما بعده على الحجرة الشريفة قبة، بل كان حول ما يوازي حجرة النبي ﷺ في سطح المسجد حَضِيرٌ مقدار نصف قامة مبنياً بالأجُرِّ تمييزاً للحجرة الشريفة عن بقية سطح المسجد، كما ذكره ابن النجار(١) وغيره، واستمر ذلك إلى سنة ثمانٍ وسبعين وست مئة؛ في أيام الملك المنصور قلاوون الصالحي، فعُمِلَت تلك القبة، وهي مربعةٌ من أسفلها مُثَمَّنَةٌ من أعلاها بأخشاب أُقيمت على رؤوس السواري، وسُمِّرَ عليها ألواح من خشب، ومن فوقها ألواح الرصاص، وفيها طاقة إذا أبصر الشخص منها رأى سقف المسجد الأسفل الذي فيه الطابق، وعليه المشمع المتقدم ذكره، وحول هذه القبة على سقف المسجد ألواح رصاص مفروشة في ما قَرُب منها، ويحيط بها وبالقبة درابزين من الخشب جُعِلَ مكان الحظير الآجُرِّ، وتحته أيضاً ـ بين السقفين ـ شباك يحكيه محيطٌ بالسقف الذي فيه الطابق، وعليه المشمع المتقدم ذكره.

ولم أرَ في كلام مؤرخي(٢) المدينة تَعَرَّض(٣) لمن تولَّى عملَ هذه القبة.

---

(١) الدرة الثمينة ٢/ ٣٩٤.
(٢) ر: المورخي.
(٣) كذا في الأصول، فلعل الجملة كانت: «... المدينة من تعرَّض لمن تولى...».

٣٨٤

الفصل(3) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضی اللہ عنہ [نبی ﷺ ،ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ کامزار شریف] باب (.26) دمر سقف الغرفة بسبب الأمطار في كل عصر حتى عندما السلطان مصر بنى قبة على الحجرة [ہر زمانے میں حجرہ کی چھت کو بارش سے نقصان ہوا حتی کہ سلطان مصر نے حجرہ پر گمبد تعمیر کروایا]

دليل (.34)

ورأيت في الطالع السعيد الجامع أسماء الفضلاء والرواة بأعلى الصعيد[1]، في ترجمة الكمال أحمد بن البرهان عبد القوي الربعي ناظر قوص: أنه بنى على الضريح النبوي هذه القبة المذكورة[2].

قال: وقصد خيراً وتحصيلَ ثواب[3].

وقال بعضهم: أساء الأدب بعلو النجارين ودق الحطب[4].

قال: وفي تلك السنة وقع بينه وبين بعض الولاة كلام، فوصل مرسوم بضرب الكمال، فضرب، فكان من[5] يقول: إنه أساء الأدب، وإنَّ هذا مجازاة له، وصادره الأمير علم الدين الشجاعي[6]، وخرَّبَ داره وأخذ رخامها وخزائنها، ويقال: إنهم بالمدرسة المنصورية[7]، انتهى.

ويؤيد ما نقله عن بعضهم ما رواه أبو داود في سننه عن أنس بن مالك: «أنَّ رسول الله ﷺ خرج فرأى قبةً مُشْرِفَةً، فقال: ما هذه» قال له أصحابه: هذه لفلانٍ ـ رجل من الأنصار ـ قال: فسكت وحملها في نفسه، حتى إذا جاء صاحبُها رسولَ الله ﷺ سَلَّمَ عليه في الناس فأعرض عنه، صنع ذلك مراراً، حتى عرف الرجلُ الغضبَ فيه والإعراض عنه، فشكا ذلك إلى أصحابه، فقال: والله إني لأُنكِرُ رسول الله ﷺ، قالوا: خرج فرأى قبَّتك، قال: فرجع الرجل إلى قبته فهدمها حتى سوَّاها بالأرض، فخرج رسول الله ﷺ ذاتَ يوم فلم يَرَها، قال: ما فعلت القبة؟ قالوا: شكا إلينا صاحبُها إعراضَك عنه فأخبرناه فهدمها، فقال: أما إنَّ كلَّ بناءٍ وَبَالٌ على صاحبه إلاَّ ما لا، إلاَّ ما لا، إلاَّ ما لا بُدَّ منه[8].

(١) هو لجعفر بن ثعلب الأدفوي الشافعي المتوفى سنة ٧٤٨هـ، وهو مطبوع.
(٢) الطالع السعيد ٨٩.
(٣) المصدر نفسه.
(٤) المصدر نفسه.
(٥) خ: فكان يقوى من يقول، ت، س، م٢: فكان يقول من يقول.
(٦) مدبر المملكة ووزيرها زمن الملك الناصر محمد بن قلاوون، قُتِل سنة ٦٩٣هـ، انظر حوادث قتله في السلوك للمقريزي ج١، ق٣/ ٧٩٨ ـ ٨٠٢ والدليل الشافي ١/ ٣٢٥ ـ ٣٢٦.
(٧) الطالع السعيد ٩٠، وعن المدرسة المنصورية، انظر تعليق المحقق سعد محمد حسن رحمه الله حولها.
(٨) البيان والتحصيل لابن رشد ١٧/ ٥٩٩ ـ ٦٠٠ والمعجم المفهرس ٥/ ٢٢١ عن أبي داود وأحمد.

الفصل(3) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضی اللہ عنہ [نبی ﷺ، ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ کا مزار شریف] باب (.26) دمر سقف الغرفة بسبب الأمطار في كل عصر حتى عندما السلطان مصر بنى قبة على الحجرة [ہر زمانے میں حجرہ کی چھت کو بارش سے نقصان ہوا حتی کہ سلطان مصر نے حجرہ پر گمبد تعمیر کروایا]

دليل (.34)

وقد جُدِّدتْ هذه القبة في أيام الملك الناصر حسن بن محمد بن قلاوون، فاختلَّتْ[١] الألواح الرصاص عن وضعها، فَخَشُوا من كثرة الأمطار، فَجُدِّدَتْ وأُحْكِمَتْ في أيام الملك الأشرف شعبان بن حسين بن محمد في سنة خمسٍ وستين وسبع مئة، قاله الزين المراغي[٢].

وقد ظهر في بعض أخشابها خللٌ في سنة إحدى وثمانين وثمان مئة، فعضَّدَها متولي العمارة الشمس ابن الزمن بأخشاب سُمِّرَتْ معها، وقلع ما حولها من ألواح الرصاص التي على أعلى السطح بينها وبين الدرابزين المتقدم ذكره، فوجدوا تحت ذلك أخشاباً قد تآكلت من طول الزمان ونَداوة مياه الأمطار، فأصلحوا ذلك وأعادوه بعد أنْ أضافوا إليه كثيراً من الرصاص من حاصل المسجد ومما أُحضر من مصر، وجددوا الدرابزين المحيط بها أيضاً.

وقد كانت مياه الأمطار تتسرَّبُ من بين تلك الألواح وتصل إلى سقف الحجرة الشريفة، فإنَّ آثار المياه وجدت هناك، وأثَّرَتْ في الشباك الذي بأعلى حائز عمر بن عبد العزيز بحيث تآكل بعضه، فاصلحه متولي العمارة أيضاً.

وأثَّرَت الأمطار أيضاً في الستارة التي على سقف الحجرة الشريفة بحيث تآكل بعضها، ثم احترق ذلك كله في حريق المسجد الثاني، فاقتضى رأيهم تأسيس القبة البيضاء الموجودة اليوم، على دعائمَ بأرض المسجد وعقود من الآجُرِّ، وجعلوا تلك الدعائم في موازاة الأساطين التي كان بينها درابزين المقصورة ـ الآتي وصفها ـ وزادوا من جهة الشام دعائمَ بعضها عند المثلث الذي بالحجرة الشريفة من بناء عمر بن عبد العزيز، وزادوا هناك اسطواناً، وعند التأسيس لذلك وجدوا عند صفحة المثلث الشرقية قبراً بَدَا لحدُه وبعضُ عظامه، وإنْ صحَّ القول بدفن فاطمة رضي الله عنها في بيتها ـ كما ستأتي الإشارة إليه ـ فهو قبرها، وأبدلوا بعض الأساطين بدعائم، وأضافوا إلى بعضها اسطوانة أخرى، وقرنوا بينهما ليتأتَّى لهم العَقْدُ عليها، وحصل في ما بين جدار المسجد الشرقي وبين تلك الدعائم ضيقٌ

(١) ص: فاختلف.
(٢) التعريف ٣٩ وتحقيق النصرة ٨١.

٣٨٦

الفصل(3) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضی اللہ عنہ [نبی ﷺ، ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ کا مزار شریف] باب (.26) دمر سقف الغرفة بسبب الأمطار في كل عصر حتى عندما السلطان مصر بنى قبة على الحجرة [ہر زمانے میں حجرہ کی چھت کو بارش سے نقصان ہوا حتی کہ سلطان مصر نے حجرہ پر گمبد تعمیر کروایا]

دليل (.34)

لاتّخاذ بعض تلك الدعائم هناك، فخرجوا بجدار المسجد الشرقي في البلاط الذي يلي الجدار المذكور نحو ذراع ونصف، فإنهم هَدموا ذلك الجدار، وأعادوه إلى باب جبريل عليه السلام، ولم ينقلوا باب جبريل عن محله.

ثمَّ أنَّ القبة المذكورة تشققت من أعاليها ولم ينفع الترميم فيها، ففوَّض السلطان الأشرف للمقر الشجاعي شاهين الجمالي[١] النظرَ في أمرها وأمر المنارة الشرقية[٢] أيضاً[٣] عند توليته شيخ الحرم الشريف، فاقتضى الرأي بعد مراجعة أهل الخبرة، هَدْمَ أعالي القبة المذكورة واختصار قليل منها، فاتخذ أخشاباً في طاقاتها وجعل عليها سقفاً يمنع ما يسقط عند الهدم للحجرة الشريفة، ثم هَدَم أعاليها وأعاد بناءها أحكم من البناء الأول، بحيث حمل لها الجبس الأبيض من مصر وجعله[٤] في بنائها، فجاءت حسنة محكمة، ثم رفع ذلك السقف عند تمامها، وذلك عام اثنينَ وتسعين وثمان مئة.

وأما المقصورة الدائرة على الحجرة الشريفة بين الأساطين حول جدار الحجرة الظاهر وحول بيت فاطمة رضي الله عنها فقد أحدثها السلطان الملك الظاهر ركن الدين بيبرس، وذلك أنه لما حجَّ سنة سبع وستين وست مئة، أراد أنْ يجعل على الحجرة الشريفة درابزيناً من خشب ـ وهو المقصورة المذكورة ـ فقاس ما حول الحجرة الشريفة بيده وقدَّره بحبال وحملها معه، وعمل الدرابزين، وأرسله في سنة ثمان وستين، وأداره عليها، وعمل لها ثلاثة أبواب: قبلياً وشرقياً وغربياً، ونصبه بين الأساطين التي تلي الحجرة إلا من ناحية الشام فإنه زاد فيه إلى مُتَهَجَّدِ النبي ﷺ.

ثم زِيْدَ لهذه المقصورة بابٌ رابعٌ أُحْدِثَ عند زيادة الرواقين المتقدم ذكرهما

---

(١) كان ناتب جدة في ٨٧٢هـ وفي سنة ٨٨٦ و٨٩٣هـ، وتولى مشيخة الخدام بالمدينة الشريفة سنة ٨٩١ هـ واستمر على نظر الحرم الشريف حتى وفاته في سنة ٩٠٢هـ، بدائع الزهور ٣/ ١٠، ٩٣، ١٨٢، ٢٢٦، ٣٨٧ والضوء اللامع للسخاوي ٣/ ٢٩٣ ـ ٢٩٤، وقد سبقت ترجمته.

(٢) ش، م١: المنارة الشريفة.

(٣) سقطت من س، ر، ت، م١، م٢.

(٤) ص: وجعلوه.

الفصل(3) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضی اللہ عنہ [نبی ﷺ ،ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کا مزار شریف] باب (26.) دمر سقف الغرفة بسبب الأمطار في كل عصر حتى عندما السلطان مصر بنى قبة على الحجرة [ہر زمانے میں حجرہ کی چھت کو بارش سے نقصان ہوا حتی کہ سلطان مصر نے حجرہ پر گنبد تعمیر کروایا]

دلیل (34.)

انہوں نے دیوار بنا دی اور اس میں ایک روشندان رہنے دیا' وہ جب فارغ ہو گئے' دیوار بلند کر دی تو حضرت عمر کے غلام مزاحم داخل ہوئے' انہوں نے قبر انور سے مٹی وغیرہ صاف کر دی اور قباطی چادر کو نکالا' حضرت عمر بن عبد العزیز کہہ رہے تھے' جو کچھ مزاحم نے قبروں کی صفائی سے حاصل کیا ہے وہ مجھے دنیا کے مقابلے میں بہت بہتر دکھائی دے رہا ہے۔

یحییٰ کے مطابق حضرت عبد اللہ بن محمد بن عقیل کہتے ہیں: میں روزانہ رات کے آخری حصے میں گھر سے نکل کر مسجد کو آیا کرتا' نبی کریم ﷺ کو پہلے سلام پیش کرتا تھا اور پھر اپنی جائے نماز پر آ بیٹھتا اور صبح کی نماز پڑھتا۔ایک رات میں بارش والی رات میں نکلا اور جب حضرت مغیرہ بن شعبہ کے گھر کے قریب پہنچا تو ایسی خوشبو آئی جو پہلے محسوس نہیں کی تھی' میں مسجد میں آیا اور حسب معمول پہلے حضور ﷺ کے پاس حاضری دی' دیکھا تو دیوار گری ہوئی تھی' میں اندر داخل ہوا' نبی کریم ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور نہایت آرام سے وہاں رُکا۔ پھر انہوں نے قبروں کی کیفیت بیان کی۔وہ کہتے ہیں کہ ابھی کچھ ہی دیر گذری تھی کہ میں نے قدموں کی آہٹ سنی' دیکھا تو حضرت عمر بن عبد العزیز تھے' انہیں پتہ چل گیا تھا تو وہ آئے تھے' انہوں نے حکم دیا تو چادر ڈال دی گئی۔صبح ہوئی تو مستری وردان کو بلا بھیجا' اسے اندر داخل ہونے کو کہا' وہ اندر گئے تو صورت حال دیکھی اور کہا: ایک آدمی کی ضرورت ہے جو مجھے سامان دیتا رہے۔اس پر حضرت عمر بن عبد العزیز نے اندر داخل ہونے کے لئے پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھایا' انہیں دیکھ کر حضرت قاسم بن محمد اور پھر سالم بن عبد اللہ نے بھی اندر جانے کی تیار کر لی' اس پر حضرت عمر نے کہا' تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا: بخدا ہم بھی آپ کے ساتھ اندر جائیں گے۔اس پر حضرت عمر تھوڑی دیر رُکے اور پھر کہا: بخدا ہم بھیڑ کر کے ان حضرات کو تکلیف نہیں دیں گے لہٰذا اے مزاحم تم اندر جاؤ اور وردان کی مدد کرو۔

فارغ ہونے کے حضرت عمر بن عبد العزیز نے مزاحم سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کی قبر انور کی حالت کیا تھی؟ انہوں نے کہا کہ زمین کے برابر تھی۔پھر پوچھا دوسرے حضرات کی قبریں کیسے تھیں؟ تو انہوں نے کہا کہ اونچی تھیں۔حضرت عمر نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔

عتبیہ میں ہے' حضرت مالک نے بتایا کہ حضور ﷺ کے گھر کی وہ دیوار گر گئی جس میں آپ کی قبر انور تھی' حضرت عمر بن عبد العزیز نکلے ان کے ہمراہ قریش کے کچھ لوگ تھے' حضرت عمر نے حکم دیا تو قبر انور کو ڈھانپ دیا گیا اور جب آپ نے لوگوں کی بھیڑ دیکھی تو مزاحم سے کہا کہ اندر جاؤ اور جو کچھ ہوا اسے نکال دو۔وہ اندر گئے' کچی اینٹیں اور مٹی وغیرہ نکال دی اور پھر قبر انور کو پوری طرح درست کر دیا اور جو کچھ اوپر گر گیا تھا' اسے صاف کر دیا' پھر باہر نکلے' قبر انور کو ڈھانپا اور پھر دیوار بنائی۔انتہٰی۔

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ جب ولید بن عبد الملک کے دور میں قبر انور کی دیوار گر گئی تو انہوں نے تعمیر کا ارادہ کیا' انہیں ایک قدم دکھائی دیا' وہ ڈر گئے اور خیال کیا کہ یہ قدم حضور ﷺ کا ہے' کوئی بتانے والا نظر نہیں آ رہا تھا' اتنے میں حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے' بخدا یہ حضور ﷺ کا قدم مبارک نہیں بلکہ حضرت عمر رضی

الفصل(3) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضی اللہ عنہ [نبی ﷺ، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کا مزار شریف] باب (.26) دمر سقف الغرفة بسبب الأمطار في كل عصر حتى عندما السلطان مصر بنى قبة على الحجرة [ہر زمانے میں حجرہ کی چھت کو بارش سے نقصان ہوا حتی کہ سلطان مصر نے حجرہ پر گمبد تعمیر کروایا]

دلیل (.34)

اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔

پچھلی روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس تعمیر کا سبب خود وہ دیوار تھی جو گر گئی تھی اور یہ اس بارش کی وجہ سے گری تھی جس کا گذشتہ روایت میں ذکر ہے۔

علامہ آجری کی روایت اس کے خلاف ہے' حضرت ہشام کہتے ہیں' مجھے میرے والد نے بتایا کہ لوگ قبرِ انور تک پہنچ جایا کرتے تھے چنانچہ عمر بن عبد العزیز نے حکم دیا تو دیواریں اونچی کر دی گئیں تا کہ کوئی پہنچ نہ پائے اور جب دیوار گری تو پنڈلی سمیت ایک پاؤں دکھائی دیا' حضرت عمر بن عبد العزیز ڈر گئے' اتنے میں حضرت عروہ آ گئے اور بتایا کہ یہ حضرت عمر کا پاؤں اور پنڈلی ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر خوش ہو گئے۔

حضرت رجاء بن حیوہ بتاتے ہیں کہ ولید بن عبد الملک نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو لکھا' وہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے حجرے خرید چکے تھے' انہیں حکم دیا کہ انہیں گرا دو اور مسجد میں شامل کر دو' یہ حکم ملنے پر آپ ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے اور پھر گرا دینے کا حکم دیا۔ میں نے لوگوں کو اتنا روتے کبھی نہیں دیکھا تھا اور پھر اس کے ارادے کے مطابق بنانا شروع کر دیا۔ جب قبر انور پر گھر بنانے کے لئے دیواریں گرائیں تو تینوں قبریں نظر آنے لگیں' ان پر پڑی ریت وغیرہ اُتر چکی تھی جس سے حضرت عمر بن عبد العزیز ڈر گئے اور ارادہ کیا خود اُٹھ کر اسے برابر کر دوں۔ میں نے کہا: اللہ آپ کا بھلا کرے' اگر آپ اُٹھیں گے تو دوسرے لوگ بھی اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ آپ کسی ایک شخص سے کہہ دیں' وہ درست کر دے گا' مجھے اُمید تھی کہ مجھے ہی کہہ دیں گے' انہوں نے کہا اے مزاحم! اُٹھو اور اسے درست کر دو۔ (یہ ان کے غلام تھے)۔

حضرت رشید ابو المظفر کازرونی (شارح المصابیح) کہتے ہیں' میں نے کئی علماء سے مبارک قبروں کو چھپانے کے متعلق پوچھا یعنی اس دیوار کرنے کے بارے میں پوچھا جس میں دروازہ بھی نہیں تھا تو ان میں سے ایک نے کہا کہ جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا وصال ہونے کو تھا تو انہوں نے وصیت کی کہ ان کا جنازہ اُٹھا کر نبی کریم ﷺ کی قبرِ انور کے سامنے لے جایا جائے اور پھر اُٹھا کر بقیع میں دفن کر دیا جائے اور جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی وصیت پوری کرنے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے خیال کیا کہ آپ انہیں یہیں دفن کریں گے چنانچہ انہیں منع کیا اور ان سے جھگڑے۔ جب عبد الملک یا کسی اور کا دور آیا تو انہوں نے قبریں بند کر کے ڈھانپ دیں۔

حضرت عثمان بن عروہ کہتے ہیں کہ حضرت عروہ نے کہا: میں نے قبرِ انور کے بارے میں حضرت عمر بن عبد العزیز سے بحث کی کہ مسجد کی توسیع کے بارے میں کوئی جھگڑا کھڑا نہ کریں لیکن انہوں نے میری بات نہیں مانی اور کہنے لگے کہ امیر المؤمنین کے حکم پر عمل کرنا ضروری ہے۔ میں نے کہا: اگر ضروری ہی ہے تو حجرے کے پیچھے جگہ بنا دو۔

ابن زبالہ کے مطابق حضور ﷺ کا گھر وہی تھا جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ٹھہری ہوئی تھیں۔ اور اس میں سیاہ پتھر لگے تھے۔ اس کی چار دیواریں تھیں' قبلہ والی دیوار لمبی تھی' شرقی اور غربی دیواریں برابر اور شامی جانب

الفصل(3) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضی اللہ عنہ [نبی ﷺ ،ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کا مزار شریف] باب (.26) دمر سقف الغرفة بسبب الأمطار في كل عصر حتى عندما السلطان مصر بنى قبة على الحجرة [ہر زمانے میں حجرہ کی چھت کو بارش سے نقصان ہوا حتی کہ سلطان مصر نے حجرہ پر گمبد تعمیر کروایا]

دلیل (.34)

ساج ہندی کی بڑی موٹی تختیوں کے ذریعے مضبوط بنایا گیا تھا اور ایک دوسرے کو لکڑی کے پائے لگا کر مضبوطی سے باندھ دیا گیا تھا' اس کے چار حصے کیے تھے جن میں سے ہر حصہ ایک بڑا دروازہ معلوم ہوتا تھا پھر ان میں سے ہر دو ٹکڑوں کے سروں پر لوہے کی سلاخیں لگا کر جوڑ دیا گیا تھا اور انہیں ایک دوسرے کے ساتھ مضبوطی سے جوڑ دیا گیا تھا اور اس ساج کی لکڑی کو اُٹھانے کے لئے اس کے تین تین ٹکڑوں کو گانٹھ دیا گیا تھا پھر ان تختوں کے کناروں کو باہر سے نظر آنے والی دیوار تک پہنچا دیا گیا تھا' ان تختیوں میں نہ تو انہوں نے تیل لگایا' نہ نقش و نگار بنایا اور نہ ہی ان پر کچھ لکھا البتہ بڑھئی نے اس کے ایک کونے پر اپنا نام کھود دیا تھا اور یونہی مسجد کی وہ چھت جو حجرہ مبارکہ کے برابر تھی اور جو اس چھت سے ملی ہوئی تھی' یہ بھی ساری کی ساری ساج کی لکڑی سے بنی تھی جس پر نہ تیل تھا اور نہ ہی نقش و نگار' اس کے درمیان میں ایک طاق تھا جس پر تالا لگا تھا' اوپر شمع تھی' یہ اس وقت تک رہا جب تک دوسری آتشزدگی کے بعد دوسرا قبہ نہیں بنا دیا گیا اور پھر حجرے کی اندر کی دیوار پر شام کی جانب تختیاں تھیں جو دیوار کے سرے سے مسجد کی چھت تک تھیں۔

تعجب کی بات یہ تھی کہ انہوں نے اس چھت کو اُٹھاتے وقت اس کے نیچے کی طرف لکڑیوں کے دو حصے دیکھے جو دونوں ہی کھائے جا چکے تھے' صرف ایک بچا تھا اور اس کے باوجود اس نے اسے اُٹھا رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس دور کے لوگوں کو بہتر جزاء دے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ کام اس وقت کیا گیا تھا جب مسجد کی چھت دوبارہ بنائی گئی تھی۔

اب ہم پھر اسی کی طرف آتے ہیں جو انہوں نے پہلے مضمون کے بعد لکھا ہے: انہوں نے کہا اس سال میں (۶۵۵ھ) انہوں نے حجرہ مبارکہ اور اس کے اردگرد قبلہ والی اور مشرقی دیوار سے باب جبریل تک چھت ڈالی جسے پہلے باب عثمان کہا جاتا تھا' یونہی مغربی جانب میں تمام ریاض الجنہ اور منبر پر چھت ڈال دی۔ اس کے بعد سال ۶۵۶ھ شروع ہوا جس کے ماہ محرم میں واقعۂ بغداد ہوا' تاتاری اس پر غالب آ گئے اور انہوں نے خلیفہ کو اس کے اہل خانہ سمیت قتل کر دیا۔

میں بتاتا چلوں کہ یہ ایک عظیم واقعہ تھا' میں نے اسے اپنی کتاب ''الوفاء'' میں ذکر کیا اور پھر دوسرے باب کی دوسری فصل میں وہاں لکھا جہاں حجاز کی آگ کا ذکر کیا تھا پھر علامہ ذہبی کا ذکر کیا ہوا وہ واقعہ بھی لکھا جس میں اس آگ کا ذکر ہے جس نے بغداد کو گھیر لیا تھا اور خلفاء کی قبروں تک کو جلا دیا تھا' اس سے ایک سال پہلے وہ لوگ غرق بھی ہو گئے تھے۔ یہ اللہ عظیم و مالک کے کام ہیں۔

گذشتہ مضمون کے بعد علامہ مطری لکھتے ہیں: مصر سے ہر قسم کے آلات آ گئے' اس وقت والئی مصر الملک المنصور نور الدین علی بن الملک المعز عز الدین ایبک صالحی تھا پھر والئی یمن الملک المظفر شمس الدین یوسف بن منصور عمر بن علی بن رسول کی طرف سے آلات اور لکڑی پہنچ گئی۔ انہوں نے ابھی باب السلام (جسے پہلے باب مروان کہتے تھے) تک کام کیا تھا کہ اس دوران شاہ مذکور معزول ہو گیا (یعنی ذی القعدہ ۶۵۷ھ کے آخر میں) اور ان کی جگہ ان کے والد کا غلام

الفصل(3) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضی اللہ عنہ [نبی ﷺ، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کا مزار شریف] باب (26.) دمر سقف الغرفة بسبب الأمطار في كل عصر حتى عندما السلطان مصر بنى قبة على الحجرة [ہر زمانے میں حجرہ کی چھت کو بارش سے نقصان ہوا حتی کہ سلطان مصر نے حجرہ پر گمبد تعمیر کروایا]

دلیل (34.)

فصل نمبر ۲۷

حجرہ شریف کے عین اوپر نیلا گنبد' سبز گنبد اور مقصورہ کا ذکر

نیلے رنگ کا قبہ:

مسجد نبوی میں پہلی آتشزدگی سے پہلے اور بعد حجرہ مبارکہ پر گنبد نہ تھا بلکہ نبی کریم ﷺ کے حجرہ مبارکہ کے چوفیرے' مسجد کی چھت میں تقریباً اڑھائی فٹ اونچا چبوترہ بنایا گیا تھا جو اینٹوں سے بنا تھا تاکہ مسجد کی دوسری چھت سے حجرہ مبارکہ کی چھت نمایاں ہو سکے جیسے ابن نجار وغیرہ نے لکھا ہے۔ پھر ۶۷۸ھ کو الملک المنصور قلاوون صالحی کے دور میں قبہ (گنبد) تعمیر کیا گیا' یہ لکڑی سے بنا تھا' نیچے سے مربع اور اوپر سے ہشت پہلو تھا' اسے ستونوں کے اوپر کھڑا کر دیا گیا تھا اور اس پر لکڑی کی تختیاں لگائی گئی تھیں اور ان کے اوپر سکے کی پلیٹیں لگائی گئیں' اس میں ایک طاق رکھا کہ جب اس میں سے انسان دیکھے تو مسجد کی نچلی چھت نظر آئے اور اس پر موم میں بھیگا کپڑا لگایا گیا پھر چھت پر اس قبے کے گرد قریب ہی سکے کی پلیٹیں بچھائی گئیں' اسے اور قبہ کو لکڑی کی جالی نے گھیر رکھا تھا جو پختہ اینٹوں کی جگہ بنی تھی اور اس کے نیچے دو چھتوں کے درمیان لکڑی کی جالی تھی جس نے اس چھت کو گھیر رکھا تھا جس میں چھوٹا دروازہ تھا جس پر موم میں بھیگا کپڑا لگا تھا۔ تاریخ مدینہ لکھنے والے کسی مؤرخ نے اسے بنانے والے پر زیادہ بحث نہیں کی البتہ "الطالع السعید الجامع اسماء الفضلاء والرواۃ باعلی الصعید" (جو کمال احمد بن برھان عبد القوی ربعی کے حالات میں لکھی گئی ہے۔ جو قوص کے وزیر تھے) میں میں نے دیکھا کہ انہوں نے سرور عالم ﷺ کی قبر انور پر یہ قبہ بنایا تھا اور مقصد صرف بھلائی اور ثواب تھا۔ کچھ کہتے ہیں کہ اس نے بڑھئی لوگوں کو روضۂ انور سے اونچا کرکے اور لکڑے کے کام میں آواز پیدا کرکے بے ادبی کی تھی۔ کہتے ہیں کہ اسی سال اس کے اور کچھ دوسرے والیوں میں بحث مباحثہ ہو گیا جس میں کمال کو مارنے کا فیصلہ کیا گیا چنانچہ پیٹا گیا۔ اس موقع پر اسے بے ادب کہنے والے نے کہا کہ یہ اسی بے ادبی کی سزا ہے' امیر علم الدین شجاعی نے اس کا پیچھا کیا اور اس کا گھر برباد کر دیا' وہاں سے سنگ مرمر اور مال و دولت اٹھا لے گیا۔ کہتے ہیں کہ وہ اس وقت مدرسہ منصوریہ میں تھے۔

اس کی تائید' حضرت انس بن مالک کی ابوداؤد میں ذکر شدہ روایت سے ملتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی طرف تشریف لے گئے اور گنبد دیکھا جو بلند تھا' فرمایا: یہ کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی کہ یہ فلاں شخص کا ہے جس کا تعلق انصار سے ہے' آپ خاموش ہو گئے اور یہ بات دل میں رکھی اور جب اس کا مالک رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (اور لوگ بھی تھے) تو آپ نے چہرۂ انور پھیر لیا' ایسا کئی مرتبہ ہوا تو اس شخص کو ناراضگی کا احساس ہو گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے ذکر کیا کہ آپ ناراض محسوس ہوتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ آپ باہر نکلے تو تمہارا یہ گنبد دیکھا ہے چنانچہ وہ

دليل (.34)

شخص گیا اور گنبد گرا کر زمین کے برابر کر دیا۔

گنبد بنانے کی اصل

ایک دن رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے تو وہ گنبد نہ دیکھا۔ پوچھا: گنبد کہاں گیا؟ صحابہ نے عرض کی کہ گنبد والے نے ہمیں بتایا تھا کہ آپ نے اس سے منہ پھیر لیا ہے تو ہم نے اسے وجہ بتائی جس کی بناء پر اس نے گرا دیا ہے۔ اس پر فرمایا: "ہر مال ایک وبال ہے' ہاں جہاں خرچ کرنا ضروری ہو' وہاں خرچ کرنا چاہئے۔"

الملک الناصر حسن بن محمد بن قلاوون کے دور میں یہ گنبد نئے سرے سے بنایا گیا لیکن سکہ کی پلیٹیں اپنی جگہ سے اکھڑ گئیں چنانچہ بارشوں کے نقصان کا اندیشہ ہوا چنانچہ الملک الاشرف شعبان بن حسین بن محمد کے دور میں اسے مضبوطی سے بنا دیا گیا۔ یہ ۷۶۵ھ کی بات ہے۔

پھر ۸۸۱ھ میں کچھ لکڑیوں کو نقصان پہنچا چنانچہ متولی شمس بن زمن نے اسے لکڑیاں لگا کر مضبوط کر دیا' اردگرد والی سکے کی وہ پلیٹیں اکھڑوا دیں جو چھت اور جالی کے درمیان تھیں' دیکھا تو عرصہ گذر جانے کی وجہ سے اور بارشوں کے پانی کی نمی پہنچنے کے باعث' ان لکڑیوں میں سے کچھ کھائی جا چکی تھیں چنانچہ انہیں درست کیا اور دوبارہ بناتے وقت اس میں بہت سا سکہ استعمال کیا' کچھ تو مسجد کے سٹور سے لیا تھا اور کچھ مصر سے آیا تھا نیز روضۂ انور کے گرد والے جنگلے کو بھی از سر نو بنایا۔ بارشوں کے پانی کی نمی حجرہ مبارکہ کی چھت تک پہنچ چکی تھی کیونکہ نمی کے آثار واضح طور پر دکھائی دے رہے تھے اور اس کا اثر حضرت عمر بن عبدالعزیز کی تیار کردہ دیوار کے اوپر لگی ہوئی جالیوں پر نظر آ رہا تھا کہ انہیں گھن لگ چکا تھا چنانچہ متولی نے انہیں درست کر دیا اور بارشوں نے حجرہ شریف کے پردے کو بھی نقصان پہنچایا حتیٰ کہ اس کا کچھ حصہ گل گیا اور پھر دوسری آتشزدگی میں یہ سب کچھ جل گیا چنانچہ اب ان کی رائے یہ ہوئی کہ ان دنوں موجود سفید گنبد کی بنیاد ان ستونوں پر رکھیں جو زمین پر اینٹوں سے مضبوط بنائے تھے' یہ ستون انہوں نے ان ستونوں کے برابر بنائے جن کے درمیان مقصورہ شریف کی جالی تھی اور پھر شام والی جانب کچھ ستون نئے بنائے جو اس تکونی حصے کے قریب تھے جو حجرہ مبارکہ کے پاس تھے' اسے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بنایا تھا' یہاں ایک اور ستون بنایا اور جب اس کی بنیاد کھودی گئی تو تکون کی مشرقی جانب ایک قبر دکھائی دی جس کی لحد میں کچھ ہڈیاں تھیں اور اگر یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے گھر میں دفن ہوئیں تو یہ قبر انہی کی ہو گی۔

کچھ ستون بدل دیے گئے اور ان کی جگہ ستون بنائے گئے جن میں سے ایک کے قریب ایک اور ستون کھڑا کیا گیا اور ان دونوں کو آپس میں ملا دیا گیا تا کہ اوپر سے انہیں ایک کیا جا سکے' پھر مسجد کی مشرقی دیوار اور ان ستونوں کے درمیان تنگی دکھائی دی کیونکہ وہاں ستون اکٹھے ہو گئے تھے چنانچہ ان کے درمیان ڈیڑھ ہاتھ کا فاصلہ ڈالا گیا کیونکہ انہوں نے اس دیوار کو گرا دیا اور اسے باب جبریل تک از سر نو تعمیر کیا لیکن باب جبریل کو اس کی جگہ سے تبدیل نہیں کیا۔

الفصل(3) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضی اللہ عنہ [نبی ﷺ ،ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ کا مزار شریف] باب (26.) دمر سقف الغرفة بسبب الأمطار في كل عصر حتى عندما السلطان مصر بنى قبة على الحجرة [ہر زمانے میں حجرہ کی چھت کو بارش سے نقصان ہوا حتی کہ سلطان مصر نے حجرہ پر گمبد تعمیر کروایا]

دلیل (34.)

پھر گنبد مبارک میں اوپر شگاف پڑ گیا جس میں ترمیم کا کچھ فائدہ نہ تھا چنانچہ سلطان نے شجاعی شاہین جمالی کو اس بارے میں سوچنے کو کہا اور منارۂ رئیسیہ کو بھی بنانے کا حکم دیا جس کی نگرانی شیخ حرم کے ذمہ لگائی۔ مشورہ کے بعد اس بارے میں اس کی رائے یہ تھی کہ منارہ کے اوپر کے حصے کو گرا دیا جائے اور اسے قدرے گھٹا دیا جائے چنانچہ اس کے نیچے تختیاں لگا دیں تاکہ کوئی چیز روضہ مبارکہ پر نہ گر سکے پھر اس کا اوپر والا حصہ گرایا گیا اور اسے پہلے سے بھی زیادہ مضبوط بنا دیا گیا' اس سلسلے میں مصر سے چپس منگوائی گئی اور اسے شامل کر لیا گیا چنانچہ یہ بہت خوبصورت اور مضبوط بن گیا اور جب مکمل ہو گیا تو وہ چھت زائل کر دی گئی۔ یہ واقعہ ۸۹۲ھ کا ہے۔

حجرہ مبارکہ کو گھیرنے والا مقصورہ (جالی)

رہا وہ مقصورہ شریف جو حجرہ شریفہ پر ستونوں کے درمیان حجرہ کی دیوار اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے گرد تھا اسے سلطان ظاہر رکن الدین نے بنایا تھا اور وہ یوں کہ جب ۶۶۷ھ میں اس نے حج کیا تو ارادہ کیا کہ حجرہ شریف پر لکڑی کا جنگلہ بنا دے (وہ یہی مقصورہ تھا) چنانچہ اس نے اپنے ہاتھ سے رسّی کے ذریعے حجرہ شریفہ کا چوفیرا ماپ لیا' یہ پیائش اپنے ساتھ لے گیا اور جنگلہ بنوا دیا جسے ۶۶۸ھ کو بھیجا اور اس کے گرد لگوا دیا' اس میں قبلہ' مشرق اور مغرب کی طرف تین دروازے رکھے' اسے ان ستونوں کے درمیان کھڑا کیا جو حجرہ سے ملتے تھے لیکن شام کی طرف نہیں تھے کیونکہ اس طرف سے انہوں نے حضور ﷺ کے مقام تہجد تک اضافہ کیا تھا۔ پھر ۶۹۷ھ میں اس مقصورہ کے اندر ایک اور دروازہ نکالا گیا جو دو برآمدوں کے پاس شمال میں کھلی جگہ پر تھا' پہلی آتشزدگی سے پہلے اس پر اونچی چھت تھی جسے لکڑی کے کواڑ نے گھیرا ہوا تھا' پھر یہ دروازہ نکالا گیا اور مسجد کی کھلی جگہ کی طرف سے اس کے سامنے ہلکی سی چھت بھی تھی جو پہلی چھت سے بالکل قریب چھ ہاتھ کے فاصلے پر تھی' اس میں بھی دھوپ سے بچاؤ کے لئے لکڑی کا پردہ تھا۔ اس کے نیچے ملائم مرمر تھا جو اس مرمر جیسا تھا جس کا پہلے ذکر آ چکا' اسے حضرت عمر بن عبد العزیز کی دیوار کے گرد زمین پر مقصورہ کے اندر زمین پر بچھایا گیا تھا۔ یہ کام سلطان الظاہر جقمق کے دور میں ۸۵۳ھ کو ہوا۔

زین مراغی کہتے ہیں کہ جو جنگلے رکن الدین ظاہر نے بنوائے تھے اور جو دوہرے قد انسانی جتنے تھے' جب سال ۶۹۴ھ آیا تو سلطان زین الدین کتبغا نے اس کے گرد جالی لگا دی جسے مسجد کی چھت سے ملا دیا۔ انتہی۔

پھر متولی نے بھی اس مقصورہ کا کچھ حصہ بنوایا جو پہلی عمارت میں روضہ مبارکہ سے ملا ہوا تھا اور پھر دوسری آتشزدگی میں جل گیا تھا چنانچہ اس کے بدلے انہوں نے قبلہ کی طرف تانبے کی جالیاں لگا دیں اور اس کے اوپر تانبے کی زرد جالی لگوائی' یہ حجرہ مبارکہ کو گھیرنے والی لکڑیوں کے درمیان تھی پھر حجرے کے باقی حصوں پر' جو شام کی طرف ہے اور مشرق و مغرب میں متصل ہے' لوہے کی بنی جالیاں لگائیں اور ان کے اوپر تانبے ہی کا پردہ لگایا' اس سے پہلے لوہے کی یہ جالی کسی نے نہیں لگائی تھی' تکون کے پیچھے فاصلہ چھوڑ کر لگائی' اس میں دو دروازے تھے' ایک تو تکون کی دائیں طرف اور

الفصل (3.) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضي الله عنهم [نبی ﷺ، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کا مزار شریف] باب (27.) تاريخ المزار الشريف، رواه الشيخ عبد الحق محدّث دهلوي رحمة الله عليه [شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمہ اللہ علیہ نے روایت کی ہوئی مزار شریف کی تاریخ]

دلیل (35.)

بنعم خالق زمین و زمان و فیض بانی این و آن

جذب القلوب الی دیار المحبوب

در مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مطبوع گردید

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

الفصل (.3) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضي.الله.عنهم [نبی ﷺ، ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کا مزار شریف] باب (.27) تاريخ المزار الشريف، رواه الشيخ عبد الحق محدّث دهلوي رحمة.الله.عليه [شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمہ.اللہ علیہ نے روایت کی ہوئی مزار شریف کی تاریخ]

دلیل (.35)

جذب القلوب

۱۲۱

وما بین مامون خلیفه زیادتها در عمارت مهدی کرد والله اعلم **فصل** اما حجره منیفه که حاوی قبور شریفه است در اول حجره بود داخل بیت عایشه رضی الله عنها از جرید نخل بر طبق سائر حجرات مصطفویه چنانچه معلوم شد و چون دفن سرور انبیا صلی الله علیه و آله و سلم بموجب حکم الهی هم در حجرهٔ شریفه شد عایشه صدیقه رضی الله عنها نیز در خانه خود ساکن میبود و میان او و قبر شریف پرده نبود و در آخر بسبب جرات و عدم تحاشی مردم از در آمدن بر قبر شریف و بردا شتن خاک ازان خانه را دو قسم ساخت و دیواری میان مسکن خود و قبر شریف کشید و تا قبر عمر بن الخطاب رضی الله عنه در حجره شریفه نشده بود عایشه گاه بیگاه بهر وضع که بودی بر قبهٔ سرور انبیا و قبر صدیق اکبر مے در آمد بعد ازان که عمر رضی الله عنه را در انجا نهادند دیگر در آمدن بجای و ملاحظه مینمود و تا ستر کامل و پوشش تمام نمیکرد بر قبور نمی در آمد و بعد ازان که امیر المومنین عمر در مسجد زیادت کرد حجره را از خشت خام بنا کرد و تا زمان حدوث عمارت ولید این حجره ظاهر بود عمر بن عبد العزیز بحکم ولید بن عبد الملک آن را هدم کرد و بحجاره منقوشه بر آورد و بر ظاهر آن حظیره دیگر بنا کرد در هیچکدام ازین دو در او در نگذاشت و بعضے گفته اند که بجانب شام بابی دار د مسدود و تحقیق همان قول اوست از عمر و روایت میکنند که وی به عمرو بن عبد العزیز گفت اگر حجره شریفه بر حال خود گذارند و عمارتے گرد آن بر آرند احسن باشد گفت امیر المومنین حکم چنین کرده است و مرا جز امتثال آن چاره نیست و از محمد بن عبد العزیز روایت آمده است که در وقت حفر اساس حجره قدمی ظاهر شد و بعد از تحقیق حال ظاهر شد که آن پای امیر المومنین عمر بود که بجهت ضیق مکان در بنیاد حجره افتاده بود زیرا که قول اصح در وضع قبور شریفه آنست که سر ابو بکر صدیق محاذی صدر شریف نبویست صلی الله علیه و آله و سلم و سر عمر فاروق محاذی سینه ابو بکر رضی الله عنهما بدین شکل صفت روضه مطهره حضرت رسول الله صلے الله علیه و آله و اصحابه و سلم

الفصل (.3) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضي الله عنهم [نبی ﷺ ،ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کا مزار شریف] باب (.27) تاريخ المزار الشريف، رواه الشيخ عبد الحق محدّث دهلوي رحمة الله عليه [شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمہ اللہ علیہ نے روایت کی ہوئی مزار شریف کی تاریخ]

دليل (.35)

جذب القلوب ۱۲۲

پس برین تقدیر اگر یا تہاے

بہ بنیاد دیوار حجرہ رسد دور بنا شد و بعد از بنای عمر بن عبد العزیز تا امروز آمدن در حجرہ قبور ممتنع شد غیر آنکہ آوردہ اند کہ در سنہ ثمان و اربعین و خمسمائہ آوازے از درون حجرہ شریف شنیدہ شد بدان ماند کہ چیزے از عمارت افتادہ باشد شخصی را از مشایخ صوفیہ کہ بصفت طہارت و نظافت و مجاہدت و ریاضت موصوف بود چندروز مخصوص از برای مزید تنظیف و تطہیر ریاضت ترک طعام نمودہ بر ریسما نہا بستہ از راہ دریچۂ کہ در یک جانب سقف بود در آوردند غالبا خاکے از سقف افتادہ بود ازالہ آن کردہ محاسن خود را جاروب آستانہ ملک آشیانہ ساخت و ہمچنین در قربت ہمین تاریخ مذکور برای مصلحتے دیگر کہ بہ تنظیف موضع شریف تعلق داشت و یکی از اغوات را کہ بخدمت حجرہ شریفہ متضمن بودند یا متولی عمارت فرود آوردہ تنظیف مکان قدس نشان نمودند و در حدود سنہ خمسین و خمسمائہ جمال الدین کہ صاحب ماثر جمیلہ و محامد جزیلہ است و در مدینہ مطیبہ احوال خیرات و مبرات او بر صحائف روزگار مسطور و محامد و مناقب او بر السنہ خطباء مسجد شریف آن زمان

الفصل (3.) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضي الله عنهم [نبی ﷺ، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کا مزار شریف] باب (27.) تاریخ المزار الشریف، رواه الشيخ عبد الحق محدّث دهلوي رحمة الله عليه [شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمہ اللہ علیہ نے روایت کی ہوئی مزار شریف کی تاریخ]

دلیل (35.)

جذب القلوب ۱۲۳

مذکور بود و در جوار آنحضرت شرقی شباک که آنرا آلان باب جبرئیل گویند در جانب غربی رباطہ خورد کہ مشہورست برباط عجم مدفونست شباکی از صندل گرد حجرہ شریفہ کشید در ہمان ایام ابن ابی الہیجا شریف کہ از وزرای ملوک مصر بود اسم او در بعضی مساجد ما ثورہ کہ در جانب مسجد فتحند مسطورست از دیبای سفید مطرز بطراز ات حریر سرخ سورہ یس بران مکتوب شدہ بجہت تعلیق حجرہ شریفہ ارسال نمود بعد از شنیدن از جانب خلافت مستضی باللہ آنرا تعلیق نمودند بعد ازین تاریخ ہر کدام از ملوک در ابتدای جلوس بر سریر سلطنت از سال ستارہ معتاد ساختند و آلان قانون سلاطین روم در ابدای آن برہمین نہج واقع است و در سنہ ثمان وسبعین وستمائۃ در دولت قلاؤون صالحی قبۂ خضرا کہ بالای خطیرہ شریفہ است بلند تر از سقف مسجد بطرزیکہ آلان موجودست با شباک نحاس بنا فرمودند و قبل ازان ارتفاع قبہ از سقف مسجد زیادہ از نصف قامت مرد نبود و آلان بنای مسجد شریف کہ در سنہ احدی والف ہجریہ کہ مسودۂ این اوراق بہ بیاض میرود موجودست بنای ملک قائتبای است کہ از ملوک مصر بود و خادم حرمین شریفین در حدود سنہ ثمان وثمانین وثمانمائۃ وجود یافتہ و این قائتبای از ملوک شراکیہ بود واز سعادتمندان وقت آثار عظمتے واز بنای ربط وتعیین وظائف واوقاف در حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیما برپاست و وی بشرف ادای مناسک حج از سائر ملوک وقت امتیاز یافتہ واساس دولت او بدست سلاطین روم مستاصل شدہ و وی بساط روضۂ شریفہ را بجہت تبرک بمواطی اقدام برکات انتظام نبوی واصحاب او صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ عنہم ترک تکلف ترخیم وتحجیر دادہ بفرش خاک پاک اکتفا نمودہ بود بعد از وی سلطان سلیمان رومی در اوسط مائۃ عاشرہ از سنگ مرمر خام در روضۂ متبرکہ بساط بستہ کہ آلان موجودست وبعضی بنا ہای دیگر مثل جدار تجدید روضہ وتمیز او از زیادت عثمانیہ وبنای متہجد شریف از آثار سلطان سلیمان مذکورست واللہ اعلم

الفصل (.3) المزار المقدس النبي ﷺ، أبوبكر و عمر رضي.الله.عنهم [نبی ﷺ، ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کا مزار شریف] باب (.27) تاریخ المزار الشريف، رواه الشيخ عبد الحق محدّث دهلوي رحمة.الله.عليه [شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمہ.اللہ علیہ نے روایت کی ہوئی مزار شریف کی تاریخ]

دلیل (.35)

جذب القلوب الی دیار المحبوب

تاریخ مدینہ

مُصنف

حضرت شیخ عبدُالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ
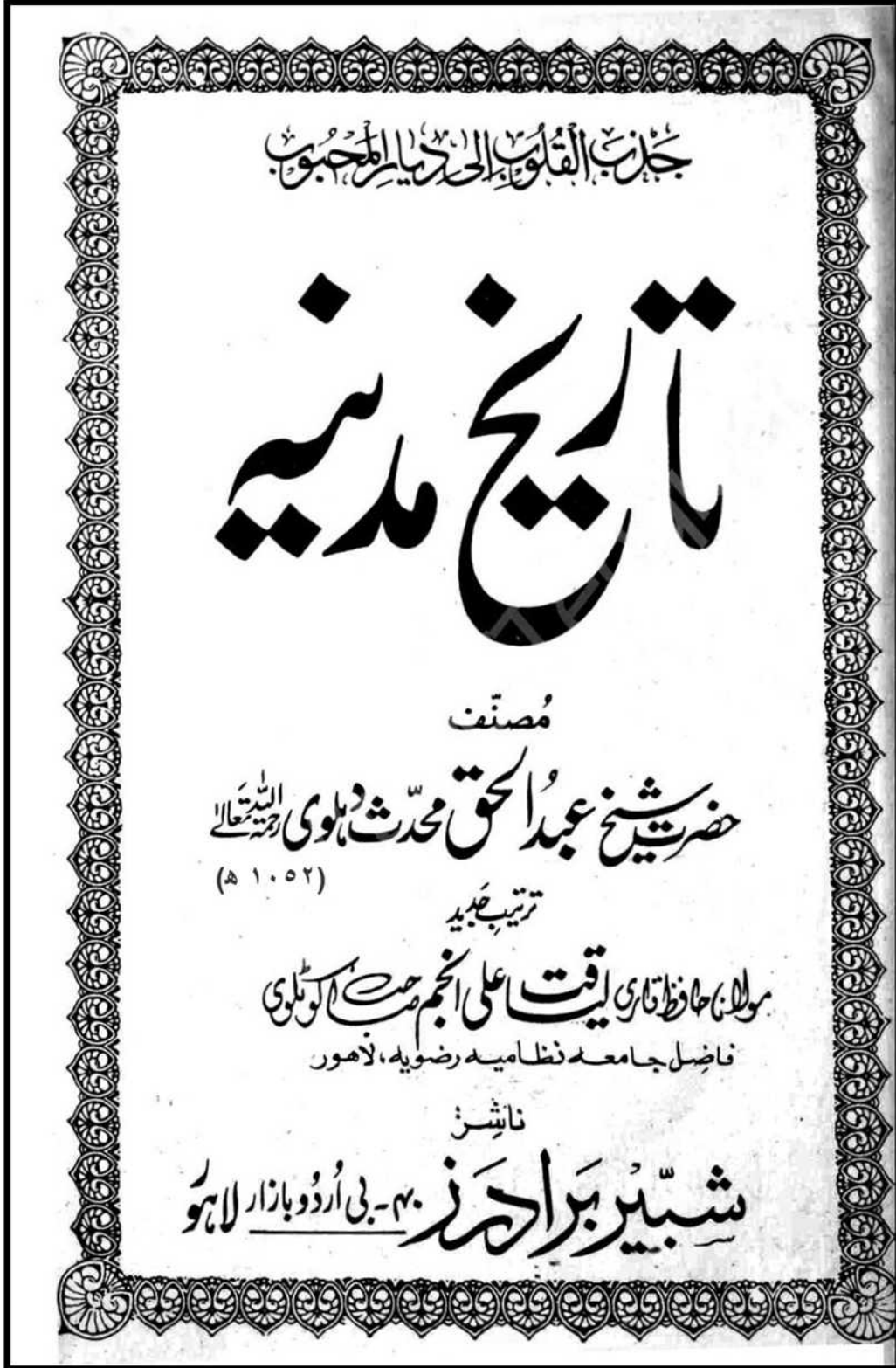
(۱۰۵۲ ھ)

ترتیبِ جدید

مولانا حافظ قاری لیاقت علی انجم صاحب کوٹلوی

فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

ناشِر:

شبّیر برادرز ۴۰-بی اُردو بازار لاہور

دليل (35.)

ولید کی تعمیر کی ابتدا 88ہجری میں اور انتہا 91 ہجری میں ہوئی تھی۔ تین سال تک تعمیر کا کام جاری رہا۔ اس عمارت میں مسجد کے چاروں کونوں پر چار مینار تھے لیکن اس کے بعد جب سلیمان بن عبدالملک حج کو آیا تو جو منار باب السلام کے پاس تھا اس جگہ مروان کا گھر تھا۔ مروان کے مکان کے صحن میں اس کا سایہ پڑتا تھا حکم دیا کہ اس منارہ کو گرا دیا جائے۔ سمنودی کے ظاہری کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تعمیر سے پہلے منار کا دستور نہ تھا واللہ اعلم۔ اسی کے زمانے میں مسجد نبوی ﷺ میں نماز جنازہ کی ادائیگی ممنوع قرار پائی۔

(4): توسیع مہدی کی طرف سے ہوئی۔ یہ خلفائے عباسیہ میں سے ہیں۔ مہدی عباسی سے پہلے کسی شخص نے بھی ولید کی عمارت پر توسیع نہیں کی تھی۔ مہدی نے یہ توسیع 161 ہجری میں کی۔ فقط دس ستون مسجد میں بجانب شام بنوا دیئے اور اس نے تکلف کا وہی طریقہ برقرار رکھا جو ولید کی عمارت میں پہلے سے موجود تھا۔ مہدی عباسی کے بعد کسی شخص نے توسیع نہیں کی ہے لیکن بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ 202ہجری میں خلیفہ مامون الرشید نے مہدی کی عمارت میں توسیع کی تھی۔ واللہ اعلم۔

فصل: اس حجرہ شریف کا بیان جو قبور شریف کو احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا حجرہ ہے۔ یہ بھی تمام حجرات مصطفویہ کی طرح کھجور کی چھال سے تعمیر ہوا تھا جب حکم الٰہی کے مطابق سرور انبیاء ﷺ کا مدفن یہی حجرہ شریف قرار پایا تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی اسی حجرہ میں قیام فرما تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور قبر شریف کے درمیان کوئی پردہ نہ تھا۔ قبر شریف کے پاس جب لوگ کثرت سے آنے جانے لگے اور یہاں کی خاک بھی بطور تبرک لے جانے لگے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے

اس مکان کے دو حصے کر دیئے اور اپنی سکونت اور قبر شریف کے درمیان ایک دیوار کھینچ دی جب تک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی قبر اس حجرہ شریف میں نہیں بنی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کبھی کبھی جس طرح بھی ممکن ہوتا۔ حضور ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر پر آتی رہتی تھیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہاں پر دفن ہوگئے تو آنے میں پردہ کا اہتمام فرمانے لگیں جب تک کامل پردہ اور پورا لباس نہ استعمال کرتیں قبروں پر نہ آیا کرتی تھیں۔

امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب مسجد میں اضافہ کیا تھا تو اس حجرہ کو کچی اینٹ سے تعمیر کرا دیا تھا۔ ولید کی تعمیر کے زمانے تک یہ حجرہ برقرار رہا۔ عمر بن عبدالعزیز نے ولید ابن عبدالمالک کے حکم سے اس کو منہدم کرکے منقش پتھروں سے تیار کیا۔ اس کی پشت پر ایک دوسرا احاطہ بنوا دیا اور ان دونوں عمارتوں میں سے کسی میں کوئی دروازہ نہیں چھوڑا۔ بعض نے یہ کہا کہ شام کی جانب ایک بند دروازہ ہے لیکن تحقیق یہی ہے کہ پہلا قول صحیح ہے عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ اگر حجرہ شریف کو اس کے حال پر ہی چھوڑ دیا جائے اور اس کے گرد ایک عمارت تیار کی جائے تو زیادہ اچھا ہوگا۔ عمر نے کہا کہ مجھے امیرالمومنین نے جیسا حکم دیا ہے اس کی تعمیل کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے محمد ابن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ نہوں نے عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ اگر حجرہ شریف کو اس کے حال پر ہی چھوڑ دیا جائے اور اس کے گرد ایک عمارت تیار کی جائے تو زیادہ اچھا ہوگا عمر نے کہ وہ پاؤں امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ کا ہے جو تنگی مکان کی وجہ سے حجرہ کی بنیاد میں تھا اس لئے قبور شریف کے بننے میں صحیح ترین قول یہ ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سر نبی ﷺ کے سینہ مبارک کے پاس ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سینہ کے مقابل ہے جس کی صورت یہ ہے۔

قبر شریف سرور انبیاء ﷺ
قبر شریف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
قبر شریف عمر فاروق رضی اللہ عنہ

اس صورت میں اگر عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں حجرہ کی دیوار میں ہو تو کچھ بعید نہیں ہے۔ عمر ابن عبدالعزیز کی تعمیر کے بعد سے آج تک ان قبور کے حجرہ میں آنا ممکن ہو گیا ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ پانچ سو اڑتالیس ہجری میں حجرہ شریف کے اندر ایک آواز دھماکے کی سنی گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے عمارت میں سے کچھ گرا ہے۔ حجرہ میں ایک ایسے شخص کو بھیجنا تجویز کیا گیا جو مشائخ صوفیہ میں سے تھے اور طہارت' صفائی' مجاہدہ اور ریاضت جیسی صفات سے متصف تھے۔ انہوں نے مزید صفائی اور پاکیزگی کے لئے چند روز تک غذا نہ استعمال کی اس کے بعد اپنے کو رسی میں باندھ کر کھڑکی کے راستہ سے (جو چھت میں ایک طرف تھا۔ نیچے لٹکایا۔ غالباً کچھ مٹی چھت سے گری ہوئی تھی اس کو دور کیا اور اپنی داڑھی کو جھاڑو بنا کر آستانہ کی صفائی کی۔ اسی تاریخ مذکورہ کے قریب قریب کسی ایسی ہی دوسری غرض سے جو اس مقام شریف کی صفائی سے تعلق رکھتی تھی۔ ایک اور شخص کو جو حجرہ شریف کی خدمت پر مامور تھے۔ عمارت کے متولی کے ساتھ نیچے اتار کر اس مکان مقدس کی صفائی کرائی اور 550ہجری میں جمال الدین اصفہانی جو صاحب کمال لوگوں میں سے ہیں' وہیں دفن کئے گئے۔ مدینہ منورہ میں جمال الدین کی نیکیاں اور بھلائیاں زمانے کے اوراق پر لکھی ہوئی ہیں اور ان کے اوصاف اور مناقب کا ذکر مسجد شریف کے خطیبوں کی زبان پر رہتا تھا۔ حضور ﷺ کے قریب جو شرقی کھڑکی ہے اور جس کو اس زمانے میں باب جبرئیل کہتے ہیں اس کے مغرب میں رباط خورد ہے اور یہ رباط عجم کے نام سے مشہور ہے۔ جمال الدین یہیں دفن کئے گئے ہیں انہوں نے حجرہ شریف کے گرد ایک جالی صندل کی کھینچی تھی انہیں ایام میں ابن ابی الہیجا نے سرخ ریشمی کپڑا نقوش سے منقش سفید اس حجرہ شریف پر لٹکانے کی

غرض سے بھیجا۔ اس ریشمی کپڑا پر سورہ یٰسین لکھی ہوئی تھی۔ ابن ابی الہیجا شاہان مصر کے وزیروں میں سے تھے اور ان کا نام بعض مساجد باتورہ میں جو مسجد فتح کی سمت میں لکھا ہوا ہے۔ مذکورہ منقش خلیفہ مستنجی باللہ سے اجازت حاصل کرکے لٹکایا گیا تھا۔ اس کے بعد ہر بادشاہ نے اپنی تخت نشینی کے وقت اس پردہ کا بھیجنا اپنے فرائض اور دستور میں شامل کرلیا۔ سلاطین روم کا اب تک یہی قاعدہ کہ ہے کہ ایک پردہ بھیجتے ہیں۔

678ہجری میں قلاؤن صالحی نے تانبے کی جالیوں کے ساتھ قبہ خضرا بنوایا یا جو حظیرہ شریفہ کے اوپر مسجد کی چھت سے بلند ہے اور اب تک اسی طرح سے موجود ہے۔ اس سے پہلے قبہ کی بلندی مسجد کی چھت سے آدمی کی نصف قد سے زائد نہ تھی۔ یہ مسجد شریف جو اس وقت (1001ھ)موجود ہے وہ قاتیبا بادشاہ مصر کی تعمیر سے ہے یہ 888ھ میں آیا تھا۔ (1001ھ سے یہ مراد ہے کہ اس سن ہجری میں یہ اوراق تحریر کئے ہیں) یہ خادم حرمین شریفین بادشاہ ملوک شراکیہ سے تعلق رکھتا تھا اور اس وقت میں نہایت سعادت مند تھا۔ اس کی بڑائی اور عظمت کا اظہار رباط کی تعمیر' وظائف کا تعین اور حرمین شریفین کے لئے اوقاف کے قیام سے بخوبی ہوجاتا ہے۔ قاتیبا نے ارکان حج ادا کرنے کے وقت تمام سلاطین وقت سے امتیاز حاصل کرلیا تھا۔ اس نے روضہ شریف کے فرش کو بطور تبرک اس کی قدیم حالت پر چھوڑ دیا تھا اس لئے کہ حضور ﷺ کے قدم مبارک اس خاک پر لگ چکے تھے اس لئے پتھر کا فرش لگانا اچھا نہ سمجھا۔ قاتیبا کی سلطنت کی بنیاد سلاطین روم کے ہاتھ سے منقطع ہوگئی۔ اس کے بعد سلطان سلیمان رومی نے دسویں صدی کے وسط میں روضہ متبرکہ میں سنگ مرمر کا فرش لگایا۔ اب تک موجود ہے اور بعض دوسری تعمیریں بھی کیں۔ جیسے دیوار روضہ اقدس' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تعمیر پر کچھ اضافہ او رجائے تہجد کی تعمیر وغیرہ یہ سب سلطان سلیمان مذکور کی یادگار ہے۔ واللہ

باب (.28) النبي آدم عليه السلام

دليل (.36)

سنن الدارقطني

تأليف

الإمام الحافظ علي بن عمر الدارقطني

المتوفى ٣٨٥ هـ

حققه وعلق عليه

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود والشيخ علي محمد معوض

الجزء الثاني

دار المعرفة

بيروت - لبنان

باب (28.) النبي آدم عليه السلام

دليل (36.)

٣ - بَابُ مَكَانِ قَبْرِ آدَمَ ﷺ وَالتَّكْبِيرِ عَلَيْهِ أَرْبَعًا

١٧٨٨/١ - حدثنا محمد بن مَخْلَد، ثنا أحمد بن محمد بن سليمان العلاف(١)، ثنا صباح بن مَرْوَان، ثنا عبد الرحمن بن مالك بن مِغْوَل، عن عبد الله بن مسلم بن هُرْمُز، عن سعيد بن جبير وعروة، عن ابن عباس قال: صَلَّى جِبْرِيلُ - عَلَيْهِ السَّلامُ - عَلَى آدَمَ - عَلَيْهِ السَّلَامُ -، كَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا، صَلَّى / جِبْرِيلُ بِالْمَلَائِكَةِ يَوْمَئِذٍ، وَدُفِنَ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ(٢)، وَأُخِذَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ، وَلُحِدَ(٣) لَهُ وَسُنِّمَ(٤) قَبْرُهُ. ‏٧٠/٢

عبد الرحمن بن مالك بن مغول متروك. ورواه أبو إسماعيل المؤدب عن ابن هرمز، عن أبي حَزْرَة عن عروة... قوله، بعض هذا الكلام.

١٧٨٩/٢ - ثنا عبد الله بن محمد بن عبد العزيز، ثنا الفضل بن الصباح البزاز(٥)،

باب: الجنب يخرج ويمشي في السوق وغيره، ومسلم في الحيض (٣٧١) باب: الدليل على أن المسلم لا ينجس، وأبو داود في الطهارة (٢٣١)، والترمذي (١٢١) باب ما جاء في مصافحة الجنب، والنسائي (١/ ١٤٥) في الطهارة، وابن ماجه في الطهارة (٥٣٤) باب: مصافحة الجنب، وابن أبي شيبة (١/ ١٧٣)، وأبو عوانة (١/ ٢٧٥)، وابن الجارود (٩٦). وله شاهد من حديث حذيفة مرفوعًا، نحوه. أخرجه مسلم (٣٧٢)، وأبو داود (٢٣٠)، والنسائي (١/ ١٤٥)، وابن ماجه (٥٣٥)، وأحمد (٥/ ٣٨٤، ٤٠٢)، وأبو عوانة (١/ ٢٧٥)، وابن أبي شيبة (١/ ١٧٣).

١٧٨٨ - هكذا أورده الدارقطني من رواية هذا المتروك. وأخرجه الحاكم (١/ ٣٨٦) من وجه آخر عن ابن عباس مرفوعًا. وفي إسناده الفرات بن السائب الجزري.

قال الحاكم عقبه: «لست ممن يخفى عليه أن الفرات بن السائب ليس من شرط هذا الكتاب، وإنما أخرجته شاهدًا». اهـ. وقال الذهبي في «التلخيص»: «فرات ضعيف». اهـ.

١٧٨٩ - أخرجه الدارقطني هنا من طريق عثمان بن سعد ويونس عن الحسن، وأخرجه البيهقي (٤/ ٣٦) من طريق أبي عبيدة عن عثمان بن سعد، به.

---

(١) أحمد بن محمد بن سليمان، أبو الحسن العلاف المعروف بـ «ابن الفأفأ»: قال الخطيب البغدادي: وما علمت من حاله إلا خيرًا. مات سنة خمس وثمانين ومائتين. ينظر: تاريخ بغداد (٥/ ٢٣، ٢٤).

(٢) خَيْف - بالفتح ثم السكون وآخره فاء - والخيف: هو المنحدر من غلظ الجبل، قد ارتفع عن مسيل الماء فليس شرفًا (مرتفعًا) ولا حضيضًا. وخيف مِنى: هو الموضع الذي ينسب إليه مسجد الخيف... وقال الزهري: الخيف: الوادي. ينظر: مراصد الاطلاع (١/ ٤٩٥)، النهاية (٢/ ٩٣).

(٣) أصل الإلحاد: الميل والعدول عن الشيء. واللحدُ: الشق الذي يُعْمَل في جانب القبر لموضع الميت؛ لأنه قد أميل عن وسط القبر إلى جانبه. يقال: لَحَدت وألْحَدت. النهاية (٤/ ٢٦٣).

(٤) سَنَّم القَبْر: رفعه وعلاه عن وجه الأرض ولم يسطحه. الوسيط (س ن م).

(٥) الفضل بن الصباح، البغدادي، السمسار، أصله من نَهَاوَنْد، ثقة عابد، من العاشرة، مات سنة خمس وأربعين ومائتين. ينظر: التقريب (٢/ ١١٠).

باب (28.) النبي آدم عليه السلام

دليل (36.)

شرح

فتوحاتِ جہانگیری

سُنن دارقطنی

جزو پنجم

5-6

متن

امام ابو الحسن علی بن عمر دارقطنی

ترجمہ

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور

فون: 042-37246006

باب (.28) النبي آدم عليه السلام

دليل (.36)

کیونکہ مسلمان زندگی اور موت کسی بھی حالت میں نجس نہیں ہوتا۔

3-باب مَكَانِ قَبْرِ آدَمَ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَالتَّكْبِيرِ عَلَيْهِ أَرْبَعًا.

باب 3: حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کی جگہ اور اُن پر چار تکبیروں کا کہا جانا

1788- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْعَلَّافُ حَدَّثَنَا صَبَّاحُ بْنُ مَرْوَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعُرْوَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا صَلَّى جِبْرِيلُ بِالْمَلَائِكَةِ يَوْمَئِذٍ وَدُفِنَ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ وَأُخِذَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَلُحِدَ لَهُ وَسُنِّمَ قَبْرُهُ .عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ مَتْرُوكٌ .وَرَوَاهُ أَبُو إِسْمَاعِيلَ الْمُؤَدِّبُ عَنِ ابْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي حَزْرَةَ عَنْ عُرْوَةَ قَوْلَهُ بَعْضَ هٰذَا الْكَلَامِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کی نماز جنازہ ادا کی تھی، انہوں نے حضرت آدم پر چار تکبیریں پڑھی تھیں، حضرت جبریل علیہ السلام نے فرشتوں کو اسی دن نماز پڑھائی تھی اور حضرت آدم علیہ السلام کو "مسجد خیف" میں دفن کیا گیا، ان کا رخ قبلے کی طرف کیا گیا تھا اور ان کے لیے لحد بنائی تھی اور ان کی قبر پر چونا لگا دیا گیا تھا۔

اس روایت کا راوی عبدالرحمٰن بن مالک متروک ہے، دیگر راویوں نے اس روایت کے بعض حصے کو عروہ کے کلام کے طور پر نقل کیا ہے۔

١٧٨٧- اخرجه الحاكم (١/٣٨٦) آخر كتاب الجنائز من رواية خالد بن مخلد: ثنا سليمان ابن بلال عن عمرو بن ابي عمرو عن عكرمة عن ابن عباس، مرفوعاً بنحوه- وقال الحاكم: صحيح على شرط البخاري و لم يخرجاه- و فيه رفض لحديث مختلف فيه على محمد بن عمرو باسانيده: (من غسل منا فليغتسل)- اه- و تعقبه الذهبي بقوله: (بل نعمل بهما: فيستحب الغسل)- اه- و اخرجه الحاكم ايضاً (١/٣٨٥) من رواية ابي بكر و عثمان ابني ابي شيبة عن سفيان: باسناده مرفوعاً- و علقه البخاري في الجنائز (٣/١٥٠) باب: (غسل الميت ووضوئه بالماء و السدر) موقوفاً على ابن عباس فقال: (وقال ابن عباس- رضي الله عنهما-: المسلم لا ينجس حيا ولا ميتا)- قال ابن حجر في (الفتح) (٣/١٥٢): (وصله سعيد بن منصور: حدثنا سفيان عن عمرو ابن دينار عن عطاء عن ابن عباس- رضي الله عنهما- قال: (لا تنجسوا موتاكم: فان المومن ليس ينجس حيا ولا ميتا)- اسناده صحيح- وقد روي مرفوعاً: اخرجه الدارقطني من رواية عبد الرحمن بن يحيى المخزومي عن سفيان- و كذلك اخرجه الحاكم من طريق ابي بكر و عثمان ابني ابي شيبة عن سفيان- و الذي في مصنف ابن ابي شيبة عن سفيان موقوف: كما اخرجه سعيد بن منصور- وروى الحاكم نحوه مرفوعاً ايضا من طريق عمرو بن ابي عمرو عن عكرمة عن ابن عباس رضي الله عنهما)- اه- قلت: و الاثر عن ابن عباس موقوف عند ابن ابي شيبة (٣/٩٢)، و عبد الرزاق (٣/٤٠٥) في الجنائز باب من غسل ميتا اغتسل او توضا- وله شواهد موقوفة عندهما عن عائشة، و ابن مسعود، و ابن عمر، و غيرهم- و ذكر له البخاري شاهدا عن سعد بن ابي وقاص من قوله هو- و ذكر له البخاري شاهدا مرفوعاً: (المومن لا ينجس)- و قد روى هذا الحديث عن ابي هريرة- رضي الله عنه- مرفوعاً- اخرجه البخاري في الغسل (٢٨٣) باب: عرق الجنب، و ان المسلم لا ينجس، و (٢٨٥) باب: الجنب يخرج و يمشي في السوق وغيره، و مسلم في الحيض (٣٧١) باب: الدليل على ان المسلم لا ينجس، و ابو داود في الطهارة (٢٣١)، الترمذي (١٢١) باب ما جاء في مصافحة الجنب، و النسائي (١/١٤٥) في الطهارة، و ابن ماجه في الطهارة (٥٣٤) باب: مصافحة الجنب، ابن ابي شيبة (١/١٧٣)، و ابو عوانة (١/٢٧٥)، و ابن الجارود (٩٦)- و له شاهد من حديث حذيفة مرفوعاً نحوه- اخرجه مسلم (٣٧٢)، ابو داود (٢٣٠)، و النسائي (١/١٤٥)، و ابن ماجه (٥٣٥)، و احمد (٥/٣٨٤، ٤٠٢)، و ابو عوانة (١/٢٧٥)، و ابن ابي شيبة (١/١٧٣)-

١٧٨٨- هكذا اورده الدارقطني من رواية هذا المتروك- و اخرجه الحاكم (١/٣٨٦) من وجه آخر عن ابن عباس مرفوعاً- و في اسناده الفرات بن السائب الجزري- قال الحاكم عقبه: (لست ممن يخفى عليه ان الفرات بن السائب ليس من شرط هذا الكتاب، و انما اخرجته شاهدا)- اه- و قال الذهبي في (التلخيص): (فرات ضعيف)- اه-

باب (.28) النبي آدم عليه السلام

دليل (.37)

وإن تعدوا نعمت الله لا تحصوها

نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری

جلد سوم

الاحادیث: ۱۶۰۶ ـــ ۹۴۴

کتاب الخوف، کتاب العیدین، کتاب الوتر، کتاب الاستسقاء، کتاب الکسوف، کتاب سجود القرآن، کتاب تقصیر الصلوٰۃ، کتاب التہجد، کتاب فضل الصلوٰۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، کتاب العمل فی الصلوٰۃ، کتاب السہو، کتاب الجنائز، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الحج

تصنیف

علامہ غلام رسول سعیدی

ارشد برادرس

باب (.28) النبي آدم عليه السلام

دليل (.37)

(حاشیۃ التاؤدی بن سودہ علی صحیح البخاری ج ۲ ص ۹۶ 'دار الکتب العلمیہ 'بیروت' ۱۴۲۸ھ)

میں کہتا ہوں کہ امام شافعی نے درج ذیل حدیث سے بھی استدلال کیا ہے:

حضرت ابووائل بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوالھیاج الاسدی سے کہا: میں تمہیں اس کام کے لیے بھیج رہا ہوں جس کام کے لیے نبی ﷺ نے مجھے بھیجا تھا کہ تم جس قبر کو بھی بلند دیکھو اس کو ہموار کردو اور جس مجسمہ کو بھی دیکھو اس کو مٹادو۔

(صحیح مسلم: ۹۶۹ 'سنن ابوداؤد: ۳۲۱۸ 'سنن ترمذی: ۱۰۴۹ 'سنن نسائی: ۲۰۳۰ 'مسند احمد ج ۱ ص ۸۹)

فقہاء شافعیہ کے دلائل کے جوابات

علامہ بدرالدین عینی حنفی نے سنن ابوداؤد: ۳۲۲۰ کے جواب میں کہا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے اور وہ حدیث مرسل ہے اور امام شافعی حدیث مرسل کو حجت نہیں مانتے' اور صحیح مسلم: ۹۶۹ کے جواب میں کہا ہے کہ اس سے مراد وہ قبریں ہیں جن کو فخر اور مباہات کے لیے بلند بنایا گیا ہو یا اس کو ایک بالشت سے زیادہ بلند بنایا گیا ہو۔ (عمدۃ القاری ج ۸ ص ۳۲۴)

علامہ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ لکھتے ہیں:

قبر کو کوہان کی طرح بنانا مسطح بنانے سے افضل ہے' امام مالک' امام ابوحنیفہ' امام احمد اور ثوری کا یہی مذہب ہے' امام شافعی نے کہا کہ قبر کو مسطح بنانا افضل ہے' انہوں نے کہا: ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے صاحب زادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر کو مسطح بنایا تھا اور قاسم نے کہا: میں نے نبی ﷺ' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کو مسطح دیکھا۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ سفیان تمار نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کی قبر کو' کوہان کی مثل دیکھا۔ (صحیح البخاری: ۱۳۹۰-۲) حسن بصری سے بھی اسی طرح مروی ہے' نیز اس لیے کہ قبر کو مسطح بنانا' اہل دنیا کی عمارتوں کے مشابہ ہے اور یہ اہل بدعت کا شعار ہے' اس لیے مکروہ ہے اور ہماری دلیل بخاری کی روایت ہے' اس لیے وہ ان کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے' اس لیے اس پر عمل کرنا اولیٰ ہے۔ (المغنی ج ۳ ص ۱۷۶ 'دار الحدیث' قاہرہ' ۱۴۲۵ھ)

شمس الائمہ محمد بن احمد السرخسی الحنفی التوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں:

قبر کو' کوہان کی طرح بنایا جائے' مربع نہ بنایا جائے' کیونکہ النخعی نے بیان کیا ہے کہ مجھے اس نے حدیث بیان کی' جس نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کو دیکھا تھا کہ ان کی قبریں کوہان کی طرح تھیں اور ان پر سفید مٹی سے لپائی کی گئی تھی اور اس لیے بھی کہ مربع بنانا دنیاوی طرز تعمیر ہے اور قبروں کو دنیاوی طرز تعمیر سے مختلف بنانا چاہیے' نیز قبر کو مربع بنانا روافض کا (اور اہل کتاب کا) شعار ہے۔ (المبسوط ج ۲ ص ۹۹ 'دار الکتب العلمیہ 'بیروت' ۱۴۲۱ھ)

علامہ محمود بن صدر الشریعہ ابن مازہ البخاری المتوفی ۶۱۶ھ لکھتے ہیں:

قبر کو' کوہان کی طرز پر بنانا چاہیے' وہ زمین سے ایک بالشت یا کچھ زیادہ اونچی ہو' اس سے زیادہ اونچی نہ بنائی جائے' امام شافعی نے کہا کہ قبر کو مربع اور مسطح بنانا چاہیے' کوہان کی طرح نہیں بنانا چاہیے' ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے صاحب زادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر کو مسطح بنایا تھا۔ (تہذیب الاسماء ج ۱ ص ۵۰)

ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرشتوں کے ساتھ حضرت آدم علیہ السلام کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی قبر کو کوہان کی مثل بنایا اور اس پر خیمہ نصب کیا۔

ابراہیم النخعی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی قبر اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبریں کوہان کی مثل تھیں۔

(کتاب الآثار لامام محمد ص ۴۷)

باب (.28) النبي آدم عليه السلام

دليل (.38)

ابو الفداء

الحافظ ابن كثير

الدمشقي المتوفى سنة ٧٧٤ هـ

البداية والنهاية

الجزء الأول

ضبطت وصححت هذه الطبعة على عدة نسخ وذيلت بشروح قامت بها هيئة باشراف

الناشر

مكتبة المعارف

بيروت

١٤١٠ هـ - ١٩٩٠ م

باب (.28) النبي آدم عليه السلام

دليل (.38)

(ص) قال إن الله (خلق آدم على صورته) وقد تكلم العلماء على هذا الحديث فذكروا فيه مسالك كثيرة ليس هذا موضع بسطها والله أعلم *

وفاة آدم ووصيته الى ابنه شث

ومعنى شيث هبة الله وسمياه بذلك لانهما رزقاه بعد أن قتل هابيل * قال أبو ذر في حديثه عن رسول الله (ص) إن الله أنزل مائة صحيفة وأربع صحف . على شيث خمسين صحيفة * قال محمد بن اسحاق ولما حضرت آدم الوفاة عهد الى ابنه شيث وعلمه ساعات الليل والنهار وعلمه عبادات تلك الساعات وأعلمه بوقوع الطوفان بعد ذلك . قال ويقال إن انتساب بني آدم اليوم كلها تنتهي الى شيث . وسائر أولاد آدم غيره انقرضوا وبادوا والله أعلم *

ولما توفي آدم عليه السلام وكان ذلك يوم الجمعة جاءته الملائكة بحنوط وكفن من عند الله عز وجل من الجنة . وعزوا فيه ابنه ووصيه شيثا عليه السلام * قال ابن اسحاق وكسفت الشمس والقمر سبعة أيام بلياليهن * وقد قال عبد الله بن الامام أحمد حدثنا هدبة بن خالد حدثنا حماد بن سلمة عن حميد عن الحسن عن يحيى هو ابن ضمرة السعدي قال رأيت شيخا بالمدينة تكلم فسألت عنه فقالوا هذا أبي بن كعب . فقال إن آدم لما حضره الموت قال لبنيه أي بني إني أشتهي من ثمار الجنة قال فذهبوا يطلبون له فاستقبلتهم الملائكة ومعهم أكفانه وحنوطه ومعهم الفوس والمساحي والمكاتل فقالوا لهم يابني آدم ماتريدون وما تطلبون أوماتريدون وأين تطلبون قالوا أبونا مريض واشتهي من ثمار الجنة فقالوا لهم ارجعوا فقدقضى أبوكم فجاءوا فلما رأتهم حواء عرفتهم فلاذت بآدم فقال اليك عني فاني انما أتيت من قبلك فخلي بيني وبين ملائكة ربي عز وجل فقبضوه وغسلوه وكفنوه وحنطوه وحفروا له ولحدوه وصلوا عليه . ثم ادخلوه قبره فوضعوه في قبره . ثم حثوا عليه . ثم قالوا يابني آدم هذه سنتكم *إسناد صحيح اليه * وروى ابن عساكر من طريق شيبان بن فروخ عن محمد بن زياد عن ميمون بن مهران عن ابن عباس أن رسول الله (ص) قال كبّرت الملائكة على آدم أربعا وكبر أبو بكر على فاطمة أربعا وكبر عمر على أبي بكر أربعا وكبر صهيب على عمر أربعا * قال ابن عساكر ورواه غيره عن ميمون فقال عن ابن عمر *

واختلفوا في موضع دفنه فالمشهور أنه دفن عند الجبل الذي أهبط منه في الهند وقيل بجبل أبي قبيس بمكة *ويقال إن نوحا عليه السلام لما كان زمن الطوفان حمله هو وحواء في تابوت فدفنهما ببيت المقدس* حكى ذلك ابن جرير * وروى ابن عساكر عن بعضهم أنه قال رأسه عند مسجد ابراهيم ورجلاه عند صخرة بيت المقدس * وقد ماتت بعده حواء بسنة واحدة * واختلف في مقدار عمره عليه السلام فقدمنا

باب (.28) النبي آدم عليه السلام

دليل (.38)

تکمیل واصلاح اور مکمل نظر ثانی شدہ ایڈیشن

تاریخ ابن کثیر

اردو ترجمہ

البداية والنهاية

جلد اوّل

حصہ اوّل و دوم

اس حصہ میں تخلیق ارض وسماء، تخلیق ملائکہ وابلیس اور حضرت آدم وحوا علیہما السلام کی تخلیق اور ان کے بعد حضرت الیاس علیہ السلام تک آنے والے انبیاء کرام علیہم السلام اور انکی قوموں کے حالات اور زمانوں کا تفصیلی تذکرہ قرآن وسنت کی روشنی میں کیا گیا ہے۔

بنی اسرائیل کے مشہور وغیر مشہور انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے جو حضرت حزقیل علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جاتا ہے۔ پھر عرب جاہلیت کے بادشاہوں کی تاریخ ہے اور آخر میں سیدنا خاتم النبیین ﷺ کی بعثت کے احوال ہیں۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ

ترجمہ وتحقیق

مولانا ابو طلحہ محمد اصغر مغل فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

دار الاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

باب (.28) النبي آدم عليه السلام

دليل (.38)

کعب ہیں تو انھوں نے (ابی بن کعب) نے فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے اپنے بیٹوں کو کہا۔

اے بیٹو: جنت کے پھلوں کو کھانے کا دل چاہ رہا ہے تو بیٹے چلے گئے، تا کہ جنت کے پھل تلاش کر کر لائیں، سامنے سے ان کو فرشتے مل گئے جن کے ساتھ کفن اور خوشبو تھی، اور (قبر کھودنے کے آلات) بیلچے، پھاوڑے، ٹوکری وغیرہ اشیاء تھیں تو فرشتوں نے آدم کے بیٹوں سے پوچھا: اے بنی آدم کہاں اور کس چیز کی تلاش میں جا رہے ہو؟ کہا ہمارے والد مریض ہیں اور جنت کے پھل کھانے کو ان کا جی کر رہا ہے تو فرشتوں نے کہا، واپس چلو تمہارے والد کا وقت پورا ہو گیا ہے، تو سب واپس آ گئے حضرت حواء نے فرشتوں کو دیکھا تو پہچان لیا (کہ یہ فرشتے ہیں اور کس مقصد کے لئے آئے ہیں) تو پھر حضرت آدم علیہ السلام کے لئے پناہ مانگنے لگیں (تا کہ فرشتے چھوڑ دیں) تو حضرت آدم نے حضرت حواء کو فرمایا مجھے چھوڑ دو اپنے پاس سے، میں تجھ سے پہلے کا پیدا ہوا ہوں، لہذا میرے اور میرے رب کے فرشتوں کے درمیان راستہ خالی کر دو۔ پھر فرشتوں نے ان کی روح قبض کر لی، اور پھر غسل دیا، کفن دیا خوشبو لگائی۔

پھر گڑھا کھودا قبر بنائی اور پھر حضرت آدم پر نماز جنازہ پڑھی پھر ان کو قبر میں داخل کیا اور قبر میں رکھا، اوپر سے مٹی ڈالی، پھر کہا اے آدم کی اولاد یہ تمہاری سنت اور طریقہ ہے اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔

(۱) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ فرشتوں نے حضرت آدم پر (نماز جنازہ میں) چار تکبیریں کہیں۔

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھانے میں چار تکبیریں کہیں اور حضرت صہیب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں۔ (۲)

اور اہل علم کا ان کی قبر کی جگہ کے بارے میں اختلاف ہے، مشہور یہ ہے کہ وہ اس پہاڑ کے پاس مدفون ہیں جہاں وہ ہند میں اس کے پاس اترے تھے، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ مکہ میں جبل ابی قبیس کے پاس ہے اور کہا جاتا ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں طوفان کا وقت قریب آیا تو حضرت نوح نے اماں حواء اور ابا آدم علیہما السلام کی نعش مبارکوں کو اٹھا کر بیت المقدس میں دفن کرا دیا تھا اس کو ابن جریر نے نقل فرمایا ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ بعض اہل کتاب سے نقل کرتے ہیں کہ وہاں حضرت آدم علیہ السلام کا سر مسجد ابراہیم کے پاس ہے اور پاؤں بیت المقدس کی چٹان کے پاس، اور حواء علیہا السلام حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے صرف ایک سال بعد ہی وفات پا گئیں تھیں۔

اور حضرت آدم علیہ السلام کی عمر کی مقدار کے بارے میں کچھ اختلاف ہے، لیکن پہلے ہم ابن عباس رضی اللہ عنہ وابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کر چکے ہیں کہ لوح محفوظ میں ان کی عمر ایک ہزار سال لکھی ہوئی تھی، اور اس بات کے وہ معارض و مقابل نہیں ہو سکتی جو تورات میں ہے کہ حضرت آدم نو سو تیس سال زندہ رہے اس لئے کہ وہ کتاب تورات میں تحریف کر چکے ہیں، اور ان کا یہ قول طعن شدہ اور مردود ہے کیونکہ وہ مخالف ہے اس حق کے جو ہمارے ہاتھوں میں ہے اور محفوظ ہے، جبکہ وہ کتاب تورات میں طرح طرح کی تبدیلی کر چکے ہیں۔

اور ہاں دونوں کے درمیان موافقت و جمعیت بھی ہو سکتی ہے، اس لئے کہ اگر وہ، جو تورات میں ہے اگر محفوظ مان لیا جائے اور اس طرح وہ من جانب اللہ ہوگا تو ہم یہ کہیں گے کہ اس مدت سے مراد وہ مدت ہے جو جنت سے زمین پہ اتارے جانے کے بعد انھوں نے بسر کی، اور وہ نو سو تیس سال شمسی ہوں گے، اور یہ قمری اعتبار سے نو سو ستاون سال بنیں گے، اور ان میں وہ تینتالیس سال جمع کر لئے جائیں گے جو جنت میں بسر کئے، اس طرح ہزار سال والی ہماری حدیث اور نو سو تیس سال تورات میں مذکور، دونوں جمع ہو جائیں گے۔

عطاء خراسانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام وفات فرما گئے تو مخلوق خدا سات دنوں تک گریہ وزاری میں معروف رہی ابن عساکر نے اس کو روایت فرمایا۔

پھر جب حضرت آدم وفات پا چکے تو ان کے معاملات کے نگہبان حضرت شیث علیہ السلام بن آدم علیہ السلام بنے، وہ بھی نبی تھے، اور پہلے حدیث گزر چکی کہ حضرت ابی ذر حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ نے شیث علیہ السلام پر پچاس صحیفے نازل فرمائے تھے۔

---

(۱) وروى ابن عساكر من طريق شيبان بن فروخ، عن محمد بن زياد، عن ميمون بن مهران، عن ابن عباس، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال، الخ.

(۲) قال ابن عساكر و رواه غيره عن ميمون فقال عن ابن عمر

باب (.29) النبي نوح عليه السلام

دليل (.39)

بينه وبين دلالة القرآن فهو خطأ محض فان القرآن يقتضي أن نوحاً مكث في قومه بعد البعثة وقبل الطوفان الف سنة إلا خمسين عاماً فأخذهم الطوفان وهم ظالمون . ثم الله أعلم كم عاش بعد ذلك فان كان ماذكر محفوظا عن ابن عباس من أنه بعث وله أربع مائة وثمانون سنة وأنه عاش بعد الطوفان ثلاثمائة وخمسين سنة فيكون قد عاش على هذا ألف سنة وسبعمائة وثمانين سنة .

وأما قبره عليه السلام فروى ابن جرير والازرقي عن عبد الرحمن بن سابط أو غيره من التابعين مرسلا أن قبر نوح عليه السلام بالمسجد الحرام . وهذا أقوى واثبت من الذي يذكره كثير من المتأخرين من أنه يبلدة بالبقاع تعرف اليوم بكرك نوح وهناك جامع قد بني بسبب ذلك فيما ذكر والله أعلم *

قصة هود عليه السلام

وهو هود بن شالخ بن أرفخشذ بن سام بن نوح عليه السلام * ويقال إن هودا هو عابر بن شالخ ابن ارفخشذ بن سام بن نوح . ويقال هود بن عبد الله بن رباح بن الجارود بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح عليه السلام * ذكره ابن جرير وكان من قبيلة يقال لهم عاد بن عوص بن سام بن نوح كانوا عربا يسكنون الاحقاف وهي جبال الرمل وكانت باليمن من عمان وحضر موت بأرض مطلة على البحر يقال لها الشحر واسم واديهم مغيث * وكانوا كثيراً مايسكنون الخيام ذوات الاعمدة الضخام كما قال تعالى (ألم تر كيف فعل ربك بعاد إرم ذات العماد) أي عاد إرم وهم عاد الأولى * وأما عاد الثانية فمتأخرة كما سيأتي بيان ذلك في موضعه * وأما عاد الأولى فهم عاد (إرم ذات العماد التي لم يخلق مثلها في البلاد) أي مثل القبيلة * وقيل مثل العمد . والصحيح الأول كما بيناه في التفسير *

ومن زعم أن ارم مدينة تدور في الأرض فتارة في الشام وتارة في اليمن وتارة في الحجاز وتارة في غيرها فقد أبعد النجعة وقال ما لا دليل عليه ولا برهان يعول عليه ولا مستند يركن اليه * وفي صحيح ابن حبان عن أبي ذر في حديثه الطويل في ذكر الأنبياء والمرسلين قال فيه منهم أربعة من العرب هود وصالح وشعيب ونبيك يا أبا ذر * ويقال ان هوداً عليه السلام أول من تكلم بالعربية * وزعم وهب بن منبه أن أباه أول من تكلم بها * وقال غيره أول من تكلم بها نوح * وقيل آدم وهو الأشبه . وقيل غير ذلك والله أعلم *

ويقال للعرب الذين كانوا قبل إسماعيل عليه السلام العرب العاربة وهم قبائل كثيرة منهم عاد * وثمود * وجرهم * وطسم * وجديس * وأميم * ومدين * وعملاق * وعبيل * وجاسم * وقحطان * وبنو يقطن * وغيرهم

باب (.29) النبي نوح عليه السلام

دليل (.39)

والی ہے اور مخلوق کو رزق اسی کے وسیلے سے ملتا ہے۔

اور میں تجھے روکتا ہوں دو چیزوں سے وہ ہیں شرک اور بڑائی، راوی کہتے ہیں کہ میں نے یا کسی اور نے حضور ﷺ سے سوال کیا یا رسول اللہ شرک کو تو ہم نے جان لیا، لیکن یہ کبر (بڑائی) کیا ہے؟ کیا یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کے پاس دو عمدہ جوتے ہوں اور ان کے تسمے بھی اچھے ہوں؟ فرمایا! نہیں، پھر پوچھا تو کیا یہ ہے بڑائی کہ ہم میں کسی کے پاس عمدہ جوڑا ہو جس کو وہ پہنتا ہو؟ فرمایا نہیں پھر پوچھا تو کیا یہ ہے بڑائی کہ اس کے اصحاب ہوں اور وہ ان کے ساتھ بیٹھتا ہو؟ (یعنی وہ بڑا سردار یا لیڈر ہو یا کوئی اور صورت ہو جس سے لوگ اس کے گرد و پیش جمع ہوں تو کیا یہ بڑائی ہے) ؟ فرمایا نہیں، پھر پوچھا گیا پھر یا رسول اللہ ﷺ بڑائی کیا چیز ہے؟

تو پھر فرمایا: حق سے انکار (اور ہٹ دھرمی کرنا) اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔[1]

یہ تھی حضرت نوح علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو وصیت و نصیحت۔

آپ کی عمر مبارک:...... اہل کتاب اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے تو ان کی عمر مبارک چھ سو سال تھی، اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی کے مثل مروی ہے اور اس میں یہ زیادتی بھی ہے کہ پھر کشتی سے اترنے کے بعد آپ نے زندگی کے ساڑھے تین سو سال بسر کیے، لیکن اس خیال و قول میں کچھ (غلطی کا امکان) ہے۔ کیونکہ اگر اس قول اور قرآنی مراد و مطلب کے درمیان ہم آہنگی و موافقت نہ ہو تو یہ قول سراسر غلط ہوگا، اس لئے کہ قرآنی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نبوت ملنے کے بعد اور طوفان کی تباہی سے پہلے اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال ٹھہرے ہیں (کیونکہ قرآن میں فرمان باری ہے اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا پھر وہ ان میں ساڑھے نو سو سال ٹھہرے رہے[2] تو اس سے یہ مصنف کا دعویٰ بالکل صحیح ثابت ہوتا ہے) پھر اس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام ان میں کتنے عرصہ ٹھہرے؟ واللہ اعلم۔ اور اگر ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں سے یہ تسلیم کرلیں کہ حضرت نوح کو پیغمبری چار سو اسی (۴۸۰) سال کی عمر میں ملی اور طوفان کے بعد وہ ساڑھے تین سو سال جیے، تو اس حساب سے ان کی زندگی سترہ سو اسی (۱۷۸۰) سال بنتی ہے۔

مرقد مبارک:...... ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ اور ازرقی رحمۃ اللہ علیہ، عبدالرحمٰن بن سابط یا دوسرے تابعین سے روایت کرتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کی قبر مسجد حرام میں ہے، اور یہ بات اکثر ان متاخرین کے اقوال کے مقابلے میں زیادہ قوی اور ثابت ہے جو کہتے ہیں کہ بقاع شہر جو آج کل[3] "کرک نوح" سے مشہور ہے، وہاں ہے اور اسی وجہ سے وہاں ایک مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے۔

---

(۱) وهذا اسناد صحيح ولم يخرجوه ورواه ابو القاسم الطبرانی من حديث عبدالرحيم بن سليمان، عن محمد بن اسحاق، عن عمرو بن دينار، عن عبدالله بن عمرو، أن النبی ﷺ قال ......والظاهر انه عن عبدالله بن عمرو بن العاص، كمارواه الطبرانی و احمد، والله اعلم۔

(۲) عنکبوت ۱۴۔ (۳) یعنی مصنف کے زمانے میں مصنف م ۷۷۴

باب (.30) النبي هود عليه السلام

دليل (.40)

حدثنا أبو الطاهر حدثنا ابن وهب سمعت بن جريج يحدثنا عن عطاء بن أبي رباح عن عائشة رضى الله عنها قالت كان رسول الله (ص) إذا عصفت الريح قال (اللهم انى أسألك خيرها وخير ما فيها وخير ما أرسلت به وأعوذ بك من شرها وشر ما فيها وشر ما أرسلت به) قالت واذا عبثت السماء تغير لونه وخرج ودخل وأقبل وأدبر فاذا أمطرت سرّى عنه فعرفت ذلك عائشة فسألته فقال لعله يا عائشة كما قال قوم عاد (فلما رأوه عارضا مستقبل أوديتهم قالوا هذا عارض ممطرنا) رواه الترمذى والنسائى وابن ماجه من حديث ابن جريج *

طريق أخرى * قال الامام أحمد حدثنا هرون بن معروف أنبأنا عبد الله بن وهب أنبأنا عمرو وهو ابن الحارث أن أبا النضر حدثه عن سليمان بن يسار عن عائشة أنها قالت ما رأيت رسول الله (ص) مستجمعاً ضاحكا قط حتى أرى منه لهواته إنما كان يتبسم . وقالت كان اذا رأى غيما أو ريحا عرف ذلك فى وجهه قالت يارسول الله (للناس اذا رأوا الغيم فرحوا رجاء أن يكون فيه المطر وأراك اذا رأيته عرف فى وجهك الكراهية فقال يا عائشة مايؤمننى أن يكون فيه عذاب . قد عذب قوم نوح بالريح . وقد رأى قوم العذاب فقالوا هذا عارض ممطرنا * فهذا الحديث كالصريح فى تغاير القصتين كما أشرنا اليه أولا . فعلى هذا تكون القصة المذكورة فى سورة الاحقاف خبراً عن قوم عاد الثانية . وتكون بقية السياقات فى القرآن خبراً عن عاد الأولى والله أعلم بالصواب * وهكذا رواه مسلم عن هارون ابن معروف وأخرجه البخارى وأبو داود من حديث ابن وهب * وقدمنا حج هود عليه السلام عند ذكر حج نوح عليه السلام. وروى عن أمير المؤمنين على بن أبى طالب أنه ذكر صفة قبر هود عليه السلام فى بلاد اليمن. وذكر آخرون أنه بدمشق وبجامعها مكان فى حائطه القبلى يزعم بعض الناس أنه قبر هود عليه السلام والله أعلم *

قصة صالح نبى ثمود عليه السلام

وهم قبيلة مشهورة يقال ثمود باسم جدهم ثمود أخى جديس وهما ابنا عابر بن ارم بن سام بن نوح وكانوا عرباً من العاربة يسكنون الحجر الذى بين الحجاز وتبوك . وقد مر به رسول الله (ص) وهو ذاهب الى تبوك بمن معه من المسلمين كما سيأتى بيانه وكانوا بعد قوم عاد وكانوا يعبدون الأصنام كأولئك فبعث الله فيهم رجلا منهم وهو عبد الله ورسوله صالح بن عبد بن ماسح (١) بن عبيد بن حاجر

(١) وفى نسخة عبيد بن ماشخ والذى فى العرائس هو صالح بن عبيد بن آسف بن ماسح بن عبيد ابن حاذر بن ثمود بن عابر بن إرم الخ نقلا عن (محمود الأمام)

الفصل (.4) المزارات قبل ولادة البصرية للنبي ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات]

باب (.30) النبي هود عليه السلام

دليل (.40)

جس آندھی نے ان کے دیہاتیوں کو شہریوں کی طرف پہنچا دیا۔ پھر شہر والوں نے دیکھا تو کہنے لگے یہ بادل جو ہماری بستیوں کی طرف آرہے ہیں ہم پر برسات کرنے والے ہیں۔ جبکہ ان میں دیہات والے تھے پس دیہات والوں کو شہر والوں پر مارا گیا اور سب کے سب ہلاک ہو گئے۔

راوی کہتے ہیں کہ آندھی ان کی الماریوں کے اندر تک پہنچی اور دروازوں کے جھروکوں سے اندر جا کر جا ہی کی اور دوسرے بعض کہتے ہیں کہ بغیر حساب کے آندھی آئی۔

لیکن اس حدیث کے حضور تک مسند ہونے میں یعنی مرفوع ہونے میں شک کا امکان ہے، اور پھر اس حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی مسلم ملائی پر بھی اختلاف کیا گیا ہے، اور اس میں اضطراب کی ایک قسم ہے۔ واللہ اعلم۔

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ہوا تیز چلتی تو رسول اکرم ﷺ یہ دعا مانگتے۔

اے اللہ میں تجھ سے اس کی خیر کا طلبگار ہوں اور جو اس میں ہے اس کی خیر کا، اور جو تو نے اس میں شر رکھا ہے اس سے اور اس کے شر سے میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔(۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب بادلوں سے آسمان غائب ہو جاتا تو حضور اکرم ﷺ کا رنگ بدل جاتا تھا۔ اور کبھی نکلتے کبھی داخل ہوتے، کبھی آگے کبھی پیچھے (الغرض بہت پریشانی کا عالم چھا جاتا) پھر جب بارش برستی تو پھر خوشی طاری ہو جاتی تھی۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کیفیت جان کر خدمت اقدس میں سوال کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے(۲) عائشہ رضی اللہ عنہا کہیں ایسا نہ ہو جائے جو قوم عاد نے کہا تھا۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی: جب (قوم عاد نے) اس (عذاب) کو (بصورت بادل) اپنی بستیوں کی طرف آتے دیکھا تو کہنے لگے یہ تو بادل ہے ہم پر بارش کرنے والا۔

(۳) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مسند احمد میں مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو کبھی اس طرح ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کے دہان مبارک کا آخری حصہ نظر آنے لگ جائے آپ صرف تبسم فرمایا کرتے تھے۔ اور جب کبھی بادل دیکھ لیتے یا آندھی دیکھ لیتے تو اسکا اثر آپ کے چہرے میں بخوبی ظاہر ہو جاتا تھا۔ میں نے خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ لوگ جب بادل دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں، اس آس پر کہ بارش ہو گی۔ جبکہ میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ جب آپ ابر دیکھ لیتے ہیں تو اس کے (خوف وغم کی) کیفیت آپ کے چہرہ اقدس میں ظاہر ہو جاتی ہے؟ تو فرمایا اے عائشہ مجھے اطمینان نہیں ہے کہ اس میں کہیں عذاب ہو اس لئے کہ قوم نوح بھی آندھی سے ہلاک ہوئی۔ اور اس قوم نے جب عذاب کو دیکھا تھا تو وہ بھی یہ کہنے لگے تھے کہ یہ بادل ہم پر بارش کریں گے۔

تو یہ حدیث وضاحت کے ساتھ قصوں کی تبدیلی پر دلالت کرتی ہے جیسے پہلے "واذكر اخا عاد" سے عاد ثانیہ کا قصہ مراد ہو سکتا ہے، اور آگے پیچھے کے کلام سے عاد اولی کا تذکرہ ہی مراد ہوگا (واللہ اعلم بالصواب)۔(۴)

اور حضرت ہود علیہ السلام کے حج کا تذکرہ پہلے حضرت نوح علیہ السلام کے قصے میں کر آئے ہیں اور امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے حضرت ہود رضی اللہ عنہ کی قبر اطہر کی صفات مروی ہے (انہیں میں سے یہ بھی ہے) کہ وہ یمن کے علاقے میں ہے دوسرے بعض لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ وہ دمشق میں ہے اور دمشق کی جامع (مسجد) میں قبلے کی طرف دیوار کے احاطہ میں ایک جگہ ہے، بعض لوگوں کے خیال کے مطابق وہیں حضرت ہود علیہ السلام کی قبر اطہر ہے۔

صلى الله عليه وسلم دائما ابداً ابداً

(۱) حدثنی ابو الطاهر، حدثنا ابن وهب، قال سمعت ابن جریج یحدثنا عن عطاء بن ابی رباح عن عائشة رضی الله عنه

(۲) ورواه الترمذی والنسائی وابن ماجه، من حدیث ابن جریج

(۳) طریق اخری قال الامام احمد حدثنا هارون بن معروف و معاویة بن عمرو انبانا عبدالله بن وهب، انبانا عمرو. وهو بن الحارث، ابا النضر حدثه عن سلیمان بن یسار، عن عائشة ...... الخ

(۴) وهكذا رواه مسلم عن هارون بن معروف، واخرجه البخاری وابو داؤد من حدیث ابن وهب

الفصل (.4) المزارات قبل ولادة البصرية للنبي ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات]

باب (.31) النبي **إبراهيم** خليل الله، **ساره** بنت هاران زوجة إبراهيم، النبي **إسحاق** بن إبراهيم، **رفيقة** بنت بتوايل زوجة إسحاق، **عيص** بن إسحاق و النبي **يعقوب** بن إسحاق، **لياه** بنت لابان زوجة يعقوب **عليه.صلاة.و.السلام**

دليل (.41)

أهلك الله نمرود على يديه وهاجر الى حران ثم الى أرض الشام وأقام ببلاد ايليا كما ذكرنا وولد له اسماعيل واسحق وماتت سارة قبله بقرية حبرون التى فى أرض كنعان ولها من العمر مائة وسبع وعشرون سنة فيما ذكر أهل الكتاب فحزن عليها ابراهيم عليه السلام ورثاها رحمها الله واشترى من رجل من بنى حيث يقال له عفرون بن صخر مغارة باربع مائة مثقال ودفن فيها سارة هنا لك قالوا ثم خطب ابراهيم على ابنه اسحق فزوجه رفقا بنت بتوئيل بن ناحور بن تارح وبعث مولاه فحملها من بلادها ومعها مرضعتها وجوارها على الابل قالوا ثم تزوج ابراهيم عليه السلام قنطورا فولدت له زمران ويقشان ومادان ومدين وشياق وشوح .وذكروا ماولد كل واحد من هؤلاء أولاد قنطورا . وقد روى ابن عساكر عن غير واحد من السلف عن أخبار أهل الكتاب فى صفة مجيء ملك الموت الى ابراهيم عليه السلام أخباراً كثيرة الله أعلم بصحتها * وقد قيل إنه مات فجأة وكذا داود وسليمان والذى ذكره أهل الكتاب وغيرهم خلاف ذلك . قالوا ثم مرض ابراهيم عليه السلام ومات عن مائة وخمس وسبعين * وقيل وتسعين سنة ودفن فى المغارة المذكورة التى كانت بحبرون الحيثى عند امرأته سارة التى فى مزرعة عفرون الحيثى وتولى دفنه اسميعل واسحاق صلوات الله وسلامه عليهم أجمعين * وقد ورد ما يدل أنه عاش مائتى سنة كما قاله ابن الكلبى وقال أبو حاتم بن حبان فى صحيحه أنبأنا المفضل بن محمد الجندى بمكة حدثنا على بن زياد اللخمى حدثنا أبو قرة عن ابن جريج عن يحيى بن سعيد عن سعيد بن المسيب عن أبى هريرة أن النبى (ص) قال اختتن ابراهيم بالقدوم وهو ابن عشرين ومائة سنة وعاش بعد ذلك ثمانين سنة وقد رواه الحافظ بن عساكر من طريق عكرمة بن ابراهيم وجعفر بن عون العمرى عن يحيى ابن سعيد عن سعيد عن أبى هريرة موقوفا *

ثم قال ابن حبان ذكر الخبر المدحض قول من زعم أن رفع هذا الخبر وهم أخبرنا محمد بن عبد الله بن الجنيد نبست (١) حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا الليث عن ابن عجلان عن أبيه عن أبى هريرة عن النبى (ص) قال اختتن ابراهيم حين بلغ مائة وعشرين سنة وعاش بعد ذلك ثمانين سنة واختتن بقدوم .وقد رواه الحافظ ابن عساكر من طريق يحيى بن سعيد عن ابن عجلان عن أبيه عن أبى هريرة عن النبى (ص) وقد أتت

رابعة الاسم الى قوله (كوثى) فى ثلاث مواضع بسواد العراق وفى أرض بابل وبمكة . الى قوله وكوثى العراق كوثيان أحدهما كوثى الطريق . والآخر كوثى ربى وبها مشهد ابراهيم الخليل عليه السلام . وبها مولده وهما من أرض بابل وبها طرح ابراهيم فى النار وهما ناحيتان الخ الخ راجع المعجم .

(١) قوله محمد بن عبد الله بن الجنيد نبست كذا فى نسخة وفى اخرى ابن الحسدسب) بنمر كما ترى والمعروف من اسماء الرجال فى ترجمة قتيبة بن سعيد ان ممن روى عنه محمد بن عبد الله بن نمير وليس ممن روى عنه ممن سمى محمد بن عبد الله غيره (محمود الامام)

الفصل (.4) المزارات قبل ولادة البصرية للنبي ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات]

باب (.31) النبي **إبراهيم** خليل الله، **ساره** بنت هاران زوجة إبراهيم، النبي **إسحاق** بن إبراهيم، **رفيقة** بنت بتوايل زوجة إسحاق، **عيص** بن إسحاق و النبي **يعقوب** بن إسحاق، **لياه** بنت لابان زوجة يعقوب **عليه.صلاة.و.السلام**

دليل (.41)

السلام وهو مكان الصخرة التى أعلمها بوضع الدهن عليها قبل ذلك كما ذكرنا أولا

وذكر أهل الكتاب هنا قصة دينا بنت يعقوب بنت ليا وما كان من أمرها مع شخيم بن جمور الذى قهرها على نفسها وأدخلها منزله ثم خطبها عن أبيها وأخوتها فقال إخوتها إلا أن تختتنوا كلكم فنصاهركم وتصاهرونا فانا لا نصاهر قوماغلفا فأجابوهم إلى ذلك واختتنوا كلهم فلما كان اليوم الثالث واشتد وجعهم من ألم الختان مال عليهم بنوا يعقوب فقتلوهم عن آخرهم وقتلوا شخيما وأباه جمور لقبيح ما صنعوا اليهم مضافا إلى كفرهم وما كانوا يعبدونه من أصنامهم فلهذا قتلهم بنوا يعقوب وأخذوا أموالهم غنيمة *

ثم حملت راحيل فولدت غلاما وهو بنيامين الا أنها جهدت فى طلقها به جهداً شديداً وماتت عقيبه فدفنها يعقوب فى أفراث وهى بيت لحم وصنع يعقوب على قبرها حجراً وهى الحجارة المعروفة بقبر راحيل الى اليوم * وكان أولاد يعقوب الذكور اثنى عشر رجلا فمن ليا روبيل وشمعون ولاوى ويهوذا وايساخر وزايلون ومن راحيل يوسف وبنيامين ومن أمة راحيل دان ونفتالى ومن أمةليا حاد واشير عليهم السلام وجاء يعقوب الى أبيه اسحاق فاقام عنده بقرية حبرون التى فى أرض كنعان حيث كان يسكن ابراهيم ثم مرض اسحاق ومات عن مائة وثمانين سنة ودفنه ابناه العيص ويعقوب مع أبيه ابراهيم الخليل فى المغارة التى اشتراها كما قدمنا

ما وقع من الامور العجيبة في حياة اسرائيل

فمن ذلك قصة يوسف بن راحيل وقد أنزل الله عز وجل فى شأنه وما كان من أمره سورة من القرآن العظيم ليتدبر مافيها من الحكم والمواعظ والآداب والأمر الحكيم. أعوذ بالله من الشيطان الرجيم (بسم الله الرحمن الرحيم الر تلك آيات الكتاب المبين إنا انزلناه قرآنا عربيا لعلكم تعقلون. نحن نقص عليك أحسن القصص بما أوحينا اليك هذا القرآن وإن كنت من قبله لمن الغافلين) قد تكلمنا على الحروف المقطعة فى أول تفسير سورة البقرة فمن أراد تحقيقه فلينظره ثم * وتكلمنا على هذه السورة مستقصى فى موضعها من التفسير ونحن نذكر ههنا نبذاً مما هناك على وجه الايجاز والنجاز *

وجملة القول فى هذا المقام أنه تعالى يمدح كتابه العظيم الذى انزله على عبده ورسوله الكريم بلسان عربى فصيح بين واضح جلى يفهمه كل عاقل ذكى زكى فهو اشرف كتاب نزل من السماء انزله أشرف الملائكة على أشرف الخلق فى اشرف زمان ومكان. بأفصح لغة وأظهر بيان. فان كان السياق فى الاخبار الماضية أو الآتية ذكر أحسنها وأبينها وأظهر الحق مما اختلف الناس فيه ودمغ الباطل وزيفه

الفصل (4.) المزارات قبل ولادة البصرية للنبي ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات]

باب (31.) النبي **إبراهيم** خليل الله، **ساره** بنت هاران زوجة إبراهيم، النبي **إسحاق** بن إبراهيم، **رفيقة** بنت بتوايل زوجة إسحاق، **عيص** بن إسحاق و النبي **يعقوب** بن إسحاق، **لياه** بنت لابان زوجة يعقوب **عليه.صلاة.و.السلام**

دليل (41.)

وقد ذكر ابن اسحق عن أهل الكتاب أن يعقوب أقام بديار مصر عند يوسف سبع عشرة سنة ثم توفى عليه السلام وكان قد أوصى الى يوسف عليه السلام أن يدفن عند أبويه ابراهيم واسحق . قال الذى فصبر وسيره الى بلاد الشام فدفنه بالمغارة عند أبيه اسحق وجده الخليل عليهم السلام .

وعند أهل الكتاب أن عمر يعقوب يوم دخل مصر مائة وثلاثون سنة . وعندهم أنه أقام بأرض مصر سبع عشرة سنة ومع هذا قالوا فكان جميع عمره مائة وأربعين سنة * هذا نص كتابهم وهو غلط إما فى النسخة أو منهم أو قد أسقطوا الكسر وليس بعادتهم فيما هو أكثر من هذا فكيف يستعملون هذه الطريقة ههنا وقد قال تعالى فى كتابه العزيز (أم كنتم شهداء اذ حضر يعقوب الموت اذ قال لبنيه ماتعبدون من بعدى قالوا نعبد إلهك وإله آبائك ابراهيم واسماعيل واسحاق إلهاً واحداً ونحن له مسلمون) يوصى بنيه بالاخلاص وهو دين الاسلام الذى بعث الله به الأنبياء عليهم السلام .

وقد ذكر أهل الكتاب أنه أوصى بنيه واحداً واحداً وأخبرهم بما يكون من أمرهم وبشر يهوذا بخروج نبى عظيم من نسله تطيعه الشعوب وهو عيسى بن مريم والله أعلم .

وذكروا أنه لما مات يعقوب بكى عليه أهل مصر سبعين يوما وأمر يوسف الأطباء فطيبوه بطيب ومكث فيه أربعين يوما ثم إستأذن يوسف ملك مصر فى الخروج مع أبيه ليدفنه عند أهله فأذن له وخرج معه أكابر مصر وشيوخها فلما وصلوا حبرون دفنوه فى المغارة التى كان إشتراها إبراهيم الخليل من عفرون بن صخر الحيثى وعملوا له عزاء سبعة أيام قالوا ثم رجعوا الى بلادهم وعزى إخوة يوسف ليوسف فى أبيهم وترققوا له فأكرمهم وأحسن منقلبهم فأقاموا ببلاد مصر . ثم حضرت يوسف عليه السلام الوفاة فأوصى أن يحمل معهم اذا خرجوا من مصر فيدفن عند آبائه فحنطوه ووضعوه فى تابوت فكان بمصر حتى أخرجه معه موسى عليه السلام فدفنه عند آبائه كما سيأتى . قالوا فمات وهو ابن مائة سنة وعشر سنين * هذا نصهم فيما رأيته وفيما حكاه ابن جرير أيضاً . وقال مبارك بن فضالة عن الحسن ألقى يوسف فى الجب وهو ابن سبع عشرة سنة وغاب عن أبيه ثمانين سنة وعاش بعد ذلك ثلاثا وعشرين سنة . ومات وهو ابن مائة سنة وعشرين سنة * وقال غيره أوصى الى أخيه يهوذا صلوات الله عليه وسلامه .

قصة نبي الله أيوب

قال ابن اسحق كان رجلا من الروم وهو أيوب بن موص بن زراح بن العيص بن اسحق ابن ابراهيم الخليل . وقال غيره هو أيوب بن موص بن رعويل بن العيص بن اسحق بن يعقوب وقيل غير ذلك فى نسبه . وحكى ابن عساكر أن أمه بنت لوط عليه السلام . وقيل كان أبوه ممن آمن بابراهيم

الفصل (.4) المزارات قبل ولادة البصرية للنبي ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات]

باب (.31) النبي **إبراهيم** خليل الله، **ساره** بنت هاران زوجة إبراهيم، النبي **إسحاق** بن إبراهيم، **رفيقة** بنت بتوايل زوجة إسحاق، **عيص** بن إسحاق و النبي **يعقوب** بن إسحاق، **لياه** بنت لابان زوجة يعقوب **عليه.صلاة.و.السلام**

دليل (.41)

عليه ثمانون سنة .ثم روى ابن حبان عن عبدالرزاق أنه قال القدوم اسم القرية. قلت الذى فى الصحيح أنه اختتن وقد أتت عليه ثمانون سنة *وفى رواية وهو ابن ثمانين سنة وليس فيهما تعرض لما عاش بعد ذلك والله أعلم * وقال محمد بن اسماعيل الحسانى الواسطى زادفى تفسير وكيع عنه فيما ذكره من الزيادات حدثنا أبو معاوية عن يحيى بن سعيد عن سعيد بن المسيب عن أبى هريرة قال كان ابراهيم أول من تسرول وأول من فرق وأول من استحد وأول من اختتن بالقدوم وهو ابن عشرين ومائة سنة وعاش بعد ذلك ثمانين سنة واول من قرى الضيف وأول من شاب هكذا رواه موقوفا وهو اشبه بالمرفوع خلافا لابن حبان والله أعلم *

وقال مالك عن يحيى بن سعيد عن سعيد بن المسيب قال كان ابراهيم أول من أضاف الضيف وأول الناس اختتن وأول الناس قص شاربه وأول الناس رأى الشيب فقال يارب ما هذا فقال الله « وقار » فقال يارب زدنى وقارا وزاد غيرهما وأول من قص شاربه وأول من استحد وأول من لبس السراويل * فقبره وقبر ولده اسحق وقبر ولد ولده يعقوب فى المربعة التى بناها سليمان بن داود عليه السلام ببلد حبرون وهو البلد المعروف بالخليل اليوم وهذا تلقى بالتواتر أمة بعد أمة وجيل بعد جيل من زمن بنى اسرائيل والى زماننا هذا أن قبره بالمربعة تحقيقا . فاما تعيينه منها فليس فيه خبر صحيح عن معصوم فينبغى أن تراعى تلك المحلة وأن تحترم احترام مثلها وأن تبجل وأن تجل أن يداس فى ارجائها خشية أن يكون قبر الخليل أو أحد من أولاده الأنبياء عليهم السلام تحتها * وروى ابن عساكر بسنده الى وهب بن منبه قال وجد عند قبر ابراهيم الخليل على حجر كتابة خلقة *

ألهى جهولاً أمله يموتُ مَن جا أجَله
ومَن دنا مِن حتفهِ لم تُغنِ عنه حِيَله
وكيفَ يبقى آخر مَن ماتَ عنهُ أوله
والمرءُ لا يصحبه فى القبرِ إلا عملُه

ذكر أولاد ابراهيم الخليل

أول من ولد له اسماعيل من هاجر القبطيه المصرية ثم ولد له اسحق من سارة بنت عم الخليل ثم تزوج بعدها قنطورا بنت يقطن الكنعانية فولدت له ستة مدين وزمران وسرج ويقشان ونشق ولم يسم السادس ثم تزوج بعدها حجون بنت امين فولدت له خمسة كيسان وسورج واميم ولوطان ونافس * هكذا ذكره أبوالقاسم السهيلى فى كتابه التعريف والاعلام .

ومما وقع فى حياة ابراهيم الخليل من الأمور العظيمة قصة قوم لوط عليه السلام وماحل بهم من النقمة

باب (.31) النبي **إبراهيم** خليل الله، **ساره** بنت هاران زوجة إبراهيم، النبي **إسحاق** بن إبراهيم، **رفيقة** بنت بتوايل زوجة إسحاق، **عيص** بن إسحاق و النبي **يعقوب** بن إسحاق، **لياه** بنت لابان زوجة يعقوب **عليه.صلاة.و.السلام**

دليل (.41)

السلام تو سرخ رنگ گھنگھریالے بال اور چوڑے سینے والے تھے اور موسیٰ علیہ السلام آدم علیہ السلام کی طرح قد آور اور بڑے جسم والے تھے...... پھر لوگوں نے پوچھا حضرت ابراہیم علیہ السلام؟ فرمایا اپنے ساتھی کو دیکھ لو (یعنی مجھے)۔

(۲) بخاری میں حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ لوگوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے دجال کا ذکر کیا اور پوچھا کیا اس کی پیشانی پر کافر یا اس کے حروف ک،ف،ر لکھے ہوں گے؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں نے (حضور ﷺ سے) اس کو نہیں سنا ہاں (البتہ کچھ انبیاء کے بارے میں میں نے حضور ﷺ سے ان کا حلیہ سنا ہے کہ) آپ نے فرمایا (ابراہیم (کو دیکھنا ہے) تو اپنے ساتھی کو دیکھ لو (یعنی مجھ کو) اور حضرت موسیٰ گھنگھریالے بالوں والے اور آدم کی طرح قد آور تھے اور گویا میں دیکھ رہا ہوں وہ سرخ اونٹ جس کی مہار کھجور کی ہے اس پر سوار ہو کر وادی میں اتر رہے ہیں۔(۲)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات کا ذکر اور ان کی عمر کے متعلق اقوال

ابن جریر رضی اللہ عنہ نے اپنی تاریخ میں ذکر فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش مبارک نمرود بن کنعان کے زمانے میں ہوئی اور یہ نمرود ایک قول کے مطابق مشہور بادشاہ ضحاک ہی ہے، جس کے متعلق کہا جاتا ہے اس نے ہزار سال بادشاہی کی، اور یہ انتہائی جابر اور ظالم بادشاہ تھا۔

اور بعض نے ذکر کیا ہے کہ یہ بنی راسب قبیلے کی اولاد میں سے تھا جن کی طرف حضرت نوح علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا تھا۔

ایک مرتبہ اس کی بادشاہت کے زمانے میں ایک ستارہ طلوع ہوا جس کی روشنی اور چمک دمک سورج چاند سے کچھ ہی کم تھی تو اس سے اہل زمانہ نمرود سمیت سب گھبرا اٹھے۔

نمرود نے نجومیوں اور کاہنوں کو اکٹھا کیا اور اس بارے میں ان سے دریافت کیا، تو انھوں نے کہا تیری رعیت میں ایک لڑکا پیدا ہوگا اور تیری سلطنت کا زوال اسی کے ہاتھوں سے ہوگا، نمرود نے یہ خبر سن کر عام حکم جاری کر دیا کہ کوئی مرد کسی عورت کے پاس نہ جائے، اور ابھی سے جو بھی لڑکے پیدا ہوں وہ تمام قتل کئے جاتے رہیں۔

تو ان تمام بندشوں اور رکاوٹوں کے باوجود اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جنم لیا، پھر اللہ نے ان کی حفاظت فرمائی اور کافروں کے پنجے سے ان کو محفوظ رکھا حتی کہ بھرپور جوانی کو پہنچ گئے، اور اللہ نے بہت عمدہ طریقے سے اور بہت جلد ان کی نشوونما فرمائی، جیسے کہ گزر چکا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جائے پیدائش:......ان کی جائے پیدائش مقام سوس میں ہے اور ایک دوسرے قول کے مطابق بابل میں، اور ایک قول کے مطابق سواد میں ''کوثیٰ'' کی طرف، اور پہلے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی گزر چکا ہے کہ وہ دمشق کے شرقی جانب ''برزہ'' میں پیدا ہوئے پھر جب اللہ عزوجل نے نمرود کو آپ کے ہاتھوں سے ہلاک کروا دیا تو آپ حران نامی علاقے کی طرف ہجرت فرما گئے پھر وہاں سے سرزمین شام کی طرف ہجرت فرمائی اور ایلیا (بیت المقدس کے شہر) میں سکونت اختیار فرمائی، اور (وہاں) ان کے ہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام و حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے۔

پھر سرزمین کنعان میں حبرون بستی میں حضرت سارہ علیہا السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے وفات پا گئیں اور اس وقت حضرت سارہ علیہا السلام کی عمر ایک سو ستائیس سال تھی، اور یہ اہل کتاب کے مطابق ہے، حضرت سارہ علیہا السلام کی وفات پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بڑا حزن و ملال ہوا، اور سوگواری کی اور بنی حیث قبیلے کے ایک شخص عفرون بن صخر سے ایک زمین چار سو دینار میں خریدی اور وہاں ان کو دفن فرمایا۔

(۱) وقال البخاری حدثنا بیان بن عمرو، حدثنا النضر، اخبر نا ابن عون، عن مجاهد، انه سمع ابن عباس ...... الخ

(۲) و رواه البخاری ایضا و مسلم، عن محمد بن المثنی، عن ابن ابی عدی، عن عبدالله بن عون به، وهکذا رواه، البخاری ایضا فی کتاب الحج وفی اللباس، و مسلم جمیعا عن محمد بن المثنی عن ابن ابی عدی، عن عبدالله بن عون به

باب (.31) النبي **إبراهيم** خليل الله، **ساره** بنت هاران زوجة إبراهيم، النبي **إسحاق** بن إبراهيم، **رفيقة** بنت بتوايل زوجة إسحاق، **عيص** بن إسحاق و النبي **يعقوب** بن إسحاق، **لياه** بنت لابان زوجة يعقوب **عليه.صلاة.و.السلام**

دليل (.41)

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسحاق کی ایک لڑکی رفقا سے شادی کردی اور رفقاء بتوئیل بن ناحور بن تارح کی بیٹی تھی، اور حضرت ابراہیم نے اپنے غلام کولڑکی لینے کیلئے بھیجا تو وہ لڑکی کو اونٹ پر سوار کر کر بمع اس کی خادماؤں اور مرضعات کے لے آیا۔

پھر حضرت ابراہیم نے خود ایک خاتون قنطورا سے شادی فرمائی قنطورا کے ہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کئی لڑکے زمران، یقشان، مادان، مدین، شیاق اور شوح پیدا ہوئے۔

پھر آگے اہل کتاب نے ان تمام کی اولاد کا ذکر کیا ہے جو سب قنطورا کی اولاد میں شمار ہوئیں۔

اہل کتاب کی خبروں میں سے ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے کئی بزرگوں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ملک الموت کے آنے کے بہت سے مختلف قصے نقل کیے۔

اور ایک قول کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات اچانک آئی تھی، اسی طرح حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات بھی اچانک آئی تھی، جبکہ اہل کتاب وغیرہ نے جو ذکر کیا ہے وہ اس کے خلاف ہے۔

اور اہل کتاب قصوں میں کہتے ہیں پھر حضرت ابراہیم بیمار پڑ گئے اور ایک سو پچھتر سال کی عمر میں وفات پاگئے اور اسی مذکورہ زمین میں مدفون ہوئے جو حبرون الحیثی بستی میں ہے اور عفرون الحیثی کی کھیتوں کے پاس اپنی بیوی حضرت سارہ علیہ السلام کے عین پڑوس میں دفن کئے گئے اور ان کے کفن دفن، کا اہتمام ان کے دونوں پیغمبر بیٹوں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام نے فرمایا، صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔

اور ابن کلبی کے قول کے مطابق ایک یہ روایت آئی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام دو سو سال حیات رہے۔

(۱) ابن حبان نے اپنی سند میں فرمایا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا حضرت ابراہیم نے قدوم (آلے) کے ساتھ ختنہ فرمائی جبکہ آپ کی عمر ایک سو بیس سال تھی، اور اس کے بعد بھی آپ اسی سال حیات رہے۔(۲)

صاحب کتاب "صحیح ابن حبان" آگے کچھ جرح کے بعد فرماتے ہیں کہ عبدالرزاق سے مروی ہے کہ القدوم لفظ جو حدیث میں آیا اس سے علاقے کا نام مراد ہے جہاں ختنہ ہوئی۔

(اور مصنف ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) کہ میرا خیال ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ختنہ اسی سال کی عمر میں ہوئی اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے اور ایک روایت حدیث میں اس طرح آئی ہے کہ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی سال کے تھے اور دونوں یعنی پہلی اور اس حدیث میں اس بات کے اندر کوئی تعرض اور اختلاف نہیں ہے کہ وہ کتنا عرصہ حیات رہے۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم پہلے شخص ہیں جنھوں نے شلوار زیب تن فرمائی اور پہلے شخص ہیں جنھوں نے مانگ نکالی، اور پہلے شخص ہیں جنھوں نے زیر ناف بالوں کو کاٹا اور پہلے شخص ہیں جنھوں نے قدوم آلے کے ساتھ ختنہ فرمائی، جبکہ ان کی عمر ایک سو بیس سال تھی اور اس کے بعد اسی سال زندہ رہے، اور پہلے شخص ہیں جنھوں نے مہمان نوازی کی رسم ڈالی اور پہلے شخص ہیں جن کے بال سفید ہوئے۔

---

(۱) فقال ابو حاتم ابن حبان فی صحیحه انبا نا المفضل بن محمد الجندی بمكة، حدثنا علی بن زياد اللخمی، حدثنا ابوقرة عن ابن جريج، عن يحيى بن سعيد، عن سعيد بن المسيب، عن ابی هريرة ...... الخ

(۲) وقدرواه الحافظ ابن عساكر من طريق عكرمة بن ابراهيم و جعفر بن عون العمری، عن يحيیٰ بن سعيد عن سعيد عن ابی هريرة موقوفا ثم قال ابن حبان، ذكر خبر المد حض قول من زعم ان رفع هذالخبرّ وهم، اخبر نا محمد بن عبدالله بن الجنيد، حدثنا قتيبه بن سعيد، حدثنا الليث، عن ابن عجلان، عن ابيه عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال ...... (ذكر الحديث كما تقدم انفا م) وقدروا ه الحافظ ابن عساكر من طريق يحيیٰ بن سعيد، عن ابن عجلان، عن ابيه، عن ابی هريرة عن النبی ﷺ .

(۳) وقال محمدبن اسماعيل الحسانی الواسطی زادفی تفسير و كيع عنه فيماذكره من الزيادات حدثناابومعاويه، عن يحيیٰ بن سعيد، عن سعيد بن المسيب عن ابی هريرة قال ...... الخ

باب (.31) النبي **إبراهيم** خليل الله، **ساره** بنت هاران زوجة إبراهيم، النبي **إسحاق** بن إبراهيم، **رفيقة** بنت بتوايل زوجة إسحاق، **عيص** بن إسحاق و النبي **يعقوب** بن إسحاق، **لياه** بنت لابان زوجة يعقوب **عليه.صلاة.و.السلام**

دليل (.41)

جانور وغیرہ تھے سب کو لیکر پہنچ گئے اور انکا ارادہ ساعیر کے پہاڑوں تک پہنچنا تھا پھر جب ساحور کے پاس سے گذر ہونے لگا تو ایک گھر بنایا اور وہاں سایہ پکڑا۔ پھر یروشلم کے پاس ایک بستی پر سے گذر ہوا تو اس بستی سے پہلے ہی ایک جگہ پڑاؤ ڈال کر ٹھیر گئے اور ایک شخص شخیم بن جموز کی زمین سو بھیڑوں کے بدلے خریدی۔ اور وہاں خیمہ تان لیا۔ اور وہاں ایک جگہ مذبح خانہ بنایا اور اسکا نام ایل رکھا۔ یعنی اسرائیل کا الہ۔ اور اللہ نے ان کو حکم دیا کہ یہاں ایک عمارت بنائیں تا کہ وہاں سے اللہ کا نام بلند ہو۔ اور یہ وہی پتھر والی جگہ ہے جس پتھر پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے جاتے وقت تیل لگایا تھا۔ جیسے کہ گذر گیا۔

اور یہاں اہل کتاب نے یعقوب علیہ السلام کی بیٹی "دینا" کا ایک قصہ ذکر کیا ہے جو لیا کی بیوی سے تھی۔

ہوا یہ کہ شخیم بن جمور اس لڑکی کو جبراً اپنے گھر لے گیا اور بھائیوں اور والد کو پیغام نکاح دے دیا تو دینا کے بھائیوں نے کہا ہم تیری بات مان لیں گے جبکہ تم سب ختنہ کروالو۔ پھر ہماری تمہاری آپس میں رشتے داریاں چل پڑیں گی۔ کیونکہ ہم غیر ختنہ والی قوم سے رشتے داریاں نہیں کرتے۔ تو انہوں نے ہاں کرلی اور تمام نے ختنہ کرائی پھر جب تیسرا روز ہوا تو ان کو ختنہ سے سخت تکلیف پہنچی تو آل یعقوب نے تمام کو قتل کر دیا حتی کہ شخیم اور اس کے باپ جمور کو بھی نمٹا دیا۔ کیونکہ ایک تو انہوں نے کفر کیا تھا اور دوسرا اس سنت ابراہیمی کی توہین کی تھی اور یہ بتوں کی عبادت کرتے تھے۔

اسی وجہ سے آل یعقوب نے ان کو قتل بھی کیا اور ان کے اموال بھی بطور غنیمت کے حاصل کر لئے۔

پھر راحیل جو یوسف علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں ان کو دوبارہ حمل ہوا تو ان سے ایک اور لڑکا بنیامین پیدا ہوا لیکن اس بچے کی پیدائش کی تکلیف میں ہی حضرت راحیل کی وفات ہوگئی اور یعقوب علیہ السلام نے ان کو افراث میں بیت لحم کے اندر دفن کر دیا اور اسپر بطور نشانی کے ایک پتھر رکھ دیا جو آج تک راحیل کی قبر پر ہے اور یعقوب کی اس طرح مذکر اولاد بارہ ہوگئی لیا بیوی سے روبیل، شمعون، لاوی، یہوذا، ایساخر، زابلون، اور "راحیل" سے یوسف اور بنیامین، اور راحیل کی باندی سے دان اور نفتالی اور لیا کی باندی سے جاد اور اشیر علیہم السلام۔ اور پھر حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے والد حضرت اسحاق علیہ السلام کے پاس آئے اور حبرون بستی میں اقامت پذیر ہو گئے جو سرزمین کنعان میں ہے اور یہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام سکونت پذیر تھے۔ پھر حضرت اسحاق علیہ السلام بیمار ہوئے اور ایک سو اسی سال کی عمر مبارک میں وفات پا گئے اور ان کو ان کے دو فرزند عیص اور یعقوب علیہ السلام نے اپنے دادا ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کے پاس اس جگہ میں دفن کیا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلے خریدی تھی۔

باب (.31) النبي **إبراهيم** خليل الله، **ساره** بنت هاران زوجة إبراهيم، النبي **إسحاق** بن إبراهيم، **رفيقة** بنت بتوايل زوجة إسحاق، **عيص** بن إسحاق و النبي **يعقوب** بن إسحاق، **لياه** بنت لابان زوجة يعقوب **عليه.صلاة.و.السلام**

دليل (.41)

خیر یہ تو انتہائی حالات کے وقت کی اجازت ہے نہ کہ عام حالت اور خوشی عیشی میں اور عام حالات زندگی میں تمنائے موت کرنا کیسا ہے؟ تو امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی صحیحین میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ (۱)

تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے۔ کسی مصیبت کی وجہ سے جو اس کو لاحق ہوتی ہے کیونکہ یا تو (وہ صبر و شکر سے کام لے کر) احسان کرنے والا ہوگا تو وہ (ثواب و درجات میں) ترقی کرے گا اور یا بداعمال والا ہوگا تو یہ عتاب ہے (جس سے اس کے گناہ جھڑیں گے اور اگر دعا کرنی بھی ہے تو) یوں کہے۔

اے اللہ جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہو مجھے زندہ رکھئے اور جب میرے لئے وفات بہتر ہو تو مجھے وفات دے دیجئے۔

اور مندرجہ بالا اس حدیث میں جو فرمایا گیا کہ وہ مصیبت جو اس کو پہنچے جس کی وجہ سے اجازت دی گئی، اس سے مراد وہ مصیبت اور بیماری ہے جو اس کے جسم میں لاحق ہو جس کی برداشت کرنا طاقت سے باہر ہو اور وہ فتنہ و مصیبت مراد نہیں ہے جو دین میں ہو، (بلکہ اس کو دور کرنا چاہئے اور تقویٰ و طہارت حاصل کرنا چاہئے)۔

تو ظاہر یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی اسی وقت مذکورہ دعا فرمائی تھی جب ان کی وفات کا وقت قریب پہنچ گیا تھا، یا ان کی دعا کا مطلب ہے کہ اے اللہ جب وقت موت آجائے تو ...... میری یہ دعا قبول فرما۔

ابن اسحاق نے اہل کتاب سے نقل کیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے فرزند یوسف علیہ السلام کے ساتھ مصر کے علاقوں میں سترہ سال رہے اور وقت وفات میں آپ یوسف علیہ السلام کو وصیت فرما گئے تھے کہ ان کو ان کے والد اسحاق علیہ السلام اور دادا ابراہیم علیہ السلام کے پاس دفن کیا جائے، سدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس وصیت کو پورا فرمایا اور ان کے جسد اطہر کو ملک شام لے گئے اور اسی مغارہ علاقے میں دفن کیا جہاں ان کے والد و دادا مدفون تھے۔

اور اہل کتاب کے نزدیک حضرت یعقوب علیہ السلام کی عمر مصر میں داخلے کے وقت ایک سو تیس سال تھی۔

اور پھر مصر میں سترہ سال اقامت فرمائی اور اہل کتاب ان دونوں مدتوں کے بیان کرنے کے باوجود یہ بھی کہتے ہیں آپ کی تمام عمر مبارک ایک سو چالیس سال تھی، اور یہ ان کی کتاب میں نصاً و صراحتہً موجود ہے، لہٰذا یا تو انھوں نے کتاب میں تبدیلی کی ہے یا ان کی غلط بیانی ہے یا پھر انھوں نے تمام عمر بیان کرنے میں دہائی سے زیادہ کسر کو بیان کرنا قابل اعتبار نہیں سمجھا ہے لیکن جبکہ ان کے ہاں زائد کسر میں بھی یہ عادت نہیں ہے تو یہاں ان کا یہ طریقہ کیسے صحیح خیال کیا جا سکتا ہے۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے بھلا جس وقت یعقوب وفات پانے لگے تو تم اس وقت موجود تھے جب انھوں نے اپنے بیٹوں سے یہ پوچھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے تو انھوں نے کہا کہ آپ کے معبود اور آپ کے آباء ابراہیم، اسماعیل، اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے جو معبود یکتا ہے اور ہم اس کے حکم بردار ہیں۔ (۲)

حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں کو توحید و اخلاص کی وصیت فرمائی اور پھر ان کو ان کے ساتھ جو ہوگا اس کی پیشن گوئی کی اور یہوذا بیٹے کو خوش خبری دی کہ تیری نسل سے ایک عظیم پیغمبر پیدا ہوگا، اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے واللہ اعلم

اہل کتاب ذکر کرتے ہیں جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے وفات فرمائی تو تمام مصر والے ستر دن تک ان کی وفات پر روتے رہے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اطباء کو حکم دیا تو انھوں نے والد ماجد کے جسد طہر پر خوشبو (ودوائی) وغیرہ لگائی جس کے اندر یہ چالیس دن تک رہے پھر حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ سے اجازت لے کر اپنے والد کو دفن کرنے کے لئے شام کی طرف چلے تاکہ وہاں داداؤں کی قبر کے پاس دفن کر دیں اور آپ کے ساتھ مصر کے شیوخ و اکابر بھی چلے جب حبرون پہنچے تو مغارہ مقام میں آپ کو دفن کر دیا جس کو ابراہیم علیہ السلام نے عفرون بن صحر حیثی سے خریدا تھا، (اور یہیں ان حضرات کی قبریں تھیں) پھر وہاں انھوں نے سات دنوں تک تعزیت وغیرہ کی پھر اپنے علاقوں کی طرف واپس لوٹ آئے اور یوسف علیہ السلام کے بھائی اپنے والد کی تعزیت کرتے تھے اور آپ کے لئے بہت رحم دل اور نرم ہو چکے تھے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی ان کا بھرپور خیال کیا اور ان کی رہائش وغیرہ کا اچھا انتظام فرمایا اور سب مصر کے علاقوں میں آباد ہو گئے۔

(۱) صحیح البخاری: فی الدعوات (۶۳۵۱) (۲) البقرہ ۱۳۳

الفصل (.4) المزارات قبل ولادة البصرية للنبي ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات]

باب (.31) النبي **إبراهيم** خليل الله، **ساره** بنت هاران زوجة إبراهيم، النبي **إسحاق** بن إبراهيم، **رفيقة** بنت بتوايل زوجة إسحاق، **عيص** بن إسحاق و النبي **يعقوب** بن إسحاق، **لياه** بنت لابان زوجة يعقوب **عليه.صلاة.و.السلام**

دليل (.41)

تاریخ ابن کثیر ......حصہ اول (۲۲۸) انبیاء علیہ السلام کے واقعات

یہ حدیث اگر چہ موقوف ہے لیکن مرفوع کے مشابہ ہے اور ابن حبان کے خلاف ہے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ یحییٰ بن سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے شخص ہیں جنہوں نے مہمان نوازی کی رسم ڈالی اور لوگوں میں سب سے پہلے ختنہ کی اور لوگوں میں سب سے پہلے مونچھیں کاٹیں اور لوگوں میں سب سے پہلے بڑھاپے کو (بصورت سفیدی) دیکھا جب انھوں نے سفیدی کو دیکھا تو بارگاہ رب العزت میں عرض کیا اے پروردگار یہ کیا ماجرا ہے؟ فرمایا وقار (یعنی عزت وشرافت کی علامت) تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا اے پروردگار پھر تو اس کو اور زیادہ کر دیجئے۔

اور ان سے پہلے روایت میں تین چیزوں کا اضافہ ہے،

حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام تینوں کی قبر اس عمارت میں ہے جس کو حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے حبرون علاقے میں بنایا تھا۔

اور وہ حبرون شہر آج تک خلیل کے نام سے مشہور ہے، اور یہ بات بالکل متنداور تواتر کے ساتھ جماعت در جماعت بنی اسرائیل کے زمانے سے ہم تک چلی آئی ہے کہ تحقیق کے ساتھ معلوم ہوا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر خلیل شہر میں ہے، باقی اس شہر میں کون سی جگہ وہ قبر ہے اس کے تعین میں کوئی محفوظ صحیح متند خبر نہیں ہے، لہذا اس پورے علاقے کا لحاظ کرنا چاہئے اور پورا پورا احترام کرنا چاہئے اور اس کو کھودنا یا کھیتی وغیرہ کرنا صحیح معلوم نہیں ہوتا کیا پتہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر یا کسی اور نبی کی قبر اس زمین کے نیچے ہو۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے وہب بن منبہ تک اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ وہب نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر اطہر کے پاس ایک پتھر پر یہ اشعار لکھے ہوئے ہیں۔

الهی جهولا امله یموت من جا اجله

جس کی امیدوں نے اس کو تاریکیوں میں چھوڑ دیا، اور اس کا مقرر وقت آگیا وہ مر جائیگا

ومن دنا من حتفه لم تغن عنه حیله

اور جسکی موت خود آگئی، اس کو اس سے چھٹکارے کیلئے کوئی حیلہ وتدبیر کام نہ دے گی

وکیف یبقی آخرا من مات عنه اوله

اور دوسرا بعد والا شخص کیسے باقی رہ سکتا ہے جبکہ اس سے پہلا شخص مر گیا ہے

والمرء لا یصحبه فی القبر الاعمله

اور آدمی کے کوئی چیز ساتھ نہ ہوگی اس کی قبر میں سوائے اس کے عمل کے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کا ذکر:......حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں سب سے پہلے حضرت ہاجرہ علیہ السلام قبطیہ مصریہ سے ایک فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے پھر آپ کی چچازاد حضرت سارہ علیہ السلام سے حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے ان کے بعد حضرت ابراہیم نے قنطورا بنت یقطن کنعانیہ سے شادی کی اور حضرت ابراہیم سے اس کے ہاں چھ بچے ہوئے مدین، زمران، سرج، یقشان، نشق اور چھٹے کا نام مذکور نہیں ہے، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حجون بنت امین سے شادی فرمائی اور اس سے پانچ بچے ہوئے کیسان، سورج، امیم، لوطان، نافس۔

یہ تفصیل حضرت ابوالقاسم السہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب التعریف والاعلام میں ذکر فرمائی ہے۔

باب (.32) راحيل بنت لابان زوجة يعقوب عليه السلام

دليل (.42)

السلام وهو مكان الصخرة التى أعلمها بوضع الدهن عليها قبل ذلك كما ذكرنا أولا

وذكر أهل الكتاب هنا قصة دينا بنت يعقوب بنت ليا وما كان من أمرها مع شخيم بن جمور الذى قهرها على نفسها وأدخلها منزله ثم خطبها عن أبيها وأخوتها فقال إخوتها إلا أن تختتنوا كلكم فنصاهركم وتصاهرونا فانا لا نصاهر قوما غلفا فأجابوهم إلى ذلك واختتنوا كلهم فلما كان اليوم الثالث واشتد وجعهم من ألم الختان مال عليهم بنوا يعقوب فقتلوهم عن آخرهم وقتلوا شخيما وأباه جمور لقبيح ما صنعوا اليهم مضافا إلى كفرهم وما كانوا يعبدونه من أصنامهم فلهذا قتلهم بنوا يعقوب وأخذوا أموالهم غنيمة *

ثم حملت راحيل فولدت غلاما وهو بنيامين الا أنها جهدت فى طلقها به جهداً شديداً وماتت عقيبه فدفنها يعقوب فى أفراث وهى بيت لحم وصنع يعقوب على قبرها حجراً وهى الحجارة المعروفة بقبر راحيل الى اليوم * وكان أولاد يعقوب الذكور اثنى عشر رجلا فمن ليا روبيل وشمعون ولاوى ويهوذا وايساخر وزايلون ومن راحيل يوسف وبنيامين ومن أمة راحيل دان ونفتالى ومن أمة ليا حاد واشير عليهم السلام وجاء يعقوب الى أبيه اسحاق فاقام عنده بقرية حبرون التى فى أرض كنعان حيث كان يسكن ابراهيم ثم مرض اسحاق ومات عن مائة وثمانين سنة ودفنه ابناه العيص ويعقوب مع أبيه ابراهيم الخليل فى المغارة التى اشتراها كما قدمنا

مَا وَقع من الامور العجيبة فى حياة اسرائيل

فمن ذلك قصة يوسف بن راحيل وقد أنزل الله عز وجل فى شأنه وما كان من أمره سورة من القرآن العظيم ليتدبر مافيها من الحكم والمواعظ والآداب والأمر الحكيم. أعوذ بالله من الشيطان الرجيم (بسم الله الرحمن الرحيم الر تلك آيات الكتاب المبين إنا انزلناه قرآنا عربيا لعلكم تعقلون. نحن نقص عليك أحسن القصص بما أوحينا اليك هذا القرآن وإن كنت من قبله لمن الغافلين) قد تكلمنا على الحروف المقطعة فى أول تفسير سورة البقرة فمن أراد تحقيقه فلينظره ثم * وتكلمنا على هذه السورة مستقصى فى موضعها من التفسير ونحن نذكر ههنا نبذاً مما هناك على وجه الايجاز والنجاز *

وجملة القول فى هذا المقام أنه تعالى يمدح كتابه العظيم الذى انزله على عبده ورسوله الكريم بلسان عربى فصيح بين واضح جلى يفهمه كل عاقل ذكى زكى فهو اشرف كتاب نزل من السماء انزله أشرف الملائكة على أشرف الخلق فى اشرف زمان ومكان. بأفصح لغة وأظهر بيان. فان كان السياق فى الاخبار الماضية أو الآتية ذكر أحسنها وأبينها وأظهر الحق مما اختلف الناس فيه ودمغ الباطل وزيفه

باب (.32) راحیل بنت لابان زوجة يعقوب عليه السلام

دلیل (.42)

جانور وغیرہ تھے سب کو لیکر پہنچ گئے اور انکا ارادہ ساعیر کے پہاڑوں تک پہنچنا تھا پھر جب ساحور کے پاس سے گذر ہونے لگا تو ایک گھر بنایا اور وہاں سایہ پکڑا۔ پھر یروشلم کے پاس ایک بستی پر سے گذر ہوا تو اس بستی سے پہلے ہی ایک جگہ پڑاو ڈال کر ٹھیر گئے اور ایک شخص خیم بن جموز کی زمین سو بھیڑوں کے بدلے خریدی۔ اور وہاں خیمہ تان لیا۔ اور وہاں ایک جگہ مذبح خانہ بنایا اور اسکا نام ایل رکھا۔ یعنی اسرائیل کا الہ۔ اور اللہ نے ان کو حکم دیا کہ یہاں ایک عمارت بنائیں تا کہ وہاں سے اللہ کا نام بلند ہو۔ اور یہ وہی پتھر والی جگہ ہے جس پتھر پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے جاتے وقت تیل لگایا تھا۔ جیسے کہ گذر گیا۔

اور یہاں اہل کتاب نے یعقوب علیہ السلام کی بیٹی 'دینا' کا ایک قصہ ذکر کیا ہے جو لیا کی بیوی سے تھی۔

ہولیہ کہ خیم بن جمور اس لڑکی کو جبراً اپنے گھر لے گیا اور بھائیوں اور والد کو پیغام نکاح دیدیا تو دینا کے بھائیوں نے کہا ہم تیری بات مان لیں گے جبکہ تم سب ختنہ کروالو۔ پھر ہماری تمہاری آپس میں رشتے داریاں چل پڑیں گی۔ کیونکہ ہم غیر ختنہ والی قوم سے رشتے داریاں نہیں کرتے۔ تو انہوں نے ہاں کر لی اور تمام نے ختنہ کرائی پھر جب تیسرا روز ہوا تو ان کو ختنہ سے سخت تکلیف پہنچی تو آل یعقوب نے تمام کو قتل کر دیا حتی کہ خیم اور اس کے باپ جمور کو بھی نمٹا دیا۔ کیونکہ ایک تو انہوں نے کفر کیا تھا اور دوسرا اس سنت ابراہیمی کی توہین کی تھی اور یہ بتوں کی عبادت کرتے تھے۔

اسی وجہ سے آل یعقوب نے ان کو قتل بھی کیا اور ان کے اموال بھی بطور غنیمت کے حاصل کر لئے۔

پھر راحیل جو یوسف علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں ان کو دوبارہ حمل ہوا تو ان سے ایک اور لڑکا بنیامین پیدا ہوا لیکن اس بچے کی پیدائش کی تکلیف میں ہی حضرت راحیل کی وفات ہوگئی اور یعقوب علیہ السلام نے ان کو افراث میں بیت لحم کے اندر دفن کر دیا اور اسپر بطور نشانی کے ایک پتھر رکھ دیا جو آج تک راحیل کی قبر پر ہے اور یعقوب کی اس طرح مذکر اولاد بارہ ہوگئی لیا بیوی سے روبیل، شمعون، لاوی، یہوذا، ایساخر، زابلون، اور "راحیل" سے یوسف اور بنیامین، اور راحیل کی باندی سے دان اور نفتالی اور لیا کی باندی سے جاد اور اشیر علیہم السلام۔ اور پھر حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے والد حضرت اسحاق علیہ السلام کے پاس آئے اور حمرون بستی میں اقامت پذیر ہو گئے جو سرزمین کنعاں میں ہے اور یہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام سکونت پذیر تھے۔ پھر حضرت اسحاق علیہ السلام بیمار ہوئے اور ایک سو اسی سال کی عمر مبارک میں وفات پا گئے اور ان کو ان کے دو فرزند عیص اور یعقوب علیہ السلام نے اپنے دادا ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کے پاس اس جگہ میں دفن کیا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلے خریدی تھی۔

باب (.33) النبي يوسف بن النبي يعقوب عليه السلام

دليل (.43)

وقد ذكر ابن اسحق عن أهل الكتاب أن يعقوب أقام بديار مصر عند يوسف سبع عشرة سنة ثم توفى عليه السلام وكان قد أوصى الى يوسف عليه السلام أن يدفن عند أبويه ابراهيم واسحق. قال السدى فصبر وسيره الى بلاد الشام فدفنه بالمغارة عند أبيه اسحق وجده الخليل عليهم السلام.

وعند أهل الكتاب أن عمر يعقوب يوم دخل مصر مائة وثلاثون سنة. وعندهم أنه أقام بأرض مصر سبع عشرة سنة ومع هذا قالوا فكان جميع عمره مائة وأربعين سنة * هذا نص كتابهم وهو غلط إما فى النسخة أو منهم أو قد اسقطوا الكسر وليس بعادتهم فيما هو أكثر من هذا فكيف يستعملون هذه الطريقة ههنا وقد قال تعالى فى كتابه العزيز (أم كنتم شهداء اذ حضر يعقوب الموت اذ قال لبنيه ماتعبدون من بعدى قالوا نعبد إلهك وإله آبائك ابراهيم واسماعيل واسحاق إلهاً واحداً ونحن له مسلمون) يوصى بنيه بالاخلاص وهو دين الاسلام الذى بعث الله به الأنبياء عليهم السلام.

وقد ذكر أهل الكتاب أنه أوصى بنيه واحداً واحداً وأخبرهم بما يكون من أمرهم وبشر يهوذا بخروج نبى عظيم من نسله تطيعه الشعوب وهو عيسى بن مريم والله أعلم.

وذكروا أنه لما مات يعقوب بكى عليه أهل مصر سبعين يوما وأمر يوسف الأطباء فطيبوه بطيب ومكث فيه أربعين يوما ثم إستأذن يوسف ملك مصر فى الخروج مع أبيه ليدفنه عند أهله فأذن له وخرج معه أكابر مصر وشيوخها فلما وصلوا حبرون دفنوه فى المغارة التى كان إشتراها إبراهيم الخليل من عفرون بن صخر الحيثى وعملوا له عزاء سبعة أيام قالوا ثم رجعوا الى بلادهم وعزى إخوة يوسف ليوسف فى أبيهم وترققوا له فأكرمهم وأحسن منقلبهم فأقاموا ببلاد مصر. ثم حضرت يوسف عليه السلام الوفاة فأوصى أن يحمل معهم اذا خرجوا من مصر فيدفن عند آبائه فحنطوه ووضعوه فى تابوت فكان بمصر حتى أخرجه معه موسى عليه السلام فدفنه عند آبائه كما سيأتى. قالوا فمات وهو ابن مائة سنة وعشر سنين * هذا نصهم فيما رأيته وفيما حكاه ابن جرير أيضاً. وقال مبارك بن فضالة عن الحسن ألقى يوسف فى الجب وهو ابن سبع عشرة سنة وغاب عن أبيه ثمانين سنة وعاش بعد ذلك ثلاثاً وعشرين سنة. ومات وهو ابن مائة سنة وعشرين سنة * وقال غيره أوصى الى أخيه يهوذا صلوات الله عليه وسلامه.

قصة نبى الله ايوب

قال ابن اسحق كان رجلا من الروم وهو أيوب بن موص بن زراح بن العيص بن اسحق ابن ابراهيم الخليل. وقال غيره هو أيوب بن موص بن رعويل بن العيص بن اسحق بن يعقوب وقيل غير ذلك فى نسبه. وحكى ابن عساكر أن أمه بنت لوط عليه السلام. وقيل كان أبوه ممن آمن بابراهيم

باب (.33) النبي **يوسف** بن النبي يعقوب **عليه السلام**

دليل (.43)

پھر حضرت یوسف علیہ السلام کا وقت وفات بھی قریب آیا تو آپ نے بھی وصیت کی کہ مجھے بھی اپنے آباء کے ساتھ دفن کیا جائے تو لوگوں نے آپ کو خوشبو وغیرہ لگائی اور سب کچھ کر کے تابوت میں رکھ کر وہیں مصر میں (کسی وجہ سے) دفن کر دیا پھر بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں حضرت موسیٰ نے ان کو نکال کر ان کے آباء کے ساتھ دفن فرمایا جس کا ذکر آئے گا اور اہل کتاب کہتے ہیں کہ آپ کی عمر ایک سو دس سال ہوئی۔

(مصنف فرماتے ہیں) میرے دیکھنے کے مطابق ان کے یہاں یہی مذکور ہے۔

ابن جریر نے مبارک بن فضالہ کا قول حسن رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا گیا تو آپ کی عمر سترہ سال تھی اور پھر اپنے والد سے اسی سال غائب رہے اور ملاقات کے بعد ۲۳ سال حیات رہے اس طرح جب وفات پائی تو ان کی عمر ایک سو بیس سال ہو چکی تھی۔

اور بعض نے کہا ہے کہ آپ نے اپنے بعد یہوذا بھائی کو وصیت فرمائی۔

صلوات اللہ علیہ وسلامہ

باب (.33) النبي **يوسف** بن النبي يعقوب **عليه السلام**

دليل (.44)

للحافظ أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني

٢٦٠هـ – ٣٦٠هـ

قسم التحقيق بدار الحرمين

أبو معاذ
طارق بن عوض الله بن محمد

أبو الفضل
عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني

الجزء السابع

(٦٦٨٤ – ٧٨٨٠)

الناشر
دار الحرمين
للطباعة والنشر والتوزيع

باب (.33) النبي **يوسف** بن النبي يعقوب **عليه السلام**

دليل (.44)

* **لم يَروِ هذا الحديثَ عن إبراهيمَ التيميِّ[1] إلا العوامُ، تفرَّدَ به : عبدُ اللَّهِ بن خراش.**

٧٧٦٤ – **حدثنا** محمد بن يعقوب : نا حفص بن عمرو الربالي : نا بشر بن إبراهيم : حدثني الحجاج بن حسان ، عن عكرمةَ .

عن ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ : قال رسولُ اللَّهِ ﷺ : « إذا انْتَهَى أَحَدُكم إلى الصفِّ وقد تَمَّ ، فَلْيَجْذِبْ إليه رَجُلًا يُقِيمُه إلى جَنْبِه » .

* **لا يُرْوَى هذا الحديثُ عن رسولِ اللَّهِ ﷺ إلا بهذا الإسنادِ ، تفرَّدَ به : بشرُ بن إبراهيم[2] .**

٧٧٦٥ – **حدثنا** محمد بن يعقوب : نا حفص بن عمرو الربالي : نا حفص بن عمر الرازي : نا أبو حُرَّةَ ، عن الحسنِ .

عن عبدِ الرحمنِ بن سمرةَ ، قَالَ : قَالَ رسولُ اللَّهِ ﷺ : « من تَوضَّأَ يومَ الجُمعةِ فبها ونِعْمتْ ومن اغتسلَ فالغُسْلُ أَفْضلُ » .

* **لم يَروِ هذا الحديثَ عن أبي حُرَّةَ إلا حفصُ بن عمر الإمام النجار الرازي[3] .**

٧٧٦٦ – **حدثنا** محمد بن يعقوب : ثنا يعقوبُ بن إسحاقَ القلوسي : ثنا الحارث بن محمد : ثنا حُلو بن السري الأودي ، عن أبي إسحاقَ ، عن أبي الأحوص .

عن عبدِ اللَّهِ ، قَالَ : قال رسولُ اللَّهِ ﷺ : « لا أُلْفينَّ أَحَدَكُمْ يَضَعُ إحْدَى رِجْليه على الأُخْرَى ، ثُمَّ يتغنى ، ويدعُ أَنْ يَقْرأَ سَورةَ البَقرةِ » .

* **لم يَروِ هذا الحديثَ عن حلو (ك/٩٤ – ب) بن السري إلا الحارثُ بن محمد ، تفرَّدَ به : يعقوبُ بن إسحاق .**

٧٧٦٧ – **حدثنا** محمد بن يعقوب : نا يعقوب بن إسحاق : نا الحسن بن عنبسة : ثنا محمد بن كثير الكوفي ، عن أبي العلاء الخَفَّاف ، عن المنهالِ بن عمرو عن حَبَّةَ العُرَني[4] .

---

(١) في الأصل : « التميمي » ، وهو خطأ ، هو إبراهيم بن يزيد التيمي ،من تيم الرَّباب .

(٢) « مجمع البحرين » (٧٦٤) . (٣) « مجمع البحرين » (٩٧٣) .

(٤) تصحفت في « الأصل » إلى « الحربي » ، وفي « ك » على الصواب وضبطها – أيضًا – .

باب (.33) النبي **يوسف** بن النبي يعقوب **عليه السلام**

دليل (.44)

عن عليٍّ ، قَالَ : كَانَ النَّبيُّ ﷺ إذا سُئِلَ شَيْئًا فأرادَ أَنْ يَفْعَلَه قال : « نَعَمْ » ، وإذا أَرَادَ أن لا يَفعلَ سَكَتَ، وكان لا يقولُ لشيءٍ: لا، فأتَاه أعرابيٌّ ، فسألَه، فسَكَتَ، ثم سَأَلَهُ فسَكَتَ ، ثم سَأَلَهُ ، فقالَ له النَّبيُّ ﷺ كَهَيْئةِ المُنْتَهِرِ: « سَلْ ما شِئْتَ يا أعرابيٌّ » ، فغَبطْنَاهُ ، فقُلنَا : الآنَ يَسْأَلُ الجنَّة ، فقالَ الأعرابيُّ : أَسْأَلُكَ رَاحِلَةً ، فقالَ له النَّبيُّ ﷺ : « لَكَ ذَاكَ » ، ثم قَالَ : « سَلْ » ، قال : أَسْأَلُكَ زَادًا ، قال : « ولَكَ ذَاكَ » ، قال : فتعجَّبْنَا مِنْ ذَلِكَ ، فقالَ النَّبيُّ ﷺ : « كَمْ بينَ مَسْأَلَةِ الأعرابيِّ وعجوزِ بني إسْرائيلَ!» . ثم قَالَ : « إنَّ موسى لمَّا أُمِرَ أَنْ يَقْطعَ البَحْرَ فانْتَهى إليه ، فضُرِبَتْ وُجوهُ الدَّوابِّ ، فرَجَعتْ ، فقالَ مُوسَى : ما لي يا رب ، قَالَ له : إنَّكَ عندَ قَبرِ يُوسفَ ، فاحْتَمِلْ عِظَامَهُ[(١)] مَعَكَ ، وقد استْوى القَبرُ بالأَرْضِ ، فجَعَلَ مُوسَى لا يَدْرِي أَيْنَ هو ، قالوا[(٢)] : إنْ كَانَ أَحدٌ مِنكم يَعْلمُ أَيْنَ هو ، فعَجُوزُ بني إسْرائيلَ لَعلَّها تَعْلمُ أَيْنَ هُوَ ، فأَرْسَلَ إليها موسى عليه السَّلامُ ، قَالَ : هَلْ تَعْلمينَ أَيْنَ قَبرُ يُوسُفَ عليه السَّلامُ ؟ قَالَتْ : نَعَمْ ، قال : فَدُلِّيني عليه ، قَالَتْ : لا واللَّهِ حتى تعطيني[(٣)] ما أَسْأَلُكَ ، قال : ذَاكَ لَكِ ، قَالَتْ : فإنِّي أَسْأَلُكَ أن أَكُونَ مَعَكَ في الدَّرجةِ التي تَكُونُ فيها في الجنَّةِ ، قال : سَلِي الجنَّة ، قَالَتْ :لا واللَّهِ أن أَكُونَ مَعَكَ ، فجعَلَ مُوسَى يُرادُّهَا ، فأَوْحَى اللَّهُ تَبارَكَ وتَعَالى إليه : أَنْ أَعْطِهَا ذَلِكَ ؛ فإنَّه لا يُنْقِصكَ شَيْئًا ، فأَعْطَاهَا ودَلَّتْه على القَبرِ ، فأَخْرجَ العِظَامَ وجَاوزَ البَحْرَ » .

* **لا يُرْوَى هذا الحديثُ** (ك/٩٥ - أ) **عن عليٍّ - رضي اللَّهُ عنه - إلا بهذا الإسنادِ ، تفرَّدَ به : يعقوبُ بن إسحاق القُلُوسي**[(٤)].

٧٧٦٨ - حدثنا محمدُ بن يعقوب : ثنا حفصُ بن عمرو الربالي : نا محمدُ بن

(١) لا تبلى أجساد الأنبياء صلوات اللَّهِ عليهم ، والعظام هنا بمعنى الجسد من باب التعبير بالجزء عن الكل ، ألا ترى لقول تميم الداري للرسول ﷺ : « ألا أتخذ لك منبرًا يا رسول اللَّهِ يحمل عظامك .... » اهـ . نقلًا عن الشيخ الألباني بتصرف في « الصحيحة » (الأول/٣١٣) وقد صححه من غير هذا الطريق .

(٢) في الأصل : « قال » وهو مخالف لما في « ك » ، و « المجمع » .

(٣) في الأصلين : « يعطيني » .

(٤) « مجمع البحرين » (٣٥٨٠) (٤٦١٧).

— ٣٧٥ —

باب (.33) النبي **يوسف** بن النبي يعقوب **عليه السلام**

دليل (.44)

امام طبرانی کی شہرہ آفاق کتاب المُعجم الأوسط کی احادیث
کا فقہی ترتیب سے پہلی مرتبہ آسان سلیس اُردو ترجمہ مع تخریج

جلد پنجم

المُعجمُ الأوسَط

تالیف

الإمام الحافظ ابی القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب اللخمی الطبرانی

المتوفی ۳۶۰ھ

مترجم

غلام دستگیر چشتی سیالکوٹی

مدرس جامعہ رسولیہ شیرازیہ رضویہ بلال گنج لاہور

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ٥ غزنی سٹریٹ
اُردو بازار ٥ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

باب (.33) النبي **یوسف** بن النبي یعقوب **علیه السلام**

دلیل (.44)

مُحَمَّدٍ، ثَنَا حُلْوُ بْنُ السَّرِيِّ الْأَوْدِيُّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَضَعُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى، ثُمَّ يَتَغَنَّى، وَيَدَعُ أَنْ يَقْرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ

حال میں نہ پاؤں کہ اس نے اپنی ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر دہری ہو پھر وہ گانے گانے میں لگا ہو ہو اور سورۂ بقرہ پڑھنے کو چھوڑنے والا ہو۔

لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ حُلْوِ بْنِ السَّرِيِّ إِلَّا الْحَارِثُ بْنُ مُحَمَّدٍ، تَفَرَّدَ بِهِ: يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ

اس حدیث کو حلو بن سری سے صرف حارث بن محمد ہی نے روایت کیا۔ اس حدیث کو روایت کرنے میں یعقوب بن اسحاق منفرد ہیں۔

7767 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ، نَا الْحَسَنُ بْنُ عَنْبَسَةَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْكُوفِيُّ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ الْخَفَّافِ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ حَبَّةَ الْعُرَنِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سُئِلَ شَيْئًا فَأَرَادَ أَنْ يَفْعَلَهُ قَالَ: نَعَمْ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ لَا يَفْعَلَ سَكَتَ، وَكَانَ لَا يَقُولُ لِشَيْءٍ: لَا، فَأَتَاهُ أَعْرَابِيٌّ، فَسَأَلَهُ، فَسَكَتَ، ثُمَّ سَأَلَهُ، فَسَكَتَ، ثُمَّ سَأَلَهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَهَيْئَةِ الْمُنْتَهِرِ: سَلْ مَا شِئْتَ يَا أَعْرَابِيُّ، فَغَبَطْنَاهُ، فَقُلْنَا: الْآنَ يَسْأَلُ الْجَنَّةَ، فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: أَسْأَلُكَ رَاحِلَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَكَ ذَاكَ، ثُمَّ قَالَ: سَلْ قَالَ: أَسْأَلُكَ زَادًا قَالَ: وَلَكَ ذَاكَ قَالَ: فَتَعَجَّبْنَا مِنْ ذَلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَمْ بَيْنَ مَسْأَلَةِ الْأَعْرَابِيِّ وعجوزِ بَنِي إِسْرَائِيلَ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ سے جب بھی کوئی چیز مانگی گئی تو آپ نے اسے پورا کرنے کا ارادہ فرما کر کہا: ہاں! اور جب وہ کام کرنے کا ارادہ نہ ہوا تو خاموش رہے۔ آپ کسی شے کے بارے میں نہیں نہ کہتے۔ ایک دیہاتی آیا' اس نے آپ سے سوال کیا' آپ خاموش رہے' اس نے پھر مانگا تو آپ خاموش رہے' اس نے پھر سوال کیا تو آپ نے اس سے فرمایا جیسے جھڑکنے والے کا انداز ہوتا ہے: اے بدو! مانگ جو چاہتا ہے! ہمیں یہ دیکھ کر اس پر رشک آیا اور ہم نے اپنے دل میں کہا: ابھی جنت مانگے گا' لیکن اعرابی نے کہا: سواری عنایت فرماؤ! آپ نے اس سے فرمایا: وہ تجھے مل گئی' پھر فرمایا: مانگ! اس نے زادِ راہ مانگا تو آپ نے فرمایا: وہ تیرا ہو گیا۔ اس سے ہم نے بڑا تعجب کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس بدو اور بنی اسرائیل کی بڑھیا کے سوال میں کتنا فرق ہے! پھر فرمایا: حضرت موسیٰ کو

باب (.33) النبي **يوسف** بن النبي يعقوب **عليه السلام**

دليل (.44)

مُوسَى لَمَّا أُمِرَ أَنْ يَقْطَعَ الْبَحْرَ فَانْتَهَى إِلَيْهِ، فَضُرِبَتْ وُجُوهُ الدَّوَابِ، فَرَجَعَتْ، فَقَالَ مُوسَى: مَا لِيَ يَا رَبِّ، قَالَ لَهُ: إِنَّكَ عِنْدَ قَبْرِ يُوسُفَ، فَاحْتَمِلْ عِظَامَهُ مَعَكَ، وَقَدِ اسْتَوَى الْقَبْرُ بِالْأَرْضِ، فَجَعَلَ مُوسَى لَا يَدْرِي أَيْنَ هُوَ، قَالُوا: إِنْ كَانَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يَعْلَمُ أَيْنَ هُوَ، فعجوزُ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَعَلَّهَا تَعْلَمُ أَيْنَ هُوَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: هَلْ تَعْلَمِينَ أَيْنَ قَبْرُ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ؟ قَالَتْ: نَعَمْ قَالَ: فَدُلِّينِي عَلَيْهِ، قَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ حَتَّى تُعْطِيَنِي مَا أَسْأَلُكَ، قَالَ: ذَاكَ لَكِ، قَالَتْ: فَإِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ أَكُونَ مَعَكَ فِي الدَّرَجَةِ الَّتِي تَكُونُ فِيهَا فِي الْجَنَّةِ ۔ قَالَ: سَلِي الْجَنَّةَ، قَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ أَنْ أَكُونَ مَعَكَ، فَجَعَلَ مُوسَى يُرَادُّهَا، فَأَوْحَى اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِلَيْهِ: أَنْ أَعْطِهَا ذَلِكَ، فَإِنَّهُ لَا يَنْقُصُكَ شَيْئًا، فَأَعْطَاهَا وَدَلَّتْهُ عَلَى الْقَبْرِ، فَأَخْرَجَ الْعِظَامَ وجَاوَزَ الْبَحْرَ

جب سمندر پار کرنے کا حکم دیا گیا تو آپ اُس تک آئے' پھر سواریوں کے منہ پر مارا' وہ واپس لوٹے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ! مجھے کیا ہوا؟ فرمایا: آپ یوسف علیہ السلام کی قبر کے پاس ہیں' ان کی میت کو اُٹھا کر ساتھ لے چلو جبکہ ان کی قبر زمین کے برابر ہو چکی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہنا شروع کر دیا: وہ نہیں جانتے وہ کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا: تم میں سے کوئی ہے جس کو معلوم ہو کہ وہ کہاں ہے۔ سو بنی اسرائیل کی بڑھیا ممکن ہے اس کو جانتی ہو کہ وہ کہاں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس کی طرف قاصد بھیج کر کہا: کیا تو جانتی ہے کہ یوسف علیہ السلام کی قبر کہاں ہے؟ اس نے کہا: ہاں! فرمایا: اس پر میری راہنمائی کرو! اس نے عرض کی: نہیں! قسم ہے جب تک آپ میرا سوال پورا نہ کریں۔ آپ نے فرمایا: تیرا سوال پورا کروں گا۔ اس نے کہا: میرا آپ سے سوال یہ ہے کہ میں جنت میں آپ کے ساتھ اسی درجہ میں ہوں جس درجہ میں آپ ہوں۔ آپ نے فرمایا: بس جنت کا سوال کر (باقی بات کو چھوڑ)۔ اس نے عرض کی: نہیں! قسم بخدا! میں آپ کا ساتھ مانگتی ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مسلسل اس کا سوال رد کرتے رہے تو اللہ نے آپ کی طرف وحی کی کہ اس کو دے دے یہ چیز' تیری کوئی شی کم نہ کرے گا۔ آپ نے اس کو جنت دے دی۔ اس نے قبر پر راہنمائی کی' آپ نے میت نکالی اور سمندر پار کر گئے۔

لَا يُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهِ عَنْهُ إِلَّا بِهَذَا الْإِسْنَادِ، تَفَرَّدَ بِهِ: يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْقُلُوسِيُّ

حضرت علی سے اس حدیث کو صرف اسی سند سے روایت کیا جاتا ہے۔ یعقوب بن اسحاق قلوسی اس کے ساتھ منفرد ہیں۔

دليل (.45)

الجامع لأحكام القرآن

والمبيّن لما تضمّنه من السُّنّة وآي الفرقان

تأليف
أبي عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر القرطبي
(ت ٦٧١ هـ)

تحقيق
الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

شارك في تحقيق هذا الجزء
محمد أنس مصطفى الخن — محمد معتز كريم الدين

الجزء الثالث عشر

مؤسسة الرسالة

باب (.34) النبي دانيال عليه السلام والنبي يوسف عليه السلام

دليل (.45)

رضي الله عنهما ـ على ما ذكر مالك في «الموطأ»[(١)] ـ وقبر أبينا آدمَ ﷺ، على ما رواه الدارقطنيُّ[(٢)] من حديث ابنِ عباس. وأما تعليةُ البناء الكثير على نحو ما كانت الجاهليَّة تفعله تفخيماً وتعظيماً، فذلك يُهدَم ويُزال؛ فإنَّ فيه استعمالَ زينة الدنيا في أوَّل منازلِ الآخرة، وتشبُّهاً بمن كان يعظِّم القبورَ ويَعبدها. وباعتبار هذه المعاني وظاهر النهي ينبغي أن يقال: هو حرام[(٣)].

والتسنيم في القبر: ارتفاعُه قَدْرَ شبر، مأخوذ من سَنام البعير[(٤)]. ويُرَشّ عليه بالماء؛ لئلّا ينتثرَ بالريح. وقال الشافعيُّ: لا بأس أن يطيَّن القبر. وقال أبو حنيفة: لا يُجصَّص القبر، ولا يطيَّن، ولا يُرفَع عليه بناء، فيسقط[(٥)].

ولا بأسَ بوضع الأحجار؛ لتكون علامةً؛ لما رواه أبو بكر الأثرم قال: حدَّثنا مُسدَّد، حدَّثنا نوح بن درّاج، عن أبان بنِ تغْلِب، عن جعفر بنِ محمد، قال: كانت فاطمةُ بنتُ رسولِ الله ﷺ تزور قبرَ حمزة بنِ عبد المطلب كلَّ جمعةٍ وعلَّمته بصخرة، ذكره أبو عمر[(٦)].

وأما الجائزة: فالدفن في التابوت، وهو جائز لا سيَّما في الأرض الرِّخْوة. ورُوي أنَّ دانيال صلوات الله عليه كان في تابوت من حَجَر[(٧)]، وأنَّ يوسفَ عليه السلام

(١) المفهم ٢/ ٦٢٥ - ٦٢٦، ولم نقف عليه في الموطأ، وأخرج البخاري (١٣٩٠) عن سفيان التمَّار أنه رأى قبر النبي ﷺ مسنَّماً. اهـ قال ابن حجر في فتح الباري ٣/ ٢٥٧: زاد أبو نعيم في المستخرج: وقبر أبي بكر وعمر كذلك. اهـ. وأخرج أبو داود (٣٢٢٠) من طريق القاسم بن محمد بن أبي بكر قال: دخلت على عائشة فقلت: يا أمَّه اكشفي لي عن قبر النبي ﷺ وصاحبيه رضي الله عنهما، فكشفت لي عن ثلاثة قبور لا مشرفة ولا لاطئة، مبطوحة ببطحاء العرصة الحمراء.

(٢) في سننه (١٨١٢)، وفيه عبد الرحمن بن مالك بن مغول، وهو متروك.

(٣) المفهم ٢/ ٦٢٦ - ٦٢٧.

(٤) تهذيب اللغة ١٦/ ١٦، والصحاح (سنم).

(٥) الأم ١/ ٢٤٥ - ٢٤٦، وبدائع الصنائع ٢/ ٣٠٩.

(٦) في التمهيد ٣/ ٢٣٣ - ٢٣٤.

(٧) ذكر الشريف الإدريسي في كتابه نزهة المشتاق في اختراق الآفاق ١/ ٣٩٥ أن بنهر تستر فيما يقال تابوت دانيال.

باب (34.) النبي دانيال عليه السلام والنبي يوسف عليه السلام

دليل (45.)

أوصى بأن يُتَّخذ له تابوتٌ من زجاج ويُلقَى في رَكِيَّة؛ مخافةَ أن يُعبَد، وبقي كذلك إلى زمانِ موسى صلوات الله عليهم أجمعين، فدلَّته عليه عجوزٌ، فرفعه ووضعه في حظيرة إسحاق عليه السلام[١]. وفي الصحيح عن سعد بنِ أبي وَقّاص أنَّه قال في مرضه الذي هلك فيه: اتَّخذوا لي لَحْداً، وانْصِبوا عليَّ اللَّبِن نَصْباً، كما صُنع برسول الله ﷺ[٢].

اللَّحد: هو أن يشقَّ في الأرض ثم يُحفَر قبرٌ آخرُ في جانب الشَّقِّ من جانب القِبْلة إن كانت الأرض صُلْبةً، يُدخَل فيه الميتُ ويُسَدّ عليه باللَّبِن. وهو أفضلُ عندنا من الشَّقِّ؛ لأنَّه الذي اختاره اللهُ تعالى لرسول الله ﷺ[٣]. وبه قال أبو حنيفة قال: السُّنَّة اللَّحد. وقال الشافعي: الشَّقُّ.ويكره الآجُرُّ في اللَّحد. وقال الشافعي: لا بأس به؛ لأنَّه نوعٌ من الحجر. وكرهه أبو حنيفة وأصحابه؛ لأنَّ الآجرَّ لإحكام البناء، والقبر وما فيه للبِلَى، فلا يليقُ به الإحكام. وعلى هذا يسوَّى بين الحجر والآجر. وقيل: إنَّ الآجُرَّ أثر النار فيكره تفاؤلاً، فعلى هذا يفرَّق بين الحجر والآجر. قالوا: ويستحبُّ اللَّبِن والقَصَب؛ لما رُوي أنَّه وضع على قبر النبيِّ ﷺ حُزمةٌ من قصب[٤]. وحكي عن الشيخ الإمام أبي بكر محمد بنِ الفضل الحنفيِّ رحمه الله أنَّه جوَّز اتخاذَ التابوت في بلادهم؛ لرخاوة الأرض. وقال: لو اتُّخذ تابوتٌ من حديد، فلا بأس به، لكن ينبغي أن يُفرَش فيه التراب، وتطيَّن الطبقةُ العليا مما يلي الميتَ، ويُجعل اللَّبِن الخفيفُ على يمين الميت ويساره؛ ليصير بمنزلة اللَّحد[٥].

(١) أخرجه أبو نعيم في حلية الأولياء ٦/ ٢٧ بنحوه، والركيَّة: البئر. القاموس (ركو).

(٢) أخرجه مسلم (٩٦٦)، وأحمد (١٤٥٠).

(٣) المفهم ٢/ ٦٢٤ .

(٤) أخرجه ابن أبي شيبة ٣/ ٣٣٢ - ٣٣٣ عن الشعبي أن النبي ﷺ جعل على لحده طَنُّ قصب. والطَّنُّ: حزمة القصب. القاموس (طنن).

(٥) ذكره بنحوه الكاساني في بدائع الصنائع ٢/ ٣٥٤ .

باب (.34) النبي دانیال علیه السلام والنبي يوسف علیه السلام

دلیل (.45)

الجامع لاحکام القرآن

معروف بہ

تفسیر قرطبی جلد پنجم

امام ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابو بکر قرطبی رحمۃ اللہ علیہ

متن قرآن کا ترجمہ: جسٹس حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

مولانا ملک محمد بوستان — مولانا سید محمد اقبال شاہ گیلانی

مولانا محمد انور مگھالوی — مولانا شوکت علی چشتی

زیر اہتمام:

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی ۰ پاکستان

باب (.34) النبي **دانیال علیه السلام** والنبي **یوسف علیه السلام**

دلیل (.45)

اور رہے وہ امور جو جائز ہیں..... پس تابوت میں دفن کرنا جائز ہے بالخصوص جب (قبر) نرم زمین میں ہو اور روایت ہے کہ حضرت دانیال علیہ السلام پتھر کے تابوت میں دفن ہوئے، اور حضرت یوسف علیہ السلام نے وصیت فرمائی کہ ان کے لئے شیشے کا تابوت بنایا جائے اور پھر انہیں کنوئیں میں ڈال دیا جائے اس خوف سے کہ کہیں ان کی عبادت (نہ) لی جائے، اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے تک اسی طرح باقی رہے، اور پھر ایک بڑھیا نے اس پر آپ کی راہنمائی کی تو انہوں نے آپ کو اٹھایا اور انہیں حضرت اسحاق علیہ السلام کے حظیرہ میں دفن کر دیا۔ اور صحیح میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے اس مرض میں کہا جس میں ان کا وصال ہوا کہ تم میرے لئے لحد بنانا اور مجھ پر کچی اینٹیں کھڑی کر کے لگانا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا گیا (1)۔ اللحد: یہ ہے کہ زمین میں گڑھا کھودا جاتا ہے پھر اس گڑھے میں قبلہ کی جانب سے دوسری قبر کھودی جاتی ہے اگر زمین سخت ہو تو اس میں میت کو داخل کر دیا جاتا ہے اور اسے کچی اینٹوں کے ساتھ بند کر دیا جاتا ہے۔ اور یہ ہمارے نزدیک شق سے افضل ہے، کیونکہ یہی وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پسند فرمایا۔ اور اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ سنت لحد بنانا ہے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: شق ہے۔ اور لحد میں پکی اینٹیں لگانا مکروہ ہے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ یہ بھی پتھر کی ایک قسم ہے۔ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے اصحاب نے اسے مکروہ قرار دیا ہے، کیونکہ پکی اینٹیں تو عمارت کو پختہ کرنے کے لئے ہیں، اور قبر اور جو کچھ اس میں ہے وہ آزمائش کے لئے ہے لہٰذا اس میں پختگی مناسب نہیں ہے اور اسی بنا پر پتھر اور پکی اینٹ کو برابر قرار دیا جاتا ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ پکی اینٹ میں آگ کا اثر ہوتا ہے، پس وہ بطور فال مکروہ ہے، اور اسی بناء پر پتھر اور پکی اینٹ کے درمیان فرق کیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا ہے: کچی اینٹیں اور کانے لگانا مستحب ہے جیسا کہ روایت ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر کانوں کا ایک گٹھا لگایا گیا۔ اور شیخ امام ابوبکر محمد بن فضل حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے ان کے شہروں میں زمین کے نرم ہونے کی وجہ سے تابوت بنانے کو جائز قرار دیا ہے اور کہا ہے: اگر لوہے کا تابوت بنایا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے، لیکن یہ چاہئے کہ اس میں مٹی بچھائی جائے اور اوپر والا وہ حصہ جو میت کے ساتھ ملتا ہے اسے مٹی کے ساتھ لیپ کر دیا جائے۔ اور میت کی دائیں اور بائیں جانب پر ہلکی سے کچی اینٹیں رکھ دی جائیں تا کہ وہ لحد کے قائم مقام ہو جائے۔

میں (مفسر) کہتا ہوں: اسی وجہ سے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں چادر رکھی گئی، کیونکہ مدینہ طیبہ کی زمین شور یلی ہے۔ شقران نے کہا ہے: قسم بخدا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے قبر شریف میں چادر رکھی گئی۔ ابو عیسیٰ ترمذی نے کہا ہے: شقران کی حدیث حسن [صحیح] اور غریب ہے (2)۔

سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ڢ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَاۗءً ظَاهِرًا ۠ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿٢٢﴾

1۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، فصل فی الدعاء للمیت، جلد 1، صفحہ 311

2۔ جامع ترمذی، کتاب الجنائز، ما جاء فی الثوب الواحد یلقی تحت المیت فی القبر، جلد 1، صفحہ 124

باب (.35) النبي **إسماعيل** بن إبراهيم خليل الله **عليه.السلام** و والدة **هاجرة** المصرية زوجة إبراهيم **عليه.السلام**

دليل (.46)

ابو الفداء
الحافظ ابن كثير
الدمشقي المتوفى سنة ٧٧٤هـ

البداية والنهاية

الجزء الأول

ضبطت وصححت هذه الطبعة على عدة نسخ وذيلت بشروح
قامت بها هيئة باشراف
الناشر

مكتبة المعارف
بيروت

١٤١٠هـ - ١٩٩٠م

باب (35.) النبي إسماعيل بن إبراهيم خليل الله عليه.السلام و والدة هاجرة المصرية زوجة إبراهيم عليه.السلام

دليل (46.)
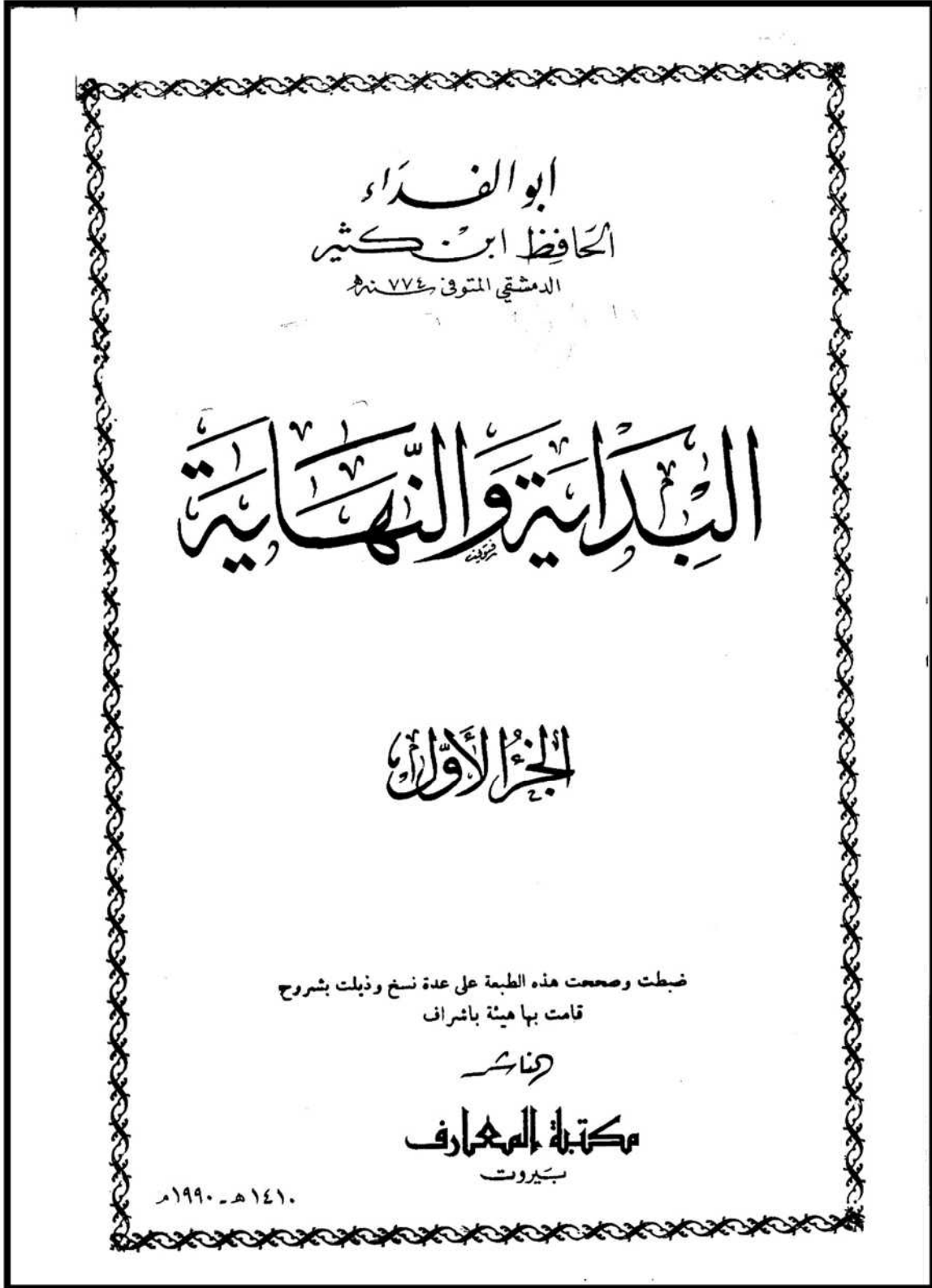
وقيل هذه ثالثة فولدت له إثنى عشر ولداً ذكراً . وقد سماهم محمد بن اسحق رحمه الله وهم نابت وقيذر(١) وازبل وميشى ومسمع وماش ودوصا وارر ويطور ونبش وطيما وقيذما * وهكذا ذكرهم أهل الكتاب فى كتابهم . وعندهم أنهم الاثنا عشر عظيما المبشر بهم المتقدم ذكرهم . وكذبوا فى تأويلهم ذلك وكان اسماعيل عليه السلام رسولا الى أهل تلك الناحية وما والاها من قبائل جرهم والعماليق وأهل اليمن صلوات الله وسلامه عليه * ولما حضرته الوفاة أوصى الى أخيه اسحق وزوج ابنته نسمة من ابن أخيه العيص بن اسحق فولدت له الروم . ويقال لهم بنو الاصفر لصفرة كانت فى العيص * وولدت له اليونان فى أحد الاقوال * ومن ولد العيص الاشبان قيل منهما ايضا * وتوقف ابن جرير رحمه الله .

ودفن اسماعيل نبى الله بالحجر مع أمه هاجر وكان عمره يوم مات مائة وسبعا وثلاثين سنة * وروى عن عمر بن عبد العزيز أنه قال شكى اسماعيل عليه السلام الى ربه عز وجل حر مكة فاوحى الله اليه أنى سافتح لك بابا الى الجنة الى الموضع الذى تدفن فيه تجرى عليك روحها الى يوم القيامة .

وعرب الحجاز كلهم ينتسبون الى ولديه نابت وقيذار * وسنتكلم على أحياء العرب وبطونها وعمائرها وقبائلها وعشائرها من لدن اسماعيل عليه السلام الى زمان رسول الله (ص) * وذلك اذا انتهينا الى أيامه الشريفة وسيرته المنيفة بعد الفراغ من أخبار انبياء بنى اسرائيل الى زمان عيسى بن مريم خاتم انبيائهم وتحقق أنبائهم * ثم نذكر ما كان فى زمن بنى اسرائيل * ثم ما وقع فى أيام الجاهلية ثم ينتهى الكلام الى سيرة نبينا رسول الله الى العرب والعجم وسائر صنوف بنى آدم من الأمم إن شاء الله تعالى وبه الثقة وعليه التكلان ولا حول ولا قوة إلا بالله العلى العظيم العزيز الحكيم

اسحاق بن ابراهيم عليهما الصلاة والتسليم

قد قدمنا أنه ولد ولأبيه مائة سنة بعد أخيه اسماعيل بأربع عشرة سنة . وكان عمر أمه سارة حين بشرت به تسعين سنة قال الله تعالى (وبشرناه باسحق نبيا من الصالحين وباركنا عليه وعلى اسحق ومن ذريتهما محسن وظالم لنفسه مبين)* وقد ذكره الله تعالى بالثناء عليه فى غير ما آية من كتابه العزيز * وقدمنا فى حديث أبى هريرة عن رسول الله (ص) أن الكريم بن الكريم بن الكريم بن الكريم

(١) قوله قيذر فى نسخة قيذار وقوله وميشى وفى نسخة منبى قوله وارر فى نسخة وادر وفى أخرى وازر قوله ويطور فى نسخة ورطور قوله وطيما فى نسخة وطميا

م ١٣ ج ١

الفصل (.4) المزارات قبل ولادة البصرية للنبي ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات]

باب (.35) النبي **إسماعيل** بن إبراهيم خليل الله **عليه.السلام** و والدة **هاجرة** المصرية زوجة إبراهيم **عليه.السلام**

دليل (.46)

تکمیل واصلاح اور مکمل نظر ثانی شدہ ایڈیشن

تاریخ ابن کثیر

اردو ترجمہ

البدایة والنہایة

جلد اوّل

حصہ اوّل و دوم

اس حصہ میں تخلیق ارض وسماء، تخلیق ملائکہ وابلیس اور حضرت آدم وحوا علیہما السلام کی تخلیق اور انکے بعد حضرت الیاس علیہ السلام تک آنے والے انبیاء کرام علیہم السلام اور انکی قوموں کے حالات اور زمانوں کا تفصیلی تذکرہ قرآن وسنت کی روشنی میں کیا گیا ہے۔

بنی اسرائیل کے مشہور وغیر مشہور انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے جو حضرت حزقیل علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جاتا ہے۔ پھر عرب جاہلیت کے بادشاہوں کی تاریخ ہے اور آخر میں سیدنا خاتم النبیین ﷺ کی بعثت کے احوال ہیں۔

حافظ عماد الدین ابو الفدا اسماعیل ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ

ترجمہ وتحقیق

مولانا ابو طلحہ محمد اصغر مغل فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

دار الاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

باب (.35) النبي إسماعيل بن إبراهيم خليل الله عليه.السلام و والدة هاجرة المصرية زوجة إبراهيم عليه.السلام

دليل (.46)

سے جدائی کا حکم دیا تو حضرت اسماعیل نے اس سے جدائی اختیار کرلی تھی، اموی کہتے ہیں وہ عورت عمارہ بنت سعد بن اسامہ بن اکیل العمالیقی تھی، پھر حضرت اسماعیل نے ایک اور عورت سے شادی کی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے متعلق حکم فرمایا کہ اس کو باقی رکھو، تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ان کے ساتھ زندگی بسر کی اور وہ سیدہ بنت مضاض بن عمرو الجرہمی تھیں اور ایک قول کے مطابق یہ تیسری بیوی تھیں پھر اس عورت سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ لڑکے ہوئے، اور محمد بن اسحاق رحمہ اللہ نے ان کے نام بھی ذکر کئے ہیں، وہ نابت، قیدر، ازبل، میشی، مسمع، ماش، دوصا، آرر، یطور، بنش، طیما، قیذ ما ہیں اہل کتاب نے اسی طرح یہ نام اپنی کتابوں میں ذکر کئے ہیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق جو ان کی کتابوں اور ہماری کتابوں میں بھی خوشخبری دی گئی ہے کہ ان کی آل سے بارہ عظیم اشخاص پیدا ہوں گے تو اہل کتاب نے جھوٹ اور غلط تاویل کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ افراد وہی ہیں۔

اسی بستی (یعنی مکہ) اور اس کے آس پاس کی آبادیوں میں جہاں کے مکین قوم جرہم، قوم عمالیق، اور اہل یمن تھے ان کی طرف آپ نبی بنا کر بھیجے گئے، اور جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے اپنے باپ شریک بھائی، پیغمبر خدا حضرت اسحاق علیہ السلام کو وصیت فرمائی، اور اپنی بیٹی ''نسمہ'' کا اپنے بھتیجے عیص بن اسحاق سے نکاح فرمایا: ''نسمہ'' سے ''عیص'' کے ہاں ایک لڑکا ''روم'' پیدا ہوا اور اس سے آگے چلنے والی نسل کو بنو اصفر کہا جاتا تھا اصفر کے معنی ہیں زرد رنگ یعنی زرد رنگ والے کی اولاد کیونکہ عیص زرد رنگ کے تھے اور ایک قول کے مطابق یونان نامی لڑکا بھی انہی سے پیدا ہوا۔

اور عیص کی اولاد میں سے ایک اشبان بھی ہے اور ایک قول ہے کہ وہ بھی انہی دونوں میں کسی کا بیٹا ہے اور ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر توقف فرمایا ہے۔

اور اللہ کے نبی حضرت اسماعیل علیہ السلام مقام حجر میں اپنی والدہ ہاجرہ علیہ السلام کے پاس مدفون ہوئے اور وفات کے وقت ان کی عمر مبارک ایک سو سینتیس ۱۳۷ سال تھی، عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں مکہ کی گرمی کی شکایت کی تو اللہ نے ان کو وحی فرمائی جہاں آپ مدفون ہوئے وہاں میں آپ کے لئے جنت کا دروازہ کھول دوں گا، جس سے قیامت تک تجھ پر ہوائیں آتی رہیں گی اور حجاز مقدس (مکہ مدینہ) کے تمام عرب لوگ حضرت اسماعیل کے دو صاحبزادوں یعنی قیذار اور نابت کی اولاد میں سے ہیں۔

ان کے متعلق تفصیلی گفتگو قبائل عرب (زمانہ اسماعیل سے جناب نبی کریم ﷺ کے زمانہ تک) پر بحث کرتے ہوئے کریں گے۔ جس میں بنی اسرائیل کے تمام انبیاء کا مختصر ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے تک ہوگا۔ اور جو واقعات زمانہ جاہلیت میں ہوئے اس پر گفتگو ہوگی۔ انشاء اللہ۔

باب (.36) بنات النبي إسماعيل عليه.السلام و ٤٠ أو ٩٠ الانبياء عليه.صلاة.و.السلام

دليل (.47)

٣٩ - من منشورات المجلس العلمي

المصنف

للحافظ الكبير أبي بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني

ولد سنة ١٢٦ وتوفي سنة ٢١١

رحمه الله تعالى

الجزء الخامس

من ٨٧٩٦ الى ٩٨١٦

عني بتحقيق نصوصه - وتخريج أحاديثه والتعليق عليه

الشيخ المحدث

حبيب الرحمن الأعظمي

باب (.36) بنات النبي إسماعيل عليه.السلام و ٤٠ أو ٩٠ الانبياء عليه.صلاة.و.السلام

دليل (.47)

١١٩

باب حمل ماء زمزم

٩١٢٧ ـ عبد الرزاق عن ابن جريج قال : حدثني ابن أبي حسين أن النبي ﷺ كتب إلى سهيل بن عمرو : إن جاءك كتابي ليلاً فلا تُصبحَنَّ ، أو نهاراً (١) فلا تُمسيَنَّ حتى تبعث إليَّ ماءً من زمزم ، فاستعانت امرأة سهيل أُثيلة (٢) الخزاعية جدّة أيوب بن عبد الله بن زهير ، فأدْلجتا وجوار معهما ، فلم تصبحا حتى فَرَتا (٣) مزادتين ، فزعبتاهما (٤) وجعلتاهما في كُرَّين (٥) غوطيَّين (٦) ثم ملأتهما (٧) ماءً ، فبعثت بهما إلى النبي ﷺ (٨) .

باب ذكر من قبر بين الركن والمقام

٩١٢٨ ـ عبد الرزاق عن ابن جريج قال : بلغني عن كعب

---

(١) كذا في «القرى» وفي «ص» « ليلاً » خطأ .

(٢) ذكرها ابن حجر في الصحابة .

(٣) كذا في «القرى» وفرى المزادة يفريها . إذا خرزها وأصلحها (لسان العرب) وفي ص « قرنتا من أدس » .

(٤) زعب الإناء: ملأه، وزعب الشيء: قطعه، ولعله هو المراد هنا، بدليل قوله فيما بعده « ثم ملأتهما ماء » وفي الإصابة : فلم تصبحا حتّى فرغتا من مزادتين. فجعلتاهما في كرّين، وفي «القرى» « ملأتاها » وفي «ص» « فرعباهما » .

(٥) الكرّ : جنس من الثياب الغلاظ ، كما في النهاية والقرى، ووقع في «ص» « كبين » .

(٦) لعل هذه النسبة إلى غوطة دمشق .

(٧) كذا في «ص» أي ملأت امرأة سهيل .

(٨) أصل الحديث أخرجه الطبراني في الكبير والأوسط عن ابن عباس مختصراً =

باب (.36) بنات النبي إسماعيل عليه.السلام و ٧٠ أو ٩٠ الانبياء عليه.صلاة.و.السلام

دليل (.47)

أنه قال : [دفن](١) إسماعيل بين زمزم والركن والمقام .

٩١٢٩ – عبد الرزاق عن ابن جريج قال : أخبرني عبد الله بن عثمان عن ابن سابط(٢) عن عبد الله بن ضمرة السلولي(٣) قال : طُفْت معه حتى إذا كنا بين الركن والمقام ، فذكر(٤) كذا وكذا ، حتى ذكر قبر إسماعيل هنالك – أحسبه – ذكر نحو تسعين نبيّاً ، أو سبعين .

٩١٣٠ – عبد الرزاق عن ابن عيينة عن زهير قال : سمعت عبد الله بن الزبير يقول : إن هذا المحْدَوْدب قبر عذارى بنات إسماعيل ، وهو المكان المرتفع ، مقابل باب بني سهم(٥) ، نحو الركن(٦) .

باب فضل الصلاة في الحرم

٩١٣١ – عبد الرزاق عن ابن جريج قال : حدثني عطاءٌ أن أبا سلمة بن عبد الرحمٰن أخبره عن أبي هريرة أو عن عائشة أنها قالت :

= كما في المجمع ٣ : ٢٨٦ وأما هذا الحديث المطول فأخرجه أبو موسى المديني في تتمته ، والفاكهي في تاريخ مكة ، وكذا الأزرقي ، كما في الاصابة ٤ : ٢٢٦ والقرى – ص ٤٤٩ قلت : وهو مرسل . وقد أخرجه الأزرقي من طريق عثمان بن ساج عن ابن جريج ٢ : ٤٠ .

(١) في « ص » هنا « كعب بن » معلماً بعلامة الغلط . ولعل الصواب ما أثبت ، أو ما في معناه .

(٢) اسمه عبد الرحمن ، من رجال التهذيب .

(٣) من رجال التهذيب .

(٤) في « ص » « قبر » .

(٥) في « القرى » : « يعني مما يلي الركن الشامي من المسجد الحرام » وباب بني سهم هو باب العمرة . قاله الفاسي .

(٦) أخرجه الأزرقي كما في « القرى » ص ٦٠٥ .

باب (.36) بنات النبي إسماعيل عليه.السلام و ٤٠ أو ٩٠ الانبياء عليه.صلاة.و.السلام

دليل (.47)

اللہ
رسول
محمد

جہانگیری

المصنف

نمبر 3

عبد الرزاق

الامام عبد الرزاق بن همام الصنعانی

ترجمہ

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شبیر برادرز ®
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

الفصل (.4) المزارات قبل ولادة البصرية للنبي ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات]

باب (.36) بنات النبي إسماعيل عليه.السلام و ٤٠ أو ٩٠ الانبياء عليه.صلاة.و.السلام

دلیل (.47)

جہانگیری مصنف عبد الرزاق (جلد سوم) ﴿٦٢٨﴾ كِتَابُ الْمَنَاسِكِ

وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو: إِنْ جَائَكَ كِتَابِي لَيْلًا فَلَا تُصْبِحَنَّ، أَوْ نَهَارًا فَلَا تُمْسِيَنَّ، حَتَّى تَبْعَثَ إِلَيَّ مَاءً مِنْ زَمْزَمَ فَاسْتَعَانَتِ امْرَأَةُ سُهَيْلٍ أُثَيْلَةُ الْخُزَاعِيَّةُ جَدَّةُ أَيُّوبَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُهَيْرٍ، فَأَدْلَجَتَا وَجَوَارٍ مَعَهُمَا، فَلَمْ تُصْبِحَا حَتَّى فَرَتَا مُزَادَتَيْنِ فَرَغَبَتَاهُمَا، وَجَعَلَتَاهُمَا فِي كُرَّيْنِ غُوطِيَّيْنِ، ثُمَّ مَلَأَتَهُمَا مَاءً، فَبَعَثَتْ بِهِمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

* ابن ابوحصین بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سہیل بن عمرو کو خط میں لکھا کہ جب میرا یہ مکتوب تمہارے پاس پہنچے تو اگر رات ہو تو صبح ہونے سے پہلے اور اگر دن ہو تو شام ہونے سے پہلے تم مجھے آب زمزم بھجوا دینا۔

اس حوالے سے سہیل بن عمرو کی اہلیہ اثیلہ خزاعیہ جو ایوب بن عبداللہ بن زہیر کی دادی ہیں' انہوں نے بھی مدد کی' ان دونوں نے مشکیزہ تیار کرنا شروع کیا' کچھ کنیزوں نے بھی ان دونوں کی مدد کی' یہاں تک کہ انہوں نے مشکیزے تیار کر لیے اور انہیں اچھی طرح مضبوط کر لیا اور انہیں غوطہ کے بنے ہوئے دو تھیلوں میں محفوظ کر لیا پھر ان دونوں کو پانی سے بھر دیا اور پھر ان دونوں کو نبی اکرم ﷺ کی طرف بھجوا دیا۔

بَابُ ذِكْرِ مَنْ قُبِرَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ

باب: اُن لوگوں کا تذکرہ' جنہیں حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان دفن کیا گیا

9128 - اقوالِ تابعین: عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: بَلَغَنِي عَنْ كَعْبٍ، أَنَّهُ قَالَ: دُفِنَ إِسْمَاعِيلُ بَيْنَ زَمْزَمَ وَالرُّكْنِ وَالْمَقَامِ

* کعب بیان کرتے ہیں: حضرت اسماعیل علیہ السلام کو آب زمزم' حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان دفن کیا گیا تھا۔

9129 - اقوالِ تابعین: عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ، عَنِ ابْنِ سَابِطٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ضَمْرَةَ السَّلُولِيِّ قَالَ: طُفْتُ مَعَهُ حَتَّى إِذَا كُنَّا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ فَذَكَرَ كَذَا وَكَذَا حَتَّى ذَكَرَ قَبْرَ إِسْمَاعِيلَ هُنَالِكَ - أَحْسَبُهُ - ذَكَرَ نَحْوَ تِسْعِينَ نَبِيًّا أَوْ سَبْعِينَ

* ابن سابط نے عبداللہ بن ضمرہ سلولی کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے: میں اُن کے ساتھ طواف کر رہا تھا جب ہم حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان پہنچے تو اُنہوں نے فلاں فلاں لوگوں کا ذکر کیا یہاں تک کہ اُنہوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر کا بھی ذکر کیا کہ وہ یہاں ہے' اُنہوں نے نوے یا ستر انبیاء کا ذکر کیا (کہ وہ یہاں دفن ہوئے ہیں)۔

9130 - آثارِ صحابہ: عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: إِنَّ هَذَا الْمُحَدَّوْدِبَ قَبْرُ عَذَارَى بَنَاتِ إِسْمَاعِيلَ، وَهُوَ الْمَكَانُ الْمُرْتَفِعُ، مُقَابِلَ بَابِ بَنِي سَهْمٍ نَحْوَ الرُّكْنِ

* حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ ٹیلہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی صاحبزادیوں میں سے چند کی قبر ہے' یہ ایک بلند جگہ تھی' جو بنو سہم کے دروازہ کے مدمقابل' حجر اسود والی طرف میں تھی۔

باب (.37) النبي موسى كليم الله بن النبي عمران عليه.السلام

دليل (.48)

ديوان الحديث النبوي

(٢)

صحيح مسلم

وهو المسند الصحيح

للإمام أبي الحسين

مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري

المتوفى سنة ٢٦١ هجرية

المجلد السادس

تحقيق ودراسة

مركز البحوث وتقنية المعلومات

دار التأصيل

الفصل (.4) المزارات قبل ولادة البصرية للنبي ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات]

باب (.37) النبي موسى كليم الله بن النبي عمران عليه.السلام

دليل (.48)

يَسْعَى ، وَاتَّبَعَهُ بِعَصَاهُ يَضْرِبُهُ : ثَوْبِي[1] حَجَرُ ، ثَوْبِي[1] حَجَرُ ، حَتَّى وَقَفَ عَلَى مَلَأٍ مِنْ[2] بَنِي إِسْرَائِيلَ ، وَنَزَلَتْ : ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَكُونُواْ كَٱلَّذِينَ ءَاذَوْاْ مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ ٱللَّهُ مِمَّا قَالُواْ وَكَانَ عِندَ ٱللَّهِ وَجِيهًا﴾ [الأحزاب : ٦٩] .

☼

•[٢٤٤٩] وحدثني مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ . قَالَ عَبْدٌ : أَخْبَرَنَا ، وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، قَالَ : أَخْبَرَنَا[3] مَعْمَرٌ ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى عليه السلام ، فَلَمَّا جَاءَهُ[4] صَكَّهُ[5] فَفَقَأَ عَيْنَهُ ، فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ ، فَقَالَ : أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ ، قَالَ : فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيْهِ عَيْنَهُ[6] ، وَقَالَ : ارْجِعْ إِلَيْهِ ، فَقُلْ لَهُ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَتْنِ[7] ثَوْرٍ ، فَلَهُ بِمَا غَطَّتْ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ ، قَالَ : أَيْ رَبِّ ، ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ : ثُمَّ الْمَوْتُ ، قَالَ : فَالْآنَ ، فَسَأَلَ اللَّهَ تَعَالَى أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ[8] الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ[9] ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «فَلَوْ[10] كُنْتُ ثَمَّ ، لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ ، تَحْتَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ[11]» .

(١) صحح عليه في (ب) . (٢) ليس في (أ) .

☼ في (خ) : «باب وفاة موسى عليه السلام» ، وفي حاشية (ب) دون علامة : «لطمة موسى ملك الموت» كذا .

*[٢٤٤٩] [التحفة : خ م س ١٣٥١٩] .

(٣) في (ب) : «حدثنا» . (٤) في (ك) ، (ب) : «جاء» .

(٥) صكه : الصك : الضرب . (انظر : النهاية ، مادة : صكك) .

(٦) في (ب) : «عينيه» .

(٧) متن : المتن من كل شيء : ما صلب من ظهره ، والجمع : متون ومتان . (انظر : اللسان ، مادة : متن) .

(٨) في (ب) : «إلى» .

(٩) رمية بحجر : قدر رمية بحجر ، أي : أدنني إلى الأرض المقدسة حتى يكون بينه وبينها هذا القدر . (انظر : فتح الباري لابن حجر) (ص٢٠٧) .

(١٠) في (ك) : «لو» .

(١١) الكثيب الأحمر : بمدين ، وقيل : بأريحاء ، ويروى أنه دفن في جبل «نبا» على مسيرة عشرة كيلومترات للشمال الغربي من «مأدبا» في شرقي الأردن . (انظر : المعالم الأثيرة) (ص٢٣٠) .

الفصل (4.) المزارات قبل ولادة البصرية للنبي ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات]

باب (37.) النبي موسى كليم الله بن النبي عمران عليه.السلام

دليل (48.)

٥[١/٢٤٤٩] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، قَالَ : حَدَّثَنَا[١] مَعْمَرٌ ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ ، قَالَ : هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ . . . فَذَكَرَ أَحَادِيثَ ، مِنْهَا : وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «جَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى ﷺ ، فَقَالَ لَهُ : أَجِبْ رَبَّكَ ، قَالَ : فَلَطَمَ مُوسَى ﷺ عَيْنَ مَلَكِ الْمَوْتِ فَفَقَأَهَا ، قَالَ[٢] : فَرَجَعَ الْمَلَكُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى ، فَقَالَ : إِنَّكَ أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَكَ[٣] لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ ، وَقَدْ فَقَأَ عَيْنِي ، قَالَ : فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيْهِ[٤] عَيْنَهُ[٥] ، وَقَالَ : ارْجِعْ إِلَى عَبْدِي ، فَقُلِ : الْحَيَاةَ[٦] تُرِيدُ؟ فَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْحَيَاةَ فَضَعْ[٧] يَدَكَ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ ، فَمَا تَوَارَتْ[٨] يَدُكَ مِنْ شَعَرَةٍ[٩] فَإِنَّكَ تَعِيشُ بِهَا سَنَةً ، قَالَ : ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ : ثُمَّ تَمُوتُ ، قَالَ : فَالْآنَ مِنْ قَرِيبٍ ، رَبِّ أَدْنِنِي[١٠] مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ» ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «وَاللَّهِ[١١] ، لَوْ أَنِّي عِنْدَهُ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ[١٢] الطَّرِيقِ عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ»[١٣] .

---

*[١/٢٤٤٩] [التحفة : خ ١٤٧٢٨] .

(١) في (ك) ، (ب) : «أخبرنا» .

(٢) في (ب) : «فقال» .

(٣) ليس في (أ) ، وأشار في الحاشية إلى أنه عند ابن عساكر كالمثبت .

(٤) ليس في (ك) .

(٥) في (ب) : «عينيه» .

(٦) في (أ) ، (خ) : «آلحياة» .

(٧) في (ك) : «ضع» .

(٨) ضبب عليه في (أ) ، وصحح عليه في (خ) ، وفي حاشية (ب) : «وارت» . قال النووي في «شرحه» (١٥/ ١٢٦) : «قوله : «فما توارت يدك من شعرة فإنك تعيش بها سنة» هكذا هو في جميع النسخ : «توارت» ، ومعناه : وارت وسترت» .

(٩) في (ب) : «شعر» .

(١٠) في (ب) ، (ط) : «أمتني» ، ونسبه في حاشية (أ) للبطليوسي وصحح عليه ، وفي حاشية (ب) : «صوابه أدنني» . قال النووي في «شرحه» (١٥/ ١٣٠) : «قوله : «في الرواية الثانية «فالآن من قريب رب أمتني بالأرض المقدسة رمية بحجر» هكذا هو في معظم النسخ : «أمتني» بالميم والتاء والنون من الموت وفي بعضها : «أدنني» بالدال ونونين وكلاهما صحيح» .

(١١) ليس في (ب) .

(١٢) في (ك) : «جنب» .

(١٣) هذا الحديث لم يعزه المزي في «التحفة» للمصنف ، وذكره الحافظ في «النكت» تحت رقم (١٤٧٢٨) .

باب (.37) النبي موسى كليم الله بن النبي عمران عليه.السلام

دليل (.48)

٥[٢٤٥٠/٣] وحدثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ[١] وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ... بِمِثْلِ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ.

•[٢٤٥١] وحدثني عَمْرٌو النَّاقِدُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: جَاءَ يَهُودِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَدْ[٢] لُطِمَ وَجْهُهُ... وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: «فَلَا أَدْرِي، أَكَانَ مِمَّنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي، أَوِ اكْتَفَى بِصَعْقَةِ الطُّورِ؟».

٥[٢٤٥١/١] وحدثنا[٣] أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ. قال: وحدثنا ابْنُ نُمَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا[٤] سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى[٥]، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ[٦] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تُخَيِّرُوا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ[٧]»، وَفِي حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ: عَمْرُو بْنِ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنِي[٨] أَبِي.

•[٢٤٥٢] حدثنا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ وَشَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، قَالَا: حَدَّثَنَا[٩] حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ،

*[٢٤٥٠/٣] [التحفة: خ م ١٣١٥٠-خ م ١٥١٦٢].
(١) قوله: «بن عبد الرحمن» ليس في (ك).
*[٢٤٥١] [التحفة: خ م د ٤٤٠٥].
(٢) في (أ)، (ك): «وقد».
(٣) في (ط): «حدثنا».
(٤) قوله: «حدثنا أبي» ليس في (ب).
(٥) قوله: «بن يحيى» ليس في (ب).
(٦) من (خ)، (ط).
(٧) في حاشية (ب) مصححا عليه: «أنبياء الله».
(٨) في (ب): «حدثنا».
٥ في (خ): «باب قول النبي ﷺ: «مررت على موسى وهو يصلي في قبره»».
*[٢٤٥٢] [التحفة: م س ٣٣١-م س ٨٨٢].
(٩) ليس في (ب).

الفصل (4.) المزارات قبل ولادة البصرية للنبي ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات]

باب (37.) النبي موسى كليم الله بن النبي عمران عليه.السلام

دليل (48.)

كِتَابُ المَنَاقِبِ ٢١١

عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ وَسُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَتَيْتُ(١) - وَفِي(٢) رِوَايَةِ هَدَّابٍ: مَرَرْتُ - عَلَى مُوسَىٰ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ».

○[١/٢٤٥٢] وحدثنا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا(٣) عِيسَىٰ، يَعْنِي(٤): ابْنَ يُونُسَ. وحدثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ - كِلَاهُمَا، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَنَسٍ(٥).

○[٢/٢٤٥٢] وحدثنا(٦) أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ سُفْيَانَ(٧)، عَنْ(٣) سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ(٨) يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَرَرْتُ عَلَىٰ مُوسَىٰ عليه السلام، وَهُوَ(٩) يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ»، وَزَادَ فِي حَدِيثِ عِيسَىٰ: «مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي».

•[٢٤٥٣] حدثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ مُثَنًّى وَمُحَمَّدُ(١٠) بْنُ بَشَّارٍ، قَالُوا:

(١) بعده في (أ)، (خ): «إلى»، وضبب عليه في (أ)، وأشار إلى أنه ليس عند البطليوسي.
(٢) صحح على الواو في (أ) لابن عساكر.
*[١/٢٤٥٢] [التحفة: م س ٨٨٢].
(٣) في (ب): «حدثنا». (٤) ليس في (ب).
(٥) ألحق بعده في حاشية (ب) منسوبًا لنسخة: «بن مالك».
*[٢/٢٤٥٢] [التحفة: م س ٨٨٢]. (٦) في (ط): «وحدثناه».
(٧) قوله: «بن سليمان عن سفيان» ليس في (ب).
(٨) قوله: «أنس بن مالك». في (خ)، (ط): «أنسا».
(٩) بعده في (ب): «قائم».
○ في (خ)، (ط): «باب في ذكر يونس عليه السلام، وقول النبي ﷺ: «لا ينبغي لعبد أن يقول: أنا خير من يونس بن متى»»، وألحق في حاشية (ب) دون علامة: «يونس».
*[٢٤٥٣] [التحفة: خ م ١٢٢٧٢]. (١٠) ليس في (خ)، (ب).

باب (.37) النبي **موسى** كليم الله بن النبي عمران **عليه.السلام**

دليل (.48)

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ

اور وہ رسول، ان لوگوں کو الکتاب اور الحکمۃ کی تعلیم دیتا اور ان کا تزکیہ کرتا ہے

صحیح مسلم شریف

متن و ترجمہ

تصنیف

امیر المسلمین فی الحدیث

امام ابو الحسین مسلم بن حجاج القشیری

متوفی ۲۶۱ھ

تغمدہ اللہ تعالیٰ بغفرانہ واسکنہ بحبوحۃ جنانہ

جلد سوم

ترجمہ

استاذ زمن واقف اسرار آیات و سنن

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

اصلح اللہ تعالیٰ احوالہ فی السر والعلن

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر نزد مسلم ماڈل ہائی سکول ۴۰ اردو بازار لاہور

فون: 042-7246006

باب (.37) النبي موسیٰ كليم الله بن النبي عمران عليه.السلام

دلیل (.48)

لگے تو انہوں نے اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھ دیئے تو وہ پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگ کھڑا ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ کہتے ہوئے اس کے پیچھے بھاگے' اے پتھر! میرے کپڑے' اے پتھر! میرے کپڑے' یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شرمگاہ کو دیکھ لیا اور وہ بولے حضرت موسیٰ علیہ السلام میں تو کوئی (جسمانی) عیب نہیں ہے۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ لیا گیا تو وہ پتھر رک گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کپڑے پہنے اور اس پتھر کو مارنا شروع کر دیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس پتھر پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ضرب کے چھ یا سات نشانات ہیں۔

6024- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ أَنْبَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلاَمُ رَجُلاً حَيِيًّا قَالَ فَكَانَ لاَ يُرَى مُتَجَرِّدًا قَالَ فَقَالَ بَنُو إِسْرَائِيلَ إِنَّهُ آدَرُ قَالَ فَاغْتَسَلَ عِنْدَ مُوَيْهٍ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلَى حَجَرٍ فَانْطَلَقَ الْحَجَرُ يَسْعَى وَاتَّبَعَهُ بِعَصَاهُ يَضْرِبُهُ ثَوْبِي حَجَرُ ثَوْبِي حَجَرُ حَتَّى وَقَفَ عَلَى مَلإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَنَزَلَتْ ‏(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا)

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت موسیٰ علیہ السلام شرمیلے آدمی تھے۔ انہیں کبھی برہنہ نہیں دیکھا گیا۔ بنی اسرائیل کہنے لگے (بیماری کی وجہ سے شاید) ان کے خصیے سوجے ہوئے ہیں۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کسی تالاب میں غسل کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھے ہوئے تھے۔ وہ پتھر بھاگ کھڑا ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا عصا لے کر اسے مارنے کیلئے اس کے پیچھے گئے۔ (یہ کہتے ہوئے) اے پتھر! میرے کپڑے' اے پتھر! میرے کپڑے' وہ پتھر بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں کے پاس جا کر ٹھہر گیا (راوی کہتے ہیں) قرآن کی اس آیت میں اسی واقعے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

''اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ کو اذیت پہنچائی اللہ تعالیٰ نے اسے ان کے الزام سے بری کر دیا اور وہ اللہ کی بارگاہ میں معزز (حیثیت کے مالک) ہیں''۔

6025- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ فَفَقَأَ عَيْنَهُ فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ فَقَالَ أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لاَ يُرِيدُ الْمَوْتَ قَالَ فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيْهِ عَيْنَهُ وَقَالَ ارْجِعْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهُ بِمَا غَطَّتْ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ قَالَ أَىْ رَبِّ ثُمَّ مَهْ قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ قَالَ فَالآنَ فَسَأَلَ اللَّهَ أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَوْ كُنْتُ ثَمَّ لأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ تَحْتَ الْكَثِيبِ الأَحْمَرِ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ملک الموت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا گیا۔ جب وہ اس کے پاس آیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے مکا مار دیا۔ اس کی آنکھ باہر آ گئی۔ وہ واپس اپنے پروردگار کی بارگاہ میں گیا اور عرض کی: تو نے مجھے ایسے شخص کے پاس بھیجا ہے جو مرنا ہی نہیں چاہتا۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ واپس کی اور فرمایا' اس کے پاس دوبارہ جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ اپنا ہاتھ کسی بیل کی پشت پر رکھے۔ اس کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال ہوں گے ان میں سے ہر ایک بال

حدیث 6025- بخاری (1274) نسائی (2089) احمد (7634) ابن حبان (6223)

الفصل (4.) المزارات قبل ولادة البصرية للنبي ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات]

باب (37.) النبي **موسیٰ** كليم الله بن النبي عمران **عليه.السلام**

دليل (48.)

کے عوض میں ایک برس (کی زندگی اسے عطا کی جائے گی فرشتے نے یہ پیغام حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچایا) تو انہوں نے دریافت کیا: اے میرے پروردگار! پھر کیا ہوگا؟ اس نے فرمایا: پھر موت ہوگی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: پھر ابھی (ٹھیک ہے) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں ارض مقدس (فلسطین) سے اتنا قریب کردے (کہ وہاں سے ارض مقدس میں) پتھر پھینکا جاسکے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔ اگر میں وہاں موجود ہوتا تو عام گزرگاہ کے ایک طرف سرخ ٹیلے کے نیچے ان کی قبر تمہیں دکھاتا۔

6026- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لَهٗ اَجِبْ رَبَّكَ قَالَ فَلَطَمَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَيْنَ مَلَكِ الْمَوْتِ فَفَقَاَهَا قَالَ فَرَجَعَ الْمَلَكُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ اِنَّكَ اَرْسَلْتَنِيْٓ اِلٰى عَبْدٍ لَّكَ لَا يُرِيْدُ الْمَوْتَ وَقَدْ فَقَاَ عَيْنِيْ قَالَ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيْهِ عَيْنَهٗ وَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى عَبْدِيْ فَقُلِ الْحَيٰوةَ تُرِيْدُ فَاِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْحَيٰوةَ فَضَعْ يَدَكَ عَلٰى مَتْنِ ثَوْرٍ فَمَا تَوَارَتْ يَدُكَ مِنْ شَعْرَةٍ فَاِنَّكَ تَعِيْشُ بِهَا سَنَةً قَالَ ثُمَّ مَهْ قَالَ ثُمَّ تَمُوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ مِنْ قَرِيْبٍ رَبِّ اَمِتْنِيْ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَوْ اَنِّيْ عِنْدَهٗ لَاَرَيْتُكُمْ قَبْرَهٗ اِلٰى جَانِبِ الطَّرِيْقِ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ

◇◇ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ملک الموت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اپنے پروردگار کی بارگاہ میں چلئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی آنکھ پر تھپڑ رسید کرکے آنکھ باہر نکال دی۔ وہ فرشتہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں واپس گیا اور عرض کی: تو نے مجھے اپنے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو مرنا ہی نہیں چاہتا۔ اس نے میری آنکھ باہر نکال دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ ٹھیک کی اور فرمایا میرے بندے کے پاس جاؤ اور اس سے کہو تم زندہ رہنا چاہتے ہو؟ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو اپنا ہاتھ کسی بیل کی پشت پر رکھو! تمہارے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے تم اتنے برس زندہ رہ سکو گے۔ (حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ پیغام ملا) تو انہوں نے دریافت کیا: پھر کیا ہوگا؟ تو فرشتے نے کہا پھر آپ کو موت قبول کرنا ہوگی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ پھر ابھی ٹھیک ہے۔ (پھر انہوں نے دعا کی) اے میرے پروردگار! مجھے ارض مقدس کے اتنے قریب موت عطا کرنا (کہ میری قبر سے ارض مقدس میں) پتھر پھینکا جاسکے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! اگر میں وہاں ہوتا تو میں تمہیں ان کی قبر دکھاتا جو عام گزرگاہ کے ایک طرف سرخ ٹیلے کے پاس ہے۔

6027- قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ بِمِثْلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ

◇◇ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

6028- حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ الْهَاشِمِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا يَهُوْدِيٌّ يَعْرِضُ سِلْعَةً لَهٗ اُعْطِيَ بِهَا شَيْئًا كَرِهَهٗ اَوْ لَمْ يَرْضَهٗ شَكَّ عَبْدُ الْعَزِيْزِ قَالَ لَا وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الْبَشَرِ قَالَ فَسَمِعَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَلَطَمَ وَجْهَهٗ قَالَ تَقُوْلُ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الْبَشَرِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ

الفصل (.4) المزارات قبل ولادة البصرية للنبي ﷺ. [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات]

باب (.37) النبي موسى كليم الله بن النبي عمران عليه.السلام

دليل (.48)

الْيَهُوْدِيُّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوْنِيْ عَلَى مُوْسٰى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ فَإِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِيْ أَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِيْ أَمْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: دو آدمیوں کے درمیان لڑائی ہوگئی۔ان میں سے ایک یہودی اور دوسرا مسلمان تھا۔مسلمان نے کہا'اس ذات کی قسم!جس نے حضرت محمد ﷺ کو تمام جہانوں پر فضیلت عطا کی ہے۔یہودی نے کہا'اس ذات کی قسم! جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہانوں پر فضیلت عطا کی ہے۔اس بات پر مسلمان نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور یہودی کے منہ پر تھپڑ رسید کر دیا۔وہ یہودی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے اور اس مسلمان کے معاملے سے آپ کو آگاہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بہتر قرار نہ دو کیونکہ (قیامت کے دن) جب سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے اور میں سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا (تو میں دیکھوں گا) کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کے کنارے کو تھامے ہوئے کھڑے ہیں۔مجھے نہیں معلوم؟ کہ کیا وہ بیہوش ہو کر پھر ہوش میں آئے ہوں گے یا پھر وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بیہوشی سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

6031- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ وَأَبُوْ بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَا أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

6032-وَحَدَّثَنِيْ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَاءَ يَهُوْدِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لُطِمَ وَجْهُهُ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَلَا أَدْرِيْ أَكَانَ مِمَّنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِيْ أَوِ اكْتَفٰى بِصَعْقَةِ الطُّوْرِ

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک یہودی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کے منہ پر طمانچہ مارا گیا تھا۔(اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے تاہم اس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں) مجھے نہیں معلوم؟ کہ وہ بیہوش ہونے والوں میں شامل تھے؟ اور مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا (کوہ) "طور" پر ان کے بیہوش ہونے کو کافی سمجھا گیا۔

6033- حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ وَفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى حَدَّثَنِيْ أَبِيْ

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مجھے انبیاء پر فضیلت نہ دو!

6034- حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ وَشَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ وَسُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَيْتُ وَفِيْ رِوَايَةِ هَدَّابٍ مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى

حدیث6032- بخاری(2280)ابوداؤد(3621)ترمذی(3245)ابن ماجہ(2322)احمد(6840)ابن حبان(6257)بیہقی(2071) ابویعلیٰ(1928)معجم کبیر(874)

باب (.37) النبي موسى كليم الله بن النبي عمران عليه.السلام

دلیل (.48)

لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ

❖❖ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: معراج کی رات میرا گزر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہوا جو سرخ ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

6035- وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيْسٰى يَعْنِيْ ابْنَ يُوْنُسَ ح وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ كِلَاهُمَا عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَنَسٍ ح وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ وَزَادَ فِيْ حَدِيْثِ عِيْسٰى مَرَرْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ

❖❖ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا وہ قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ "اس رات مجھے معراج کروائی گئی"۔

6036- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ يَعْنِي اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَا يَنْبَغِيْ لِعَبْدٍ لِيْ وَ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى لِعَبْدِيْ اَنْ يَقُوْلَ اَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ

❖❖ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میرے کسی بندے کیلئے یہ کہنا مناسب نہیں ہے کہ میں یونس بن متّٰی سے بہتر ہوں۔

6037- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ وَّاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْعَالِيَةِ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْبَغِيْ لِعَبْدٍ اَنْ يَقُوْلَ اَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى وَنَسَبَهٗ اِلٰى اَبِيْهِ

❖❖ ابوالعالیہ بیان کرتے ہیں: مجھے تمہارے نبی کے چچا زاد (یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما) نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان سنایا تھا۔ کسی بھی بندے کیلئے یہ کہنا مناسب نہیں ہے کہ میں یونس بن متّٰی سے بہتر ہوں۔

بَاب 841: مِنْ فَضَائِلِ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت یوسف علیہ السلام کے فضائل:

6038- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ اَتْقَاهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ قَالَ فَيُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا

حدیث 6034- نسائی (1631) احمد (12526) ابن حبان (50) ابویعلی (3325) معجم کبیر (11207)

حدیث 6036- بخاری (3215) ابوداؤد (4669) احمد (2167) ابن حبان (6238) ابویعلی (5278) معجم کبیر (7951)

حدیث 6037- بخاری (3215) ابوداؤد (4669) احمد (2167) ابن حبان (6238) ابویعلی (5278) معجم کبیر (7951)

الفصل(4)المزارات قبل ولادة البصرية للنبيﷺ [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات] باب(.38) أصحاب الكهف رحمهم.الله.عليه دفن في كهف. سورة الكهف تنزل قبل الهجرة في مكة. أيضًا بعد ٣٢ سنوات من الهجرة، ورأى الصحابة نفس الوضع [اصحاب کہف رحمہم.اللہ علیہ کو غار میں دفن کیا گیا۔ سورہ کہف مکہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ۔ ہجرت کے 32 سال بعد بھی صحابہ نے وہی صورتحال کو دیکھا جو قرآن میں نازل ہوا] دلیل (.49)

الجامع لأحكام القرآن

والمبين لما تضمنه من السنة وآي الفرقان

تأليف

أبي عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر القرطبي

(ت ٦٧١ هـ)

تحقيق

الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

شارك في تحقيق هذا الجزء

محمد أنس مصطفى الخن — محمد معتز كريم الدين

الجزء الثالث عشر

مؤسسة الرسالة

الفصل(4)المزارات قبل ولادة البصرية للنبيﷺ [رسول اللہﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات] باب(.38) أصحاب الكهف رحمهم الله عليه دفن في كهف. سورة الكهف تنزل قبل الهجرة في مكة. أيضًا بعد ٣٢ سنوات من الهجرة، ورأى الصحابة نفس الوضع [اصحاب کہف رحمہم اللہ علیہ کو غار میں دفن کیا گیا۔ سورہ کہف مکہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ ہجرت کے 32 سال بعد بھی صحابہ نے وہی صورتحال کو دیکھا جو قرآن میں نازل ہوا] دليل (.49)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

تفسير سورة الكهف

وهي مكيَّة في قول جميع المفسرين. ورُوِيَ عن فرقة أنَّ أوَّلَ السورةِ نزل بالمدينة إلى قوله: ﴿جُرُزًا﴾ [الآية: ٨]، والأوَّل أصحّ.

ورُوِي في فضلِها من حديث أنسٍ أنَّه قال: مَن قَرَأَ بها أُعْطِيَ نوراً بين السماء والأرض، ووُقِيَ بها فتنةَ القبر[(١)].

وقال إسحاقُ بنُ عبد الله بنِ أبي فَرْوَةَ: إنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «ألا أدُلُّكم على سورة شيَّعها سبعون ألف مَلَكٍ، مَلَأَ عِظَمُها ما بين السماء والأرض، لتاليها مِثْلُ ذلك». قالوا: بلى يا رسول الله؟ قال: «سورةُ أصحابِ الكهف، مَن قَرَأَها يومَ الجمعة، غُفِرَ له إلى الجمعة الأُخرى وزيادةُ ثلاثةِ أيّام، وأُعطِيَ نوراً يبلغ السماءَ، ووُقِيَ فتنةَ الدجال» ذكره الثعلبيُّ، والمهدويُّ أيضاً بمعناه[(٢)]. وفي «مسند الدَّارِمِيِّ»[(٣)] عن أبي سعيدٍ الخُدْرِيِّ قال: مَن قَرَأَ سورةَ الكهف ليلةَ الجمعة، أضاءَ له من النُّور

(١) المحرر الوجيز ٣/ ٤٩٤.

(٢) وأخرجه ابن الضريس في فضائل القرآن (٢٠٣) عن إسماعيل بن أبي رافع قال: بلغنا أن رسول الله ﷺ قال: ألا أخبركم بسورة ملأ عظمتها ما بين السماء والأرض...» الخبر بنحوه. وإسماعيل بن أبي رافع يروي عن إسحاق بن عبد الله بن أبي فروة، وكلاهما ضعيف، تنظر ترجمتهما في تهذيب الكمال وغيره من كتب التراجم.

(٣) برقم (٣٤١٠)، وأخرجه أيضاً القاسم بن سلام في فضائل القرآن ص١٣١، وابن الضريس في فضائل القرآن (٢١١). وأخرجه مرفوعاً الحاكم في المستدرك ٢/ ٣٦٨ وقال: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه.

الفصل(4)المزارات قبل ولادة البصرية للنبيﷺ [رسول اللہﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات] باب(.38) أصحاب الكهف رحمهم.الله عليه دفن في كهف. سورة الكهف تنزل قبل الهجرة في مكة. أيضًا بعد ٣٢ سنوات من الهجرة، ورأى الصحابة نفس الوضع [اصحاب کہف رحمہم.اللہ علیہ کو غار میں دفن کیا گیا۔ سورہ کہف مکہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ ہجرت کے 32 سال بعد بھی صحابہ نے وہی صورتحال کو دیکھا جو قرآن میں نازل ہوا]دليل (.49)

فاختلف أهلُ بلده في الحشر وبَعْثِ الأجساد من القبور، فشكَّ في ذلك بعض الناس واستبعدوه وقالوا: إنَّما تُحشَر الأرواح، والجسد تأكله الأرض. وقال بعضهم: تُبعَث الروح والجسد جميعاً، فكبُر ذلك على الملك وبقي حيران لا يدري كيف يتبيَّن أمره لهم، حتى لبس المُسُوح وقعد على الرَّماد وتضرَّع إلى الله تعالى في حجَّة وبيان، فأعثر اللهُ على أهل الكهف[1].

فيقال: إنَّهم لما بعثوا أحدهم بوَرِقهم إلى المدينة ليأتيهم برزقٍ منها، اسْتُنْكِر شخصُه واسْتُنْكِرت دراهمه[2]؛ لبُعد العهد، فحُمل إلى الملك، وكان صالحاً قد آمن وآمن من معه، فلما نظر إليه قال: لعلَّ هذا من الفِتْية الذين خرجوا على عَهْد دِقيانوس الملك، فقد كنت أدعو اللهَ أن يُرِيَنِيهم، وسأل الفتى، فأخبره[3]، فسُرَّ الملِكُ بذلك وقال: لعلَّ اللهَ قد بعث لكم آيةً، فلْنَسِرْ إلى الكهف معه، فركب مع أهل المدينة إليهم، فلما دنَوْا إلى الكهف قال تمليخا: أنا أدخل عليهم لئلَّا يَرْعَبُوا، فدخل عليهم فأعلمهم الأمرَ، وأنَّ الأمَّةَ أمَّةُ إسلام، فرُوِي أنَّهم سُرُّوا بذلك، وخرجوا إلى الملك وعظَّموه وعظَّمهم، ثم رجعوا إلى كهفهم. وأكثر الروايات على أنَّهم ماتوا ـ حين حدَّثهم تمليخا ـ ميتة الحقِّ، على ما يأتي. ورجع من كان شكَّ في بَعْث الأجساد إلى اليقين. فهذا معنى: «أعثرنا عليهم».

﴿لِيَعْلَمُوٓا۟ أَنَّ وَعْدَ ٱللَّهِ حَقٌّ﴾ أي: ليعلم الملكُ ورعيته أنَّ القيامةَ حقٌّ والبعثَ حقٌّ.

﴿إِذْ يَتَنَـٰزَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ﴾ وإنما استدلوا بذلك الواحد على خبرهم، وهابوا الدخولَ عليهم، فقال الملك: ابنوا عليهم بنياناً، فقال الذين هم على دين الفتية: اتَّخِذوا عليهم مسجداً. وروي أنَّ طائفةً كافرةً قالت: نبني بِيعةً أو مصنعاً[4]، فمانعهم

(١) المحرر الوجيز ٣/ ٥٠٧.

(٢) في (ظ): وَرِقه.

(٣) النكت والعيون ٣/ ٢٩٥.

(٤) في (ظ): مصنع، وفي (د): مضيماً، وفي (م): مضيفاً، والمثبت من (ز) والمحرر الوجيز ٣/ ٥٠٧، والكلام منه.

الفصل(4)المزارات قبل ولادة البصرية للنبيﷺ [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات] باب(.38) أصحاب الكهف رحمهم.الله.عليه دفن في كهف. سورة الكهف تنزل قبل الهجرة في مكة. أيضًا بعد ٣٢ سنوات من الهجرة، ورأى الصحابة نفس الوضع [اصحاب کہف رحمہم.اللہ علیہ کو غار میں دفن کیا گیا۔ سورہ کہف مکہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ ہجرت کے 32 سال بعد بھی صحابہ نے وہی صورتحال کو دیکھا جو قرآن میں نازل ہوا] دليل (.49)

المسلمون، وقالوا: لنتخذنَّ عليهم مسجداً. وروي أنَّ بعضَ القوم ذهب إلى طَمْسِ الكهف عليهم وتَرْكِهم فيه مغيَّبين.

ورُوي عن عبيد بن عمير[1] أنَّ اللهَ تعالى أعمى على الناس حينئذٍ أثَرهم، وحجبهم عنهم، فذلك دعا إلى بناء البنيان؛ ليكون مَعْلَماً لهم.

وقيل: إنَّ الملكَ أراد أن يدفنَهم في صندوق من ذهب، فأتاه آتٍ منهم في المنام فقال: أردتَ أن تجعلنا في صندوق من ذهب، فلا تفعل؛ فإنَّا من التراب خُلقنا وإليه نعود، فدَعْنا[2].

وتنشأ هنا مسائلُ ممنوعةٌ وجائزةٌ؛ فاتِّخاذ المساجد على القبور والصلاةُ فيها والبناء عليها، إلى غيرِ ذلك مما تضمَّنته السنة من النهي عنه، ممنوعٌ لا يجوز؛ لما روى أبو داود والترمذيُّ عن ابنِ عباس قال: لعن رسولُ اللهِ ﷺ زوَّارات القبور والمتَّخذين عليها المساجدَ والسُّرُج[3]. قال الترمذيُّ: وفي الباب عن أبي هريرة[4] وعائشة[5]، حديث ابن عباس حديث حسن. وروى الصحيحان[6] عن عائشة أنَّ أمَّ حبيبة وأمَّ سلمة ذكرتا كنيسةً رَأَيْنها بالحبشة ـ فيها تصاويرُ ـ لرسولِ الله ﷺ، فقال رسول الله ﷺ: «إنَّ أولئك إذا كان فيهم الرجل الصالح فمات، بَنَوْا على قبره مسجداً، وصوَّروا فيه تلك الصور، أولئك شرارُ الخَلْق عند الله تعالى يوم القيامة». لفظ مسلم. قال علماؤنا: وهذا يحرِّم على المسلمين أن يتَّخذوا قبورَ الأنبياء والعلماء مساجدَ. وروى الأئمة عن أبي مَرْثَد الغَنَوِيِّ قال: سمعتُ رسولَ الله ﷺ يقول: «لا

(١) في (د) و(م): عبد الله بن عمر، والمثبت من (ز) و(ظ) والمحرر الوجيز ٣/ ٥٠٧ .

(٢) النكت والعيون ٣/ ٢٩٦ .

(٣) أبو داود (٣٢٣٦)، والترمذي (٣٢٠)، وأخرجه أيضاً ابن ماجه (١٥٧٥) مختصراً، وهو عند أحمد (٢٦٠٣).

(٤) أخرجه البخاري (٤٣٧)، ومسلم (٥٣٠)، وهو عند أحمد (٧٨٢٦).

(٥) أخرجه البخاري (٤٣٥)، ومسلم (٥٣١)، وهو عند أحمد (٢٤٠٦٠).

(٦) سلف ٢/ ٢٩٤ .

الفصل(4)المزارات قبل ولادة البصرية للنبيﷺ [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات] **باب(.38) أصحاب الكهف** رحمهم.الله.عليه **دفن في كهف. سورة الكهف تنزل قبل الهجرة في مكة. أيضًا بعد ٣٢ سنوات من الهجرة، ورأى الصحابة نفس الوضع** [اصحاب کہف رحمہم.اللہ علیہ کو غار میں دفن کیا گیا۔ سورہ کہف مکہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ ہجرت کے 32 سال بعد بھی صحابہ نے وہی صورتحال کو دیکھا جو قرآن میں نازل ہوا] دلیل **(.49)**

الجامع لاحکام القرآن

معروف بہ

تفسیر قرطبی

جلد پنجم

امام ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابو بکر قرطبی رحمۃ اللہ علیہ

متن قرآن کا ترجمہ: جسٹس حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

مولانا ملک محمد بوستان — مولانا سید محمد اقبال شاہ گیلانی

مولانا محمد انور مگھالوی — مولانا شوکت علی چشتی

زیر اہتمام

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی ○ پاکستان

الفصل(4)المزارات قبل ولادة البصرية للنبيﷺ [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات] **باب(.38) أصحاب الكهف** رحمهم.الله.عليه **دفن في كهف. سورة الكهف تنزل قبل الهجرة في مكة. أيضًا بعد ٣٢ سنوات من الهجرة، ورأى الصحابة نفس الوضع** [اصحاب کہف رحمہم.اللہ علیہ کو غار میں دفن کیا گیا۔ سورہ کہف مکہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ ہجرت کے 32 سال بعد بھی صحابہ نے وہی صورتحال کو دیکھا جو قرآن میں نازل ہوا] دلیل (.49)

سورۃ الکہف

آیاتہا ۱۱۰ | ۱۸ سورۃ الکہف مکیۃ ۶۹ | رکوعاتہا ۱۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام مفسرین کے قول کے مطابق یہ سورت مکی ہے۔ اور ایک جماعت سے مروی ہے کہ یہ سورت ابتدا سے لے کر قول باری تعالیٰ جُرُزًا ۞ تک مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی، لیکن پہلا قول اصح ہے۔ اور اس کی فضیلت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث مروی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: جس نے یہ سورت پڑھی اسے زمین و آسمان کے درمیان نور عطا کیا جائے گا اور اس کے سبب اسے قبر کے فتنہ سے بچالیا جائے گا(1)۔ اور اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ نے بیان کیا ہے: بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہاری ایسی سورت پر راہنمائی نہ کروں جسے ستر ہزار فرشتوں نے منزل تک پہنچایا اور اس کی عظمتوں نے زمین و آسمان کے درمیان کو بھر دیا (اور) اس کی تلاوت کرنے والے کے لئے بھی اسی کی مثل ہے۔" صحابہ کرام نے عرض کی: کیوں نہیں یا رسول اللہ! ﷺ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ سورت اصحاب الکہف ہے جس نے جمعہ کے دن اسے پڑھا تو دوسرے جمعہ تک اور مزید تین دنوں تک اس کی مغفرت کر دی جائے گی اور اسے ایسا نور عطا کیا جائے گا جو آسمان تک پہنچے گا اور فتنۂ دجال سے اسے بچالیا جائے گا۔" اسے ثعلبی نے اور مہدوی نے بھی اسی معنی کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اور مسند دارمی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: جس نے جمعہ کی رات سورۃ الکہف پڑھی تو اس نے اپنے درمیان اور بیت عتیق کے درمیان ایک نور روشن کر لیا(2)۔ اور صحیح مسلم میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ(3) سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس نے سورۃ الکہف کے شروع سے دس آیات یاد کر لیں اسے دجال سے بچالیا جائے گا۔" اور ایک روایت میں ہے "سورۂ کہف کے آخر سے" اور مسلم میں نواس بن سمعان کی حدیث بھی ہے "جو کوئی دجال کو پائے تو اسے چاہئے کہ وہ اس پر سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔" اور اسے ثعلبی نے ذکر کیا ہے۔ کہا ہے: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے سورۃ الکہف کی دس آیات یاد پڑھیں فتنۂ دجال اسے ضرر اور نقصان نہیں دے گا(4)۔" اور جس نے ساری سورت پڑھی وہ جنت میں داخل ہوگا۔

1۔ الجواہر الحسان، جلد 2، صفحہ 286
2۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الجمعہ، مایؤمر بہ فی لیلۃ الجمعہ، جلد 3، صفحہ 249
3۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن، فضل سورۃ الکہف، جلد 1، صفحہ 271
4۔ ایضاً، کتاب الفتن، ذکر دجال، جلد 2، صفحہ 401

الفصل(4)المزارات قبل ولادة البصرية للنبيﷺ [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات] **باب(.38) أصحاب الكهف** رحمهم.الله عليه **دفن في كهف. سورة الكهف تنزل قبل الهجرة في مكة. أيضًا بعد ٣٢ سنوات من الهجرة، ورأى الصحابة نفس الوضع** [اصحاب کہف رحمہم.اللہ علیہ کو غار میں دفن کیا گیا۔ سورہ کہف مکہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ ہجرت کے 32 سال بعد بھی صحابہ نے وہی صورتحال کو دیکھا جو قرآن میں نازل ہوا] دلیل (.49)

پر گراں گزرا اور وہ حیران رہنے لگا اور وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ ان کے لئے اس معاملہ کی وضاحت کیسے کرے، یہاں تک کہ ٹاٹ پہن لیا اور وہ ریت پر بیٹھ گیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حجت و بیان کے لئے تضرع اور زاری کرنے لگا، تو اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف پر آگاہ کر دیا، پس کہا جاتا ہے کہ جب انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو سکے دے کر شہر کی طرف بھیجا کہ وہ ان کیلئے وہاں سے کھانا لے آئے تو اس شخص کو اجنبی سمجھا گیا اور بہت طویل زمانہ گزرنے کی وجہ سے اس کے دراہم پر بھی اظہار تعجب کیا گیا، اور اسے بادشاہ کے پاس اٹھا کر لے جایا گیا اور وہ صالح آدمی تھا تحقیق وہ بھی ایمان لے آیا تھا اور جو اس کے ساتھ تھے وہ بھی ایمان لے آئے تھے۔ پس جب اس نے اس کی طرف دیکھا تو کہا: شاید یہ ان جوانوں میں سے ہے جو بادشاہ دقیانوس کے زمانے میں نکلے تھے، تحقیق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہا ہوں کہ وہ مجھے وہ دکھائے۔ پھر اس نے جوان سے پوچھا تو اس نے اسے اس کی خبر دی، پس بادشاہ اس سے بہت خوش ہوا اور اس نے کہا: شاید اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے نشانی بھیج دی ہے، پس ہمیں چاہئے کہ ہم اس کے ساتھ غار کی طرف چلیں، چنانچہ وہ شہر والوں سمیت ان کی طرف سوار ہو کر گیا، اور جب غار کے قریب پہنچے تو تملیخا نے کہا: میں ان پر داخل ہوتا ہوں تاکہ وہ خوفزدہ نہ ہو جائیں چنانچہ وہ اندر ان کے پاس گیا اور صورت حال سے انہیں آگاہ کیا اور یہ کہ یہ امت امت اسلام ہے، پس روایت ہے کہ انہیں اس سے ازحد خوشی ہوئی، اور وہ بادشاہ کی طرف باہر آئے اور انہوں نے اس کی عزت و تکریم کی اور وہ ان کی تعظیم بجالایا پھر وہ اپنے غار کی طرف لوٹ گئے۔ اور اکثر روایات میں یہ ہے کہ جس وقت تملیخا نے انہیں یہ بتایا تو اس وقت وہ حقیقی موت کے ساتھ فوت ہو گئے، جیسا کہ اس کا بیان آرہا ہے۔ اور جنہیں جسموں کے اٹھائے جانے میں شک تھا انہیں اس کا یقین حاصل ہو گیا۔ پس اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ کا یہی معنی ہے یعنی تاکہ بادشاہ اور اس کی رعایا جان لے کہ قیامت حق ہے اور دوبارہ زندہ کیا جانا (یعنی بعث) بھی حق ہے۔ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ بلاشبہ انہوں نے اس ایک سے ان کی خبر پر استدلال کیا اور وہ ان پر داخل ہونے سے ڈر گئے تو بادشاہ نے کہا: تم ان پر (بطور یادگار) ایک عمارت تعمیر کر دو؛ اور جو ان جوانوں کے دین پر تھے انہوں نے کہا: ان پر مسجد بنادو۔ اور روایت ہے کہ ایک کافر گروہ نے کہا: ہم ان پر اپنی عبادتگاہ یا مہمان خانہ بنا لیتے ہیں، تو مسلمانوں نے انہیں روک دیا اور کہا: ہم ان پر ضرور مسجد بنائیں گے۔ اور روایت ہے کہ بعض لوگ ان پر غار کو بند کرنے کے لئے گئے اور انہوں نے انہیں اس میں اس حال میں چھوڑا کہ وہ غائب کر دیئے گئے ہیں۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت لوگوں پر ان کے اثار اور نشان کو اوجھل کر دیا اور انہیں ان سے چھپا دیا، پس اسی لئے بادشاہ نے عمارت بنانے کے لئے کہا تاکہ وہ ان کی نشانی ہو جائے (1)۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے: بے شک بادشاہ نے ارادہ کیا کہ وہ انہیں سونے کے صندوق میں دفن کرے تو حالت خواب میں ان سے کوئی آنے والا اس کے پاس آیا اور کہا: تو نے ہمیں سونے کے صندوق میں دفن کرنے کا ارادہ کیا ہے پس تو اس طرح نہ کر، کیونکہ ہم مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں اور اسی کی طرف ہم لوٹ رہے ہیں پس تو ہمیں چھوڑ دے۔

یہاں کئی ممنوع اور جائز مسائل پیدا ہوتے ہیں، پس قبروں پر مساجد بنانا اور ان میں نماز پڑھنا اور ان پر کوئی عمارت بنانا

1۔ المحرر الوجیز، جلد 3، صفحہ 507

الفصل(4)المزارات قبل ولادة البصرية للنبيﷺ [رسول اللہﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات] باب(.38) أصحاب الكهف رحمهم الله عليه دفن في كهف. سورة الكهف تنزل قبل الهجرة في مكة. أيضًا بعد ٣٢ سنوات من الهجرة، ورأى الصحابة نفس الوضع [اصحاب کہف رحمہم اللہ علیہ کو غار میں دفن کیا گیا۔ سورہ کہف مکہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ ہجرت کے 32 سال بعد بھی صحابہ نے وہی صورتحال کو دیکھا جو قرآن میں نازل ہوا] دلیل (.50)

نظر ثانی: ابو نجیب سید محی الدین صاحب (جامع مسجد خواجہ دانا رحمہ اللہ سورة) معاون: عمار الاسلام دیوان مداری (رتلام)، مرتب: شیخ محمد شکیل احمد

الفصل(4)المزارات قبل ولادة البصرية للنبيﷺ [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات] **باب(.38) أصحاب الكهف** رحمهم الله عليه **دفن في كهف. سورة الكهف تنزل قبل الهجرة في مكة. أيضًا بعد ٣٢ سنوات من الهجرة، ورأى الصحابة نفس الوضع** [اصحاب کہف رحمہم اللہ علیہ کو غار میں دفن کیا گیا۔ سورہ کہف مکہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ ہجرت کے 32 سال بعد بھی صحابہ نے وہی صورتحال کو دیکھا جو قرآن میں نازل ہوا] دلیل (.50)

سبحٰن الذی ١٥ — ٨٤٨ — الكهف ١٨

رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاۡ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا

رَبُّنَا	رَبُّ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	لَنْ نَّدْعُوَاۡ	مِنْ دُوْنِهٖۤ	اِلٰهًا	لَّقَدْ	قُلْنَاۤ	اِذًا
ہمارا رب	رب ہے	آسمانوں	اور زمین کا	کبھی نہ پکاریں گے ہم	اس کے سوا	کوئی خدا	بیشک	کہی ہم نے	اس وقت

ہے جو آسمان اور زمین کا رب ہے ہم اس کے سوا کسی معبود کی عبادت نہیں کریں گے ایسا ہو تو ضرور ہم نے حد سے گزری

شَطَطًا ﴿۱۴﴾ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ

شَطَطًا	هٰۤؤُلَآءِ	قَوْمُنَا	اتَّخَذُوْا	مِنْ دُوْنِهٖۤ	اٰلِهَةً	لَوْ	لَا	يَاْتُوْنَ
بات زیادتی کی	یہ	ہماری قوم ہے	کہ بنائے انہوں نے	اس کے سوا	اور خدا	کیوں	نہیں	لاتے

ہوئی بات کی۔ یہ ہے ہماری قوم جس نے اس کے سوا اور خدا بنا رکھے ہیں وہ ان کے بارے میں واضح دلیل

عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾

عَلَيْهِمْ	بِسُلْطٰنٍ	بَيِّنٍ	فَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنِ	افْتَرٰى	عَلَى	اللّٰهِ	كَذِبًا
ان پر	کوئی سند	روشن	پھر کون	ظالم تر ہے	اس سے جو	باندھے	اوپر	اللہ کے	جھوٹ

کیوں نہیں لاتے؟ ہاں، اس سے بڑا ظالم کون ہے جس نے اللہ کے بارے میں جھوٹ گھڑا؟

وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ

وَ	اِذِ	اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ	وَ	مَا	يَعْبُدُوْنَ	اِلَّا	اللّٰهَ	فَاْوٗۤا	اِلَى	الْكَهْفِ	يَنْشُرْ لَكُمْ
اور	جب	تم ان سے الگ ہو جاؤ	اور	انسے جو	پوجا کرتے ہیں	سوا	اللہ کے	تو جگہ پکڑو	طرف	غار کی	پھیلائے تمہارے لیے

اور جب تم ان سے بے تعلق ہو چکے ہو اور جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں تو اس غار میں پناہ لے لو

رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾ وَتَرَى

رَبُّكُمْ	مِّنْ رَّحْمَتِهٖ	وَ	يُهَيِّئْ	لَكُمْ	مِّنْ اَمْرِكُمْ	مِّرْفَقًا	وَ	تَرَى
تمہارا رب	اپنی رحمت	اور	تیار کرے گا	تمہارے لیے	تمہارے کام میں	آسانی	اور	دیکھو گے تم

تمہارا رب تم پر اپنی رحمت عام کرے گا اور تمہارے معاملے میں آسانی پیدا کرے گا۔ اور (اے مخاطب!) تم

منزل ۴

نظرثانی: ابو نجیب سید محی الدین صاحب (جامع مسجد خواجہ دانا رحمہ اللہ سورۃ) معاون: عمار الاسلام دیوان مداری (رتلام)، مرتب: شیخ محمد شکیل احمد

الفصل(4)المزارات قبل ولادة البصرية للنبيﷺ [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات] باب(.38) أصحاب الكهف رحمهم الله عليه دفن في كهف. سورة الكهف تنزل قبل الهجرة في مكة. أيضًا بعد ٣٢ سنوات من الهجرة، ورأى الصحابة نفس الوضع [اصحاب کہف رحمہم اللہ علیہ کو غار میں دفن کیا گیا۔ سورہ کہف مکہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ ہجرت کے 32 سال بعد بھی صحابہ نے وہی صورتحال کو دیکھا جو قرآن میں نازل ہوا] دلیل (.50)

الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ

الشَّمْسَ	اِذَا	طَلَعَتْ	تَّزٰوَرُ	عَنْ كَهْفِهِمْ	ذَاتَ الْيَمِيْنِ	وَ	اِذَا	غَرَبَتْ
سورج کو	جب	چڑھتا ہے	کترا جاتا ہے	ان کی غار سے	دائیں جانب	اور	جب	غروب ہوتا ہے

دیکھو گے دھوپ کو جب سورج نکلتا ہے وہ جھکی رہتی ہے ان کے غار سے دائیں طرف اور جب وہ غروب ہوتا ہے

تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ

تَّقْرِضُهُمْ	ذَاتَ الشِّمَالِ	وَ	هُمْ	فِيْ فَجْوَةٍ	مِّنْهُ	ذٰلِكَ	مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ
کاٹ جاتا ہے انکو	بائیں جانب	اور	وہ	کھلے میدان میں ہیں	اس سے	یہ ہے	اللہ کی نشانیوں سے

تو ان سے پھر جاتی ہے بائیں طرف حالانکہ وہ اس (غار) کی کشادہ جگہ میں ہیں یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا

مَنْ	يَّهْدِ	اللّٰهُ	فَهُوَ	الْمُهْتَدِ	وَ	مَنْ	يُّضْلِلْ	فَلَنْ	تَجِدَ	لَهٗ	وَلِيًّا
جسے	ہدایت دے	اللہ	تو وہی ہے	ہدایت پانے والا	اور	جسے	گمراہ کرے	تو کبھی نہ	پائے گا تو	اس کیلئے	حمایتی

جسے اللہ ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے گمراہ کرے تم ہرگز اس کیلئے کوئی مددگار ہدایت کرنے

مُّرْشِدًا ۝۱۷ ع وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ڰ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ

مُّرْشِدًا	وَ	تَحْسَبُهُمْ	اَيْقَاظًا	وَّهُمْ	رُقُوْدٌ	وَّ	نُقَلِّبُهُمْ	ذَاتَ الْيَمِيْنِ
راہ دکھانے والا	اور	خیال کرے گا تو انکو	جاگتے	حالانکہ وہ	سوئے ہوئے ہیں	اور	بدلتے ہیں ہم انکی کروٹیں	دائیں جانب

والا نہ پائیں گے۔ اور تو انہیں (دیکھے تو) جاگتا ہوا سمجھے حالانکہ وہ سو رہے ہیں اور ہم دائیں

وَّذَاتَ الشِّمَالِ ڰ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ۭ لَوِ اطَّلَعْتَ

وَ	ذَاتَ الشِّمَالِ	وَكَلْبُهُمْ	بَاسِطٌ	ذِرَاعَيْهِ	بِالْوَصِيْدِ	لَوِ اطَّلَعْتَ
اور	بائیں جانب	اور ان کا کتا	پھیلائے ہوئے ہے	اپنے بازو	غار کی چوکھٹ پر	اگر تو جھانکے

اور بائیں ان کی کروٹیں بدلتے رہتے ہیں اور ان کا کتا (غار کے) دہانے پر اپنے بازو پھیلائے بیٹھا ہے (اے مخاطب!) اگر تو

نظرِثانی:ابو نجیب سید محی الدین صاحب (جامع مسجد خواجہ دانا رحمہ اللہ سورۃ) معاون: عمار الاسلام دیوان مداری (رتلام)، مرتب: شیخ محمد شکیل احمد

الفصل(4)المزارات قبل ولادة البصرية للنبيﷺ [رسول اللہﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات] باب(.38) أصحاب الكهف رحمهم الله عليه دفن في كهف. سورة الكهف تنزل قبل الهجرة في مكة. أيضًا بعد ٣٢ سنوات من الهجرة، ورأى الصحابة نفس الوضع [اصحاب کہف رحمہم اللہ علیہ کو غار میں دفن کیا گیا۔ سورہ کہف مکہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ ہجرت کے 32 سال بعد بھی صحابہ نے وہی صورتحال کو دیکھا جو قرآن میں نازل ہوا] دلیل (.50)

سبحٰن الذی ۱۵ ﴿۸۵۰﴾ الکھف ۱۸

عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿١٨﴾ وَكَذٰلِكَ

عَلَيْهِمْ	لَوَلَّيْتَ	مِنْهُمْ	فِرَارًا	وَ	لَمُلِئْتَ	مِنْهُمْ	رُعْبًا	وَ	كَذٰلِكَ
ان پر	تو منہ پھیرے	ان سے	بھاگتے ہوئے	اور	بھر جائے تو	ان سے	ہیبت میں	اور	اسی طرح

انہیں جھانک کر دیکھے تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور تیرے دل میں ان کی دہشت بھر جائے۔ اور یونہی ہم نے

بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا

بَعَثْنٰهُمْ	لِيَتَسَآءَلُوْا	بَيْنَهُمْ	قَالَ	قَآئِلٌ	مِّنْهُمْ	كَمْ	لَبِثْتُمْ	قَالُوْا	لَبِثْنَا
ہم نے انکو جگایا	تا کہ پوچھیں	آپس میں	بولا	ایک بولنے والا	ان میں سے	کتنا	ٹھہرے تم	بولے	ہم ٹھہرے

ان کو جگایا کہ آپس میں ایک دوسرے سے احوال پوچھیں ان میں ایک کہنے والا بولا تم یہاں کتنی دیر رہے کچھ

يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ

يَوْمًا	اَوْ	بَعْضَ	يَوْمٍ	قَالُوْا	رَبُّكُمْ	اَعْلَمُ	بِمَا	لَبِثْتُمْ	فَابْعَثُوْٓا	اَحَدَكُمْ
ایک دن	یا	کچھ حصہ	دن کا	بولے	تمہارا رب	خوب جانتا ہے	جتنا	تم ٹھہرے	تو بھیجو	اپنے ایک کو

بولے ایک دن رہے یا دن سے کم دوسرے بولے تمہارا رب خوب جانتا ہے جتنا تم ٹھہرے تو اپنے میں سے ایک

بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ

بِوَرِقِكُمْ	هٰذِهٖٓ	اِلَى	الْمَدِيْنَةِ	فَلْيَنْظُرْ	اَيُّهَآ	اَزْكٰى	طَعَامًا	فَلْيَاْتِكُمْ
اپنی چاندی دے کر	یہ	طرف	شہر کی	تو چاہیے کہ دیکھے	کون سا	زیادہ پاکیزہ	کھانے والا ہے	تو چاہیے کہ لائے تمہارے پاس

کو یہ چاندی لے کر شہر میں بھیجو پھر وہ خیال کرے کہ وہاں کون سا کھانا زیادہ ستھرا ہے کہ تمہارے لئے اس میں سے

بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ﴿١٩﴾ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا

بِرِزْقٍ	مِّنْهُ	وَلْيَتَلَطَّفْ	وَ	لَا	يُشْعِرَنَّ	بِكُمْ	اَحَدًا	اِنَّهُمْ	اِنْ	يَّظْهَرُوْا
کھانا	اس سے	اور چاہیے کہ نرمی برتے	اور	نہ	بتائے	تمہارے متعلق	کسی کو	یقیناً وہ	اگر	غالب آ گئے

کھانے کو لائے اور چاہیے کہ نرمی کرے اور ہرگز کسی کو تمہاری اطلاع نہ دے۔ بے شک اگر وہ تمہیں جان لیں گے

منزل ۴

الفصل(4)المزارات قبل ولادة البصرية للنبيﷺ [رسول اللہﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات] باب(.38) أصحاب الكهف رحمهم الله عليه دفن في كهف. سورة الكهف تنزل قبل الهجرة في مكة. أيضًا بعد ٣٢ سنوات من الهجرة، ورأى الصحابة نفس الوضع [اصحاب کہف رحمہم اللہ علیہ کو غار میں دفن کیا گیا۔ سورہ کہف مکہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ ہجرت کے 32 سال بعد بھی صحابہ نے وہی صورتحال کو دیکھا جو قرآن میں نازل ہوا] دلیل (.50)

عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَن تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ﴿٢٠﴾

عَلَيْكُمْ	يَرْجُمُوكُمْ	أَوْ	يُعِيدُوكُمْ	فِي مِلَّتِهِمْ	وَ	لَن	تُفْلِحُوا	إِذًا	أَبَدًا
تم پر	تو سنگسار کر دینگے تمہیں	اور یا پھر	لوٹا لینگے تمہیں	اپنے دین میں	اور	بھی نہ	خلاصی پاؤ گے تم	اس وقت	ہمیشہ تک

تو تمہیں پتھراؤ کریں گے یا اپنے دین میں پھیر لیں گے اور ایسا ہوا تو تمہارا بھی بھلا نہیں ہو گا۔

وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ

وَ	كَذَٰلِكَ	أَعْثَرْنَا	عَلَيْهِمْ	لِيَعْلَمُوا	أَنَّ	وَعْدَ	اللَّهِ	حَقٌّ	وَ	أَنَّ	السَّاعَةَ
اور	اسی طرح	خبر دی ہمنے	ان کی	تاکہ جانیں	کہ بیشک	وعدہ	اللہ کا	سچا ہے	اور	بیشک	قیامت

اور اس طرح ہم نے ان کو لوگوں پر ظاہر کر دیا تاکہ وہ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ اس (قیامت کی)

لَا رَيْبَ فِيهَا ۚ إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ ۖ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا ۖ

لَا	رَيْبَ	فِيهَا	إِذْ	يَتَنَازَعُونَ	بَيْنَهُمْ	أَمْرَهُمْ	فَقَالُوا	ابْنُوا	عَلَيْهِم	بُنْيَانًا
نہیں	شک	اس میں	جب	وہ جھگڑتے تھے	آپس میں	اپنے کام میں	تو بولے	بناؤ	ان پر	ایک عمارت

گھڑی میں کوئی شک نہیں جب وہ ان کے معاملے میں آپس میں جھگڑتے تھے تو انہوں نے کہا کہ ان پر ایک

رَّبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم

رَبُّهُمْ	أَعْلَمُ	بِهِمْ	قَالَ	الَّذِينَ	غَلَبُوا	عَلَىٰ	أَمْرِهِمْ	لَنَتَّخِذَنَّ	عَلَيْهِم
ان کا رب	خوب جانتا ہے	ان کا	بولے	وہ جو	غالب آئے	اوپر	اپنے کام کے	کہ ضرور بنائینگے ہم	ان پر

عمارت بنا دو ان کا رب انہیں خوب جانتا ہے وہ لوگ جو ان کے معاملے میں جیت گئے کہنے لگے ہم ان پر ضرور

مَّسْجِدًا ﴿٢١﴾ سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ

مَسْجِدًا	سَيَقُولُونَ	ثَلَاثَةٌ	رَابِعُهُمْ	كَلْبُهُمْ	وَ	يَقُولُونَ	خَمْسَةٌ
مسجد	جلدی کہیں گے	تین ہیں	چوتھا ان میں	ان کا کتا ہے	اور	کہیں گے	پانچ ہیں

ایک مسجد بنائیں گے۔ اب کچھ لوگ کہیں گے وہ تین تھے اور ان میں چوتھا ان کا کتا تھا اور کہیں گے وہ پانچ تھے

الفصل(4)المزارات قبل ولادة البصرية للنبيﷺ [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات] باب(.38) أصحاب الكهف رحمهم.الله.عليه دفن في كهف. سورة الكهف تنزل قبل الهجرة في مكة. أيضًا بعد ٣٢ سنوات من الهجرة، ورأى الصحابة نفس الوضع [اصحاب کہف رحمہم.اللہ علیہ کو غار میں دفن کیا گیا۔ سورہ کہف مکہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ ہجرت کے 32 سال بعد بھی صحابہ نے وہی صورتحال کو دیکھا جو قرآن میں نازل ہوا] دلیل (.51)

١

ابو الفداء
الحافظ ابن كثير
الدمشقي المتوفى سنة ٧٧٤ هـ

البداية والنهاية

الجزء الثامن

١٤١٣ هـ - ١٩٩٢ م

مكتبة المعارف
بيروت

الفصل(4)المزارات قبل ولادة البصرية للنبيﷺ [رسول اللہﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات] باب(.38) أصحاب الكهف رحمهم الله عليه دفن في كهف. سورة الكهف تنزل قبل الهجرة في مكة. أيضًا بعد ٣٢ سنوات من الهجرة، ورأى الصحابة نفس الوضع [اصحاب کہف رحمہم اللہ علیہ کو غار میں دفن کیا گیا۔ سورہ کہف مکہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ ہجرت کے 32 سال بعد بھی صحابہ نے وہی صورتحال کو دیکھا جو قرآن میں نازل ہوا] دليل (.51)

١٢٦

العرب ـ فقلت : حديث سمعته أخبرك به ، سمعت رسول الله (ص) يقول : « من ولاه الله شيئاً من أمر المسلمين فاحتجب دون حاجتهم وخلتهم وفقرهم ، احتجب الله دون حاجته وخلته وفقره » . قال : فجعل معاوية حين سمع هذا الحديث رجلا على حوائج الناس . ورواه الترمذي وغيره .

وقال الامام أحمد : حدثنا مروان بن معاوية الفزاري ثنا حبيب بن الشهيد عن أبي مجاز . قال : خرج معاوية على الناس فقاموا له فقال : سمعت رسول الله (ص) يقول : « من أحب أن يتمثل له الرجال قياماً فليتبوأ مقعده من النار » . [وفي رواية . قال : خرج معاوية على ابن عامر وابن الزبير فقام له ابن عامر ولم يقم له ابن الزبير ، فقال معاوية لابن عامر : إجلس ! فاني سمعت رسول الله (ص) يقول : « من أحب أن يتمثل له العباد قياماً فليتبوأ مقعده من النار » . (١) ورواه أبو داود والترمذي من حديث حبيب بن الشهيد ، وقال الترمذي : حديث حسن . وروى أبو داود من حديث الثوري عن ثور بن يزيد عن راشد بن سعد المقرى الحمصي عن معاوية . قال : قال رسول الله (ص) : « إنك إن تتبعت عورات الناس أفسدتهم أو كدت أن تفسدهم » . قال : كلمة سمعها معاوية نفعه الله بها . تفرد به أحمد ـ يعني أنه كان جيد السيرة ، حسن التجاوز ، جميل العفو ، كثير الستر رحمه الله تعالى ـ وثبت في الصحيحين من حديث الزهري عن حميد بن عبد الرحمن عن معاوية . أنه قال : سمعت رسول الله (ص) يقول : « من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين ، وإنما أنا قاسم والله يعطي ، ولايزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق لايضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتى يأتي أمر الله وهم ظاهرون » . وفي رواية « وهم على ذلك » وقد خطب معاوية بهذا الحديث مرة ثم قال : وهذا مالك ابن يخامر يخبر عن معاذ أن رسول الله (ص) قال وهم بالشام ـ يحث بهذا أهل الشام على مناجزة أهل العراق : « وإن أهل الشام هم الطائفة المنصورة على من خالفها » وهذا مما كان يحتج به معاوية لأهل الشام في قتالهم أهل العراق . وقال الليث بن سعد : فتح معاوية قيسارية سنة تسع عشرة في دولة عمر بن الخطاب . وقال غيره : وفتح قبرص سنة خمس وقيل سبع ، وقيل ثمان وعشرين في أيام عثمان . قالوا : وكان عام غزوة المضيق ـ يعني مضيق القسطنطينية ـ في سنة ثنتين وثلاثين في أيامه وكان هو الأمير على الناس عامئذ . وجمع عثمان لمعاوية جميع الشام ، وقيل إن عمر هو الذي جمعها له ، والصحيح عثمان . واستقضى معاوية فضالة بن عبيد بعد أبي الدرداء ، ثم كان ما كان بينه وبين علي بعد قتل عثمان ، على سبيل الاجتهاد والرأي ، فجرى بينهما قتال عظيم كما قدمنا ، وكان الحق والصواب مع علي ، ومعاوية معذور عند جمهور العلماء سلفاً وخلفاً ، وقد شهدت الأحاديث الصحيحة بالاسلام للفريقين من الطرفين ـ أهل العراق وأهل الشام ـ كما ثبت في الحديث الصحيح

(١) سقط من المصرية وهو في الحلبية

الفصل(4)المزارات قبل ولادة البصرية للنبي ﷺ [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات] **باب(.38) أصحاب الكهف** رحمهم الله عليه **دفن في كهف. سورة الكهف تنزل قبل الهجرة في مكة. أيضًا بعد ٣٢ سنوات من الهجرة، ورأى الصحابة نفس الوضع** [اصحاب کہف رحمہم اللہ علیہ کو غار میں دفن کیا گیا۔ سورہ کہف مکہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ ہجرت کے 32 سال بعد بھی صحابہ نے وہی صورتحال کو دیکھا جو قرآن میں نازل ہوا] دلیل (.51)

تکمیل واصلاح آور، مکمل نظر ثانی شدہ ایڈیشن

تاریخ ابن کثیر

اردو ترجمہ

البداية والنهاية

جلد چہارم

حصہ ہفتم و ہشتم

۱۳ ہجری سے ۴۰ ہجری تک کے تفصیلی واقعات یہ حصہ شاندار اسلامی فتوحات پر مشتمل ہے حضرت عمرؓ کے زمانہ کی فتوحات، اسکے بعد حضرت عثمانؓ کی خلافت اور حضرت علیؓ کی خلافت کے شروع میں رونما ہونے والے واقعات کا ذکر

۴۱ ہجری کے آغاز سے ۷۳ ہجری تک کے واقعات خلافت علیؓ، خلافت حسن بن علیؓ اور خلافت معاویہؓ کے بعد بنو امیہ کے خلفاء کا تفصیلی تذکرہ ہے۔ نیز واقعہ کربلا اور حضرت عبداللہ بن زبیر کی امامت کا تفصیلی ذکر ملاحظہ فرمائیں۔

حافظ عماد الدین ابو الفدا اسماعیل ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ

ترجمہ و تحقیق

مولانا ابو طلحہ محمد اصغر مغلؒ فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

دار الاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

نظرثانی: ابو نجیب سید محی الدین صاحب (جامع مسجد خواجہ دانا رحمہ اللہ سورۃ) معاون: عمار الاسلام دیوان مداری (رتلام)، مرتب: شیخ محمد شکیل احمد

الفصل(4)المزارات قبل ولادة البصرية للنبيﷺ [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات] باب(.38) أصحاب الكهف رحمهم.الله.عليه دفن في كهف. سورة الكهف تنزل قبل الهجرة في مكة. أيضًا بعد ٣٢ سنوات من الهجرة، ورأى الصحابة نفس الوضع [اصحاب کہف رحمہم.اللہ علیہ کو غار میں دفن کیا گیا۔ سورہ کہف مکہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ ہجرت کے 32 سال بعد بھی صحابہ نے وہی صورتحال کو دیکھا جو قرآن میں نازل ہوا] دلیل (.51)

تاریخ ابن کثیر حصہ ہشتم (۴۶۲) ۴۱ سے ۳۷ ہجری کے واقعات

مسلمانوں کے کسی معاملے کا ذمہ دار بنائے اور وہ ان کی ضروریات وحاجات اور محتاجگی سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے یعنی ان کی ذمہ داری کو پورا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت وحاجت کو پورا نہیں کرتا بلکہ اس سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو سنا تو پیدل چلنے والوں کی ضرورت کو پورا کرنے لگے۔ اسے ترمذی اور دیگر کتب نے روایت کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ مروان بن معاویہ رضی اللہ عنہ فزاری نے حبیب بن الشہید سے انہوں نے ابومجاز کے حوالے سے بیان کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس باہر آئے تو وہ آپ کی خاطر کھڑے ہو گئے تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ لوگ اس کے لئے کھڑے ہو جائیں وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، ابن عامر اور ابن زبیر کے پاس آئے تو ابن عامر آپ کے لئے کھڑے ہو گئے اور ابن زبیر آپ کے لئے کھڑے نہ ہوئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عامر سے کہا آپ تشریف رکھیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو آدمی چاہے کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔ ابوداؤد اور ترمذی نے اسے حبیب بن الشہید سے روایت کیا اور ترمذی نے اس کو حدیث حسن کہا ہے اور امام ابوداؤد نے اس کو یوں روایت کیا ہے عن ثور بن یزید بن راشد بن سعد المقری الحمصی عن معاویہ رضی اللہ عنہ اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تو نے لوگوں کی کمزوریوں کو تلاش کرنا شروع کیا تو آپ ان کو خراب کر دیں گے یا یہ فرمایا کہ قریب ہے کہ آپ ان کو خراب کریں گے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ یہ وہ بات ہے جو خود اس نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اس سے فائدہ پہنچائے۔ احمد اس روایت میں اکیلے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اچھی سیرت، اچھے چشم پوشی کرنے والے، اچھے معاف کرنے والے اور بہت پردہ پوشی کرنے والے تھے۔

اور صحیحین میں زہری کی حدیث سے حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت نقل کی گئی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اُسے دین میں سمجھ عطا کرتے ہیں میرا کام تو صرف تقسیم کرنا ہے لیکن دینا اللہ کا کام ہے۔ اگر میری امت کا ایک آدمی بھی حق کا مددگار ہو گا تو ان کی مدد نہ کرنے والا اور ان کی مخالفت کرنے والا ان لوگوں کا کچھ بھی نہیں کر سکے گا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آ جائے گا اور وہ غالب رہیں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ایسی حالت میں ہوں گے۔ ایک دفعہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں اس حدیث کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مالک ابن یخامر بحوالہ حضرت معاذ خبر دیتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اور وہ شام میں تھے اور وہ اس حدیث سے اہل شام کو اہل عراق کے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ کرتے تھے کہ: اہل شام طائفہ منصورہ ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس حدیث سے یعنی ''اہل شام کے طائفہ منصورہ ہونے سے'' اہل شام کے لئے اہل عراق کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے حجت پکڑا کرتے تھے۔

مالک ابن یخامر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شام میں تھے کہ اور وہ اس سے اہل شام کو اہل عراق کے ساتھ لڑائی کرنے پر آمادہ کیا اور اہل شام مدد کیا ہوا ایک گروہ ہے مخالفین کے اعتبار سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس حدیث سے اہل شام کے لئے اہل عراق کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے حجت اور استدلال پکڑتے تھے۔

اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حکومت میں قیساریہ کو ۱۹ھ میں فتح کیا اور دیگر مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے قبرص کو ۱۵ھ میں اور ۱۷ھ میں اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ۲۸ھ میں فتح کیا ہے ان کا بیان ہے غزوۃ المضیق یعنی مضیق القسطنطیہ آپ کے زمانے میں ۳۲ھ، میں فتح ہوا تھا اور آپ ہی اس سال لوگوں کے امیر تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سارے شام کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا تھا لیکن بعض نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے قول اول صحیح ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابوالدرداء کے بعد فضالہ بن عبید کو قاضی مقرر کیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جو ہوا وہ اجتہادی لغزش تھی اس کے متعلق بیان ہو چکا ہے۔ بہت بڑی جنگ ہوئی لیکن حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور سلف اور خلف اور جمہور علماء کے نزدیک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس سلسلہ میں معذور ہیں کیونکہ احادیث صحیحہ میں اہل عراق اور اہل شام کے اسلام پر شہادت ملتی ہیں اس کی مثال حدیث میں یوں ہے کہ مسلمانوں کے بہترین فرقہ کے خلاف ایک خارجی گروہ نکلے گا اور دونوں

الفصل(4)المزارات قبل ولادة البصرية للنبي ﷺ [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات] باب(.38) أصحاب الكهف رحمهم.الله.عليه دفن في كهف. سورة الكهف تنزل قبل الهجرة في مكة. أيضًا بعد ٣٢ سنوات من الهجرة، ورأى الصحابة نفس الوضع [اصحاب کہف رحمہم.اللہ علیہ کو غار میں دفن کیا گیا۔ سورہ کہف مکہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ ہجرت کے 32 سال بعد بھی صحابہ نے وہی صورتحال کو دیکھا جو قرآن میں نازل ہوا] دلیل (.52)

الجزء السادس

من

فتح الباري

بشرح صحيح الإمام أبي عبد الله محمد بن إسمعيل البخاري لشيخ الإسلام قاضي القضاة الحافظ أبي الفضل شهاب الدين أحمد بن علي بن محمد بن حجر العسقلاني الشافعي نزيل القاهرة رحمه الله

التزام عبد الرحمن محمد
بميدان الجامع الأزهر بمصر
سنة ١٣٤٨ هجرية

المطبعة البهية المصرية لصاحبها عبد الرحمن محمد

الطبعة الثانية سنة ١٤٠٢ هجرية

دار
احياء التراث العربي
بيروت

الفصل(4)المزارات قبل ولادة البصرية للنبيﷺ [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات] باب(.38) أصحاب الكهف رحمهم الله عليه دفن في كهف. سورة الكهف تنزل قبل الهجرة في مكة. أيضًا بعد ٣٢ سنوات من الهجرة، ورأى الصحابة نفس الوضع [اصحاب کہف رحمہم اللہ علیہ کو غار میں دفن کیا گیا۔ سورہ کہف مکہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ ہجرت کے 32 سال بعد بھی صحابہ نے وہی صورتحال کو دیکھا جو قرآن میں نازل ہوا] دلیل (.52)

٣٩٤

(حَدِيثُ الْغَارِ) حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يَمْشُونَ إِذْ أَصَابَهُمْ مَطَرٌ فَأَوَوْا إِلَى غَارٍ.

وما الحرب الا ماعلمتم وذقتم ٭ وماهو عنها بالحديث المرجم

(قوله وقال مجاهد تقرضهم تتركهم) يأتى الكلام عليه فى التفسير (تنبيه) لم يذكر المصنف فى هذه الترجمة حديثا مسندا وقد روى عبد بن حميد باسناد صحيح عن بن عباس قصة أصحاب الكهف مطولة غير مرفوعة وملخص ماذكر أن ابن عباس غزامع معاوية الصائفة فمر وابالكهف الذي ذكر الله فى القرآن فقال معاوية أريد أن أكشف عنهم فنعه ابن عباس فصمم وبعث ناسا فبعث الله ريحا فأخرجتهم قال فبلغ ابن عباس فقال انهم كانوا فى مملكة جبار يعبد الاوثان فلما رأوا ذلك خرجوا منها فجمعهم الله على غير ميعاد فاخذ بعضهم على بعض العهود والمواثيق فجاء أهاليهم يطلبونهم ففقدوهم فاخبروا الملك فامر بكتابة أسمائهم فى لوح من رصاص وجعله فى خزانته فدخل الفتية الكهف فضرب الله على آذانهم فناموا فارسل الله من يقلبهم وحول الشمس عنهم فلوطلعت عليهم لاحرقتهم ولولا أنهم يقلبون لاكلتهم الارض ثم ذهب ذلك الملك وجاء آخر فكسر الاوثان وعبد الله وعدل فبعث الله أصحاب الكهف فارسلوا واحدا منهم يأتيهم بما يأكلون فدخل المدينة مستخفيا فرأى هيئة وناسا أنكرهم لطول المدة فدفع درهما الى خباز فاستنكر ضربه وهم بان يرفعه الى الملك فقال أتخوفني بالملك وأبى دهقانه فقال من أبوك قال فلان فلم يعرفه فاجتمع الناس فرفعوه الى الملك فساله فقال على باللوح وكان قد سمع به فسمى أصحابه فعرفهم من اللوح فكبر الناس وانطلقوا الى الكهف وسبق الفتى لئلا يخافوا من الجيش فلما دخل عليهم عمى الله على الملك ومن معه المكان فلم يدر أين ذهب الفتى فاتفق رأيهم على أن يبنوا عليهم مسجدا فجعلوا يستغفرون لهم ويدعون لهم وذكر ابن أبى حاتم فى تفسيره عن شهر بن حوشب قال كان لى صاحب قوى النفس فمر بالكهف فاراد أن يدخله فنهى فابى فاشرف عليهم فابيضت عيناه وتغير شعره وعن عكرمة أن السبب فيما جرى لهم أنهم تذاكروا هل يبعث الله الروح والجسد أو الروح فقط فألقى الله عليهم النوم فناموا المدة المذكورة ثم بعثهم فعرفوا أن الجسد يبعث كما تبعث الروح وعن ابن عباس ان اسم الملك الاول دقيانوس واسم الفتية مكسلمينا ومخشليشا وتمليخا ومرطونس وكشطونس وبيرونس وديموس وفى النطق بها اختلاف كثير ولا يقع الوثوق من ضبطها بشئ وأخرج أيضا عن مجاهد أن اسم كلبهم قطمير وعن الحسن قطمير وقيل غير ذلك وأما لونه فقال مجاهد كان أصفر وقيل غير ذلك وعن مجاهد ان دراهمهم كانت كخفاف الابل وان تمليخا هو الذي كان رسولهم لشراء الطعام وقد ساق ابن اسحق قصتهم فى المبتدا مطولة وأفاد أن اسم الملك الصالح الذي عاشوا فى زمنه بتدرسيس (١) وروى الطبرى من طريق عبد الله بن عبيد بن عمير أن الكلب الذي كان معهم كان كلب صيد وعن وهب بن منبه انه كان كلب حرث وعن مقاتل كان الكلب لكبيرهم وكان كلب غنم وقيل كان انسانا طباخا تبعهم وليس بكلب حقيقة والاول المعتمد ٭ الحديث الثالث عشر (قوله حديث الغار) عقب المصنف قصة أصحاب الكهف بحديث الغار اشارة الى ما ورد أنه قد قيل ان الرقيم المذكور فى قوله تعالى أم حسبت ان أصحاب الكهف والرقيم هو الغار الذى أصاب فيه الثلاثة ما أصابهم وذلك فيما أخرجه البزار والطبراني باسناد حسن عن النعمان بن بشير أنه سمع النبى ﷺ يذكر الرقيم قال انطلق ثلاثة فكانوا فى كهف فوقع الجبل على باب الكهف فأوصد عليهم فذكر الحديث (قوله بينما ثلاثة نفر ممن

---

(١) قوله بتدرسيس فى نسخة قبدرسيس اه مصححه

فانطلق

الفصل(4)المزارات قبل ولادة البصرية للنبيﷺ [رسول اللہﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات] باب(.38) أصحاب الكهف رحمهم الله عليه دفن في كهف. سورة الكهف تنزل قبل الهجرة في مكة. أيضًا بعد ٣٢ سنوات من الهجرة، ورأى الصحابة نفس الوضع [اصحاب کہف رحمہم اللہ علیہ کو غار میں دفن کیا گیا۔ سورہ کہف مکہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ ہجرت کے 32 سال بعد بھی صحابہ نے وہی صورتحال کو دیکھا جو قرآن میں نازل ہوا] دليل (.53)

تفسير

الدر المنثور في التفسير المأثور

للإمام

عبد الرحمن بن الكمال جلال الدين السيوطي

٩١١هـ

ضبط النص والتصحيح واسناد الآيات ووضع الحواشي والفهارس

بإشراف دار الفكر

الجزء الخامس

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

الفصل(4)المزارات قبل ولادة البصرية للنبيﷺ [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات] باب(.38) أصحاب الكهف رحمهم الله عليه دفن في كهف. سورة الكهف تنزل قبل الهجرة في مكة. أيضًا بعد ٣٢ سنوات من الهجرة، ورأى الصحابة نفس الوضع [اصحاب کہف رحمہم اللہ علیہ کو غار میں دفن کیا گیا۔ سورہ کہف مکہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ ہجرت کے 32 سال بعد بھی صحابہ نے وہی صورتحال کو دیکھا جو قرآن میں نازل ہوا] دلیل (.53)

وأخرج البخاري في تاريخه من حديث ابن عباس مثله .

وأخرج ابن أبي شيبة وابن المنذر وابن أبي حاتم ، عن ابن عباس قال : غزونا مع معاوية غزوة المضيق نحو الروم فمررنا بالكهف الذي فيه أصحاب الكهف الذي ذكر الله في القرآن ، فقال معاوية : لو كشف لنا عن هؤلاء فنظرنا إليهم ! فقال له ابن عباس : ليس ذلك لك ، قد منع الله ذلك عمن هو خير منك . فقال ﴿ لو اطلعت عليهم لَوَلَّيْتَ منهم فراراً ولَمُلِئْتَ منهم رعبا ﴾ فقال معاوية : لا أنتهي حتى أعلم علمهم . فبعث رجالاً فقال : اذهبوا فادخلوا الكهف فانظروا . فذهبوا ، فلما دخلوا الكهف بعث الله عليهم ريحاً فأخرجتهم . فبلغ ذلك ابن عباس فأنشأ يحدّث عنهم فقال : انهم كانوا في مملكة ملك من الجبابرة يعبد الأوثان ، وقد اجبر الناس على عبادتها ، وكان وهؤلاء الفتية في المدينة ، فلما رأوا ذلك خرجوا من تلك المدينة فجمعهم الله على غير ميعاد ، فجعل بعضهم يقول لبعض : أين تريدون ...؟ أين تذهبون ...!؟ فجعل بعضهم يخفي على بعض ، لأنه لا يدري هذا على ما خرج هذا ، ولا يدري هذا . فأخذوا العهود والمواثيق أن يخبر بعضهم بعضاً ، فإن اجتمعوا على شيء وإلا كتم بعضهم بعضاً . فاجتمعوا على كلمة واحدة ﴿ فقالوا ربنا رب السموات والارض ... ﴾ الى قوله ﴿ مرفقا ﴾ قال : فقعدوا فجاء أهلهم يطلبونهم لا يدرون أين ذهبوا ، فرفع أمرهم الى الملك فقال : ليكونن لهؤلاء القوم بعد اليوم شأن ... ناس خرجوا لا يدرى أين ذهبوا في غير خيانة ولا شيء يعرف ...!! فدعا بلوح من رصاص فكتب فيه أسماءهم ثم طرح في خزانته . فذلك قول الله ﴿ أم حسبت أن أصحاب الكهف والرقيم ﴾ والرقيم ، هو اللوح الذي كتبوا . فانطلقوا حتى دخلوا الكهف فضرب الله على آذانهم فناموا . فلو أن الشمس تطلع عليهم لأحرقتهم ، ولولا أنهم يقلبون لأكلتهم الارض . ذلك قول الله ﴿ وترى الشمس ... ﴾ الآية . قال : ثم إن ذلك الملك ذهب وجاء ملك آخر فعبد الله وترك تلك الأوثان ، وعدل في الناس ، فبعثهم الله لما يريد ، ﴿ وقال قائل منهم كم لبثتم ﴾ فقال بعضهم : يوماً . وقال بعضهم يومين . وقال بعضهم أكثر من ذلك . فقال كبيرهم : لا تختلفوا ، فانه لم

الفصل(4)المزارات قبل ولادة البصرية للنبيﷺ [رسول اللہﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات] باب(.38) أصحاب الكهف رحمهم الله عليه دفن في كهف. سورة الكهف تنزل قبل الهجرة في مكة. أيضًا بعد ٣٢ سنوات من الهجرة، ورأى الصحابة نفس الوضع [اصحاب کہف رحمہم اللہ علیہ کو غار میں دفن کیا گیا۔ سورہ کہف مکہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ ہجرت کے 32 سال بعد بھی صحابہ نے وہی صورتحال کو دیکھا جو قرآن میں نازل ہوا] دلیل (.53)

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ
اور ہم نے آپ پر اس کتاب کو نازل کیا جو ہر چیز کا روشن بیان ہے

تبیان القرآن

جلد ہفتم

الکہف تا المؤمنون

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی۔۳۸

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔اردو بازار لاہور

الفصل(4)المزارات قبل ولادة البصرية للنبيﷺ [رسول اللہ ﷺ کی بصری ولادت سے پہلے کے درگاہ / مزارات] باب(.38) أصحاب الكهف رحمهم.الله.عليه دفن في كهف. سورة الكهف تنزل قبل الهجرة في مكة. أيضًا بعد ٣٢ سنوات من الهجرة، ورأى الصحابة نفس الوضع [اصحاب کہف رحمہم.اللہ علیہ کو غار میں دفن کیا گیا۔ سورہ کہف مکہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ ہجرت کے 32 سال بعد بھی صحابہ نے وہی صورتحال کو دیکھا جو قرآن میں نازل ہوا] دلیل (.53)

سبحٰن الّذی ١٥ — الکھف ١٨:١٢ —— ١ — ٥٢

رقم الحدیث: ٢٦٣٦٣، دار الفکر)

اکثر مفسرین نے کہا اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کو اس چیز کی نشانی بنایا ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا برحق ہے کیونکہ جب لوگوں کو یہ یقین ہو گیا کہ اصحاب کہف تین سو سال سے زیادہ تک سوتے رہے پھر بغیر کسی تغیر اور تبدل کے وہ اُٹھ کھڑے ہوئے سو جو ذات اس پر قادر ہے کہ اصحاب کہف کو تین سو سال سلا کر پھر ان کو اسی طرح اُٹھا دے' وہ اس پر بھی قادر ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کر دے خواہ ان کے جسموں کو کیڑے کھا چکے ہوں۔

(البدایہ والنہایہ ج ٢ ص ٦١-٦٨ ملخصاً' مطبوعہ دار الفکر بیروت' ١٤١٨ھ)

قاضی عبداللہ بن عمر بیضاوی متوفی ٦٨٥ھ لکھتے ہیں:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رومیوں کے خلاف جہاد کیا تو وہ ایک غار کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے کہا ہم اس غار کا منہ کھول کر ان لوگوں کو دیکھیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا آپ کے لیے یہ جائز نہیں ہے آپ سے بہتر شخص کو اللہ تعالیٰ نے انہیں دیکھنے سے منع فرمایا تھا: اگر آپ انہیں جھانک کر دیکھنا چاہتے تو آپ ضرور اُلٹے پاؤں بھاگ کھڑے ہوتے اور ان کے رعب سے آپ پر دہشت چھا جاتی۔ (الکہف: ١٨) حضرت معاویہ نے حضرت ابن عباس کی بات نہیں سنی اور کچھ لوگوں کو غار میں بھیجا جیسے ہی وہ لوگ غار میں داخل ہوئے' ایک سخت ہوا آئی اور اس نے ان کو جلا ڈالا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس طرح ہم نے ان کو سلا دیا تھا' اسی طرح ہم نے ان کو اُٹھایا تا کہ ان کی بصیرت زیادہ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کا جو وعدہ فرمایا ہے وہ برحق ہے' کیونکہ جس نے ان پر تین سو سال تک نیند طاری کی پھر ان کو اُٹھا دیا وہ اس پر قادر ہے کہ وہ لوگوں کی روح قبض کرنے کے بعد ان کو دوبارہ زندہ کر دے۔ بعض لوگوں نے کہا ہم اس غار کے اوپر رہائشی مکان بنا دیں اور اس جگہ ایک شہر بسا دیں اور بعض لوگ جو زیادہ غالب تھے انہوں نے کہا ہم اس غار کے اوپر ایک مسجد بنائیں گے۔ (تفسیر البیضاوی علی ہامش الخفاجی ج ٦ ص ١٥٢-١٤٦' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت' ١٤١٧ھ)

علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی متوفی ١٠٦٧ھ لکھتے ہیں:

غار کے اوپر مسجد بنانا اس پر دلالت کرتا ہے کہ صالحین کی قبروں کے اوپر مسجد بنانا جائز ہے جیسا کہ اس کی طرف کشاف میں اشارہ ہے اور اس عمارت میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ (عنایۃ القاضی ج ٦ ص ١٥٢' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت' ١٤١٧ھ)

لغت میں اصحابِ کہف کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

ملک روم میں جزیرہ افسوس کے شہر افسوس کے رہنے والے چھ یا سات با ایمان نوجوان جو مذہبا نصرانی تھے' ٢٤٨ تا ٢٦١ء میں اپنے زمانہ کے کافر و ظالم "دقیانوس" نام کے بادشاہ کے خوف سے ایک غار میں جا چھپے تھے۔ کہا گیا ہے کہ ان کا کتا بھی ساتھ تھا' وہ سب قدرتِ الٰہی سے اسی غار میں زمانہ دراز تک سوتے رہے اور سو رہے ہیں۔ (اُردو لغت ج ١ ص ٥٣٧' مطبوعہ کراچی ١٩٧٧ء)

الرقیم کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

اصحابِ کہف (جن کے ناموں کا اس غار پر جس میں وہ سو گئے تھے' بادشاہ وقت نے کتبہ لکھ کر لگا دیا تھا) ان ہی لوگوں کا لقب اصحاب الرقیم بھی ہو گیا ہے۔ (اردو لغت ج ١ ص ٥٣٧' مطبوعہ کراچی' ١٩٧٧ء)

اصحابِ کہف کے متعلق ہمارے قدیم اور جدید مفسرین اور مؤرخین نے بہت تفصیل سے لکھا ہے' ان کے علاوہ غیر مسلم محققین اور مستشرقین نے بھی اس موضوع پر خاصی طبع آزمائی کی ہے۔ انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں بھی اس پر کافی مواد ہے۔

جلد ہفتم

وفاء الوفا
بأخبار دار المصطفى

تأليف
نور الدين علي بن عبد الله السمهودي
المتوفى سنة ٩١١هـ

تحقيق وتقديم
الدكتور قاسم السامرائي

الجزء الثالث

الذين قبلي، فإنك أرحَمُ الراحمين، وكبَّر عليها أربعاً، فأدخلها اللحد هو والعباس وأبو بكر الصديق رضي الله عنهم[1].

قبر عبد الرحمن بن عوف

روى ابن زبالة عن حميد بن عبد الرحمن، قال: أرسلت عائشة إلى عبد الرحمن بن عوف حين نزل به الموت: أنْ هلُمَّ إلى رسول الله ﷺ وإلى أخَوَيْكَ، فقال: ما كنت مُضيِّقاً عليك بيتَك، إني كنتُ عاهدتُ ابن مظعون أيُّنا مات دُفنَ إلى جنب صاحبه[2]، قالت: فَمُرُّوا به عليَّ، فمروا به عليها فصَلَّت عليه.

وروى ابن شَبَّة عن حفص بن عمر[3] بن عبد الرحمن نحوَه[4].

وعن عبد الواحد بن محمد بن عبد الرحمن بن عوف: أنه أوصى إنْ هَلَكَ بالمدينة أنْ يُدفَنَ إلى جنب[5] عثمان بن مظعون، فلما هلك حُفِرَ له عند زاوية دار عقيل الشرقية فَدُفِنَ هناك، عليه ثوبُ حبرة من العَصْب، أتمارى أنْ يكونَ فيه لُحْمَةُ ذَهبٍ أوْ لا[6].

قبر سَعْد بن أبي وَقَّاص

روى ابن شَبَّة عن ابن دهقان، قال: دعاني سعد بن أبي وقاص فخرجت معه إلى البقيع، وخرج بأوتادٍ، حتى إذا جاء من موضع زاوية دار عقيل الشرقية الشاميَّة، أمرني فَحَفَرتُ، حتى إذا بلغتُ باطنَ الأرض ضربَ فيها الأوتاد، ثم قال: إنْ هلكت فاذْلُلهم على هذا الموضع يَدفِنوني فيه[7]، فلما هلك قلت ذلك

---

(١) المعجم الكبير ٢٤/ ٣٥١-٣٥٢ ومجمع الزوائد ٩/ ٢٥٦-٢٥٧.
(٢) المغانم المطابة ص٢١٠.
(٣) في الأصول: عثمان، وفي مخطوطة تاريخ المدينة ورقة ١١٩أ: يمكن أن يُقرأ، عثمان أو عمر، و«عثمان وعمر» من ولد عبد الرحمن بن عوف كما في نسب قريش للزبيري ٢٦٩، ٢٧١ والجمهرة لابن حزم ١٣٥: والراجع عندي هنا عمر لأنَّ ولده حفص هو الذي تولى دفن أزهر بن مكمل بفيفاء الفحلتين، كما جاء في الجمهرة ١٣٠ أيضاً.
(٤) تاريخ المدينة ١/ ١١٥.
(٥) سقطت من س، ص، خ، ر، م١، م٢.
(٦) المصدر نفسه.
(٧) ك، خ، ش، ر، م١، م٢: به

لولده، فخرجنا حتى دَلّلتهم على ذلك الموضع، فوجدوا الأوتاد، فحفروا له هناك ودَفَنوه[١].

قبر عبد الله بن مسعود

روى ابن سعد في طبقاته عن أبي عبيدة بن عبد الله: أنَّ ابن مسعود قال: ادفنوني عند قبر عثمان بن مظعون[٢].

وعن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة، قال: مات عبد الله بن مسعود بالمدينة، ودُفِنَ بالبقيع، سنة اثنتين وثلاثين[٣].

قبر خنيس بن حذافة السهمي

كان زوج حفصة بنت عمر قَبْلَ رسول الله ﷺ، وهو من المهاجرين الأولين أصحاب الهجرتين، نالته جراحة يومَ أحد، فمات بسببها بالمدينة[٤].

قال أبو عبد الله محمد بن يوسف الزرندي المدني[٥] في سيرته: توفي في السنة الثالثة من الهجرة، ودُفِنَ عند عثمان بن مظعون.

قال: وكان عثمان بن مظعون توفي قبله في شعبان من السنة المذكورة.

ونقل ابن الجوزي: أنَّ عثمان توفي في السنة الثانية، انتهى.

وما قدَّمناه من موت خنيس بعد أحد من جراحة نالته يوم أحد، هو ما جزم به ابن عبد البر[٦]، وتبعه الذهبي، ويشكل عليه ما سبق في **الفصل الثاني عشر من الباب الثالث** من أنَّ أحداً كانت في شوال سنة ثلاث باتفاق الجمهور.

وقيل: أربع، وأنه ﷺ تزوَّج بحفصة بنت عمر في شعبان من السنة الثالثة

---

(١) تاريخ المدينة ١/١١٦.
(٢) طبقات ابن سعد ٣/١٥٩.
(٣) المصدر نفسه ٣/١٥٩ ـ ١٦٠.
(٤) الإصابة ١/٤٥٦-٤٥٧ والاستيعاب ١/٤٣٧-٤٣٨.
(٥) هو محمد بن يوسف بن الحسن الأنصاري الزرندي ترجم له ابن فرحون في نصيحة المشاور ١٠٤ وقال: توفي سنة سبع أو ثمان وأربعين وسبع مئة، وترجم له ابن حجر في الدرر الكامنة ٤/٢٩٥.
(٦) الاستيعاب ١/٤٣٨.

على الأصحّ(١).

وقيل: في الثانية(٢)، فلا يَصِحُّ ما جزم به ابن عبد البر، إلاّ أنْ يكون خنيس قد طَلَّقها، كما أشار إليه الذهبي، لكن قد وهم الحافظ ابن عبد البر في قوله: إنَّ خنيساً أُستُشهِدَ بأحدٍ بسبب تلك الجراحة(٣)، وإنما توفي قبلها بالمدينة.

قال ابن سيِّد الناس: المعروف أنه مات بالمدينة على رأس خمسةٍ وعشرين شهراً، وذلك بعد رجوعه من بدر(٤)، انتهى.

قبر أسعد بن زُرَارة

أحَدِ بني غنم بن مالك بن النجّار

شهد العقبتين، كما تقدَّم، وتوفي في الأولى من الهجرة والمسجد يُبْنى.

قال ابن شَبَّة: قال أبو غسان: وأخبرني بعض أصحابنا، قال: لم أزل أسْمَعُ أنَّ قبر عثمان بن مظعون وأسعد بن زرارة بالروحاء من البقيع، والروحاء المقبرة التي بوسط البقيع يحيط بها طرق مطرقة وسط البقيع(٥).

قلت: فينبغي أنْ يُسَلِّم على هؤلاء كلهم عند زيارة مشهد سيدنا إبراهيم بالبقيع.

بيان قبر فاطمة بنت رسول الله ﷺ

ومن عرفتُ قبره بالبقيع من بني هاشم وأمهات المؤمنين، وغيرهم

روى ابن شَبَّة عن محمد بن علي بن عمر(٦) أنه كان يقول: قبر فاطمة بنت

(١) المصدر نفسه ٤/٢٦٩ والإصابة ٤/٢٧٣.
(٢) المصدر نفسه: «وقال أبو عبيدة تزوجها سنة اثنتين من التاريخ».
(٣) المصدر نفسه ١/٤٣٨.
(٤) العبارة الطويلة: «وما قدمناه من موت خنيس بعد أحد .... بعد رجوعه من بدر، انتهى» لم ترد في ك.
(٥) تاريخ المدينة ١/١٠١.
(٦) هو محمد بن علي بن عمر بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب، خلاصة تذهيب تهذيب الكمال للخزرجي ٢٤٢.

رسول الله ﷺ زاوية دار عقيل اليمانية الشارعة في البقيع[١].

وعن منبوذ بن حويطب والفضل بن أبي رافع[٢]: أنَّ قبرها وُجاه زقاق نبيه، وأنه إلى زاوية دار عقيل أقرب[٣].

وعن عمر بن علي بن حسين بن علي: أنَّ قبرها حذو الزقاق الذي يلي زاوية دار عقيل، قال غسَّان بن معاوية بن أبي مزرِّد: إنه ذَرَعَ من حيث أشار له عمر بن علي فوجده خمس عشرة ذراعاً إلى القناة[٤].

وعن عمر بن عبد الله مولى غُفرة[٥]: أنَّ قبرها حذو زاوية دار عقيل مما يلي دار نُبيه[٦].

وعن عبد الله بن أبي رافع: أنَّ قبرها مخرج الزقاق الذي بين دار عقيل ودار أبي نُبيه[٧].

وذكر إسماعيل[٨] ـ راويه ـ: أنه ذَرَعَ الموضع الذي ذكر له أبوه، فوجد بين القبر وبين القناة التي في دار عقيل ثلاثاً وعشرين ذراعاً، وبين القناة الأخرى سبعاً وثلاثين ذراعاً[٩].

قال أبو غسَّان: وأخبرني مُخبرٌ ثقةٌ، قال: يقال: إنَّ المسجد الذي يُصَلَّى إلى جنبه شرقياً على جنائز الصبيان كان خيمةً لامرأة سوداء، يقال لها: رقيَّة[١٠]،

---

(١) تاريخ المدينة ١/١٠٥.
(٢) في مخطوطة تاريخ المدينة ورقة ١٧أ: عن حسن بن منبوذ بن حويطب عن أبيه وجده الفضل بن أبي رافع أنهما حدثاه وهو كذلك في المطبوع، إذ سقطت الواو قبل الفضل.
(٣) تاريخ المدينة ١/١٠٥.
(٤) المصدر نفسه.
(٥) انظر: ميزان الاعتدال ٣/٢١٠ فقد ذكر أقوال علماء الحديث في تضعيفه وتوثيقه.
(٦) تاريخ المدينة ١/١٠٥.
(٧) المصدر نفسه ١/١٠٥ ـ ١٠٦.
(٨) هو إسماعيل بن عون بن عبد الله بن أبي رافع.
(٩) تاريخ المدينة ١/١٠٦.
(١٠) ذكرها ابن حجر في الإصابة ٤/٣٠٥ نقلاً عن ابن شبَّة.

٢٨١

قبر ابنها الحسن بن علي

ومن معه، وما رويَ من نقل بَدَن عليّ ورأس الحسين إلى البقيع رضي الله تعالى عنهم

روى ابن شَبَّة عن فائد مولى عبادل: أنَّ عبيد الله بن علي أخبره عن من مضى من أهل بيته: أن الحسن بن علي رضي الله عنها أصابه بطن، فلما كَرَبَه[١] وعرف من نفسه الموت أرسَلَ إلى عائشة رضي الله عنها أنْ تأذنَ له أنْ يُدْفَن مع رسول الله ﷺ، فقالت له: نعم، ما كان بقي إلاّ موضع قبر واحد، فلما سمعت بذلك بنو أمية استلأموا هم وبنو هاشم للقتال، وقالت بنو أمية: والله لا يُدفَنّ فيه أبداً، فبلغ ذلك حسن بن علي رضي الله عنهما، فأرسل إلى أهله: أما إذا كان هذا فلا حاجة لي به، ادفنوني في المقبرة إلى جنب أمي فاطمة، فَدُفِنَ في المقبرة إلى جنب فاطمة رضي الله عنها[٢].

وعن نوفل بن الفرات نحوه، وفيه: أنَّ الحسن قال للحسين: لعلَّ القومَ أنْ يمنعوك إذا أردت ذلك كما منعنا ذلك[٣] صاحبهم عثمان بن عفان؛ ومروان بن الحكم يومئذ أميرٌ على المدينة ـ وقد كانوا أرادوا دفن عثمان في البيت فمنعوهم ـ فإنْ فعلوا فلا تُلاَحِهِمْ في ذلك وادفنّي في بقيع الغرقد، ثم ذكر منع مروان، وأنَّ الحسين لما بلغه ذلك استَلأَمَ في الحديد واستلأم مروان في الحديد أيضاً، فأتى رجل حسيناً فقال: يا أبا عبد الله، أتعصي أخاك في نفسه قبل أنْ تدفنه؟ قال: فوضع سلاحه، ودفنه في بقيع الغرقد[٤].

وفي رواية لابن عبد البر: أنهم لما استلأموا في السلاح بلغ ذلك أبا هريرة رضي الله عنه، فقال: والله ما هو إلاّ ظلمٌ، يُمنع الحسن أنْ يَدفنَ مع أبيه؟ والله إنه

---

(١) كربه: شقَّ عليه، وفي الأصول: ما بين عربه وغربه وعزبه وفي مخطوطة تاريخ المدينة ورقة ١٨ب: كربه
(٢) تاريخ المدينة ١/١١١.
(٣) اللفظة: «ذلك» تظهر في ك فقط.
(٤) تاريخ المدينة ١/١١٠-١١١.

لابنُ رسول الله ﷺ، ثم انطلق إلى الحسين وكلَّمَهُ وناشده الله وقال له: أليس قد قال أخوك: إنْ خفت أنْ يكون قتال فردوني إلى مقبرة المسلمين؟ فلم يزل به حتى فعل[١].

وذكر ابن النجار: أنَّ مع الحسن رضي الله عنه في قبره ابن أخيه زين العابدين علي بن الحسين، وأبا جعفر الباقر محمد بن زين العابدين، وجعفر الصادق بن الباقر[٢] رضوان الله عليهم.

وذكر الغزالي نحوه[٣].

وروى الزبير بن بكار من طريق شريك بن عبد الله عن أبي روق[٤]، قال: حَمَل الحسن بدن علي بن أبي طالب فدفنه بالبقيع[٥].

قلت: وقد اتَّفَق في سنة بضع وستين وثمان مئة حفر قبر بمشهد الحسن والعباس أمام قبلته، فوجدوا فسقيَّة فيها تابوت من خشبٍ مغشّى بشيء أحمر يُشبه اللبَّاد الأحمر مسمَّر بمسامير لها بريق وبياض لم تصدأ، وتعجَّب الناس لكونها لم تصدأ ولعدم بلاء ذلك الغشاء.

وأخبرني جمع كثير ممن شاهد ذلك، وأنَّ على مدخل تلك الفسقيَّة أحجاراً من المِسَنِّ، فلعله بدن علي رضي الله تعالى عنه.

وذكر محمد بن سعد: أنَّ يزيد بن معاوية بعث برأس الحسين رضي الله عنه إلى عمرو بن سعيد بن العاص، وكان عامله على المدينة، فكفَّنه ودفنه بالبقيع عند قبر أمِّه فاطمة بنت رسول الله ﷺ[٦].

لكن ذكر ابن أبي الدنيا: أنهم وجدوا في خزانةٍ ليزيد رأسَ الحسين فكفنوه

---

(١) الاستيعاب ١/ ٣٧٧.
(٢) الدرة الثمينة ٢٣٢ (شكري) والتعريف ٤٣ وتحقيق النصرة ١٢٦.
(٣) إحياء علوم الدين ١/ ٣٠٧.
(٤) هو عطية بن الحارث الهَمْداني الكوفي، انظر: كتاب الكنى للدولاني ١/ ١٧٣
(٥) نقلاً من الروضة الفردوسية ورقة ١٢٠أ، وذكر الخطيب البغدادي أقوالاً كثيرة في موضع دفن الإمام علي رضي الله عنه وهذا أحدها، انظر: تاريخ بغداد ١/ ١٣٦-١٣٨ والروضة الفردوسية ورقة ١٩ب.
(٦) نقلاً من الروضة الفردوسية ورقة ٩٧ب.

ودفنوه بدمشق عند باب الفراديس[١].

وقيل غير ذلك.

ولا بأس بالسلام على هؤلاء كلهم عند زيارة هذا المشهد.

قبر العباس بن عبد المطلب
رضي الله عنه

قال ابن شَبَّة في ما نقله عن أبي غسَّان: قال عبد العزيز: دُفِنَ العباس بن عبد المطلب عند قبر فاطمة بنت أسد بن هاشم، في أول مقابر بني هاشم التي في دار عقيل، فيقال: إنَّ ذلك المسجد بُنِيَ قبالة قبره، قال: وقد سمعت من يقول: دُفِنَ في موضع البقيع متوسطاً[٢].

قبر صفيَّة بنت عبد المطلب
رضي الله عنها

قال عبد العزيز في ما نقله ابن شَبَّة: توفيت صفية فدُفِنَت في آخر الزقاق الذي يخرج إلى البقيع عند باب الدار التي يقال لها: دار المغيرة بن شعبة التي أقطعه عثمان بن عفان لازقاً بجدار الدار، قال عبد العزيز: فبلغني أنَّ الزبير بن العوام اجتاز بالمغيرة وهو يبني داره، فقال: يا مغيرة ارْفَع مِطْمَرَكَ[٣] عن قبر أمِّي، فأدخل المغيرة جداره، فالجدار اليوم منحرف في ما بين ذلك الموضع وبين باب الدار[٤].

---

(١) المصدر نفسه.
(٢) تاريخ المدينة ١/ ١٢٧.
(٣) لعله يريد هنا أساس الحائط، والمطمر على وزان منبر والمطمار بالكسر الزيج وهو خيط للبناء يقدر به البناء، تاج العروس ٣/ ٣٦٠، ويسمَّى باللهجة العراقية الدارجة: الشاقول، وبالفارسية: تركال.
(٤) تاريخ المدينة ١/ ١٢٦-١٢٧.

قال عبد العزيز: وقد سمعت من يذكر أنَّ المغيرة بن شعبة أبى أنْ يفعل ذلك لمكانه من عثمان، فأخذ الزبير السيفَ ثم قام على البناء، فبلغ الخبرُ عثمانَ، فأرسل إلى المغيرة يأمره بالمصير إلى ما أمره به الزبير، ففعل[1].

وروى ابن زبالة عن محمد بن موسى بن أبي عبد الله، قال: كان قبر صفية بنت عبد المطلب عند زاوية المغيرة بن شعبة، وكان الوضوء عليه[2]، فلما بنى المغيرة داره أراد أنْ يُقيم المِطْمَر[3] عليه، قال: فقال الزبير: لا والله! لا تبني على قبر أمّي، فكفَّ عنه[4].

قلت: والمعروف أنَّ ذلك هو المشهد الآتي ذكره خارج باب البقيع، والله أعلم.

قبر أبي سفيان بن الحارث بن المطلب
وما قيل في قبر عقيل وابن أخيه عبد الله بن جعفر
رضي الله عنهم

قال ابن شَبَّة: قال عبد العزيز: بلغني أنَّ عقيل بن أبي طالب رأى أبا سفيان ابن الحارث يجول بين المقابر، فقال: يا ابن عَمِّ ما لي أراك هنا؟ قال: أطلب موضعَ قبرٍ، فأدخله داره وأمر بقبرٍ فَحُفِرَ في قاعتها، فقعد عليه أبو سفيان ساعةً ثم انصرف، فلم يلبث إلاَّ يومين حتى تُوفي فَدُفِنَ فيه[5].

وقال الموفق بن قدامة[6]: قيل عن أبي سفيان، إنه حَفَر قبرَه بنفسه قبل موته

---

(١) المصدر نفسه ١/١٢٧.
(٢) في التعريف ٤٣ وتحقيق النصرة ١٢٨: «عند موضع الوضوء عليه بناء من حجارة، أرادوا أن يعقدوا عليه قبة صغيرة فلم يتّفق ذلك لقربه من السور والباب».
(٣) في المغانم المطابة ص٢١٢: «المطهر» فلعله هو الصواب.
(٤) الخبر بنصه في المغانم المطابة ص٢١٢ فلعل السمهودي نقله عن المجد.
(٥) تاريخ المدينة ١/١٢٧.
(٦) هو موفق الدين عبد الله بن محمد بن قدامة المقدسي الحنبلي المتوفى سنة ٦٢٠هـ، مؤلف كتاب التبيين في نسب القرشيين، وسماه بروكلمان التبيين في أنساب الصحابة القرشيين.

بثلاثة أيام، قال: وكان سبب موته أنه حجَّ فلما حلقَ الحلَّاقُ رأسه قطع ثؤلُولاً كان في رأسه، فلم يزل مريضاً حتى مات بعد مقدمه من الحج سنة عشرين(١)، ودُفن في دار عقيل، وصَلَّى عليه عمر رضي الله عنهم(٢).

قلت: والظاهر أنه بالمشهد المنسوب اليوم لعقيل، لأنَّ ابن زبالة وابن شَبَّة لم يذكرا قبر عقيل بالبقيع(٣)، وكذا الغزالي لمَّا ذكر في **الإحياء** من يُزار بالبقيع لم يذكره.

بل المنقول الذي ذكره ابن قدامة وغيره: أنَّ عقيلاً توفي بالشام في خلافة معاوية، فكان سبب اشتهار ذلك المشهد به كون الدار التي هو بها له.

ويحتمل ـ على بعدٍ ـ أنه نُقِلَ من الشام ودُفِنَ بذلك المحل أيضاً.

وأول من رأيته ذكر أنه بذلك المشهد ابن النجار، فقال: وقبر عقيل بن أبي طالب أخي علي رضي الله عنهما في قبة في أول البقيع، ومعه في القبر ابن أخيه عبد الله بن جعفر الطيَّار بن أبي طالب، وهو الجواد المشهور رضي الله عنه(٤).

وقد ذكر أبو اليقظان(٥): أنَّ عبد الله بن جعفر الجواد كان أجود العرب، وأنه توفي بالمدينة وقد كَبِرَ(٦).

وقال غيره: توفي ودُفِنَ بالأبواء سنة تسعين(٧).

---

(١) سير أعلام النبلاء ١/٢٠٤، ٢٠٥ وطبقات ابن سعد ٤/٥٣.
(٢) طبقات ابن سعد ٤/٥٣ والمستدرك ٣/٢٥٦.
(٣) ذكره ابن النجار في الدرة الثمينة ٢٣٣ والمجد في المغانم المطابة ص٢١١ فقالا: «قبر عقيل بن أبي طالب وإلى جانبه قبر [ابن] أخيه عبد الله بن جعفر بن أبي طالب».
(٤) الدرة الثمينة ٢٣٣-٢٣٤ وعن عبد الله بن جعفر، انظر: سير أعلام النبلاء ٣/٤٥٦ مع مصادر ترجمته.
(٥) هو أبو اليقظان النسابة، قيل إن اسمه عامر بن حفص ولقبه سحيم، ولذلك يقال في الرواية عنه: حدثنا أبو اليقظان، وإذا قيل سحيم بن حفص وعامر بن حفص وعامر بن أبي محمد وعامر بن الأسود وسحيم بن الأسود وعبيد الله بن حفص وأبو إسحاق، فكل ذلك يُشير إليه، انظر: الفهرست ١٠٧ (تجدد).
(٦) نقلاً من الروضة الفردوسية ورقة ٩٩أ.
(٧) المصدر نفسه ورقة ٩٩أ، ٢٠١أ.

ويقال: إنه كان ابن عشر سنين حين قُبِضَ رسول الله ﷺ[(١)].

قبور أزواج النبي ﷺ
ورضي الله عنهنَّ

روى ابن زبالة عن محمد بن عبيد الله بن علي، قال: قبور أزواج النبي ﷺ من خوخة نُبيه إلى الزقاق[(٢)] الذي يخرج إلى البقّال مستطيرة[(٣)].

وترجم ابن شَبَّة لقبر أم حبيبة زوج النبي ﷺ، ثم روى عن زيد[(٤)] بن السائب، قال: أخبرني جدِّي قال: لمَّا حفر عقيل بن أبي طالب رضي الله عنه في داره بئراً وقع على حجر منقوش فيه: «قبر أم حبيبة بنت صخر بن حرب» فدَفَنَ عقيلٌ البئرَ وبنى عليه بيتاً، قال ابن السائب: فدخلتُ ذلك البيتَ فرأيت فيه ذلك القبر[(٥)].

قلت: فهذا وما قبله أصلٌ في زيارتهنَّ بالمشهد المعروف بهنَّ في قبلة مشهد عقيل رضي الله عنه.

والظاهر أنَّ خوخة نُبيه في غربي المشهد المذكور، وكذا الزقاق الذي يخرج إلى البقّال ـ لما سيأتي في ترجمته ـ فيكون بعضهنَّ بقرب الحسن والعباس رضي الله عنهما.

ولهذا روى ابن شَبَّة عن محمد بن يحيى، قال: سمعت من يذكر أنَّ قبر أمِّ سلمة رضي الله عنها بالبقيع حيث دُفِنَ محمد بن زيد بن علي قريباً من موضع فاطمة بنت رسول الله ﷺ، وأنه كان حَفَر فوجد على ثمانية أذرع حجراً مكسوراً

---

(١) نقلاً من المصدر نفسه، بيد أن الآقشهري قال في ورقة ٢٠١أ «وقيل أيضاً إنه بلغ عشرين سنة».
(٢) الدرة الثمينة ٢٣٤: «إلى الزقاق، يعني البقيع».
(٣) المغانم المطابة ص٢١٢ ومستطيرة ليست على نسق متتالٍ.
(٤) هو زيد أو يزيد بن عطاء بن السائب فيهما كان عطاء بن السائب بن زيد أو يزيد يكنّى، سير أعلام النبلاء ٦/١١٠ وهو «زيد» في مخطوطة تاريخ المدينة ورقة ٢٠أ وفي ميزان الاعتدال ٢/١٠٥ «زيد بن عطاء بن السائب».
(٥) تاريخ المدينة ١/١٢٠.

الفصل(5)المزارات من عصر الصحابة والتابعين[دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(39) من دفن في دارعقيل بن أبي طالب رضی اللہ عنہ [جسے عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر میں دفنایا] عبد الرحمان بن عوف| سعد بن أبي وقاص| عبد الله بن مسعود| خنيس بن خذافة| أسد بن زرارة| أبي سفيان بن حارث| العباس بن عبد المطلب| 4 أزواج النبي ﷺ| فاطمة بنت رسول ﷺ| علي بن أبي طالب| حسن و برأس حسين | زين العابدين| محمد الباقر و الجعفر الصادق رضی اللہ عنہم دلیل (54)

وفاء الوفا باخبار دار المصطفى ﷺ

تألیف

الشيخ العلامة نور الدين علي بن أحمد السمهودي

المتوفى ٩١١ ھ

مترجم: شاہ محمد چشتی

نظرثانی: محمد محسن

حصہ سوم

ادارہ پیغام القرآن

۴۰۔ اُردو بازار ○ لاہور ☎ 042-7323241

کا وصال ہوا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور سرہانے بیٹھ گئے' پھر فرمایا: میری ماں کے بعد میری ماں! اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ پھر انہوں نے آپ کی تعریف کا ذکر کیا اور اپنی چادر میں کفن دینے کا بتایا' حضرت انس کہتے ہیں کہ پھر آپ نے اُسامہ بن زیدؓ ابو ایوب انصاریؓ عمر بن خطاب اور ایک سیاہ فام غلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلا کر قبر تیار کرنے کا حکم فرمایا اور وہ لحد تک پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے خود کھدائی کی اور اپنے ہاتھ سے مٹی نکالی اور جب اس سے فارغ ہو گئے تو آپ قبر میں لیٹ گئے اور پھر فرمایا: اللہ وہ ذات ہے جو زندگی اور موت دیتا ہے' خود زندہ ہے' اسے موت نہیں آئے گی' الٰہی! میری ماں فاطمہ بنت اسد کی بخشش فرما' اپنے نبی اور پہلے انبیاء کے صدقے میں ان کی قبر کو کشادہ فرما کیونکہ تو ارحم الراحمین ہے' پھر جنازہ میں چار تکبیر کہیں اور پھر حضرت عباسؓ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ساتھ لے کر آپ نے انہیں لحد میں داخل کیا۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر

ابن زبالہ کے مطابق حضرت حمید بن عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب حضرت عبد الرحمٰن بن عوف قریب المرگ ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ اور اپنی دونوں ساتھیوں کے قریب دفن ہونے کے لئے تیاری کرو' انہوں نے کہا کہ میں آپ کا گھر تنگ نہیں کرنا چاہتا' میں نے حضرت ابن مظعون سے عہد کر رکھا تھا کہ ہم میں جو بھی پہلے فوت ہو تو دوسرا اپنے ساتھی کے پہلو میں دفن ہو گا۔ آپ فرماتی ہیں: انہیں میرے پاس لے آؤ چنانچہ لایا گیا تو آپ نے ان کے لئے دُعا فرمائی۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی کہ اگر وہ مدینہ میں فوت ہو جائیں تو انہیں حضرت عثمان بن مظعون کے پہلو میں دفن کیا جائے اور جب وہ فوت ہو گئے تو دارِ عقیل کے مشرقی کونے پر ان کی قبر بنائی گئی اور وہاں دفن کر دیے گئے' ان پر ایک چادر ڈالی گئی' مجھے یہ شک رہا کہ اس میں سونے کی تار تھی یا نہیں۔

حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر

ابن شبہ کے مطابق ابن دھقان کہتے ہیں' مجھے سعد بن ابو وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلایا تو میں ان کے ساتھ بقیع کی طرف گیا' وہ میخ لے کر نکلے تھے اور جب دارِ عقیل کے شمال مشرقی کونے کی جگہ پہنچے تو مجھے قبر کھودنے کو کہا' میں نے شروع کر دی اور زمین کی گہرائی تک کھود دی۔ پھر جب میں زمین کے نچلے حصے تک پہنچا تو انہوں نے وہاں میخیں گاڑ دیں اور کہا: اگر میں فوت ہو جاؤں تو انہیں بتا دینا کہ مجھے یہاں دفن کریں چنانچہ جب وہ فوت ہو گئے تو میں نے یہ بات ان کے لڑکے سے کہی چنانچہ ہم نکلے تو میں نے انہیں اس جگہ کی نشاندہی کر دی' انہوں نے وہ میخیں دیکھیں تو وہیں قبر تیار کر کے انہیں دفن کر دیا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر

ابن سعد کے مطابق حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ مجھے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے پاس دفن کر دینا۔

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ میں فوت ہوئے اور بقیع میں دفن ہوئے' سال وصال ۳۲ھ تھا۔

حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر

رسول اللہ ﷺ سے قبل یہ سیّدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر تھے' اولین مہاجرین میں سے دو ہجرتوں والے تھے' انہیں اُحد کے دن زخم لگا اور اسی کی وجہ سے مدینہ میں فوت ہوئے۔

ابو عبد اللہ محمد بن یوسف زرندی مدنی اپنی "سیرت" میں لکھتے ہیں کہ آپ ہجرت کے تیسرے سال فوت ہوئے اور حضرت عثمان بن مظعون کے قریب دفن ہوئے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے قبل اسی سال شعبان میں فوت ہو چکے تھے اور ابن جوزی لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان ۲ھ میں فوت ہوئے تھے اور جو ہم نے حضرت خنیس کے بارے میں لکھا ہے کہ اُحد کے بعد وہ اُحد میں زخم لگنے کی وجہ سے فوت ہوئے تھے' اس پر ابن عبد البر کا یقین ہے' علامہ ذہبی نے بھی انہی کی پیروی کی تاہم جو کچھ تیسرے باب کی بارہویں فصل میں گذرا کہ واقعہ اُحد بالاتفاق ۳ھ کو ہوا تھا' کچھ ۴ھ کہتے ہیں اور حضور ﷺ نے حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحیح روایت کی بناء پر ۳ھ میں نکاح کیا تھا اور بعض کہتے ہیں ۲ھ میں کیا تھا' یہ ابن عبد البر پر اعتراض بنتا ہے لہٰذا جو کچھ ابن عبد البر نے یقین سے کہا ہے' صحیح نہیں ہاں اس صورت میں صحیح ہو سکتا ہے کہ خنیس نے حضرت حفصہ کو طلاق دی ہو جیسے ذہبی کہتے ہیں لیکن اس سلسلے میں ابن عبد البر کو وہم ہوا ہے کیونکہ انہوں نے لکھا: "خنیس اسی زخم کی وجہ سے اُحد میں شہید ہوئے۔" حالانکہ وہ اس سے قبل مدینہ میں فوت ہو چکے تھے چنانچہ ابن سیّد الناس لکھتے ہیں: مشہور یہ ہے کہ وہ اپنی عمر کے پچیس سال کے آخر میں مدینہ کے اندر فوت ہوئے اور یہ واقعہ بدر سے واپسی پر گذرا تھا۔

حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر

آپ بیعت عقبہ کے دونوں موقعوں پر موجود تھے' آپ کی ولادت ہجرت کے پہلے سال اس وقت ہوئی جب مسجد بنائی جا رہی تھی چنانچہ ابن شبہ کے مطابق حضرت ابو غسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے ہمارے ساتھیوں میں سے ایک نے بتایا: میں عرصہ سے سنتا آیا ہوں کہ حضرت عثمان بن مظعون اور حضرت اسعد بن زرارہ کی قبر بقیع میں روحاء کے مقام پر ہے' روحاء بقیع کے درمیان میں ایک قبر تھی۔ جس کی طرف ہر جانب سے راستے تھے۔

میں کہتا ہوں' مناسب یہ ہے کہ بقیع میں حضرت سیّدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کی زیارت کے دوران ان سب پر سلام پڑھے۔

دوران ان سب پر سلام پڑھے۔

حضرتِ سیّدہ طیبہ طاہرہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک

یہاں سیّدہ فاطمہ بنت رسول ﷺ' ان کے دونوں بیٹوں اور بنو ہاشم میں سے جن کی قبروں کے رُخ کا پتہ چل سکا اور آپ کی والدہ وغیرہ کی قبروں کا بیان ہے چنانچہ ابن شبہ کے مطابق حضرت محمد بن علی بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہتے تھے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر دارِ عقیل کے یمنی کونے میں بقیع کی طرف تھی پھر منبوذ بن حویطب اور فضل بن ابی رافع کہتے ہیں کہ ان کی قبر نبیہ کی گلی کے سامنے تھی اور یہ دارِ عقیل کے کونے کے قریب تھی پھر حضرت عمر بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہتے ہیں کہ ان کی قبر اس گلی کے سامنے تھی جو دارِ عقیل کے کونے سے ملتا تھا۔غسان بن معاویہ بن ابو مزاد کہتے ہیں کہ انہوں نے وہاں سے پیائش کی جہاں کا اشارہ عمر بن علی نے کیا تھا تو وہ "قناۃ" کی طرف پندرہ ہاتھ تھی۔علاوہ ازیں عفرہ کے غلام عمر بن عبد اللہ نے کہا کہ ان کی قبر دارِ عقیل کے کونے کے برابر اس طرف تھی جو دار ابی نبیہ سے ملتا تھا۔پھر حضرت عبد اللہ بن ابو رافع سے روایت ہے کہ ان کی قبر دارِ عقیل اور دار ابی نبیہ کی درمیانی گلی کے موڑ پر تھی۔پھر اسماعیل نے اس کے راوی کے بارے میں کہا کہ انہوں نے وہاں سے پیائش کی جہاں کی ان کے والد نے نشاندہی کی تھی تو قبر اور اس قناۃ کے درمیان جو دارِ عقیل میں تھا' تیئیس (۲۳) ہاتھ کا فاصلہ تھا اور دوسرے قناۃ کے درمیان سینتیس (۳۷) ہاتھ کا فاصلہ تھا۔

ابو غسان کے مطابق کسی پختہ شخص نے کہا: وہ مسجد جس کی مشرقی جانب بچوں کی نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں' ایک سیاہ رنگ کی عورت کا خیمہ تھا جسے رقیہ کہتے تھے' اسے وہاں نشانی کے طور پر حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بنایا تھا کہ قبر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پتہ چل سکے' اس مسجد کے علاوہ اس کی اور کوئی علامت نہ تھی۔

حضرت جعفر کے والد محمد کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو انہی کے اس گھر میں دفن کر دیا تھا جو مسجد میں داخل کر لیا گیا تھا چنانچہ ان کی قبر مسجد کے اس دروازے کے سامنے تھی جو دار اسماء بنت حسین بن عبد اللہ کے سامنے تھا یعنی یہ وہی دروازہ تھا جو باب النساء کے شمال مشرق میں تھا' ابن شبہ کہتے ہیں کہ میں اس حدیث کو غلط قرار دیتا ہوں کہ کیونکہ اس کی سند اور جگہ ملتی ہے اور پھر عباد ل کے غلام فائد نے روایت کی (یہ سچ بولنے والے تھے) کہ عبید اللہ بن علی نے اپنے اہل بیت میں سے کسی سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا تھا' مجھے قبرستان میں میری والدہ کے پہلو میں دفن کر دینا' چنانچہ قبرستان ہی میں انہیں سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلو میں اس خوخہ (چھوٹا سا دروازہ) کے سامنے دفن کیا گیا جو دارِ نبیہ بن وھب کے سامنے تھا' ان کی قبر اور خوخۂ نبیہ کے درمیان لوگوں کے گذرنے کا راستہ تھا اور میرے خیال میں وہ سات ہاتھ چوڑا تھا۔

فائد کہتے ہیں' مجھے منقذ حفار (قبریں کھودنے والا) نے بتایا کہ قبرستان کے اندر دو برابر قبریں تھیں جو پتھر سے

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان سے قریبی قبریں

یہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کے بقیع کو لے جانے کا بیان ہوگا۔

ابن شبہ کے مطابق حضرت عبادل کے غلام فائد نے بتایا کہ انہیں عبیداللہ بن علی نے گذرے ہوئے گھر والوں کی خبر دی کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیٹ کی تکلیف ہوئی اور پورے طور پر اثر ہو گیا اور انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ فوت ہو جائیں گے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیغام بھیجا کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس دفن ہونے کی اجازت دیں' انہوں نے فرمایا' ٹھیک ہے' صرف ایک قبر ہی کی جگہ باقی ہے۔ جب بنو امیہ نے یہ بات سنی تو وہ اور بنو ہاشم زرہیں پہن کر جنگ کے لئے تیار ہو گئے' بنو امیہ نے کہا: بخدا یہاں کبھی بھی دفن نہ ہو سکیں گے۔

یہ بات حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچ گئی تو آپ نے اپنے اہلِ خانہ کو کہلا بھیجا کہ اگر ایسی صورت ہے تو مجھے یہاں دفن ہونے کی کوئی ضرورت نہیں' مجھے میری والدہ کے پاس ہی قبرستان میں دفن کر دینا چنانچہ انہیں ان کی والدہ کے پہلو ہی میں قبرستان کے اندر دفن کیا گیا۔

نوفل بن فرات کی روایت بھی یونہی ہے البتہ اس میں ہے کہ حضرت امام حسن نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا' شاید یہ لوگ یہاں دفن کرتے وقت تمہیں ویسے ہی روکیں گے جیسے ہم نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہاں دفن ہونے سے روک دیا تھا' مروان بن حکم ان دنوں امیر مدینہ تھے' انہوں نے حضرت عثمان کو گھر دفن کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے روک دیا اور اگر وہ ایسا کریں تو جھگڑنے کی ضرورت نہیں' مجھے بقیع الغرقد میں دفن کر دینا پھر انہوں نے مروان کے منع کرنے کا ذکر کیا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جب یہ بات پہنچی تو انہوں ہتھیار لگا لئے اور مروان نے بھی ہتھیار لگا لئے' اسی دوران ایک شخص حضرت امام حسین کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے ابو عبداللہ! کیا آپ اپنے بھائی کو دفن کرنے سے پہلے ان کی بے فرمانی کرو گے؟ کہتے ہیں کہ آپ نے ہتھیار اُتار دئے اور انہیں بقیع الغرقد میں دفن کر دیا۔

ابن عبد البر کی ایک روایت یہ ہے کہ جب انہوں نے ہتھیار لگا لئے تو یہ بات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچ گئی' انہوں نے کہا' بخدا یہ تو ظلم ہے کہ حضرت امام حسن کو ان کے بابا کے پاس دفن ہونے سے منع کیا گیا ہے' بخدا وہ تو رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں' پھر آپ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے' ان سے بات کی' انہیں قسم دی اور کہا: کیا آپ کے بھائی نے نہیں کہا تھا کہ اگر آپ کو کوئی خوف ہو کہ قتل و غارت ہوگی تو مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا؟ سلسلہ چلتا رہا اور آخر انہوں نے وہی کچھ کر دیا۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دفن ہونے والوں کے نام

ابن نجار نے لکھا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان کی قبر میں ان کے بھتیجے امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے' ابو جعفر الباقر محمد بن زین العابدین تھے اور حضرت جعفر الصادق بن باقر تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور غزالی نے بھی یہی لکھا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بقیع میں دفن ہونا

حضرت زبیر بن بکار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو روق کی روایت لی ہے' کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسم اطہر اُٹھایا اور بقیع میں دفن کر دیا۔

میں کہتا ہوں' یہ اتفاق کی بات ہے کہ آٹھ سو ساٹھ سے کچھ اوپر سال تھے کہ حضرت حسن اور عباس کے مزارات کے قبلہ والی جانب سامنے قبر تیار کی گئی تو انہوں نے اس دوران ایک حوض سا دیکھا جس میں لکڑی کا تابوت تھا جسے کسی سرخ شے میں ڈھانپا گیا تھا اور اس میں کیل لگے تھے جو سفید اور چمکدار تھے' انہیں زنگ بھی نہیں لگا تھا' لوگوں نے تعجب کیا کہ انہیں زنگ بھی نہیں لگا تھا اور وہ پردہ بھی بوسیدہ نہیں ہوا تھا۔

مجھے بہت سے ایسے لوگوں نے بتایا جنہوں نے اس کا مشاہدہ کیا تھا اور یہ بھی دیکھا تھا کہ اس حوض میں داخل ہونے کی جگہ پر پرانے پتھر تھے۔ شاید اس تابوت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسم ہو۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سر کا دفن کرنا

حضرت محمد بن سعید کہتے ہیں کہ یزید بن معاویہ نے حضرت امام حسین کا سر انور عمرو بن سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھیجا' یہ اس وقت اس کی طرف سے مدینہ کا گورنر تھا چنانچہ اس نے اسے کفن دیا اور بقیع میں ان کی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کی قبر کے پاس دفن کر دیا لیکن ابن ابی الدنیا کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر انور یزید کے خزانے میں دیکھا تو اسے کفن دے کر باب الفرادیس کے پاس دمشق میں دفن کر دیا' کچھ حضرات نے اور بھی لکھا ہے تاہم ان میں سے جہاں بھی جائے' سلام کرنے میں حرج نہیں۔

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبر مبارک

ابن شبہ کے مطابق عبد العزیز کہتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبد المطلب کو حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر کے پاس بنو ہاشم کی ان قبروں کی ابتداء ہی میں دفن کیا گیا جو دارِ عقیل میں تھیں۔ عبد العزیز کہتے ہیں' میں نے کسی سے سنا' کہ انہیں بقیع کے مقام پر قبرستان کے درمیان میں دفن کیا تھا۔

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر

ابن شبہ کے مطابق حضرت صفیہ فوت ہوئیں تو انہیں اس گلی کے آخر میں دفن کیا گیا جو بقیع کی طرف جاتی تھی؛ انہیں دار مغیرہ بن شعبہ کے دروازے کے پاس دفن کیا گیا تھی جو انہیں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطور جاگیر دیا تھا اور وہ اس دروازے سے متصل تھا۔ حضرت عبدالعزیز کہتے ہیں: مجھے پتہ چلا کہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں سے اس وقت گذرے جب وہ اپنا گھر تعمیر کر رہے تھے انہوں نے کہا: اے مغیرہ! میری ماں کی قبر سے دھاگا (سوتر) اُٹھالو چنانچہ انہوں نے وہاں سے اپنی دیوار اندر کی طرف کر لی اور وہ دیوار اب تک ان کے گھر کے دروازے اور اس جگہ کے درمیان سے مڑی ہوئی ہے۔

حضرت عبدالعزیز کہتے ہیں' میں نے ایک شخص سے سنا' وہ کہہ رہا تھا کہ حضرت مغیرہ نے دھاگا اُٹھانے سے انکار کر دیا تھا کیونکہ حضرت عثمان کے ہاں ان کی حیثیت تھی چنانچہ حضرت زبیر نے تلوار اُٹھالی اور عمارت کے پاس کھڑے ہو گئے' یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچ گئی' انہوں نے حضرت مغیرہ کو پیغام بھیجا کہ وہی کچھ کریں جو حضرت زبیر کہہ رہے چنانچہ انہوں نے ان کی بات مان لی۔

ابن زبالہ کے مطابق حضرت محمد بن موسےٰ بن ابی عبداللہ کہتے ہیں کہ حضرت صفیہ بنت حضرت مطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر حضرت مغیرہ کے گھر کے کونے پر تھی اور جب انہوں نے اپنا گھر تعمیر کیا تو ارادہ کیا کہ دھاگا اس پر رکھ کر سیدھی کرلیں' اس پر حضرت زبیر نے کہا' یہ نہیں ہوسکتا' آپ میری ماں کی قبر پر عمارت نہیں بنا سکتے چنانچہ وہ اس کام سے رُک گئے۔

میں کہتا ہوں' مشہور یہ ہے کہ یہ وہی شہادت گاہ تھی جس کا ذکر بقیع کے دروازے کے باہر آرہا ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابوسفیان بن عبدالمطلب کی قبر

یہاں ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کی قبر کا ذکر ہے اور حضرت عقیل اور ان کے بھتیجے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبروں کے بارے میں بتایا جائے گا چنانچہ ابن شبہ کے مطابق عبدالعزیز کہتے ہیں: مجھے پتہ چلا کہ حضرت عقیل بن ابو طالب نے ابوسفیان بن حارث کو قبروں میں پھرتے دیکھا تو کہا' اے چچا زاد بھائی! کیا بات ہے کہ میں یہاں آپ کو ایسے پھرتا دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ میں قبر کے لئے جگہ تلاش کرتا پھر رہا ہوں' انہوں نے انہیں اپنے گھر میں داخل کیا اور گھر کے صحن میں قبر کھودنے کو کہا' ابوسفیان کچھ دیر کے لئے قبر کے پاس بیٹھے اور پھر واپس چلے آئے۔ ابھی دو دن بھی گذرنے نہ پائے تھے کہ فوت ہو گئے اور اسی قبر میں دفن کر دیئے گئے۔

موفق بن قدامہ کہتے ہیں' حضرت ابوسفیان کے بارے میں کہا گیا کہ انہوں نے اپنی موت سے تین دن پہلے خود اپنے ہاتھ سے اپنے لئے قبر کھودی۔ کہتے ہیں' ان کی موت کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے حج کیا اور جب حجام نے

حجامت کی تو سر پر موجود مَسّہ (موہکا) کاٹ دیا' وہ زخم ختم نہ ہوا اور وہ ۲۰ھ میں حج سے واپسی پر فوت ہو گئے اور دارِ عقیل میں دفن ہو گئے' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی۔

میں کہتا ہوں' ظاہر یہ ہے کہ ان کی قبر اسی شہادت گاہ کی جگہ پر ہے جو آج کل عقیل کے نام سے مشہور ہے کیونکہ ابن زبالہ اور ابن شبہ نے حضرت عقیل کی قبر بقیع میں تسلیم نہیں کی اور یونہی امام غزالی نے بھی نہیں مانی کیونکہ انہوں نے "الاحیاء" میں جہاں بقیع کی زیارتوں کا ذکر کیا ہے' ان کا ذکر نہیں کیا بلکہ جیسے ابن قدامہ وغیرہ نے بتایا ہے' وہ شام میں فوت ہوئے تھے' تب دورِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا' شہادت گاہ کی شہرت اس بناء پر تھی کہ یہ اس جگہ رہتے تھے' ہاں یہ ایک بعید احتمال بھی ہے کہ وہ شام میں فوت ہوئے ہوں اور انہیں یہاں لایا گیا ہو۔ یہاں ان کی شہادت گاہ کا ذکر سب سے پہلے ابن النجار نے کیا تھا چنانچہ کہا: عقیل بن ابو طالب برادر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر بقیع کے شروع میں ایک گنبد کے نیچے ہے اور ان کے ساتھ ان کے بھتیجے عبد اللہ بن جعفر طیار بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبر ہے جو جواد کے نام سے مشہور تھے۔

حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر

ابو الیقظان کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن جعفر جوادِ عرب کے ایک مشہور سخی تھے' وہ خاصی عمر کو پہنچ کر مدینہ میں فوت ہوئے لیکن دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ وہ فوت ہوئے تو ۹۰ھ کے اندر "ابواء" میں دفن ہوئے۔ کہتے ہیں' یہ دس سال کے تھے کہ نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا۔

ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے مزارات

ابن زبالہ کے مطابق حضرت محمد بن عبید اللہ بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہتے ہیں کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے مزارات خوخۂ نبیہ سے اس گلی تک بکھرے ہوئے ہیں جو سبزی منڈی کی طرف جاتی تھی۔ ابن شبہ نے حضرت سیّدہ اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کا ذکر کیا اور حضرت زید بن سائب سے یہ روایت بتائی کہ میرے دادا نے مجھے بتایا کہ جب حضرت عقیل بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر میں کنواں کھودا تو ایک پتھر نکلا جس پر لکھا تھا: "قبر ام حبیبه بنت صخر بن حرب" چنانچہ انہوں نے وہ کنواں اسی وقت بند کر دیا اور اس پر گھر بنا دیا۔ ابن السائب کہتے ہیں' میں اس گھر میں داخل ہوا تو وہ مزار دیکھا تھا۔

میں کہتا ہوں' یہ اور اس سے قبل کی روایت اس بات کا ثبوت ہیں کہ ان کے مزارات اس مشہد میں ہیں جو ان کے نام سے مشہور ہے اور حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشہور کے قبہ میں ہیں اور بظاہر خوخۂ نبیہ اس مشہد کے مغرب میں ہے اور یونہی وہ گلی بھی جو سبز منڈی کی طرف جاتی تھی اور یوں ان میں سے کچھ مزارات حضرت حسن اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مزارات کے قریب ہیں' اسی بناء پر ابن شبہ کے مطابق حضرت محمد بن یحییٰ نے کہا' میں نے سنا کہ حضرت

دليل (.55)

رسول الله ﷺ زاوية دار عقيل اليمانية الشارعة في البقيع[1].

وعن منبوذ بن حويطب والفضل بن أبي رافع[2]: أنَّ قبرها وُجاه زقاق نبيه، وأنه إلى زاوية دار عقيل أقرب[3].

وعن عمر بن علي بن حسين بن علي: أنَّ قبرها حذو الزقاق الذي يلي زاوية دار عقيل، قال غسَّان بن معاوية بن أبي مزرِّد: إنه ذَرَعَ من حيث أشار له عمر بن علي فوجده خمس عشرة ذراعاً إلى القناة[4].

وعن عمر بن عبد الله مولى غُفرة[5]: أنَّ قبرها حذو زاوية دار عقيل مما يلي دار نُبيه[6].

وعن عبد الله بن أبي رافع: أنَّ قبرها مخرج الزقاق الذي بين دار عقيل ودار أبي نُبيه[7].

وذكر إسماعيل[8] ـ راويه ـ: أنه ذَرَعَ الموضع الذي ذكر له أبوه، فوجد بين القبر وبين القناة التي في دار عقيل ثلاثاً وعشرين ذراعاً، وبين القناة الأخرى سبعاً وثلاثين ذراعاً[9].

قال أبو غسَّان: وأخبرني مُخبرٌ ثقةٌ، قال: يقال: إنَّ المسجد الذي يُصَلَّى إلى جنبه شرقياً على جنائز الصبيان كان خيمةً لامرأة سوداء، يقال لها: رقيَّة[10]، جعلها هناك حسين بن علي تُبصر قبر فاطمة، وكان لا يعرف قبر فاطمة غيرها[11].

---

(١) تاريخ المدينة ١/١٠٥.
(٢) في مخطوطة تاريخ المدينة ورقة ١٧أ: عن حسن بن منبوذ بن حويطب عن أبيه وجده الفضل بن أبي رافع أنهما حدثاه وهو كذلك في المطبوع، إذ سقطت الواو قبل الفضل.
(٣) تاريخ المدينة ١/١٠٥.
(٤) المصدر نفسه.
(٥) انظر: ميزان الاعتدال ٣/ ٢١٠ فقد ذكر أقوال علماء الحديث في تضعيفه وتوثيقه.
(٦) تاريخ المدينة ١/١٠٥.
(٧) المصدر نفسه ١/١٠٥ ـ ١٠٦.
(٨) هو إسماعيل بن عون بن عبد الله بن أبي رافع.
(٩) تاريخ المدينة ١/١٠٦.
(١٠) ذكرها ابن حجر في الإصابة ٤/ ٣٠٥ نقلاً عن ابن شَبَّة.
(١١) تاريخ المدينة ١/١٠٦.

دلیل (.55)

دوران ان سب پر سلام پڑھے۔

حضرتِ سیّدہ طیبہ طاہرہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک

یہاں سیّدہ فاطمہ بنت رسول ﷺ ان کے دونوں بیٹوں اور بنو ہاشم میں سے جن کی قبروں کے رُخ کا پتہ چل سکا اور آپ کی والدہ وغیرہ کی قبروں کا بیان ہے چنانچہ ابن شبہ کے مطابق حضرت محمد بن علی بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہتے تھے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر دارِ عقیل کے یمنی کونے میں بقیع کی طرف تھی پھر منبوذ بن حوطب اور فضل بن ابی رافع کہتے ہیں کہ ان کی قبر نبیہ کی گلی کے سامنے تھی اور یہ دارِ عقیل کے کونے کے قریب تھی پھر حضرت عمر بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہتے ہیں کہ ان کی قبر اس گلی کے سامنے تھی جو دارِ عقیل کے کونے سے ملتا تھا۔غسان بن معاویہ بن ابو مزاد کہتے ہیں کہ انہوں نے وہاں سے پیائش کی جہاں کا اشارہ عمر بن علی نے کیا تھا تو وہ "قناۃ" کی طرف پندرہ ہاتھ تھی۔علاوہ ازیں عفرہ کے غلام عمر بن عبد اللہ نے کہا کہ ان کی قبر دارِ عقیل کے کونے کے برابر اس طرف تھی جو دارِ ابی نبیہ سے ملتا تھا۔پھر حضرت عبد اللہ بن ابو رافع سے روایت ہے کہ ان کی قبر دارِ عقیل اور دار ابی نبیہ کی درمیانی گلی کے موڑ پر تھی۔پھر اسماعیل نے اس کے راوی کے بارے میں کہا کہ انہوں نے وہاں سے پیائش کی جہاں کی ان کے والد نے نشاندہی کی تھی تو قبر اور اس قناۃ کے درمیان جو دارِ عقیل میں تھا' تیئیس (۲۳) ہاتھ کا فاصلہ تھا اور دوسرے قناۃ کے درمیان سینتیس (۳۷) ہاتھ کا فاصلہ تھا۔

ابو غسان کے مطابق کسی پختہ شخص نے کہا: وہ مسجد جس کی مشرقی جانب بچوں کی نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں' ایک سیاہ رنگ کی عورت کا خیمہ تھا جسے رقیہ کہتے تھے' اسے وہاں نشانی کے طور پر حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بنایا تھا کہ قبر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پتہ چل سکے' اس مسجد کے علاوہ اس کی اور کوئی علامت نہ تھی۔

حضرت جعفر کے والد محمد کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو انہی کے اس گھر میں دفن کر دیا تھا جو مسجد میں داخل کر لیا گیا تھا چنانچہ ان کی قبر مسجد کے اس دروازے کے سامنے تھی جو دارِ اسماء بنت حسین بن عبد اللہ کے سامنے تھا یعنی یہ وہی دروازہ تھا جو باب النساء کے شمال مشرق میں تھا' ابن شبہ کہتے ہیں کہ میں اس حدیث کو غلط قرار دیتا ہوں کہ کیونکہ اس کی سند اور جگہ ملتی ہے اور پھر عباد ل کے غلام فائد نے روایت کی (یہ سچ بولنے والے تھے) کہ عبید اللہ بن علی نے اپنے اہل بیت میں سے کسی سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا تھا' مجھے قبرستان میں میری والدہ کے پہلو میں دفن کر دینا' چنانچہ قبرستان ہی میں انہیں سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلو میں اس خوخہ (چھوٹا سا دروازہ) کے سامنے دفن کیا گیا جو دارِ نبیہ بن وهب کے سامنے تھا' ان کی قبر اور خوخۂ نبیہ کے درمیان لوگوں کے گذرنے کا راستہ تھا اور میرے خیال میں وہ سات ہاتھ چوڑا تھا۔

فائد کہتے ہیں' مجھے منقذ حفار (قبریں کھودنے والا) نے بتایا کہ قبرستان کے اندر دو برابر قبریں تھیں جو پتھر سے

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب (41.) في عهد عمر رضی اللہ عنہ: عمر رضی اللہ عنہ بنيت ضرب على قبر زينب رضی اللہ عنہا و في عهد عثمان رضی اللہ عنہ: ابن الحنفية رحمۃ اللہ علیہ بنيت ضرب على قبر ابن عباس رضی اللہ عنہ [عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں: عمر رضی اللہ عنہ نے زینب رضی اللہ عنہا کی قبر پر خیمہ بنایا اور عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں: ابن الحنفیہ رحمہ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ بنایا] دليل (.56)

الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار

للإمام الحافظ
أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي العبسي
المتوفى سنة ٢٣٥ هـ

تقديم وضبط
كمال يوسف الحوت

الجزء الثالث

دار التاج

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب (.41) في عهد عمر رضی اللہ عنہ: عمر رضی اللہ عنہ بنيت ضرب على قبر زينب رضی اللہ عنہا و في عهد عثمان رضی اللہ عنہ: ابن الحنفية رحمۃ اللہ علیہ بنيت ضرب على قبر ابن عباس رضی اللہ عنہ [عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں: عمر رضی اللہ عنہ نے زینب رضی اللہ عنہا کی قبر پر خیمہ بنایا اور عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں: ابن الحنفیہ رحمہ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ بنایا] دليل (.56)

١١٧٤٩ ـ **حدثنا** أبو بكر قال ثنا وكيع عن إبراهيم بن إسماعيل بن مجمع عن عمته أم النعمان عن بنت أبي سعيد الخدري أن أبا سعيد قال لا تضربوا عليَّ فسطاطاً.

١١٧٥٠ ـ **حدثنا** أبو بكر قال ثنا هشيم عن عمران بن أبي عطاء قال شهدت وفاة ابن عباس فوليه ابن الحنفية فبنى عليه بناء ثلاثة أيام.

١١٧٥١ ـ **حدثنا** أبو بكر قال ثنا وكيع عن أبي معشر عن محمد بن المنكدر أن عمر ضرب على قبر زينب فسطاطاً.

١١٧٥٢ ـ **حدثنا** أبو بكر قال ثنا زيد بن حباب عن ثعلبة قال سمعت محمد بن كعب يقول هذه الفساطيط التي على القبور محدثة.

(١٣٤) في اللحد يوضع فيه شيء يكون تحت الميت

١١٧٥٣ ـ **حدثنا** أبو بكر قال ثنا هشيم قال أخبرنا منصور عن الحسن قال جعل في لحد رسول الله ﷺ قطيفة حمراء كان أصابها يوم حنين قال فجعلوها [تحته] لأن المدينة أرض سبخة.

١١٧٥٤ ـ **حدثنا** أبو بكر قال ثنا غندر ووكيع عن شعبة عن أبي حمزة عن ابن عباس أنه وضع في قبر رسول الله ﷺ قطيفة حمراء.

١١٧٥٥ ـ **حدثنا** أبو بكر قال ثنا حفص عن جعفر عن أبيه قال لحد لرسول الله ﷺ وألقي شقران في قبره قطيفة كان يركب بها في حياته.

(١٣٥) في الرجل يقوم على قبر الميت حتى يدفن ويفرغ منه

١١٧٥٦ ـ **حدثنا** أبو بكر قال ثنا وكيع عن قيس بن سالم عن عمير بن سعيد أن علياً قام على قبر حتى دفن وقال ليكن لأحدكم قيام على قبره حتى يدفن.

١١٧٥٧ ـ **حدثنا** أبو بكر قال ثنا وكيع عن سفيان عن أبي قيس قال شهدت علقمة قام على ميت حتى دفن.

١١٧٥٨ ـ **حدثنا** أبو بكر قال ثنا يعلى بن عبيد عن محمد بن إسحاق عن ثمامة قال خرجنا مع فضالة بن عبيد إلى أرض الروم قال وكان عاملاً لمعاوية على الدرب فأصيب ابن عم لنا يقال له نافع فصلى عليه فضالة وقام على حضرته حتى واراه.

١١٧٥٩ ـ **حدثنا** أبو بكر قال ثنا أبو أسامة عن جرير بن حازم عن عبد الله بن عبيد بن عمير قال كان عبد الله بن الزبير إذا مات المسلم لم يزل قائماً حتى يدفنه.

٢٤

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب (41.) في عهد عمر رضی اللہ عنہ: عمر رضی اللہ عنہ بنيت ضرب على قبر زينب رضی اللہ عنہا و في عهد عثمان رضی اللہ عنہ: ابن الحنفية رحمۃ اللہ علیہ بنيت ضرب على قبر ابن عباس رضی اللہ عنہ [عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں: عمر رضی اللہ عنہ نے زینب رضی اللہ عنہا کی قبر پر خیمہ بنایا اور عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں: ابن الحنفیہ رحمہ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ بنایا] دلیل (56.)

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب (.41) في عهد عمر رضی اللہ عنہ: عمر رضی اللہ عنہ بنيت ضرب على قبر زينب رضی اللہ عنہا و في عهد عثمان رضی اللہ عنہ: ابن الحنفية رحمۃ اللہ علیہ بنيت ضرب على قبر ابن عباس رضی اللہ عنہ [عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں: عمر رضی اللہ عنہ نے زینب رضی اللہ عنہا کی قبر پر خیمہ بنایا اور عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں: ابن الحنفیہ رحمہ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ بنایا] دليل (.56)

الْخُدْرِيِّ ، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ ، قَالَ : لَا تَضْرِبُوا عَلَى قَبْرِي فُسْطَاطًا.

(۱۱۸۷۱) حضرت بنت ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری قبر پر خیمہ نہ لگانا۔

(۱۱۸۷۲) حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي عَطَاءٍ ، قَالَ : شَهِدْتُ وَفَاةَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَوَلِيَهُ ابْنُ الْحَنَفِيَّةِ فَبَنَى عَلَيْهِ بِنَاءً ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ.

(۱۱۸۷۲) حضرت عمران بن ابی عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات پر حاضر ہوا تو جنازہ اور قبر کا انتظام حضرت ابن الحنفیہ رحمہ اللہ نے کیا، آپ رحمہ اللہ نے ان کی قبر پر تین دن تک خیمہ (گھر) بنایا۔

(۱۱۸۷۳) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ ، أَنَّ عُمَرَ ضَرَبَ عَلَى قَبْرِ زَيْنَبَ فُسْطَاطًا.

(۱۱۸۷۳) حضرت محمد بن المنکدر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک پر خیمہ لگایا۔

(۱۱۸۷٤) حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ ، عَنْ ثَعْلَبَةَ ، قَالَ : سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ يَقُولُ : هَذِهِ الْفَسَاطِيطُ الَّتِي عَلَى الْقُبُورِ مُحْدَثَةٌ.

(۱۱۸۷۴) حضرت ثعلبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ قبروں پر خیمہ لگانا بدعت ہے۔

(۱۳۶) فِي اللَّحْدِ يُوضَعُ فِيهِ شَيْءٌ يَكُونُ تَحْتَ الْمَيِّتِ

قبر میں میت کے نیچے کوئی چیز رکھنا

(۱۱۸۷۵) حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ، قَالَ : أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ ، عَنِ الْحَسَنِ ، قَالَ : جُعِلَ فِي لَحْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطِيفَةٌ حَمْرَاءُ كَانَ أَصَابَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ ، قَالَ : فَجَعَلُوهَا لِأَنَّ الْمَدِينَةَ أَرْضٌ سَبْخَةٌ.

(۱۱۸۷۵) حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں لال رنگ کا مخمل کا کپڑا رکھا گیا تھا جو غزوہ خیبر کے غنیمت میں آیا تھا، کیونکہ مدینہ کی زمین نمکین اور دلدلی تھی۔

(۱۱۸۷٦) حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ وَوَكِيعٌ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، أَنَّهُ وُضِعَ فِي قَبْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطِيفَةٌ حَمْرَاءُ. (مسلم ۹۱۔ احمد ۱/ ۳۵۵)

(۱۱۸۷۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں لال مخمل کا کپڑا رکھا گیا۔

(۱۱۸۷۷) حَدَّثَنَا حَفْصٌ ، عَنْ جَعْفَرٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ لُحِدَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُلْقِيَ شُقْرَانُ فِي قَبْرِهِ قَطِيفَةً كَانَ يَرْكَبُ بِهَا فِي حَيَاتِهِ. (ترمذی ۱۰۴۷۔ عبدالرزاق ۶۳۸۷)

(۱۱۸۷۷) حضرت جعفر رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں سفید سرخی مائل مخمل کا کپڑا رکھا گیا جو کپڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات مبارکہ میں استعمال فرماتے تھے۔

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب (.42) في عهد عثمان رضی اللہ عنہ: عثمان رضی اللہ عنہ بنيت ضرب على قبر الحكم بن أبي العاص [عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں: عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم بن ابی العاص کی قبر پر خیمہ بنایا]

دليل (.57)

الإصابة في تمييز الصحابة

للإمام الحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني

المتوفى سنة ٨٥٢ هـ

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود — الشيخ علي محمد معوض

قدم له وقرظه

الأستاذ الدكتور محمد عبد المنعم البري — جامعة الأزهر

الدكتور عبد الفتاح أبو سنة — جامعة الأزهر

الدكتور جمعة طاهر النجار — جامعة الأزهر

الجزء الثاني

المحتوى

تتمة حرف الحاء - إلى حرف الزاي

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب (42.) في عهد عثمان رضی اللہ عنہ: عثمان رضی اللہ عنہ: بنيت ضرب على قبر الحكم بن أبي العاص [عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں: عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم بن ابی العاص کی قبر پر خیمہ بنایا]

دليل (57.)

وهو يتولى نعلها[١]، فجعل رسول الله ﷺ يحدُّ النظرَ إلى الحكم، فلما خرج من عنده قيل له: يا رسول الله، أحدثت النظرَ إلى الحكم. فقال: «ابْن المَخْزُومِيَّة! ذَاكَ رَجُلٌ إذَا بَلَغَ وَلَدُه ثَلاَثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ مَلَكُوا الأَمْرَ».

وروينا في جزء ابن نجيب، من طريق زُهير بن محمد، عن صالح بن أبي صالح، حدثني نافع بن جُبَير بن مطعم، عن أبيه، قال: كنا مع النبيّ ﷺ فمرَّ الحكم بن أبي العاص، فقال النبي ﷺ: «وَيْلٌ لأُمّتِي مِمَّا فِي صُلْبِ هَذَا».

وروى ابْنُ أَبِي خَيْثَمَةُ من حديث عائشة أنها قالت لمروان في قصةِ أخيها عبد الرحمن لما امتنع من البيعة ليزيد بن معاوية. أمَّا أنْتَ يا مروان فاشهد أنّ رسول الله ﷺ لَعَن أباكَ وأنت في صُلْبِهِ.

قلت: وأصل القصة عند البخَاريّ بدون هذه الزيادة.

وذكر أَبُو عُمَرَ في السّبب في طرده قولاً آخر: إنه كان يَشيع سرَّ رسولِ الله ﷺ، وقيل: كان يحكيه في مشيته، ويقال: إنّ عثمان رضي الله عنه اعتذر لما أنْ أعاده إلى المدينة بأنه كان استأذن النبيّ ﷺ فيه، وقال: قد كنت شفعت فيه فوعدني بردّه.

وأخرج ابْنُ سَعْدٍ عن الواقديّ بسنده إلى ثعلبة بن أبي مالك، قال: مات الحكم بن أبي العاص في خلافة عثمان، فضرب على قَبْره فسطاط في يوم صائف، فتكلم الناس في ذلك، فقال عثمان: قد ضرب في عهد عمر على زينب بنت جَحْش فسطاط، فهل رأيتم عائباً عاب ذلك؟ مات الحكم سنة اثنتين وثلاثين في خلافة عثمان.

١٧٨٧ ـ الحكم بن عبد الله الثقفي[٢]: روى ابن منده من طريق إسرائيل، عن الحكم ابن عَمرو، عن يعلى بن مرة، عن الحكم بن عبد الله الثقفيّ، قال: خرجنا مع رسول الله ﷺ في بعض أسفاره، فعرضت له امرأةٌ بصبي، فقالت: يا رسول الله، إن ابني هذا عرض له... فذكر الحديث.

قال أبو نعيم: روى من غير وجه عن يَعْلى بن مُرّة ليس فيه الحكم بن عبد الله، ولا تصحّ هذه الزيادة.

١٧٨٨ ـ الحَكَم بن عمرو بن الشّريد[٣].

(١) في ت نقلها.
(٢) تجريد أسماء الصحابة ١، التاريخ الكبير ٢/ ٣٣٢، طبقات فقهاء اليمن ٦١، أسد الغابة ت (١٢١٩).
(٣) أسد الغابة ت (١٢٢٢)، تجريد أسماء الصحابة ١/ ١٣٥، التحفة اللطيفة ١/ ٥٢٣، البداية والنهاية ٨/ ٤٧، الجرح والتعديل ٢٨٧.

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب (.42) في عهد عثمان رضی اللہ عنہ: عثمان رضی اللہ عنہ بنيت ضرب على قبر الحكم بن أبي العاص [عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں: عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم بن ابی العاص کی قبر پر خیمہ بنایا]

دليل (.57)

الاصابہ فی تمیز الصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین (اردو)

(صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انسائیکلوپیڈیا)

جلد ۱

تالیف
حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم
مولانا محمد عامر شہزاد علوی

مکتبہ رحمانیہ
اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب (42.) في عهد عثمان رضی اللہ عنہ: عثمان رضی اللہ عنہ بنيت ضرب على قبر الحكم بن أبي العاص [عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں : عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم بن ابی العاص کی قبر پر خیمہ بنایا]

دلیل (57.)

یزید بن معاویہ کی بیعت سے باز رہے تھے) جہاں تک مروان تمہارا تعلق ہے تو میں گواہی دیتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب تمہارے والد پر لعنت بھیجی تھی اس وقت تمہاری پیدائش بھی نہیں ہوئی تھی۔

میں کہتا ہوں: اس قصہ کی اصل بخاری میں اس اضافہ کے علاوہ موجود ہے۔ ابو عمر نے ان کے جلاوطن ہونے کا ایک اور سبب لکھا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا راز افشاء کرتے تھے، بقول بعض وہ نبی ﷺ کی چال کی نقل اتارتے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب انہیں مدینہ لوٹا لیا تو یہ عذر پیش کیا کہ انہوں نے نبی ﷺ سے حکم کے بارے اجازت مانگی تھی۔ فرماتے ہیں: میں نے ان کے متعلق سفارش کی تھی تو آپ ﷺ نے مجھ سے انہیں لوٹانے کا وعدہ فرمایا تھا۔ ابن سعد نے بحوالہ واقدی انہوں نے ثعلبہ بن ابی مالک تک اپنی سند سے نقل کیا ہے، حکم کا انتقال خلافت عثمانی میں ہوا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی قبر کی جگہ سخت گرمی کے دِن خیمہ لگوایا جس پر لوگوں نے چہ می گوئیاں کیں۔ آپ نے فرمایا: عہد فاروقی میں زینب بنت جحش کی قبر پہ بھی تو خیمہ تنا تھا۔ اس قوت تمہیں کوئی معترض اور نکتہ چینی کرنے والا نظر آیا تھا؟ حکم کا انتقال خلافت عثمانی میں ۳۲ھ میں ہوا۔

۱۷۸۴ حکم بن عبداللہ ثقفی [1]

ابن مندہ نے بطریق اسرائیل، حکم بن عمرو سے بحوالہ یعلی بن مرہ، حکم بن عبداللہ ثقفی سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کسی سفر کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک عورت آپ کے پاس اپنا بچہ لا کر کہنے لگی: "یا رسول اللہ! اسے باری کا بخار ہو جاتا ہے"۔ [2] پھر حدیث ذکر کی۔ ابونعیم فرماتے ہیں: کئی سندوں سے مروی ہے جو یعلی بن مرہ سے ہے جس میں حکم بن عبداللہ کا ذکر نہیں اور نہ یہ اضافہ صحیح ہے۔

۱۷۸۵ حکم بن عمرو بن شرید [3]

بغوی فرماتے ہیں: بخاری نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے، لیکن ان کی کسی حدیث کا ذکر نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث حسن بن سفیان نے بطریق عبدالحمید بن جعفر، بحوالہ اپنے والد، ابن شرید سے نقل کی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی، ایک شخص چھینکا تو میں نے "یرحمك الله" [4] کہہ دیا۔ حسن بن سفیان فرماتے ہیں: محمد بن المثنی فرماتے ہیں: ان ابن شرید کا نام حکم ہے۔

۱۷۸۶ حکم بن عمرو بن مُجَدّع [5]

بن حِذْیَم بن حارث بن نُعَیلہ بن مُلَیل بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ، ابوعمرو غفاری، رافع کے بھائی، انہیں حکم بن اقرع بھی کہا جاتا ہے۔ غفار کی طرف ان کی نسبت اس وجہ سے ہے کہ نعیلہ بن ملیل، غفار کے بھائی ہیں۔ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں ان کی حدیث بخاری اور بقیہ چار کتب میں ہے۔ ان سے ابوشعثاء ابوحاجب، عبداللہ بن صامت، حسن اور ابن سیرین وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد لکھتے ہیں: وہ تا مرگ نبی ﷺ کے ساتھ رہے۔ پھر بصرہ فروکش ہو گئے۔ زیاد نے انہیں خراسان کا والی بنا

---

[1] اسد الغابة (۱۲۱۹) [2] جامع المسانيد (۳/۵٤۹) [3] اسد الغابة (۱۲۲۲)

[4] جامع المسانيد (۳/۵۵۰) [5] اسد الغابة (۱۲۲۳) استيعاب (۵٤۳)

الفصل(5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين[دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(43) في عهد علي رضی اللہ عنہ: آل طلحة رضی اللہ عنہم دفنت طلحة رضی اللہ عنہ في دار آل أبي بكر رضی اللہ عنہم [علی رضی اللہ عنہ کے دور میں: طلحہ رضی اللہ عنہ کی آل نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو آل ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں دفن کیا]

دليل (.58)

في

الأحاديث والآثار

للإمام الحافظ

أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي العبسي

المتوفى سنة ٢٣٥ هـ

تقديم وضبط

كمال يوسف الحوت

الجزء السابع

دار التاج

الفصل(5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين[دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(43) في عهد علي رضی اللہ عنہ: آل طلحة رضی اللہ عنہم دفنت طلحة رضی اللہ عنہ في دار آل أبي بكر رضی اللہ عنهم [علی رضی اللہ عنہ کے دور میں: طلحہ رضی اللہ عنہ کی آل نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو آل ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں دفن کیا]

دليل (.58)

لم يكفر أهل الجمل.

٣٧٧٦٩ ـ حدثنا غندر عن شعبة عن عمرو بن مرة قال: سمعت سويد بن الحارث قال: لقد رأيتنا يوم الجمل وإن رماحنا ورماحهم لمتشاجرة، ولو شاءت الرجال لمشت عليهم؛ يقولون: الله أكبر، ويقولون: سبحان الله الله أكبر، ويقولون: ليس فيها شك؛ وليتني لم أشهد، ويقول عبد الله ابن سلمة: ولكني ما سرني أني لم أشهد، ولوددت أن كل شهد شهده عليٌّ شهدته.

٣٧٧٧٠ ـ حدثنا أبو أسامة قال حدثنا إسماعيل بن أبي خالد قال أخبرنا قيس قال: رمى مروان بن الحكم يوم الجمل طلحة بسهم في ركبته؛ قال: فجعل الدم يغدو يسيل، قال: فإذا أمسكوه استمسك، وإذا تركوه سال، قال: فقال: دعوه، قال: وجعلوا إذا أمسكوا فم الجرح انتفخت ركبته، فقال: دعوه فإنما هو سهم أرسله الله، قال: فمات؛ قال: فدفناه على شاطىء الكلاء، فرأى بعض أهله أنه قال: ألا تريحونني من الماء؟ فإني قد غرقت ـ ثلاث مرار يقولها، قال: فنبشوه فإذا هو أخضر كالسلق فنزفوا عنه الماء ثم استخرجوه، فإذا ما يلي الأرض من لحيته ووجهه قد أكلته الأرض، فاشتروا له دارا من دور آل أبي بكرة بعشرة آلاف فدفنوه فيها.

٣٧٧٧١ ـ حدثنا أبو أسامة قال حدثنا إسماعيل عن قيس قال: لما بلغت عائشة بعض مياه بني عامر ليلا نبحت الكلاب عليها، فقالت: أي ماء هذا؟ قالوا: ماء الحوأب، فوقفت فقالت: ما أظنني إلا راجعة، فقال لها طلحة والزبير: مهلاً رحمك الله، بل تقدمين فيراك المسلمون فيصلح الله ذات بينهم، قالت: ما أظنني إلا راجعة، إني سمعت رسول الله ﷺ قال لنا ذات يوم: كيف بإحداكن تنبح عليها كلاب الحوأب.

٣٧٧٧٢ ـ حدثنا أبو أسامة قال حدثنا إسماعيل عن قيس قال: قالت عائشة لما حضرتها الوفاة: ادفنوني مع أزواج النبي عليه السلام فإني كنت أحدثت بعده حدثاً.

٣٧٧٧٣ ـ حدثنا غندر عن شعبة عن سعد بن إبراهيم قال: سمعت أبي قال: بلغ علي ابن أبي طالب أن طلحة يقول: إنما بايعت واللج على قفاي، قال: فأرسل ابن عباس فسألهم، قال: فقال أسامة بن زيد أما واللج على قفاه [فلا أعلم]، ولكن قد بايع وهو كاره، قال: فوثب الناس إليه حتى كادوا أن يقتلوه، قال: فخرج صهيب وأنا إلى جنبه فالتفت إلي فقال: قد ظننت أن أم عوف حانقة.

٣٧٧٧٤ ـ حدثنا أبو أسامة عن خالد بن أبي كريمة عن أبي جعفر قال: جلس علي وأصحابه يوم [الجمل] يبكون على طلحة والزبير.

٣٧٧٧٥ ـ حدثنا أبو أسامة قال حدثنا معتمر بن سليمان عن أبيه قال: حدثنا أبو نضرة أن ربيعة كلمت طلحة في مسجد بني مسلمة فقالوا: كنا في نحر العدو حتى جاءتنا بيعتك هذا الرجل، ثم أنت الآن تقاتله أو كما قالوا، قال: فقال: إني أدخلت الحش ووضع على عنقي اللج، وقيل: بايع وإلا قتلناك، قال: فبايعت وعرفت أنها بيعة ضلالة، قال التيمي: وقال الوليد

٥٣٦

الفصل(5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين[دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(43) في عهد علي رضی اللہ عنہ: آل طلحة رضی اللہ عنہم دفنت طلحة رضی اللہ عنہ في دار آل أبي بكر رضی اللہ عنہم [علی رضی اللہ عنہ کے دور میں: طلحہ رضی اللہ عنہ کی آل نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو آل ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں دفن کیا]

دليل (.58)

الفصل(5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين[دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(43) في عهد علي رضی اللہ عنہ: آل طلحة رضی اللہ عنہم دفنت طلحة رضی اللہ عنہ في دار آل أبي بكر رضی اللہ عنہم [علی رضی اللہ عنہ کے دور میں: طلحہ رضی اللہ عنہ کی آل نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو آل ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں دفن کیا]

دلیل (58.)

تمہاری رسول کریم ﷺ سے رشتہ داری نہ ہوتی تو تمہارا ایک عضو بھی سلامت نہ چھوڑتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ منظر دیکھ کر پکارا ہائے اسماء! جب اشتر دور ہو گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس شخص کو دس ہزار درہم دیا جس نے آکر یہ خوشخبری سنائی تھی کہ عبداللہ بن زبیر زندہ ہیں۔

(۳۸۹۲۲) حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ، قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبِي ، أَنَّ عَلِيًّا قَالَ يَوْمَ الْجَمَلِ : نَمُنُّ عَلَيْهِمْ بِشَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ نُوَرِّثُ الآبَاءَ مِنَ الأَبْنَاءِ. (بیہقی ۱۸۲)

(۳۸۹۲۲) عبداللہ بن محمد فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم نے مجھے یہ خبر دی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے دن فرمایا ہم ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کریں گے بوجہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کی شہادت کے، اور ہم آباؤ اجداد کو بیٹوں کا وارث بنائیں گے۔

(۳۸۹۲۳) حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، قَالَ : حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ ، قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ يَقُولُ : لَمْ يَكْفُرْ أَهْلُ الْجَمَلِ.

(۳۸۹۲۳) ثابت بن عبید نقل کرتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر کو کہتے ہوئے سنا کہ جنگ جمل میں شریک ہونے والوں نے کفر نہیں کیا۔

(۳۸۹۲٤) حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ، قَالَ : سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ الْحَارِثِ ، قَالَ : لَقَدْ رَأَيْتُنَا يَوْمَ الْجَمَلِ ، وَإِنَّ رِمَاحَنَا وَرِمَاحَهُمْ لَمُتَشَاجِرَةٌ ، وَلَوْ شَاءَتِ الرِّجَالُ لَمَشَتْ عَلَيْهِمْ يَقُولُونَ : اللَّهُ أَكْبَرُ ، وَيَقُولُونَ : سُبْحَانَ اللهِ اللَّهُ أَكْبَرُ ، وَنَحْوَ ذَلِكَ ، لَيْسَ فِيهَا شَكٌّ وَلَيْتَنِي لَمْ أَشْهَد ، وَيَقُولُ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلِمَةَ : وَلَكِنِّي مَا سَرَّنِي أَنِّي لَمْ أَشْهَد ، وَلَوَدِدْت ، أَنَّ كُلَّ مَشْهَدٍ شَهِدَهُ عَلِيٌّ شَهِدْته. (خلیفة بن خباط ۱۹۱)

(۳۸۹۲۴) عمرو بن مرہ سے مروی ہے کہ میں نے سوید بن حارث کو یہ کہتے ہوئے سنا ہم نے جنگ جمل کے دن دیکھا کہ ہمارے نیزے اور ان کے نیزے آپس میں ایسے گھسے ہوئے تھے کہ اگر لوگ چاہتے تو ان پر چل سکتے تھے۔ کچھ لوگ اللہ اکبر کے نعرے بلند کر رہے تھے اور کچھ سبحان اللہ اللہ اکبر کے نعرے لگا رہے تھے اور کچھ لوگ کہہ رہے تھے کہ اس میں کوئی شک نہیں۔ کاش میں اس جنگ میں شریک نہ ہوتا۔ اور عبداللہ بن سلمہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے مجھے یہ بات بھلی معلوم نہیں ہوتی کہ میں جنگ جمل میں شریک نہیں ہوا۔ میں پسند کرتا ہوں ہر اس حاضر ہونے کی جگہ حاضر ہوں جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ شریک ہوں۔

(۳۸۹۲٥) حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، قَالَ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ ، قَالَ : أَخْبَرَنَا قَيْسٌ ، قَالَ : رَمَى مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ يَوْمَ الْجَمَلِ طَلْحَةَ بِسَهْمٍ فِي رُكْبَتِهِ ، قَالَ : فَجَعَلَ الدَّمُ يَغِذُّ الدَّم وَيَسِيلُ ، قَالَ : فَإِذَا أَمْسَكُوهُ امْتَسَكَ ، وَإِذَا تَرَكُوهُ سَالَ ، قَالَ : فَقَالَ : دَعُوهُ ، قَالَ : وَجَعَلُوا إِذَا أَمْسَكُوا فَمَ الْجُرْحِ انْتَفَخَتْ رُكْبَتُهُ ، فَقَالَ : دَعُوهُ فَإِنَّمَا هُوَ سَهْمٌ أَرْسَلَهُ اللَّهُ ، قَالَ : فَمَاتَ ، قَالَ : فَدَفَنَّاهُ عَلَى شَاطِئِ الْكَلاَّءِ ، فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِهِ ، أَنَّهُ قَالَ : أَلاَ تُرِيحُونَنِي مِنَ هذا الْمَاءِ ، فَإِنِّي قَدْ غَرِقْت ، ثَلاَثَ مِرَارٍ يَقُولُهَا ، قَالَ : فَنَبَشُوهُ فَإِذَا هُوَ أَخْضَرُ

الفصل(5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين[دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(43) في عهد علي رضی اللہ عنہ: آل طلحة رضی اللہ عنھم دفنت طلحة رضی اللہ عنہ في دار آل أبي بكر رضی اللہ عنھم [علی رضی اللہ عنہ کے دور میں: طلحہ رضی اللہ عنہ کی آل نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو آل ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں دفن کیا]

دلیل (.58)

كَأَنَّهُ السَّلْقِ ، فَنَزَفُوا عَنْهُ الْمَاءَ ، ثُمَّ اسْتَخْرَجُوهُ فَإِذَا مَا يَلِي الأَرْضَ مِنْ لِحْيَتِهِ وَوَجْهِهِ قَدْ أَكَلَتْهُ الأَرْضُ ، فَاشْتَرَوْا لَهُ دَارًا مِنْ دُورِ آلِ أَبِي بَكْرَةَ بِعَشَرَةِ آلاَفٍ فَدَفَنُوهُ فِيهَا.

(۳۸۹۲۵) قیس رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ مروان بن حکم نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں ایک تیر مارا جنگ جمل کے دن۔ پس اس سے خون بہنا شروع ہوا جب سب اس کو روکتے رک جاتا اور اسے چھوڑ دیتے پھر خون جاری ہو جاتا پس حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ جب لوگوں نے زخم کے منہ کو روکنا چاہا تو گھٹنہ پھول گیا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے چھوڑ دو یہ تیر اللہ عزوجل کی طرف سے تھا پھر آپ کا انتقال ہو گیا۔ ہم نے انہیں کلاء (دریا کنارے ایک بازار) کے ایک جانب دفن کر دیا۔ ان کے گھر والوں میں سے کسی نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں! کیا تم مجھے پانی سے نجات نہیں دلاؤ گے؟ میں پانی میں ڈوب چکا ہوں یہ کلمات تین دفعہ فرمائے۔ ان کی قبر کو کھودا گیا تو وہ سبز ہو چکے تھے سلق (سبزی) کی طرح۔ لوگوں نے ان سے پانی کو دور کیا پھر ان کو وہاں سے نکالا تو جو حصہ زمین سے ملا ہوا تھا ان کی داڑھی اور چہرے میں سے اس کو زمین نے کھا لیا تھا۔ ان کے لیے ابو بکرہ کی آل کے گھروں میں سے ایک گھر دس ہزار درہم کا خریدا اور اس میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو دفن کیا۔

(۳۸۹۲٦) حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، قَالَ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ، عَنْ قَيْسٍ ، قَالَ : لَمَّا بَلَغَتْ عَائِشَةُ بَعْضَ مِيَاهِ بَنِي عَامِرٍ لَيْلاً نَبَحَتِ الْكِلاَبُ عَلَيْهَا ، فَقَالَتْ : أَيُّ مَاءٍ هَذَا ، قَالُوا : مَاءُ الْحَوْأَبِ ، فَوَقَفَتْ ، فَقَالَتْ : مَا أَظُنُّنِي إِلاَّ رَاجِعَةً ، فَقَالَ لَهَا طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ : مَهْلاً رَحِمَكِ اللَّهُ ، بَلْ تَقْدُمِينَ فَيَرَاكِ الْمُسْلِمُونَ فَيُصْلِحُ اللَّهُ ذَاتَ بَيْنِهِمْ ، قَالَتْ : مَا أَظُنُّنِي إِلاَّ رَاجِعَةً ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ لَنَا ذَاتَ يَوْمٍ : كَيْفَ بِإِحْدَاكُنَّ تَنْبَحُ عَلَيْهَا كِلاَبُ الْحَوْأَبِ. (احمد ۵۲۔ نعیم بن حماد ۱۸۸)

(۳۸۹۲٦) قیس رحمہ اللہ سے روایت ہے جب عائشہ رضی اللہ عنہا بنو عامر کے ایک چشمہ پر پہنچیں تو کتوں نے بھونکنا شروع کر دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یہ کونسا چشمہ ہے۔ لوگوں نے بتایا "حواب" چشمہ ہے۔ پس وہ ٹھہر گئیں اور فرمانے لگیں کہ مجھے واپس چلے جانا چاہیے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے عرض کی ٹھہریے اللہ آپ پر رحم کرے۔ آپ کو آگے جانا چاہیے مسلمان آپ سے امید لگائے ہوئے ہیں کہ آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح فرمائیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے واپس ہی جانا چاہیے۔ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کے بارے میں بتایا (کیا حال ہوگا جب تم میں سے ایک پر حواب چشمے کے کتے بھونکیں گے)

(۳۸۹۲۷) حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، قَالَ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ، عَنْ قَيْسٍ ، قَالَ : قَالَتْ عَائِشَةُ لَمَّا حَضَرَتْهَا الْوَفَاةُ : ادْفِنُونِي مَعَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي كُنْتُ أَحْدَثْتُ بَعْدَهُ حَدَثًا.

(۳۸۹۲۷) قیس سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قریب الوفات فرمایا کہ مجھے ازواج مطہرات کے ساتھ دفنانا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک طریقہ اختیار کیا (قتال کے لیے خروج کیا)

الفصل(5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(44) في عهد معاوية رضی اللہ عنہ: عائشة رضی اللہ عنہا بنيت ضرب على قبر عبد الرحمن بن أبي بكر رضی اللہ عنہ [معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں: عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دليل (.59)

ديوان الحديث النبوي
(١)
صحيح البخاري
وهو: الجامع المسند الصحيح
المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه
للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري
المتوفى سنة ٢٥٦ هجرية
طبعة مراجعة ومصححة على النسخة السلطانية
مع رفع الالتباس عن رموزها
المجلد الثاني
مركز البحوث وتقنية المعلومات
دار التأصيل

الفصل(5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(44) في عهد معاوية رضي الله عنه: عائشة رضي الله عنها بنيت ضرب على قبر عبد الرحمن بن أبي بكر رضي الله عنه [معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں: عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دليل (.59)

٨٠- بَابُ الْجَرِيدِ(١) عَلَى الْقَبْرِ

وَأَوْصَى بُرَيْدَةُ الْأَسْلَمِيُّ أَنْ يُجْعَلَ فِي(٢) قَبْرِهِ جَرِيدَانِ(٣).

وَرَأَى ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنهما فُسْطَاطًا عَلَى قَبْرِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ: انْزِعْهُ يَا غُلَامُ؛ فَإِنَّمَا يُظِلُّهُ عَمَلُهُ.

وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ: رَأَيْتُنِي وَنَحْنُ شُبَّانٌ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ رضي الله عنه وَإِنَّ أَشَدَّنَا وَثْبَةً الَّذِي يَثِبُ قَبْرَ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ حَتَّى يُجَاوِزَهُ.

وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ: أَخَذَ بِيَدِي خَارِجَةُ فَأَجْلَسَنِي عَلَى قَبْرٍ وَأَخْبَرَنِي عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: إِنَّمَا كُرِهَ ذَلِكَ لِمَنْ أَحْدَثَ عَلَيْهِ.

وَقَالَ نَافِعٌ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنهما يَجْلِسُ عَلَى الْقُبُورِ.

• [١٣٦٩] حدثنا يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ مَرَّ(٤) بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ فَقَالَ: «إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ؛ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ»، ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً»، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لِمَ صَنَعْتَ هَذَا؟ فَقَالَ: «لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا(٥)».

---

(١) لأبي ذر وعليه صح: «الْجَرِيدَةِ».
(٢) لأبي ذر والمستملي: «عَلَى».   (٣) لأبي ذر وعليه صح: «جَرِيدَتَانِ».
(٤) قوله: «عن النبيِّ ﷺ أنه مرَّ». لأبي ذر وعليه صح: «قال: مرَّ النبيُّ ﷺ».
(٥) «يَيْبَسا»: كذا هو في اليونينية بفتح الموحدة وكسرها. اهـ. من هامش الأصل.

* [١٣٦٩] [التحفة: ع ٥٧٤٧]

الفصل(5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(44) في عهد معاوية رضی اللہ عنہ: عائشة رضی اللہ عنہا بنيت ضرب على قبر عبد الرحمن بن أبي بكر رضی اللہ عنہ [معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں: عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دليل (59.)

صحیح بخاری شریف

تصنیف
امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل الجعفی بخاری
سن ولادت ۱۹۴ھ وصال ۲۵۶ھ

مترجم
علامہ ابو التراب
محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

جلد اول

بار اول	نومبر 2016
پرنٹرز	آر۔آر پرنٹرز
سرورق	النافع گرافکس
تعداد	1100/-
ناشر	چوہدری غلام رسول۔میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول
قیمت	=/ روپے

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

اسلامک بک کارپوریشن
۱۳۔گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37112941

شوروم ملت پبلی کیشنز دوکان نمبر5۔مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

الفصل(5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(44) في عهد معاوية رضی اللہ عنہ: عائشة رضی اللہ عنہا بنيت ضرب على قبر عبد الرحمن بن أبي بكر رضی اللہ عنہ [معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں: عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دلیل (59.)

صحیح بخاری شریف (جلد اول) 700 23- کِتَابُ الجَنَائِزِ

80- بَابُ إِذَا قَالَ الْمُشْرِكُ عِنْدَ الْمَوْتِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

1360 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَالِبٍ: "يَا عَمِّ، قُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ" فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ، وَيَعُودَانِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ: هُوَ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَأَبَى أَنْ يَقُولَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا وَاللّٰهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى فِيهِ: (مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ) (التوبة: 113) الآيَةَ

جب مشرک نے بوقتِ موت لا الٰہ الا اللہ کہا

سعید بن مسیب کو اُن کے والدِ ماجد نے بتایا کہ جب ابوطالب کی موت کا وقت قریب آیا تو اُن کے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے۔ اُن کے پاس ابوجہل بن ہشام اور عبداللہ بن ابو اُمیہ بن مغیرہ کو پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوطالب سے فرمایا: اے چچا! لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہیے۔ میں اللہ کے پاس آپ کی گواہی دُوں گا! ابوجہل اور عبداللہ بن ابو اُمیہ نے کہا! اے ابوطالب! کیا آپ عبدالمطلب کی ملّت سے پھر جائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ مسلسل اسے اُن کو دعوتِ اسلام دیتے رہے اور وہ لوگ اسی بات کو دُہراتے رہے، حتیٰ کہ ابوطالب نے آخر میں کہا اور ان سے یہی کلام کیا کہ میں عبدالمطلب کی ملت پر ہوں اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے سے انکار کردیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لیکن خدا کی قسم میں مسلسل آپ کے لیے دعائے مغفرت کرتا رہوں گا جب تک کہ مجھے روک نہ دیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ والی آیت نازل فرمائی۔

81- بَابُ الْجَرِيدِ عَلَى الْقَبْرِ

وَأَوْصَى بُرَيْدَةُ الْأَسْلَمِيُّ: أَنْ يُجْعَلَ فِي قَبْرِهِ جَرِيدَانِ وَرَأَى ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فُسْطَاطًا عَلَى قَبْرِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، فَقَالَ: انْزِعْهُ يَا غُلَامُ، فَإِنَّمَا يُظِلُّهُ عَمَلُهُ وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ: رَأَيْتُنِي وَنَحْنُ

قبر پر ٹہنی گاڑنا

حضرت بُریدہ اسلمی نے وصیت کی کہ اُن کی قبر پر دو شاخیں نصب کی جائیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عبدالرحمٰن کی قبر پر خیمہ دیکھ کر فرمایا: بیٹے! اسے ہٹا دو۔ ان پر اعمال ہی سایہ کریں گے۔

1360- انظر الحديث: 6681,4772,4675,3884' صحيح مسلم: 132,131' سنن نسائی: 2034

الفصل(5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(44) في عهد معاوية رضی اللہ عنہ: عائشة رضی اللہ عنہا بنيت ضرب على قبر عبد الرحمن بن أبي بكر رضی اللہ عنہ [معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں: عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دليل (.60)

للعلامة الشيخ علي بن سلطان محمد القاري المتوفى سنة ١٠١٤هـ

شرح مشكاة المصابيح

للإمام العلامة محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي المتوفى سنة ٧٤١هـ

تحقيق
الشيخ جمال عيتاني

تنبيه:
وضعنا متن المشكاة في أعلى الصفحات، ووضعنا أسفل منها نص "مرقاة المفاتيح"؛ وألحقنا في آخر المجلد الحادي عشر كتاب "الإكمال في أسماء الرجال" وهو تراجم رجال المشكاة للعلامة التبريزي

الجزء الرابع
يحتوي على الكتب التالية
الجنائز - الزكاة - الصوم

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

نظرثانی:ابو نجیب سید محی الدین صاحب(جامع مسجد خواجہ دانا رحمہ اللہ سورۃ) معاون: عمارالاسلام دیوان مداری(رتلام)، مرتب: شیخ محمد شکیل احمد

الفصل(5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(44) في عهد معاوية رضي الله عنه: عائشة رضي الله عنها بنيت ضرب على قبر عبد الرحمن بن أبي بكر رضي الله عنه [معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں: عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دليل (.60)

رواه مسلم.

١٦٩٨ ـ (٦) وعن أبي مَرثَدٍ الغَنَوِيِّ، قال: قال رسول اللَّهِ ﷺ: لا تجلِسوا على القبور، ولا تُصَلُّوا إليها».

وقال التوربشتي: يحتمل وجهين أحدهما البناء على القبر بالحجارة، وما يجري مجراها والآخران يضرب عليها خباء ونحوه وكلاهما منهي لعدم الفائدة فيه قلت: فيستفاد منه أنه إذا كانت الخيمة لفائدة مثل أن يقعد القراء تحتها، فلا تكون منهية قال ابن الهمام: واختلف في اجلاس القارئين، ليقرؤوا عند القبر والمختار عدم الكراهة[١]. اهـ. ثم قال التوربشتي: ولأنه من صنيع أهل الجاهلية أي كانوا يظللون على الميت إلى سنة قال وعن ابن عمر أنه رأى فسطاطاً على قبر أخيه عبد الرحمن، فقال انزعه يا غلام وإنما يظله عمله وقال بعض الشراح من علمائنا: ولاضاعة المال وقد أباح السلف البناء على قبر المشايخ، والعلماء المشهورين ليزورهم الناس ويستريحوا بالجلوس فيه. اهـ. **(وأن يقعد عليه)** بالبناء للمفعول كالفعلين السابقين قيل: للتغوّط والحديث وقيل: للأحداد وهو أن يلازم القبر ولا يرجع عنه وقيل: مطلقاً لأن فيه استخفافاً بحق أخيه المسلم وحرمته كذا قاله بعض علمائنا وقال الطيبي: المراد من القعود هو الجلوس، كما هو الظاهر وقد نهى عنه لما فيه من الاستخفاف بحق أخيه المسلم، وحمله جماعة على قضاء الحاجة ونسبوه إلى زيد بن ثابت والأوّل هو الصحيح لما أخرجه الطبراني والحاكم عن عمارة بن حزم قال: رآني رسول الله ﷺ جالساً على قبر فقال: يا صاحب القبر انزل من على القبر، لا تؤذي صاحب القبر، ولا يؤذيك وأخرج سعيد بن منصور عن ابن مسعود أنه سئل عن الوطء على القبر قال: كما أكره أذى المؤمن في حياته فإني أكره أذاه بعد موته. **(رواه مسلم)**.

١٦٩٨ ـ **(وعن أبي مرثد)** بفتح الميم والمثلثة **(الغنوي)** بفتحتين **(قال: قال رسول الله ﷺ: لا تجلسوا على القبور)** قال ابن الهمام: وكره الجلوس على القبر، ووطؤه وحينئذ فما يصنعه الناس ممن دفنت أقاربه، ثم دفنت حواليه خلق من وطء تلك القبور إلى أن يصل إلى قبر قريبه مكروه ويكره النوم عند القبر وقضاء الحاجة، بل أولى ويكره كل ما لم يعهد من السنة والمعهود منها ليس إلا زيارتها والدعاء عندها قائماً، كما كان يفعل رسول الله ﷺ في الخروج إلى البقيع ويقول السلام عليكم دار قوم مؤمنين، وإنا إن شاء الله بكم لاحقون، أسأل الله لي ولكم العافية[٢]. **(ولا تصلوا)** أي مستقبلين **(إليها)** لما فيه من التعظيم البالغ لأنه من مرتبة

---

(١) فتح القدير ٢/ ١٠٢.

(٢) الحاكم في المستدرك ٣/ ٥٩٠.

الحديث رقم ١٦٩٨: أخرجه مسلم في صحيحه ٢/ ٦٦٨ حديث رق (٩٧ ـ ٩٧٢). وأبو داود في السنن ٣/ ٥٥٤ حديث رقم ٣٢٢٩. والترمذي ٣/ ٣٦٧. حديث رقم ١٠٥٠. والنسائي ٢/ ٦٧ حديث رقم ٧٦٠.

الفصل(5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(44) في عهد معاوية رضی اللہ عنہ: عائشة رضی اللہ عنہا بنيت ضرب على قبر عبد الرحمن بن أبي بكر رضی اللہ عنہ [معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں: عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دليل (60.)

مرقاۃ المفاتیح اردو

للعلامہ الشیخ القاری علی بن سلطان محمد القاری ھجری ۱۰۱۴

شرح

مشکوٰۃ المصابیح

للامام العلامۃ محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی المتوفی ۷۴۱

مترجم: مولانا راؤ محمد ندیم

جلد چہارم

مکتبہ رحمانیہ

اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون: 042-37224228-37355743

MAKTABA-E-REHMANIA

الفصل(5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(44) في عهد معاوية رضی اللہ عنہ: عائشة رضی اللہ عنہا بنيت ضرب على قبر عبد الرحمن بن أبي بكر رضی اللہ عنہ [معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں: عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دلیل (.60)

قوله (ولا قبراً مشرفا) جس پر عمارت بنائی جائی نہ کہ وہ قبر جس پر ریت کے ٹیلے وغیرہ سے نشانی بنائی گئی ہو یا نشان زدہ پتھروں کے ساتھ تا کہ اس کی پہچان ہو اور اُس کو کوئی نہ روندے۔

قوله (إلا سوتيه) ''ازھار'' میں علماء کا قول ہے قبر کو ایک بالشت بلند کرنا مستحب ہے اس سے زیادہ مکروہ ہے اور زائد کو گرانا مستحب ہے اس کی مقدار میں اختلاف ہے بعض کا کہنا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تغلیظاً زمین کے برابر کردو' یہ مطلب اقرب الی اللفظ ہے' یعنی حدیث میں موجود ''سویتۃ'' کے معنی کے قریب ہے ابن ہمام کہتے ہیں: یہ حدیث محمول ہے کہ وہ جو بلند و بالا عمارتیں تعمیر کرتے تھے ہماری مراد قبر کی کوہان نہیں ہے' بلکہ وہ مقدار جو زمین سے ظاہر ہوتی ہے اور اس سے الگ تھلگ ہو واللہ سبحانہ اعلم۔ میرک فرماتے ہیں اس کو ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

قبر پر بیٹھنے اور اس پر عمارت بنانے کی ممانعت

۱۶۹۷: وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ وَاَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ۔ [رواه مسلم]

اخرجه مسلم فی صحيحه ٦٦٧/٢۔ حديث رقم (٩٤۔ ٩٧٠)۔ والترمذی ٣٦٨/٣ حديث رقم ١٠٥٢۔ والنسائی ٨٦/٤ حديث رقم ٢٧-٢۔ وابن ماجه ٤٩٨/١ حديث رقم ١٥٦٢۔ واحمد فی المسند ٢٩٩/٦۔

ترجمه: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو گچ کرنے سے اور قبر پر عمارت بنانے سے اور قبر پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔

تشریح: ''ازہار' میں ہے قبروں کو چونا گچ کرنے کی ممانعت کراہیت کے لیے ہے' یہ اس پر بناء کو بھی شامل ہے اور عمارت بنانے کی ممانعت کراہت کے لیے اگر اس کی ملک میں ہو اور حرمت کے لیے ہے اگر عام قبرستان میں ہو۔ اس کو گرانا واجب ہے اگر چہ مسجد ہو تورپشتی فرماتے ہیں: دو صورتوں کو متحمل ہے ایک صورت یہ ہے کہ قبر پر پتھروں کے قائم مقام ہے۔ دوسری وجہ اُس پر خیمہ وغیرہ لگانا ہے اور ان دونوں سے منع کیا گیا ہے اس لیے کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں میں کہتا ہوں اس سے استفادہ کیا جائے کہ مثلاً اُس کے نیچے قراء بیٹھیں گے تو پھر ممانعت نہیں ہے' قاریوں کے بیٹھنے اور ان کی قبر پر قراءت کے بارے میں اختلاف ہے مختار عدم کراہت ہے۔

پھر تورپشتی کہتا ہے: چونکہ اہل جاہلیت کے کاموں میں سے ہے کہ وہ میت پر سایہ کرتے تھے ایک سال تک' ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی قبر پر بانس دیکھا انہوں نے اپنے غلام سے کہا اس کو اُکھاڑ دے اس کا عمل اس پر سایہ کرے گا ہمارے علماء میں سے بعض شراح کہتے ہیں: مال کے ضیاع کی وجہ سے ممانعت سلف نے جائز قرار دیا ہے کہ مشائخ اور مشہور علماء کی قبر پر عمارت بنا دی جائے تا کہ لوگ ان کی زیارت کریں اور اس کے نیچے بیٹھ کر آرام حاصل کریں۔

قوله: وأن يقعد عليه مبنی علی المفعول جیسے پیچھے دو فعل ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ ممانعت: بول و براز اور باتیں کرنے کے لیے ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ممانعت سوگ کے لیے بیٹھنے سے ہے کہ وہ قبر سے چمٹ جائے اور وہاں سے واپس نہ لوٹے

الفصل(5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(44) في عهد معاوية رضی اللہ عنہ: عائشة رضی اللہ عنہا بنيت ضرب على قبر عبد الرحمن بن أبي بكر رضی اللہ عنہ [معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں: عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دلیل (.60)

ایک قول ہے کہ مطلق ہے کیونکہ اس میں اپنے مسلمان بھائی کے حق اور اس کی حرمت کی بنا پر تخفیف ہے جیسا کہ یہ قول ہمارے بعض علماء نے کہا ہے۔

طیبیؒ کہتے ہیں: قعود سے مراد جلوس ہے۔ اس سے منع کیا ہے اپنے مسلمان بھائی کے حق میں نرمی کے لیے ایک جماعت نے اُسے قضائے حاجت پر محمول کیا ہے اور اسکی نسبت زید بن ثابت کی طرف کی ہے پہلا ہی صحیح ہے اس کو طبرانی نے بیان کیا ہے۔

عمارہ بن حزم سے روایت ہے: قال رأني رسول الله ﷺ جالسًا على قبر فقال يا صاحب القبر انزل من على القبر لا تؤذى صاحب القبر ولا يؤذيك"

سعید بن منصور نے ابن مسعود سے بیان کی ہے۔

انه سئل عن الوط على القبر' قال: كما اكره اذى المؤمن فى حياته فانى اكره اذاه بعد موته۔

ان سے قبر کو روندنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں مؤمن کو اس کی زندگی میں تکلیف دینا ناپسند کرتا ہوں اور اس کی موت کے بعد بھی اس کو تکلیف دینا ناپسند کرتا ہوں۔

۱۶۹۸: وَعَنْ اَبِي مَرْثَدِ الْغَنَوِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا اِلَيْهَا۔

[رواه مسلم]

اخرجه مسلم فی صحيحه ۶۶۸/۲ حديث رقم (۹۷۔ ۹۷۲)۔ وابوداؤد فی السنن ۵۵۴/۳ حديث رقم ۳۲۲۹۔ والترمذی ۳۶۷/۳۔ حديث رقم ۱۰۵۰۔ والنسائی ۶۷/۲ حديث رقم ۷۶۰۔

ترجمہ: حضرت ابو مرثد غنویؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قبروں پر مت بیٹھو اور نہ قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔ اس کو امام مسلمؒ نے نقل کیا ہے۔

تشریح: أبي مرثد میم اور "ثاء" کے فتحہ کے ساتھ۔

قوله (الغنوى) غین اور نون کے فتحہ کے ساتھ۔

قوله (قال: قال رسول الله ﷺ لا تجلسوا على القبور)۔ ابن ہمام کہتے ہیں: انہوں نے قبر پر بیٹھنے اور اسے روندنے کو ناپسند کیا ہے۔ اور اس وقت جو لوگ اپنے اقارب کو دفن کرنے کرتے ہیں پھر اس کے ارد گرد لوگوں کو دفن کرتے ہیں اور قبروں کو روندتے ہیں تا کہ وہ اپنے رشتے دار کی قبر تک پہنچ جائیں یہ مکروہ ہے ان کے نزدیک قبر کے پاس سونا اور قضائے حاجت مکروہ ہے بلکہ اولیٰ یہ ہے کہ ہر وہ کام مکروہ ہے جو مسنون و معہود نہ ہو سوائے قبروں کی زیارت اور دعا جو کہ کھڑے ہونے کی حالت میں ہو جیسے رسول اللہ ﷺ جنت البقیع تشریف لے جا کر کیا کرتے تھے اور دعا پڑھتے السلام عليكم دار قوم مؤمنين وإنا ان شاء الله بكم لا حقون أسال الله لى ولكم العافية۔

قوله (ولا تصلوا) یعنی اس کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے۔

إليها کیونکہ اس میں وہ انتہائی تعظیم ہے جو معبود کے لیے ہوتی ہے کہ وہی اس تعظیم کے مستحق ہیں یہ قول طیبیؒ کا ہے یہ تعظیم

الفصل(5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(44) في عهد معاوية رضی اللہ عنہ: عائشة رضی اللہ عنہا بنيت ضرب على قبر عبد الرحمن بن أبي بكر رضی اللہ عنہ [معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں: عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دليل (61.)

المنتقى شرح موطأ مالك

تأليف

القاضي أبي الوليد سليمان بن خلف بن سعد بن أيوب الباجي

المتوفى سنة ٤٩٤هـ

تحقيق

محمد عبد القادر أحمد عطا

الجزء الثاني

منشورات

محمد علي بيضون

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

الفصل(5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(44) في عهد معاوية رضی اللہ عنہ: عائشة رضی اللہ عنہا بنيت ضرب على قبر عبد الرحمن بن أبي بكر رضی اللہ عنہ [معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں: عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دليل (61.)

وقد روى عن مالك أنه قال: اللحد والشق كل واسع، واللحد أحب إلىّ. ووجه ذلك التبرك بما فعل للنبى ﷺ، واللحد هو ما كان الشق فى جانب القبر، والضريح ما كان فى وسطه.

مسألة: قال ابن حبيب: ويستحب أن لا يغمق القبر جدًا، ولكن قدر عظم الذراع، ولعله أراد الشق الذى هو نفس اللحد، وأما نفس القبر، فإنه يكون مثل ذلك وأكثر منه، ويستحب أن يجعل على القبر اللبن. قال ابن حبيب: وكذلك فعل بالنبى ﷺ.

قال ابن القاسم: ويكره الدفن فى التبوت إلا أن لا يوجد الطوب. قال أشهب: لا بأس باللوح والآجر والقصب واللبن، وإنما كره من ذلك ما كان وجه السرف.

وجه ما قاله ابن القاسم أن الدفن فى الأرض، ويجب أن تكون هى التى تلى الإنسان وتكون باقية على حكم الأصل لم يتغير إلى أن يصير أجزاء أو غير ذلك.

مسألة: ومن السنة تسنيم القبر ولا يرفع، قاله ابن حبيب. وقد روى عن سفيان التمار أنه رأى قبر النبى ﷺ مسنمًا فأما بنيانه ورفعه على وجه المباهاة فممنوع. روى ابن القاسم عن مالك فى العتبية، إنما يكره أن يرصص على القبر بالحجارة والطين أو الطوب.

قال ابن حبيب: وروى جابر أن النبى ﷺ نهى أن ترفع القبور أو يبنى عليها وأمر بهدمها وتسويتها بالأرض، وفعله عمر بن الخطاب، قال: وينبغى أن تسوى تسوية تسنيم.

قال القاضى أبو الوليد، رضى الله عنه: ومعنى ذلك عندى، والله أعلم، أن يسوى نفس القبر بالأرض ويرفع رفع تسنيم دون أن يرفع أصله. قال ابن حبيب: ولا بأس بالمشى على القبر إذا عفا، وأما وهو مسنم والطريق دونه، فلا أحب ذلك لأن هذا يكسر تسنيمه ويبيحه طريقًا.

ووجه ذلك أن السنام يحفظه على أهله يعرفونه به ويمنع من ابتذاله بالمشى عليه وتعفية أثره، فأما البنيان المتخذ على وجه المباهاة فممنوع.

مسألة: وأما تقصيصها، ويقال تجصيصها وهو تبييضها بالجير أو التراب الأبيض، فقد قال ابن حبيب: نهى عن ذلك، والنقش على القبر، كره ابن القاسم أن يجعل على القبر بلاطة، ويكتب فيها ولم ير بالعمود والخشبة والحجر يعرف بها القبر من غير أن يكتب فيها بأسًا.

الفصل(5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(44) في عهد معاوية رضی اللہ عنہ: عائشة رضی اللہ عنہا بنيت ضرب على قبر عبد الرحمن بن أبي بكر رضی اللہ عنہ [معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں: عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دليل (61.)

ووجه ذلك منع ما قدمناه من المباهاة وإباحة ما عرا منها، وأما الفسطاط يضرب على القبر، فقد قال ابن حبيب: ضربه على قبر المرأة أفضل من ضربه على قبر الرجل لما يستر منها عند إقبارها، وقد ضربه عمر على قبر زينب بنت جحش. وكره ضربه على قبر الرجل ابن عمر وأبو هريرة وأبو سعيد الخدرى وابن المسيب، وضربته عائشة على قبر أخيها عبدالرحمن، وضربه محمد بن الحنفية على قبر ابن عباس. قال ابن حبيب: وأراه واسعًا اليوم واليومين والثلاثة، ويبات فيه إن خيف من نبش أو غيره، وإنما كرهه من كرهه لمن ضربه على وجه السمعة والمباهاة.

٥٤٢ – مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ تَقُولُ: مَا صَدَّقْتُ بِمَوْتِ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى سَمِعْتُ وَقْعَ الْكَرَازِينِ(١).

الشرح: قولها: «ما صدقت بموت رسول الله ﷺ»، تريد أنها كانت تكذب ذلك وكذلك فعل أكثر الصحابة، وكان أشد الناس فيه عمر، حتى جاء أبو بكر فحقق موته.

وقولها: «حتى سمعت وقع الكرازين»، تريد وقع المساحى بحثى التراب عليه ﷺ وشرف وكرم.

٥٤٣ – مَالِك، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: رَأَيْتُ ثَلَاثَةَ أَقْمَارٍ سَقَطْنَ فِي حُجْرَتِي، فَقَصَصْتُ رُؤْيَايَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، قَالَتْ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَدُفِنَ فِي بَيْتِهَا، قَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ: هَذَا أَحَدُ أَقْمَارِكِ، وَهُوَ خَيْرُهَا.

---

٥٤٢ – ذكره ابن عبد البر فى الاستذكار ٥٠٨.

(١) قال ابن عبد البر فى التمهيد ٣١٣/٤: لا أحفظه عن أم سلمة متصلا، والمعروف حديث عائشة: «ما علمنا بدفن رسول الله ﷺ». وإن صح حديث أم سلمة، فلعله أن يكون أدركها من الجزع عليه، ما أدرك عمر رضى الله عنه، فظنت أنه غشى عليه وأسرى به إلى ربه، على نحو ما ظن عمر حين خطبهم، فقال: إن محمدا لم يمت، وإنه ذهب به إلى ربه، وسيرجع فيقطع أيدى رجال، فبلغ ذلك أبا بكر، فأتاهم فحمد الله وأثنى عليه ثم قال: أما بعد من كان يعبد محمد، فإن محمد قد مات، ومن كان يعبدالله، فإن الله حى لا يموت، ثم تلا: ﴿وما محمد إلا رسول قد خلت من قبله الرسل أفائن مات أو قتل انقلبتم على أعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا﴾. الآية، قال عمر: فكأنى لم أسمع هذه الآية إلا يومئذ.

٥٤٣– ذكره ابن عبد البر فى الاستذكار برقم ٥٠٨. وذكره الهيثمى فى مجمع الزوائد ٨٠/٧، وذكره فى ٣٨/٩ وعزاه الهيثمى إلى الطبرانى فى الكبير والأوسط عن عائشة.

الفصل(5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(44) في عهد معاوية رضی اللہ عنہ: عائشة رضی اللہ عنہا بنيت ضرب على قبر عبد الرحمن بن أبي بكر رضی اللہ عنہ [معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں: عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دليل (62.)

المسالك في شرح مُوَطَّأ مالك

للقاضي أبي بكر محمد بن عبد الله بن العربي المعافري

(المتوفَّى سنة : 543 هـ)

قرأه وعلّق عليه

محمد بن الحسين السُّليماني — عائشة بنت الحسين السُّليماني

قدّم له

الشيخ الإمام يوسف القرضاوي
رئيس الاتحاد العالمي لعلماء المسلمين

المجلد الثالث

الفصل(5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(44) في عهد معاوية رضی اللہ عنہ: عائشة رضی اللہ عنہا بنيت ضرب على قبر عبد الرحمن بن أبي بكر رضی اللہ عنہ [معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں: عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دليل (.62)

560 كتاب الجنائز

قال الإمام(1) ـ ووجهُ قول ابن القاسم: أنّ الدَّفن في الأرض ويجب(2) أن تكون هي الّتي(3) تلي الإنسان، ويكون بَاقِيهِ على حُكْمِ الأصل لم يتغيّر، إلاّ أنْ يصير أجزاءً أو غير ذلك.

المسألة الرابعة(4):

قال أشياخنا(5): ومن السُّنَّةِ تسنمة القُبور ولا ترفع(6)، وقاله ابنُ حبيب أيضًا، وقد رُوِيَ عن سفيان التمّار(7)؛ أنّه رأى قبر النّبيّ ﷺ مُسَنَّمًا(8).

وأمّا إشادَتُهُ ورَفْعُه على وَجْهِ المباهاةِ فممنوعٌ منه، وروَى ابنُ القاسم(9) عن مالك؛ أنّه كره أن ترصَّصَ القُبور بالحجارة والطِّين والطُّوب، أن يجعل كلّ ذلك من فوق(10)، لِمَا رُوِيَ عن النّبيِّ ﷺ من حديث جابر؛ أنَّ النّبيَّ ﷺ عَلَيْهِ نَهَى أَنْ تُرْفَعَ الْقُبُورُ وأنْ يُبْنَى(11) عَلَيْهَا وَأَمَرَ بِهَدْمِهَا وتسويتها بالأرض(12).

ويُرفعُ(13) رفع تسنيم دون أن يرفع أصلُه.

وقال ابنُ حبيب: لا بأس بالمَشْيِ على القُبورِ إذا عفت، وأمّا والقبر مسنّمٌ والطّريق دُونَهُ فلا أحبُّ ذلك؛ لأنّ هذا تكسيرٌ لتسنيمه ويُبيحُ طريقَهُ(14).

---

(1) الكلام موصول للإمام الباجي.
(2) غ: «أفضل ويستحب» جـ: «ويستحب» والمثبت من المنتقى.
(3) غ، جـ: «من الذي» والمثبت من المنتقى.
(4) هذه المسألة مقتبسة من المنتقى: 2/ 22.
(5) المقصود هو الإمام الباجي.
(6) انظر كلام القاضي عياض في التنبيهات: 34/ب ففيه فوائد نفيسة نقل بعضها عن اللّخمي في تبصرته.
(7) أخرجه البخاري (بعد حديث رقم 1390).
(8) غ، جـ: «سفيان الثوري» والمثبت من المنتقى وصحيح البخاري.
(9) في العتبية: 2/ 254 في سماع عيسى بن دينار من عبد الرحمن بن القاسم. كما كره ذلك في المدونة: 1/ 170 في تجصيص القبور.
(10) عبارة: «أن يجعل كل ذلك من فوق» غير واردة في المنتقى، ويحتمل أن تكون طُرَّة من بعض القراء أضيفت مع تكرار النّسخ إلى صلب النّصّ.
(11) في المنتقى: «أو يبنى».
(12) أخرجه عبد الرزاق (6488)، وأحمد: 3/ 295، ومسلم (970)، والترمذي (1052).
(13) أي القبر.
(14) ووجه ذلك ـ كما ذكر الباجي ـ: أنّ السّنام يحفظه على أهله يعرفونه به، ويمنع من ابتذاله بالمشي عليه وتعفية أثَرِه، فأمّا البنيان المتّخذ على وجه المباهاة فممنوع.

الفصل(5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(44) في عهد **معاوية** رضی اللہ عنہ: عائشة رضی اللہ عنہا بنيت ضرب على قبر **عبد الرحمن** بن أبي بكر رضی اللہ عنہ [معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں: عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دليل (.62)

المسألة الخامسة[1]:

أمّا تجصيصُ القُبور، فقد نُهِيَ عنه وعن النَّقْشِ على القُبور، وكَرِهَ ابنُ القاسم أن يجعلَ على القبر بلاطة ويكتب فيها، ولم ير بالعمود والخَشَبَةِ والحَجَر ـ ليُعْرَفَ بها القبر من غير أن يكتب بها ـ بأسًا.

قال الإمام[2] ـ فوجه ذلك: منع ما قدَّمْنَاهُ من المباهاة.

المسألة السادسة:

وأما قوله: «نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ تَجْصِيصِ القُبُورِ»[3] فإنَّ مذهب مالك الكراهية لذلك من البنيان[4] والجصّ على القبر، وأجازه المخالف، وهذا الحديث حجّة عليه، ومذهب مالك المنع.

المسألة السّابعة[5]:

أما الفسطاط يضرب على القبر، فقد قال ابنُ حبيب: ضَرْبُهُ على قبر المرأة أفضل لما يستر منها عند إقبارها، وقد ضَرَبَهُ عمر على قبر زَيْنَب ابنة جَحْش، وكره ضربه على قبور الرِّجال، وكره ذلك ابن عمر وأبو هريرة وأبو سعيد الخُدْرِيّ وسعيد ابن المسيَّب، وضربته عائشة على أخيها عبد الرحمن، وضَرَبَهُ ابن الحَنَفِيَّة على قبر ابن عبّاس.

قال ابنُ حبيب: وأراهُ واسعًا اليوم واليومين والثّلاثة، ويُبَاتُ فيه إن خِيفَ من نَبْشٍ أو غيره.

قال الإمام[6]: وإنّما كرهه من كرهه على وجه السَّعَةِ والمباهاة.

المسألة الثامنة[7]:

وأما الطّعام يُصْنَعُ لأهل الميِّتِ فإنّه جائزٌ، وذكر التّرمذيّ[8] حديث عبد الله بن

(1) هذه المسألة مقتبسة من المنتقى: 2/ 22 ـ 23.
(2) الكلام موصول للإمام الباجي.
(3) سبق تخريجه من حديث جابر.
(4) جـ: «البناء».
(5) هذه المسألة مقتبسة من المنتقى: 2/ 23.
(6) انظرها في عارضة الأحوذي: 4/ 219.
(7) الكلام موصول للإمام الباجي.
(8) في جامعه الكبير (998).

الفصل(5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(44) في عهد معاوية رضی اللہ عنہ: عائشة رضی اللہ عنہا بنيت ضرب على قبر عبد الرحمن بن أبي بكر رضی اللہ عنہ [معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں: عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دليل (.62)

562 كتاب الجنائز

جعفر في أَمرِ النبيِّ ﷺ بصُنعِ الطَّعامِ لآل جعفر لشُغلِهِم.

قال علماؤنا: وهذا أصلٌ في المشاركات عند الحاجة، وصحح الترمذيّ[1] هذا الحديث.

قال الإمام: والسُّنَّةُ فيه أن يصنع في اليوم الّذي مات فيه، لقوله ﷺ: «قَدْ جَاءَهُمْ مَا يشغلهم عَنْهُ» بذهولهم عن حالهم، لحزن موت وَلِيِّهِم، فحضٌّ أن يتكلّف لهم[2] عيشهم، وقد كانت العرب وكبارها عندهم مشاركات ومواصلات، يأتي بيانها في كتاب الأطعمة إن شاء الله.

الوقوفُ للجنائز والصّلاة[3] على[4] المقابر

مالك[5]، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ مَسْعُودِ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ يَقُومُ لِلْجَنَائِزِ[6]، ثُمَّ جَلَسَ بَعْدُ.

الإسناد[7]:

قال الإمام: كذا رواهُ يحيى بن وَاقِد بن سعد ينسبه إلى جدِّه، وما أظنُّ يحيى قصدَ أن ينسبه إلى جدِّه، ولكنّه سقط من «كتابه» ابن عمرو، والصّواب فيه: واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ[8].

الفقه في أربع مسائل:

المسألة الأولى:

قال الإمام: القيامُ للجنائز مختلَفٌ فيه؛ لأنّ النّبيَّ ﷺ اختلفتَ أحوالُه، فمرّةً

(1) في المصدر السابق، وعبارته: «هذا حديث حسن».
(2) في العارضة: «بهم».
(3) في الموطّأ: «والجلوس».
(4) غ: «عند».
(5) في الموطّأ (626).
(6) في الموطّأ: «يقوم في الجنائز».
(7) كلامه في الإسناد مقتبس من الاستذكار: 8/ 298.
(8) وهو الثابت في رواية القعنبي كما في مسند الموطّأ للجوهري (825).

الفصل(5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(44) في عهد **معاوية** رضی اللہ عنہ: عائشة رضی اللہ عنہا بنيت ضرب على قبر **عبد الرحمن** بن أبي بكر رضی اللہ عنہ [معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں: عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دليل (62.)

الفصل(5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(44) في عهد معاوية رضی اللہ عنہ: عائشة رضی اللہ عنہا بنيت ضرب على قبر عبد الرحمن بن أبي بكر رضی اللہ عنہ [معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں: عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دلیل (.62)

50

واما تقصيصها وتبييضها بالجيرا والتراب الابيض فقد قال ابن حبيب نهى عن ذالك والنقش على القبر كره ابن القاسم ان يجعل على القبر ملاطة ويكتب فيها ولم يربا العمود والخشبة والحجر يعرف بها القبر من غير ان يكتب فيها بأساً ووجه ذالك منع ما تقدم منا من المباهاة واباحة ما عرا منها واما الفسطاط يضرب على القبر فقد قال ابن حبيب ضربه على قبر المرأة افضل من ضربه على قبر الرجل لما يستر منها عند اقبارها وضربه عمر رضي الله عنه على قبر زينب رضي الله عنها بنت جحش وكره ضربه على قبر الرجل ابن عمر وابو هريرة وابو سعيد الخدري و ابن المسيب وضربة عائشة

(ترجمہ) تقصیص قبر کو قلعی یا سفید مٹی سے سفید کرنے کو کہتے ہیں ابن حبیب رحمہ اللہ (بخوف فخر ومباہات) سفید کرنے اور قبر پر نقش ونگار بنانے سے منع فرماتے ہیں ابن قاسم رحمہ اللہ قبر پر پتھر بچھا کر اُس پر لکھنے کو فعل مکروہ سمجھتے تھے اس واسطے کہ اس میں کوئی غرض صحیح نہیں معلوم ہوتی اور توہین حروف کا خوف غالب ہے۔ اور فرماتے تھے اگر لکڑی یا ستون یا بڑا پتھر بغیر لکھنے کے بغرض علامت اور نشان قبر قریب قبر میں نصب کر دیا جائے کچھ حرج نہیں ہے اور امورِ مذکورہ سے منع کرنا بھی جائز ہے جب یہ امور بغرض فخر و مباہات اور نمائش کے ہوں ورنہ اُمور مذکور بھی مباح ہیں البتہ قبر پر خیمہ ڈالنے کی نسبت ابن حبیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عورت کی قبر پر خیمہ ڈالنا بہ نسبت مرد کی قبر کے افضل ہے خصوصاً دفن سے

الفصل(5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دورِ صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(44) في عهد معاوية رضی اللہ عنہ: عائشة رضی اللہ عنہا بنيت ضرب على قبر عبد الرحمن بن أبي بكر رضی اللہ عنہ [معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں: عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دليل (62.)

51

رضی اللہ عنہا علی قبر اخیھا عبدالرحمٰن وضربه محمد بن الحنفية على قبر ابن عباس قال ابن جبیب واراه واسعا الیوم الیومین والثلثة ويبات فيه ان خيف من نبش او غیرہ وانما کرھه من کرهه لمن ضربه على وجه السمعة والمباهاة۔ وهكذا في العيني شرح البخاری۔

پہلے کہ اس میں پردہ پوشی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ام المؤمنین زینب بنت جحش پر خیمہ قائم کر دیا تھا۔ البتہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوہریرہ اور ابوسعید خدری اور ابن مسیب رحمہم اللہ مرد کی قبر پر خیمہ ڈالنے کو مکروہ جانتے تھے مگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رجن کی نسبت حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرا آدھا علم عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینہ میں ہے) اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی قبر پر خیمہ قائم کیا تھا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادے حضرت محمد بن حنفیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی قبر مبارک پر رجو طائف میں ہے اور خالد، سپہ سالار ابن سعود نامسعود نے اسی قبر مبارک کے قبہ کو بحکم نجدی مردود شہید کر کے قبر کو اپنی جوتیوں سے پامال کیا۔ اور اس پر پیشاب کیا اور آخر کار بموجب تحریر اخبار رسالت اور اخبارِ غالب بمبئی اپنے کئے کی سزا کو پہنچا اور غازیانِ حجاز اور مدینہ طیبہ کے ہاتھوں زہ اور سپہ سالار دوم سالم غیر مسلم اور اس کا بیٹا

ؔ منتقی شرح مؤطا امام مالک جلد ۲ صفحہ ۲۳

الفصل(5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(44) في عهد معاوية رضی اللہ عنہ: عائشة رضی اللہ عنہا بنيت ضرب على قبر عبد الرحمن بن أبي بكر رضی اللہ عنہ [معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں: عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دليل (62.)

52

مقام بدر کی لڑائی میں مثل ابوجہل اور ابی بن خلف کے مارا گیا فالحمد للہ ثم الحمد للہ۔ گو ابن سعود مردود ابھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آیا اور سنا ہے کہ اہل مدینہ کو قتل کر رہا ہے اور وہاں کی قبور اور قبتوں پر اور مساجد کو برابر کر رہا ہے۔ اللہ ان خبروں کو غلط کرے۔ ورنہ یاد رہے کہ اب اُس کی ہلاکت کا زمانہ بہت قریب آگیا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے (بروایت بخاری و مسلم شریف)

عن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یکید اهل المدینة احد الا انماع کما ینماع الملح فی الماء

(ترجمہ) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں بداندیشہ کرے گا کوئی اہل مدینہ کے ساتھ مگر ایسا گھل جائے گا جیسا نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

خداوند کریم بہت جلد ابن سعود اور اُس کے نامراد لشکر کے قتل کی بھی خبر سنائے آمین، ثم آمین!

فقہاءِ اسلام کے نزدیک بزرگانِ دین کی قبروں پر عمارت اور گنبد بنانا کیسا ہے؟

علامہ ابن حبیب رحمۃ اللہ فرماتے ہیں میرے نزدیک حسبِ ضرورت اور بہ نیتِ خالص جب تک چاہے قبر پر خیمہ قائم رکھے ایک دن دو دن تین دن۔ اور اگر قبر کے اُکھڑنے کا خوف ہو یا کسی اور ضرورت سے تو اُس میں سو بھی رہے تو جائز ہے۔ اور جس کسی نے مکروہ کہا ہے بطریق مباہات اور فخر ان اُمور کو مکروہ لکھا ہے۔ اور حق یہ ہے کہ نیت تو مباہات اور فخر اور ریا تو نماز کے متعلق بھی سعدی علیہ الرحمۃ اس طرح تحریر فرماتے ہیں

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (.45) في عهد معاوية رضی اللہ عنہ: بني أمية بنيت قبة عظيمة على قبر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ [معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں: بنوامیہ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر پر عظیم گمبد تعمیر کیا]

دليل (.63)

ابو الفداء
الحافظ ابن كثير
الدمشقي المتوفى سنة ٧٧٤ هـ

البداية والنهاية

الجزء السابع

١٤١٣ هـ - ١٩٩٢ م

مكتبة المعارف
بيروت

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (.45) في عهد معاوية رضی اللہ عنہ: بني أمية بنيت قبة عظيمة على قبر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ [معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں: بنوامیّہ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر پر عظیم گمبد تعمیر کیا]

دليل (.63)

ألا إن خير الناس بعد ثلاثة * قتيل التجيبي الذي جاء من مصر

ولما رجع الحج وجدوا عثمان رضي الله عنه قد قتل ، وبايع الناس على بن أبي طالب رضي الله عنه . ولما بلغ أمهات المؤمنين في أثناء الطريق أن عثمان قد قتل ، رجعن إلى مكة فأقمن بها نحواً من أربعة أشهر كما سيأتي

فصل

كانت مدة حصار عثمان رضي الله عنه في داره أربعين يوماً على المشهور ، وقيل كانت بضعا وأربعين يوماً . وقال الشعبي : كانت ثنتين وعشرين ليلة . ثم كان قتله رضي الله عنه في يوم الجمعة بلا خلاف . قال سيف بن عمر عن مشايخه : في آخر ساعة منها ، ونص عليه مصعب بن الزبير وآخرون . وقال آخرون ضحوة نهارها ، وهذا أشبه ، وكان ذلك لثماني عشر ليلة خلت من ذي الحجة على المشهور ، وقيل في أيام التشريق ، رواه ابن جرير : حدثني أحمد بن زهير ثنا أبو خيثمة ثنا وهب بن جرير سمعت يونس عن يزيد عن الزهري . قال : قتل عثمان فزعم بعض الناس أنه قتل في أيام التشريق ، وقال بعضهم قتل يوم الجمعة لثلاث خلت من ذي الحجة . وقيل قتل يوم النحر ، حكاه ابن عساكر ويستشهد له بقول الشاعر :

ضحّوا بأشمطَ عنوانُ السجودِ به * يقطعُ الليلَ تسبيحاً وقرآنا

قال : والأول هو الأشهر ، وقيل إنه قتل يوم الجمعة لثماني عشرة خلت من ذي الحجة سنة خمس وثلاثين على الصحيح المشهور ، وقيل سنة ست وثلاثين ، قال مصعب بن الزبير وطائفة : وهو غريب . فكانت خلافته ثنتي عشرة سنة إلا اثني عشر يوما ، لأنه بويع له في مستهل المحرم سنة أربع وعشرين . فأما عمره رضي الله عنه فانه جاوز ثنتين وثمانين سنة ، وقال صالح بن كيسان : توفي عن ثنتين وثمانين سنة وأشهر ، وقيل : أربع وثمانون سنة ، وقال قتادة : توفي عن ثمان وثمانين أو تسعين سنة . وفي رواية عنه توفي عن ست وثمانين سنة . وعن هشام بن الكلبي : توفي عن خمس وسبعين سنة ، وهذا غريب جداً ، وأغرب منه ما رواه سيف بن عمر عن مشايخه ، وهم محمد وطلحة وأبو عثمان وأبو حارثة أنهم قالوا : قتل عثمان رضي الله عنه عن ثلاث وستين سنة .

وأما موضع قبره فلا خلاف أنه دفن بحش كوكب - شرقي البقيع - وقد بني عليه زمان بني أمية قبة عظيمة وهي باقية إلى اليوم . قال الامام مالك رضي الله عنه : بلغني أن عثمان رضي الله عنه كان يمر بمكان قبره من حش كوكب فيقول : إنه سيدفن ههنا رجل صالح .

وقد ذكر ابن جرير أن عثمان رضي الله عنه بقي بعد أن قتل ثلاثة أيام لا يدفن . قلت : وكأنه

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (.45) في عهد **معاوية** رضی اللہ عنہ: بني أمية بنيت قبة عظيمة على قبر **عثمان** بن عفان رضی اللہ عنہ [معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں: بنوامیّہ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر پر عظیم گمبد تعمیر کیا]

دلیل (.63)

تخریج واصلاح شدہ اور مکمل نظر ثانی شدہ ایڈیشن

تاریخ ابن کثیر

اردو ترجمہ

البداية والنهاية

جلد چہارم

حصہ ہفتم و ہشتم

۱۳ ہجری سے ۴۰ ہجری تک کے تفصیلی واقعات یہ حصہ شاندار اسلامی فتوحات پر مشتمل ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ کی فتوحات، اسکے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے شروع میں رونما ہونے والے واقعات کا ذکر

---

۴۱ ہجری کے آغاز سے ۷۳ ہجری تک کے واقعات خلافت علی رضی اللہ عنہ، خلافت حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد بنوامیہ کے خلفاء کا تفصیلی تذکرہ ہے۔ نیز واقعۂ کربلا اور حضرت عبداللہ بن زبیر کی امامت کا تفصیلی ذکر ملاحظہ فرمائیں۔

حافظ عماد الدین ابوالفدا اسماعیل ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ

ترجمہ وتحقیق

مولانا ابوطلحہ محمد اصغر مغل فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

دار الاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (.45) في عهد معاوية رضی اللہ عنہ: بني أمية بنيت قبة عظيمة على قبر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ [معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں: بنوامیّہ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر پر عظیم گمبد تعمیر کیا]

دلیل (.63)

امہات المؤمنین کو حج سے واپسی پر راستے میں آپ کی شہادت کی اطلاع ملی۔ جس پر سب واپس مکہ لوٹ گئیں اور وہاں چار ماہ کے قریب قیام کیا جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

یوم شہادت، عمر اور تدفین کا بیان...... مشہور قول کے مطابق آپ مکان میں چالیس دن تک محصور رہے اور بعض کا قول ہے کہ چالیس دن سے زیادہ محصور رہے، شعبی کہتے ہیں کہ آپ بائیس راتیں محصور رہے، لیکن یوم شہادت بلا اختلاف جمعہ کا دن ہے، سیف بن عمر نے اپنے مشائخ سے نقل کیا ہے کہ جمعہ کی آخری ساعت میں شہادت ہوئی، مصعب بن زبیر اور دیگر نے اس کی صراحت کی ہے۔ دیگر کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن چاشت کے وقت شہادت اور یہ زیادہ مناسب ہے اور مشہور قول کے مطابق یہ ذی الحجہ کی اٹھارہ تاریخ تھی، اور بعض کہتے ہیں کہ یہ ایام تشریق کا واقعہ ہے، اسے ابن جریر نے بیان کیا ہے۔

ابن عساکر کہتے ہیں کہ مجھ سے احمد بن زہیر نے ان سے ابوخیثمہ نے، ان سے وہب بن جریر نے ان سے یونس نے ان سے یزید نے اور ان سے زہری نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان کے بارے میں بعض لوگوں کی رائے ہے کہ وہ ایام تشریق میں شہید ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ ذی الحجہ کی تین تاریخ کو بروز جمعہ شہید ہوئے، اور شاعر کے اس شعر سے استشہاد کیا۔ لوگوں نے سر کے سیاہ وسفید بالوں والے کو چاشت کے وقت شہید کر دیا جو سجود کا آئینہ دار اور تسبیح وقرآن پڑھتے رات گزارنے والا تھا ابن عساکر کہتے ہیں کہ پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ آپ جمعہ کے دن اٹھارہ ذی الحجہ ۳۵ھ کو شہید ہوئے اور کہتے ہیں ۳۶ھ میں شہید ہوئے مصعب بن زبیر اور ایک جماعت اسی کی قائل ہے، لیکن یہ قول غریب ہے، آپ کی مدت خلافت بارہ دن کم بارہ سال ہے، اس لئے کہ آپ کی بیعت یکم محرم ۲۴ھ کو ہوئی تھی۔

اور آپ کی عمر مبارک بیاسی سال سے متجاوز تھی۔ صالح بن کیسان کہتے ہیں کہ آپ کی عمر بیاسی سال اور چند ماہ ہوئی، بعض کہتے ہیں کہ چوراسی سال عمر ہوئی، قتادہ کہتے ہیں کہ اٹھاسی یا نوے سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔ ایک روایت میں ہے کہ چھیاسی سال کی عمر میں وفات ہوئی، ہشام کلبی کہتے ہیں کہ پچھتر سال عمر ہوئی۔ یہ قول نہایت غریب ہے، لیکن اس سے بھی زیادہ غریب قول وہ ہے جو سیف بن عمر نے اپنے مشائخ محمد، طلحہ، ابوعثمان اور ابوحارث وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ آپ کی شہادت تریسٹھ سال کی عمر میں ہوئی۔

اور آپ کا مقام دفن تو بلا اختلاف ہے۔ آپ بقیع کی مشرقی جانب حش کوکب میں دفن ہوئے۔ بنوامیہ نے پہلے زمانے میں اس پر ایک عظیم گنبد تعمیر کر دیا تھا جو آج تک باقی ہے، امام مالک کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حش کوکب میں جب اپنی قبر کی جگہ سے گزرتے تو فرماتے کہ عنقریب یہاں ایک صالح آدمی دفن ہوگا۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان اپنی شہادت کے بعد تین دن تک بغیر دفن کے رہے، میں (یعنی مصنف) کہتا ہوں کہ لوگ حضرت علی ابن ابی طالب کی بیعت کی مشغولی کی وجہ سے آپ سے غافل رہے حتیٰ کہ وہ مکمل ہوگئی، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ دو دن تک بغیر دفن کے رہے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسی رات آپ کو دفن کر دیا گیا۔ پھر آپ کی تدفین خوارج کے خوف سے مغرب وعشاء کے درمیان ہوئی۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بعض اکابر صحابہ سے اس کی اجازت چاہی گئی تو صحابہ کی ایک چھوٹی سے جماعت جنازہ کے ساتھ چلی، جن میں حکیم بن حزام، حویطب بن عبد العزی، ابوجہم بن حذیفہ، نیار بن مکرم اسلمی، جبیر بن مطعم، زید بن ثابت، کعب بن مالک، طلحہ، زبیر، علی بن ابی طالب اور حضرت عثمان کے ساتھیوں اور زوجات میں سے کچھ لوگ، مثلاً حضرت نائلہ بنت الفرافصہ، ام البنین بنت عتبہ بن حصین اور کچھ بچے شامل تھے، یہ واقدی اور سیف بن عمر کے کلام کا خلاصہ ہے، اور آپ کے خدام کی بھی ایک جماعت شامل تھی جو غسل اور کفن کے بعد آپ کو دروازے تک اٹھا کر لائے تھے۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ کو غسل اور کفن نہیں دیا گیا، لیکن پہلا قول صحیح ہے۔

جبیر بن مطعم نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بعض نے زبیر بن العوام، بعض نے حکیم بن حزام، بعض نے مروان بن حکم اور بعض نے مسور بن مخرمہ کے بارے میں کہا ہیں کہ انھوں نے نماز جنازہ پڑھائی، بعض خوارج نے آپ کے جنازہ کو روکا اور اس پر سنگباری کرنا چاہی اور جنازہ کی چار پائی کو گرانا چاہا، دراراده کیا کہ آپ کو دیر سلع میں یہود کے قبرستان میں دفن کیا جائے، حتیٰ کہ حضرت علی بن ابی طالب نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور انھیں

السيرة النبوية

لابن إسحاق

محمد بن إسحاق بن يسار المطلبي المدني

المتوفى ١٥١هـ

حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه

أحمد فريد المزيدي

١ - ٢

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (46.) في عهد ابن الزبير رضی اللہ عنہ: عبد الله بن الزبير رضی اللہ عنہ بنيت القبر النبي إسماعيل و والدة هاجرة علیہ السلام في كعبة [ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور میں: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ میں نبی اسماعیل اور انکی والدہ ہاجرہ علیہ السلام کی قبریں بنوائی] دليل (64.)

ابن الزبير عن أبيه عباد قال: حُدثت أهم وجدوا في أس الكعبة أو في بعضها شيئًا من صُفر مثل بيض النعام مكتوبٌ في إحداهما: هذا بيت الله عز وجل الحرام رزق أهله من كذا، لا يحله أول من أهله، وفي الأخرى: براءة لبني فلان حي من العرب، من حجة لله حجوها.

نا أحمد، نا يونس عن ابن إسحاق قال: وحدِّثت أن قريشًا وجدت في الركن أو في بعض المقام كتابًا بالسِّريانية لم يدروا ما هو حتى قرأه عليهم رجل من يهود: «أنا الله ذو بَكة خلقتها يوم خلقت السموات والأرض وصنعت الشمس والقمر، وحففتها بسبعة أملاك حنفاء لا يزولون حتى تزول أخاشبها، مبارك لأهلها في الماء واللبن».

الكتاب الذي وُجد في المقام:

وحُدثت أهم وجدوا في المقام كتابًا فيه: «مكة الحرام يأتيها رزقها من ثلاثة سبل، لا يحلها أولُ من أهلها».

نا أحمد، نا يونس عن زكريا بن أبي زائدة عن عامر الشعبي قال: حدثني من قرأ في أسفل المقام أو في تختجة في سقف البيت: «أنا الله ذو بَكة، بنيته على وجوه سبعة أملاك حنفاء، باركت لأهله في اللحم، والماء، وجعلت رزقهم من ثلاثة سبل، ولا يستحل حرمتها أول من أهلها».

نا أحمد، نا يونس عن المنذر بن ثَعْلبة عن سعيد بن حرب قال: شهدت عبد الله بن الزبير وهو يقلع القواعد التي أسس إبراهيم ﷺ لبناء البيت فأتوا على تربة صفراء عند الحطيم، فقال ابن الزبير: هذا قبر إسماعيل عليه السلام فواراه(١).

الاختلاف بين قريش في وضع الحجر:

نا أحمد، نا يونس عن ابن إسحاق قال: ثم جمعت القبائل من قريش لبنائها كل قبيل تجمع من جدتها ثم بنوا حتى بلغ البناء موضع الركن فاختصموا في رفع

(١) أورد الحافظ ابن كثير في «البداية والنهاية» (٢/٣٧٠،٣٦٩)، من طريق ابن إسحاق.

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (.46) في عهد ابن الزبير رضی اللہ عنہ: عبد الله بن الزبير رضی اللہ عنہ بنيت القبر النبي إسماعيل و والدة هاجرة علیہ سلام في كعبة [ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور میں: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ میں نبی اسماعیل اور انکی والدہ ہاجرہ علیہ سلام کی قبریں بنوائی]

دليل (.65)

أخبار مكّة

وما جاء فيها من الآثار

تصنيف

الإمام أبي الوليد محمّد بن عبد الله بن أحمد الأزرقي

ت ٢٥٠ هـ

دراسة وتحقيق

ا.د. عبد الملك بن عبد الله بن دهيش

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (.46) في عهد ابن الزبير رضی اللہ عنہ: عبد الله بن الزبير رضی اللہ عنہ بنيت القبر النبي إسماعيل و والدة هاجرة علیہ السلام في كعبة [ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور میں: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ میں نبی اسماعیل اور انکی والدہ ہاجرہ علیہ السلام کی قبرین بنوائی] دليل (.65)

يوم القيامة، وفي ذلك الموضع توفي. قال خالد: فيرون أن ذلك الموضع ما بين الميزاب إلى باب الحجر الغربي وفيه(١) قبره.

٣٨٩- قال: حدثنا أبو الوليد، قال: حدثني جدي، عن خالد بن عبد الرحمن، قال: حدثني الحارث بن أبي بكر الزهري، عن صفوان بن عبد الله بن صفوان الجُمَحي، قال: حفر ابن الزبير الحِجْر فوجد فيه سفطاً من حجارة [خضر](٢)، فسأل قريشاً عنه فلم يجد عند أحد منهم فيه علماً. قال: فأرسل إلى عبد الله بن صفوان فسأله فقال: هذا قبر إسماعيل فلا تحركه. قال: فتركه.

٣٩٠- قال: حدثنا أبو الوليد، قال: حدثني محمد بن يحيى، قال: حدثنا هشام بن سليمان المخزومي، عن عبد الله بن عبيد بن عمير، أنه قال: دخل بين عائشة وبين أخيها عبد الرحمن بن أبي بكر كلام، فحلف أن لا يكلمها، فأرادته على أن يأتيها فأبى، فقيل لها: إن له ساعة من الليل يطوفها، فرصدته بباب الحِجْر حتى إذا مَرَّ بها أخذت بثوبه فجبذته فأدخلته الحِجْر، ثم قالت له: فلان عبدي حرّ وفلان، والذي أنا في بيته، وجعلت تعتذر إليه وتحلف له.

٣٩١- قال: حدثنا أبو الوليد، قال: حدثني محمد بن يحيى، قال: حدثنا هشام بن

---

(١) في ب، ج: فيه.

٣٨٩- إسناده ضعيف .
انظر التعليق على الحديث السابق.

(٢) في أ، ج: أخضر. والمثبت من ب.

٣٩٠- إسناده ضعيف.
فيه انقطاع.
أخرجه عبد الرزاق (٥/ ١٢٩ح٩١٥٣) من طريق: عبد الله بن عبيد بن عمير، به.

٣٩١- إسناده ضعيف.
أم كلثوم بنت عمرو بن أبي عقرب : لا يعرف حالها (التقريب ص:٧٥٢)
أخرجه عبد الرزاق (٥/ ١٣٠ح٩١٥٤) من طريق: أم كلثوم بنت عمرو بن أبي عقرب، به.

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (.46) في عهد ابن الزبير رضی اللہ عنہ: عبد الله بن الزبير رضی اللہ عنہ بنيت القبر النبي إسماعيل و والدة هاجرة علیہ سلام في كعبة [ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور میں: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ میں نبی اسماعیل اور انکی والدہ ہاجرہ علیہ سلام کی قبریں بنوائی]

دليل (.65)

٢٣٤- قال: حدثنا أبو الوليد، قال: حدثني مهدي بن أبي المهدي ، عن عيسى بن يونس ، عن عبد الله بن مسلم بن هرمز، قال: حدثني يزيد مولى ابن الزبير، قال: شهدت ابن الزبير احتفر في الحجر، فأصاب أساس البيت حجارةً [حُمراً][1] كأنها الخلائف، تحرّك الحجر فيهتزّ له البيت، فأصاب في الحجر من البيت ستة أذرع وشبراً، وأصاب فيه موضع قبر، فقال ابن الزبير: هذا قبر إسماعيل. فجمع قريشاً ثم قال لهم: اشهدوا، ثم بنى.

٢٣٥- قال: حدثنا أبو الوليد، قال: حدثني محمد بن واضح، عن سليم بن مسلم، عن عمر بن قيس، عن سعيد بن ميناء -وكان على سوق مكة لابن الزبير- قال: لما أراد ابن الزبير بناء الكعبة عالج الأساس، فإذا وضع الباني العتلة في حجر ارتجّتْ جوانب البيت، فأمسك عنه.

٢٣٦- قال: حدثنا أبو الوليد، قال: حدثني إبراهيم بن محمد الشافعي، عن سفيان بن عيينة، عن عبيد الله بن أبي يزيد، قال: رأيت ابن الزبير حين هدم الكعبة، فأراهم أساساً آخذاً بعضه ببعض، كلما حُرِّكَ منه شيء تَحرَّكَ كُلّه، قال: فرأيت فضلَ البيت في الحجر.

قال سفيان: فذكر نحواً من ست أذرع.

٢٣٧- قال: حدثنا أبو الوليد، قال: حدثني جدي، قال: حدثنا مسلم بن خالد،

= شيخ المصنف لم أقف عليه. وعبد الله بن مسلم، هو: ابن هُرْمُز المكي، وهو ضعيف (التقريب ص:٣٢٣).

(١) في أ، ج: حمر. والمثبت من ب.

٢٣٥- إسناده ضعيف جداً.

عمر بن قيس ، متروك (التقريب ص: ٤١٦)، وسليم بن مسلم، ويقال له: سليمان بن مسلم، هو: الخشاب. قال ابن معين: ليس بثقة (لسان الميزان ٣/ ١١٣).

٢٣٦- إسناده صحيح.

٢٣٧- إسناده صحيح.

أخرجه ابن أبي شيبة (٧/ ٤٦١ح٣٧٢٣١) من طريق: ابن أبي نجيح، به.

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (46.) في عهد ابن الزبير رضی اللہ عنہ: عبد الله بن الزبير رضی اللہ عنہ بنيت القبر النبي إسماعيل و والدة هاجرة علیہ سلام في كعبة [ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور میں: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ میں نبی اسماعیل اور انکی والدہ ہاجرہ علیہ سلام کی قبرین بنوائی]

دليل (66.)

المنتظم

في تاريخ الملوك والأمم

لأبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي

المتوفى سنة ٥٩٧ هـ.

دراسة وتحقيق

محمد عبد القادر عطا مصطفى عبد القادر عطا

راجعه وصححه

نعيم زرزور

الجزء الأول

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (.46) في عهد ابن الزبير رضی اللہ عنہ: عبد الله بن الزبير رضی اللہ عنہ بنيت القبر النبي إسماعيل و والدة هاجرة علیہ السلام في كعبة [ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور میں: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ میں نبی اسماعیل اور انکی والدہ ہاجرہ علیہ السلام کی قبریں بنوائی]

دليل (.66)

ذكر اسماعيل صلوات الله عليه وسلامه ٣٠٥

أنبأنا أبو عبد الله الحسين بن محمد بن عبد الوهاب الدّباس، أخبرنا أبو جعفر بن المسلمة، أخبرنا أبو طاهر محمد بن عبد الرحمن المخلص، أخبرنا أبو عبد الله أحمد بن إسماعيل بن داود الطوسي، حدثنا الزبير بن بكار، قال: حدثني إسماعيل بن أبي أويس، عن أبيه، عن الربيع بن قريع الغطفاني، عن عقبة بن بشير، قال: سألت محمد بن علي بن الحسين، قلت: يا أبا جعفر من أول من تكلم بالعربية؟ قال: إسماعيل وهو يومئذ ابن ثلاث عشرة سنة، قلت: فما كان كلام الناس قبل ذلك؟ قال: العبرانية.

وفي رواية عن أبي جعفر، قال: ألهم الله إسماعيل العربية فنطق بها.

قال علماء السير: لما حضرت إسماعيل الوفاة أوصى إلى أخيه إسحاق، وزوج ابنته من العيص بن إسحاق، وعاش إسماعيل مائة وسبعاً وثلاثين سنة، ودفن في الحِجر عند قبر أمه هاجر.

قال عمر بن عبد العزيز: شكا إسماعيل إلى ربه عز وجل حرّ مكة فأوحى الله إليه: أني أفتح لك باباً من الجنة في الحِجر يجري عليك منه الروح إلى يوم القيامة. وفي ذلك الموضع توفي.

قال خالد المخزومي: فيرون أن ذلك الموضع ما بين الميزاب إلى باب الحجر الغربي فيه قبره.

وقال صفوان بن عبد الله الجمحي: حفر ابن الزبير الحجر فوجد فيه سفطاً من حجارة أخضر، فسأل قريشاً عنه فلم يجد عند أحد منهم فيه علماً، فأرسل إلى أبي فسأله فقال: هذا قبر إسماعيل عليه السلام.

وفي رواية: أنه وجد حجارة خضراء منطبقاً بها، فقيل له: هذا قبر إسماعيل.

وقيل: بل قبره مقابل الحجر الأسود. وقال ابن الزبير: هذا المحدودب يشير إلى ما يلي الركن الشامي من المسجد الحرام، فقبور عذارى بنات إسماعيل. قال: وذلك الموضع سوي مع المسجد ولا يثبت أن يعود محدودباً كما كان.

قال علماء السير: لما توفي إسماعيل دبر أمر الحرم بعده ابنه نابت بن إسماعيل،

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (46.) في عهد ابن الزبير رضی اللہ عنہ: عبد الله بن الزبير رضی اللہ عنہ بنيت القبر النبي إسماعيل و والدة هاجرة علیہ سلام في كعبة [ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور میں: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ میں نبی اسماعیل اور انکی والدہ ہاجرہ علیہ سلام کی قبریں بنوائی]

دليل (67.)

القِرى لقاصد أم القرى

تأليف

الحافظ أبي العبّاس أحمد بن عبد الله بن محمد بن أبي بكر محب الدين الطبري ثم المكي

المولود سنة ٦١٥ — المتوفى سنة ٦٩٤ هـ

— ٥١٠ —

فنكت ساعة بعصاه، ثم قال: وددت أني تركته، يعني ابن الزبير وما تحمله. أخرجهما مسلم.

شرح — تعززوا: أي تكبروا وتشددوا على الناس. ينكت الأرض بعصاه: أي يضرب الأرض بطرفها.

وعن مجاهد قال: لما عزم ابن الزبير على هدم الكعبة، خرجنا إلى منى ننتظر العذاب ثلاثا، وأمر ابن الزبير الناس أن يهدموا، فلم يجرؤ أحد على هدمها، فلما رآهم لا يقدمون عليها، أخذ هو بنفسه المعول، ثم ارتقى فوقها، فهدم، فلما رأى الناس أنه لم يصبه شيء، اجترءوا على هدمها، قال: فهدموا، وأدخل عامة الحجر فيها، فلما ظهر الحجاج ردّ الذي كان ابن الزبير أدخل من الحجر، فقال عبد الملك بن مران: وددنا أنا تركنا أبا خبيب وما تولى من ذلك، يعني ابن الزبير.

وعن يزيد مولى ابن الزبير قال: شهدت ابن الزبير احتفر في الحجر، فأصاب أساس البيت حجارة حمراء، كأنها الخلائف[1]، يحرك الحجر فيهتز له البيت، فأصاب في الحجر من البيت ستة أذرع وشبرا، وأصاب فيه موضع قبر، فقال ابن الزبير: هذا قبر إسماعيل، فجمع قريشا، ثم قال لهم: اشهدوا. ثم بنى. أخرجه الأزرقي. وفي رواية: قال يزيد: وقد شهدت ابن الزبير حين هدمه وبناه، وأدخل فيه من الحجر؛ وقد رأيت أساس إبراهيم حجارة كأسنمة الإبل متلاحكة[2]. أخرجه النسائي. وفي رواية عند غيره: أن ابن الزبير جعل البيت على ثلاثة دعائم، وكان في زمن قريش على ستة دعائم، وجعل بابه مصراعين، وكان مصراعا واحدا، وجعل ميزابه يصب في الحجر.

وفي هذه الأحاديث دلالة على أن بعض الحجر من البيت. ومن يرى حمل المطلق على المقيد يقول: مطلق الأحاديث المتقدمة في الفصل قبله منزلة على هذا، ومن لا يراه عمل بهما واستدل بظاهر قول ابن عباس: من طاف بالبيت فليطف من وراء الحجر. وفي الحديث دلالة على جواز ترك بعض ما يستصوب فعله إذا خيف تولد ما هو أضر من

(١) الخلائف: صخور عظام بقدر النوق الحوامل. واحدها: خلفة (اللسان).
(٢) التلاحك في البنيان ونحوه: شدة التئام بعضه ببعض، والتزاقه به (اللسان).

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (46.) في عهد ابن الزبير رضی اللہ عنہ: عبد الله بن الزبير رضی اللہ عنہ بنيت القبر النبي إسماعيل و والدة هاجرة علیہ سلام في كعبة [ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور میں: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ میں نبی اسماعیل اور انکی والدہ ہاجرہ علیہ سلام کی قبریں بنوائی]

دليل (67.)

حارث بن ابی بکر الزہری رحمہ اللہ علیہ حضرت صفوان بن عبداللہ الحمی رضی اللہ عنہ سے،
اور یزید رحمہ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہے،
جب کعبہ شریف کو دوبارہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ سلام کی تعمیر پر بنانے کے لئے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ شریف سے (تکریبن ٦ ہاتھ یا اس سے کچھ کم) خدائی کروائی. تو الحجر (حطیم) کے حصّہ کی اصل تعمیر کی بنیاد کی گہرائی میں سبز (گھریں) پتھروں والی کچھ قبریں نمودار ہوئی. ان کی زیارت کے لئے قریش کے لوگ اکھٹا ہو گئے.
لوگوں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا، "آپ نے ان سبز پتھروں میں کیا پایا؟"
حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، "اب اسکے آگے خدائی نہ کرو."
اور آگے فرمایا، "اے عبد اللہ بن صفوان رضی اللہ عنہ اور اے اہل قریش دیکھو، اس طرف نمودار ہوئی یہ قبر حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ سلام کی ہے. اے اہل قریش گواہ ہو جاؤ، میں انہیں تعمیر کرونگا."

شَرْحُ الطِّيبِي

على مشكاة المصابيح

المُسمّى بالكاشِفِ عَن حقائِقِ السُّنَن

مُصدَّراً بمقدّمةٍ للمُحَقِّق في علومِ الحديثِ ومُصطلحِه

للإمامِ الكبيرِ:

شرفِ الدِّين الحُسَين بن عبدِ الله بن محمَّد الطِّيبي

توفي ٧٤٣ هـ

المجلّد الأوّل

إعداد: مركز الدراساتِ والبحوثِ بمكتبةِ نزار الباز

تحقيق ودراسة

د. عبد الحميد هنداوي

مكتبة نزار مصطفى الباز

مكة المكرمة - الرياض

٧١٠ ـ * وعن أبى هريرةَ، قال: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «إذا قامَ أحدُكم إلى الصلاة فلا يبصُقْ أمامَه؛ فإنما يُناجى اللهَ ما دامَ فى مُصلاَّه، ولا عنْ يَمينِه؛ فإنَّ عن يَمينِه ملَكًا. ولْيَبصُقْ عنْ يسارِه أو تحتَ قدمِه فيدْفِنْها».

٧١١ ـ * وفى رواية أبى سعيد: «تحتَ قَدَمِه اليُسرى» متفق عليه.

٧١٢ ـ * وعن عائشةَ أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال فى مرَضِه الذى لم يقُمْ منه: «لعنَ اللهُ اليهودَ والنَّصارى: اتخذوا قُبورَ أنبيائهم مساجدَ» متفق عليه.

الحديث الحادى والعشرون عن أبى هريرة رضى الله عنه: قوله: : «فلا يبصق أمامه» «مظ»: لعل المراد من النهى أن يبصق المصلى تلقاء وجهه صيانة للقبلة عما ليس فيه تعظيمها.

أقول: قوله: «فإنما يناجى الله» تعليل للنهى شبه العبد وتوجهه إلى الله تعالى فى الصلاة وما فيها من القراءة والأذكار، وكشف الأسرار، واستنزال زأفته، ورحمته مع الخشوع والخضوع بمن يناجى مولاه ومالكه، ومن شرائط حسن الأدب أن يقف محازيه، ويطرق رأسه، ولا يمد بصره إليه، ويراعى جهة أمامه؛ حتى لا يصدر منه من تلك الهنات شئ، وإن كان الله تعالى منزهًا عن الجهات؛ لأن الآداب الظاهرة والباطنة مرتبطة بعضها مع بعض، وأما جواز البصاق عن اليسار وتحت قدميه مع كونه فى المناجاة فلا يتصور فيه معنى المجازاة والمقابلة.

قوله: «ولا عن يمينه» «تو»: يحتمل أن يراد بالملك الذى يحضره عند الصلاة من جهة التأييد والإلهام بقلبه، والتأمين على دعائه، ويكون سبيله سبيل الزائر، ومن حق المزور أن يكرم زائره فوق من يختصه[1] من الكرام الكاتبين، ويحتمل أن يخص صاحب اليمين بالكرامة تنبيهًا على ما بين الملكين المزية كما هى بين اليمين والشمال، وتميزًا بين ملائكة الرحمة وملائكة العذاب، ولهذا نكره.كأنه أراد ملكًا مكرمًا مفضلاً، أو ملكًا غير الذى تعلمون من الحفظة.

الحديث الثانى والعشرون عن عائشة: قوله: «فى مرضه» لعله ﷺ عرف بالمعجزة أنه مرتحل، فخاف من الناس أن يعظموا قبره كما فعل اليهود والنصارى، فعرض بلعن اليهود والنصارى وصنيعهم لئلا يعاملوا قبره معاملتهم. و «اتخذوا» جملة مستأنفة على سبيل البيان لموجب اللعن، كأنه قيل: لم يلعنهم؟ فأجيب بقوله: اتخذوا .... «قض»: لما كان اليهود والنصارى يسجدون لقبور الأنبياء تعظيمًا لشأنهم، ويجعلونها قبلة، ويتوجهون فى الصلاة نحوها، فاتخذوها أوثانًا، لعنهم، ومنع المسلمين عن مثل ذلك، ونهاهم عنه. أما من اتخذ مسجدًا فى جوار صالح، أو صلى فى مقبرته، وقصد به الاستظهار بروحه، أو وصول أثر من آثار عبادته إليه*، لا التعظيم له والتوجه نحوه ـ فلا حرج عليه، ألا ترى أن مرقد إسماعيل (عليه السلام) فى المسجد الحرام عند الحطيم؟ ثم إن ذلك المسجد أفضل مكان يتحرى المصلى لصلاته. والنهى عن الصلاة فى المقابر مختص بالمقابر المنبوشة؛ لما فيها من النجاسة.

---

(١) وفى نسخة: يحفظه.

* هذا الذي نقله عن القاضي ظلمات بعضها فوق بعض؛ لأن كلا من تلك الأمور التي صرّح بجوازها من المناهي العظيمة التي بالغ الشارع في النهي عنها؛ لاسيما الصلاة في المقابر، أو الاستعانة بالصالحين والاستظهار بهم.

الفصل(5)المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(47) العلامة الطيبي(٧٤٣ھ) محمد ابن بطوطة(٧٧٠ھ) ابن حجر الهيتمي(٩٧٣ھ) و ملا علي القاري(١٠١٤ھ) رحمهم الله عليه ذكرت القبر النبي إسماعيل و والدة هاجرة عليه السلام في الحجر من الكعبة [علامہ طیبی (۷۴۳ھ) محمد ابن بطوطہ (۷۷۰ھ) ابن حجر ھیتمی (۹۷۳ھ) اور ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ) رحمہم اللہ علیہ نے کعبہ کے حطیم میں نبی اسماعیل اور انکی والدہ ہاجرہ علیہ السلام کی قبروں کا ذکر کیا] دليل (69.)

مرقاة المفاتيح

للعلامة الشيخ علي بن سلطان محمد القاري المتوفى سنة ١٠١٤ھ

شرح مشكاة المصابيح

للإمام العلامة محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي المتوفى سنة ٧٤١ھ

تحقيق

الشيخ جمال عيتاني

تنبيه:

وضعنا متن المشكاة في أعلى الصفحات، ووضعنا أسفل منها نص "مرقاة المفاتيح" وألحقنا في آخر المجلد الحادي عشر كتاب "الإكمال في أسماء الرجال" وهو تراجم رجال المشكاة للعلامة التبريزي

الجزء الثاني

المحتوى

كتاب الطهارة - كتاب الصلاة

منشورات

محمد علي بيضون

لنشر كتب السنة والجماعة

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

الفصل(5)المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(47) العلامة الطيبي(٧٤٣هـ) محمد ابن بطوطة(٧٧٠هـ) ابن حجر الهيتمي(٩٧٣هـ) و ملا علي القاري(١٠١٤هـ) رحمهم الله عليه ذكرت القبر النبي إسماعيل و والدة هاجرة عليه السلام في الحجر من الكعبة [علامہ طیبی (٧٤٣ھ) محمد ابن بطوطہ (٧٧٠ھ) ابن حجر ھیتمی (٩٧٣ھ) اور ملا علی قاری (١٠١٤ھ) رحمہم اللہ علیہ نے کعبہ کے حطیم میں نبی اسماعیل اور انکی والدہ ہاجرہ علیہ السلام کی قبروں کا ذکر کیا] دليل (69.)

كتاب الصلاة / باب المساجد ومواضع الصلاة ٣٨٩

«لعنَ اللَّهُ اليهودَ والنَّصارى: اتخذوا قُبورَ أنبيائِهم مساجدَ». متفق عليه.

عليه السلام عرف أنه مرتحل وخاف من الناس أن يعظموا قبره كما فعل اليهود والنصارى. فعرض بلعنهم كيلا يعاملوا معه ذلك فقال: **(لعن الله اليهود والنصارى)** وقوله: **(اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد)** سبب لعنهم، إما لأنهم كانوا يسجدون لقبور أنبيائهم تعظيماً لهم وذلك هو الشرك الجلي، وإما لأنهم كانوا يتخذون الصلاة لله تعالى في مدافن الأنبياء والسجود على مقابرهم والتوجه إلى قبورهم حالة الصلاة، نظراً منهم بذلك إلى عبادة الله والمبالغة في تعظيم الأنبياء وذلك هو الشرك الخفي، لتضمنه ما يرجع إلى تعظيم مخلوق فيما لم يؤذن له. فنهى النبي ﷺ أمته عن ذلك إما لمشابهة ذلك الفعل سنة اليهود، أو لتضمنه الشرك الخفي كذا قاله بعض الشراح من أئمتنا. ويؤيده ما جاء في رواية: يحذر ما صنعوا. وقال القاضي: كانت اليهود والنصارى يسجدون لقبور أنبيائهم ويجعلونها قبلة ويتوجهون في الصلاة نحوها. فقد اتخذوها أوثاناً فلذلك لعنهم ومنع المسلمين عن مثل ذلك. أما من اتخذ مسجداً في جوار صالح أو صلى في مقبرة وقصد الاستظهار بروحه أو وصول أثر مّا من أثر عبادته إليه لا للتعظيم له والتوجه نحوه، فلا حرج عليه. ألا ترى أن مرقد إسماعيل عليه السلام في المسجد الحرام عند الحطيم. ثم إن ذلك المسجد أفضل مكان يتحرى المصلي لصلاته، والنهي عن الصلاة في المقابر مختص بالقبور المنبوشة لما فيها من النجاسة كذا ذكره الطيبي. وذكر غيره أن صورة قبر إسماعيل عليه السلام في الحجر تحت الميزاب، وإن في الحطيم بين الحجر الأسود وزمزم قبر سبعين نبياً. وفيه أن صورة قبر إسماعيل عليه السلام وغيره مندرسة، فلا يصلح الاستدلال به. وقال ابن حجر: أشار الشارح إلى استشكال الصلاة عند قبر إسماعيل بأنها تكره في المقبرة، وأجاب بأن محلها في مقبرة منبوشة لنجاستها. وكله غفلة عن قولهم يستثنى مقابر الأنبياء فلا يكره الصلاة فيها مطلقاً لأنهم أحياء في قبورهم وعلى التنزل. فجوابه غير صحيح لتصريحهم بكراهة الصلاة في مقبرة غير الأنبياء، وإن لم تنبش لأنه محاذ للنجاسة ومحاذاتها في الصلاة مكروهة سواء كانت فوقه أو خلفه أو تحت ما هو واقف عليه، وفي شرح السنة اختلف في الصلاة في المقبرة، فكرهها جماعة وإن كانت التربة طاهرة والمكان طيباً. واحتجوا بهذا الحديث والذي بعده. وقيل: بجوازها فيها. وتأويل الحديث، أن الغالب من حال المقبرة اختلاط تربتها بصديد الموتى ولحومها، والنهي لنجاسة المكان. فإن كان المكان طاهراً فلا بأس. وكذلك المزبلة والمجزرة وقارعة الطريق. وفي القارعة معنى آخر، وهو أن اختلاف المارة يشغله عن الصلاة. قال ابن حجر: وقد صح أنه عليه الصلاة والسلام «نهى عن الصلاة بالمقبرة»[1] واختلفوا في هذا النهي، هل هو للتنزيه أو للتحريم، ومذهبنا الأول، ومذهب أحمد التحريم، بل وعدم انعقاد الصلاة لأن النهي عنده في الأمكنة، يفيد التحريم والبطلان كالأزمنة. **(متفق عليه)**.

---

(١) من حديث أخرجه الترمذي ٢/ ١٧٧ حديث رقم ٣٤٦.

الفصل(5)المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(47) العلامة الطيبي(٧٤٣ھ) محمد ابن بطوطة(٧٧٠ھ) ابن حجر الهيتمي(٩٧٣ھ) و ملا علي القاري(١٠١٤ھ) رحمهم الله عليه ذكرت القبر النبي إسماعيل و والدة هاجرة عليه السلام في الحجر من الكعبة [علامہ طیبی(۷۴۳ھ) محمد ابن بطوطہ(۷۷۰ھ) ابن حجر ھیتمی(۹۷۳ھ) اور ملا علی قاری(۱۰۱۴ھ) رحمہم اللہ علیہ نے کعبہ کے حطیم میں نبی اسماعیل اور انکی والدہ ہاجرہ علیہ السلام کی قبروں کا ذکر کیا] دليل (69.)

مرقاۃ المفاتیح اردو
للعلامة الشيخ القاری علی بن سلطان محمد القاری هجری ١٠١٤
شرح
مشكوة المصابيح
للامام العلامة محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي المتوفى ٧٤١
مترجم: مولانا راؤ محمد ندیم
جلد دوم
مکتبہ رحمانیہ
اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور
فون: 042-37224228-37355743
MAKTABA-E-REHMANIA

الفصل(5)المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(47) العلامة الطيبي(٧٤٣هـ) محمد ابن بطوطة(٧٧٠هـ) ابن حجر الهيتمي(٩٧٣هـ) و ملا علي القاري(١٠١٤هـ) رحمهم الله عليه ذكرت القبر النبي إسماعيل و والدة هاجرة عليه السلام في الحجر من الكعبة [علامہ طیبیؒ (۷۴۳ھ) محمد ابن بطوطہ (۷۷۰ھ) ابن حجر ھیتمی (۹۷۳ھ) اور ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ) رحمہم اللہ علیہ نے کعبہ کے حطیم میں نبی اسماعیل اور انکی والدہ ہاجرہ علیہ سلام کی قبروں کا ذکر کیا] دلیل (.69)

نے لعنت کے ساتھ تعریض کی تا کہ لوگ آپ ﷺ کی قبر کے ساتھ ایسا معاملہ نہ کریں، پس فرمایا: (لعن الله اليهود والنصارى) اور آپ ﷺ کا یہ ارشاد: (اتخذوا قبور انبيائهم مساجد) یہ ان پر لعنت کا سبب ہے یا تو اس لئے کہ وہ انبیاء کی قبور کو سجدہ کرتے تھے ان کی تعظیم کرتے ہوئے اور یہ شرک جلی (واضح) ہے اور یا اس لئے کہ یہود و نصاریٰ انبیاء کی دفن ہونے والی جگہوں میں اللہ کے لئے نماز پڑھتے، اور ان کی قبور پر سجدے کرتے اور نماز کی حالت میں ان کی قبور کی طرف توجہ کرتے دو باتوں کو مقصود سمجھتے ہوئے ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کو اور دوسرا انبیاء علیہم السلام کی تعظیم میں مبالغہ کرنے کو تو یہ شرک خفی بنا کیونکہ اس میں مخلوق کی ایسی تعظیم مذکور ہے کہ جس کی اجازت نہیں دی گئی ہے، پس حضور ﷺ نے اپنی اُمت کو اس سے روکا یا تو اس لئے کہ اس میں یہود کے طریقے کی مشابہت ہے یا اس وجہ سے کہ یہ شرک خفی کو متضمن ہے۔ ہمارے ائمہ میں سے بعض شراح نے اسی طرح تشریح فرمائی ہے اور اس کی تائید ایک روایت سے بھی ہوتی ہے کہ جس میں یہ الفاظ مذکور ہیں: يحذر ما صنعوا کہ حضور ﷺ یہود کے کیئے ہوئے عمل سے (جو سبب لعنت بنا) ڈرا رہے تھے۔

اور قاضیؒ نے فرمایا ہے کہ یہود و نصاریٰ اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ کرتے تھے اور اس کو قبلہ بناتے تھے اور نماز میں ان قبور کی طرف متوجہ ہوتے تھے پس تحقیق انہوں نے ان قبور کو بُت بنا رکھا تھا پس اسی وجہ سے حضور ﷺ نے ان پر لعنت کی اور مسلمانوں کو اس سے روک دیا اور باقی وہ شخص جس نے کسی نیک آدمی کی قبر کے قریب مسجد بنائی یا اس کے مقبرہ میں نماز پڑھی اور اس کی روح کے وسیلے سے مدد طلب کی یا اس کو عبادت میں سے کسی اثر کے پہنچانے کا ارادہ کیا نہ اس کی تعظیم اور نہ اس کی طرف توجہ کی نیت کی تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ اسماعیل علیہ السلام کی قبر مسجد حرام میں حطیم کے پاس ہے اور یہ جگہ جہاں اسماعیل علیہ السلام کی قبر ہے یہ افضل جگہوں میں سے ہے جہاں نمازی نماز پڑھنے کی کوشش کرتا ہے اور قبرستان میں نماز پڑھنے کی جو "نہی" ہے وہ خاص ہے ان قبروں کے ساتھ کہ جن کو کھودا جاتا ہے اس لئے کہ اس میں نجاست ہوتی ہے۔ علامہ طیبیؒ نے اسی طرح ذکر کیا ہے۔ اور بعض دوسرے حضرات نے ذکر کیا ہے کہ اسماعیل علیہ السلام کی قبر کی صورت وہ بیت اللہ کے شمالی گوشے میں میزابِ رحمت کے نیچے ہے اور یہ کہ حطیم میں حجر اسود اور زمزم کے درمیان ستر انبیاء علیہم السلام کی قبور ہیں۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ (اگر اعتراض ہو کے) اسماعیلؑ کی قبر کی صورت اور ان کے علاوہ دوسری قبور اب مٹ چکی ہیں ان کا وہاں نشان تک بھی نہیں ہے لہٰذا اس بات سے استدلال ٹھیک نہیں ہے۔ (اس اعتراض کا جواب یہ ہے):

اور ابن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ شارح نے اسماعیل علیہ السلام کی قبر کے پاس نماز پڑھنے کے اشکال کی طرف اشارہ کیا ہے کہ نماز مقبرہ میں مکروہ ہے اور اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اس بات کا محل وہ مقبرہ ہے جس کی قبور کھودی جاتی ہوں تو ان میں کراہت نجاست کی وجہ سے ہے۔ یہ ساری کی ساری بات مشائخ کے اس قول سے غفلت کی بناء پر ہے کیونکہ مشائخ كثرهم الله نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اس حکم سے انبیاء کی قبور مستثنیٰ ہیں: لانهم احياء في قبورهم۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور علی سبیل التنزل بھی شارح کا یہ جواب صحیح نہیں کیونکہ مشائخ نے غیر انبیاء کے مقبرہ میں نماز پڑھنے کے مکروہ ہونے کی صراحت کی ہے اگرچہ اس کو کھودا نہ گیا ہو کیونکہ وہ آدمی اس صورت میں نجاست کے محاذی کھڑا ہوگا اور نجاسات کی محاذات نماز میں مکروہ ہے اور یہ برابر بات ہے کہ نجاسات اس کے اوپر ہوں یا اس کے پیچھے یا اس کے نیچے جس پر یہ کھڑا ہے۔

اور شرح السنہ میں لکھا ہے کہ مقبرہ میں نماز پڑھنے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے پس علماء کی ایک جماعت نے اس کو مکروہ کہا ہے اگرچہ مٹی و مکان پاک و طاہر ہوں اور ان علماءِ کرام نے بعد میں آنے والے حدیث سے استدلال کیا ہے۔
اور بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ مقبرہ میں نماز پڑھنا جائز ہے اور حدیث کی تاویل یہ ہے کہ اکثر قبرستان میں مٹی مردوں کے پیپ اور گوشت وغیرہ کے ساتھ مختلط ہوتی ہے اور ''نہی'' وہ مکان کی نجاست کی وجہ سے ہے پس اگر جگہ پاک ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اسی طرح کوڑا خانہ اور ذبح کرنے کی جگہ اور راستے کا حکم ہے اور راستے میں نماز پڑھنے سے منع کرنے میں ایک اور سبب بھی نظر آتا ہے وہ یہ کہ نمازی کو ہر گزرنے والا اپنے میں مشغول کرے گا۔
ابن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طریق سے یہ منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقبرہ میں نماز پڑھنے سے روکا ہے اور علماء نے اس ''نہی'' کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ یہ ''نہی'' تنزیہی ہے یا تحریمی ہے امام احمدؒ کا مذہب یہ ہے کہ ''نہی'' تحریم کیلئے ہے بلکہ نماز ہی منعقد نہیں ہوگی اس لئے کہ امام احمدؒ کے نزدیک امکنہ کی نہی (یعنی ان جگہوں میں نماز پڑھنے سے روکنے کی نہی) وہ اوقات کی نہی کی طرح تحریم اور بطلان کا فائدہ دیتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر سجدہ کرنے سے منع کیا ہے

۷۱۳: وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ أَلَا وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيْهِمْ مَسَاجِدَ أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ إِنِّيْ أَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ۔ (رواه مسلم)

أخرجه مسلم في صحيحه من حديث طويل ۱/۳۷۷ حديث رقم (۲۳-۵۳۲)۔

ترجمہ: حضرت جندبؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خبردار تم سے پہلے لوگوں نے اپنے انبیاء اور اولیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا دیا تھا لہٰذا خبردار تم لوگ قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا میں اس سے تمہیں منع کرتا ہوں اس حدیث کو امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔

تشریح: الا تنبیہ کیلئے ہے۔(و انّ) یہ کسرہ کے ساتھ ہے انبهكم واقول ان...... کے مقدر ماننے کی صورت میں اور فتحہ کے ساتھ بھی مروی ہے، پس تقدیر عبارت یوں ہوگی: تنبهوا واعلموا ان.......(من كان قبلكم) یعنی یہود ونصاریٰ یا ان سے عام مراد ہیں۔

الا فلا تتخذوا القبور مساجد: حرف تنبیہ کو یہاں پر سبب اور مسبب کے درمیان بطور مبالغے کے زائد مکرر ذکر کیا ہے اور جس طرح تنبیہ کو مکرر ذکر کیا ہے اسی طرح نہی کو بھی مکرر ذکر کیا ہے۔ اپنے اس ارشاد: انی انهاكم عن ذلك میں۔ (رواہ مسلم)

گھر کو قبرستان نہ بناؤ

۷۱۴: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْعَلُوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ

الفصل(5)المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(47) العلامة الطيبي(٧٤٣هـ) محمد ابن بطوطة(٧٧٠هـ) ابن حجر الهيتمي(٩٧٣هـ) و ملا علي القاري(١٠١٤هـ) رحمهم الله عليه ذكرت القبر النبي إسماعيل و والدة هاجرة عليه السلام في الحجر من الكعبة [علامہ طیّبی (۷۴۳ھ) محمد ابن بطوطہ (۷۷۰ھ) ابن حجر ھیتمی (۹۷۳ھ) اور ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ) رحمہم اللہ علیہ نے کعبہ کے حطیم میں نبی اسماعیل اور انکی والدہ ہاجرہ علیہ السلام کی قبروں کا ذکر کیا] دلیل (70.)

رحلة ابن بطوطة

تحفة النظار في غرائب الأمصار وعجائب الأسفار

الجزء الأول

قدم له وحققه
الشيخ محمد عبد المنعم العريان

راجعه وأعد فهارسه
الأستاذ مصطفى القصاص

دار احياء العلوم
بيروت

يفتح رئيسهم الباب، فإذا فتحه قبل العتبة الشريفة، ودخل البيت وحده، وسد الباب، وأقام قدر ما يركع ركعتين، ثم يدخل سائر الشيبيين، ويسدون الباب أيضاً، ويركعون، ثم يفتح الباب، ويبادر الناس بالدخول، وفي أثناء ذلك يقفون مستقبلين الباب الكريم بأبصار خاشعة وقلوب ضارعة وأيدٍ مبسوطة إلى الله، فإذا فتح كبروا ونادوا: اللهم افتح لنا أبواب رحمتك ومغفرتك يا أرحم الراحمين وداخل الكعبة الشريفة مفروش بالرخام المجزع، وحيطانه كذلك وله أعمدة ثلاثة طوال مفرطة الطول من خشب الساج، بين كل عمود منها وبين الآخر أربع خُطاً وهي متوسطة في الفضاء داخل الكعبة الشريفة، يقابل الأوسط منها نصف عرض الصفح الذي بين الركنين العراقي والشامي وستور الكعبة الشريفة من الحرير الأسود، مكتوب فيها بالأبيض، وهي تتلألأ عليها نوراً وإشراقاً، وتكسو جميعها من الأعلى إلى الأرض.ومن عجائب الآيات في الكعبة الشريفة أن بابها يفتح، والحرم غاص بأمم لا يحصيها إلا الله الذي خلقهم ورزقهم، فيدخلونها أجمعين ولا تضيق عنهم، ومن عجائبها أنها لا تخلو عن طائف أبداً ليلاً ولا نهاراً، ولم يذكر أحد أنه رآها قط دون طائف. ومن عجائبها أن حمام مكة وسواه من الطير، لا ينزل عليها ولا يعلوها في الطيران وتجد الحمام يطير على أعلى الحرم كله فإذا حاذى الكعبة الشريفة عرج عنها إلى إحدى الجهات ولم يعلها ويقال لا ينزل عليها طائر إلا إذا كان به مرض فأما أن يموت لحينه أو يبرأ من مرضه فسبحان الذي خصها بالتشريف والتكريم وجعل لها المهابة والتعظيم.

ذكر الميزاب المبارك

والميزاب في أعلى الصفح الذي على الحجر، وهو من الذهب، وسعته شبر واحد، وهو بارز بمقدار ذراعين. والموضع الذي تحت الميزاب مظنة استجابة
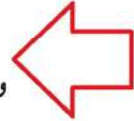
الدعاء. وتحت الميزاب في الحجر هو قبر اسماعيل عليه السلام، وعليه رخامة خضراء مستطيلة على شكل محراب، متصلة برخامة خضراء مستديرة، وكلتاهما سعتها مقدار شبر، وكلتاهما غريبة الشكل رائقة المنظر. والى جانبه مما يلي الركن العراقي قبر أمه هاجر عليها السلام، وعلامته رخامة خضراء مستديرة سعتها مقدار شبر ونصف وبين القبرين سبعة أشبار.

ذكر الحجر الأسود

وأما الحجر الأسود فارتفاعه عن الأرض ستة أشبار فالطويل من الناس يتطامن لتقبيله، والصغير يتطاول إليه وهو ملصق في الركن الذي إلى جهة المشرق، وسعته ثلثا شبر، وطوله شبر وعقد، ولا يعلم قدر ما دخل منه في الركن وفيه أربع قطع ملصقة ويقال: إن القرمطي لعنه الله كسره وقيل: إن الذي كسره سواه، ضربه بدبوس فكسره، وتبادر الناس إلى قتله وقتل بسببه جماعة من المغاربة. وجوانب الحجر مشدودة بصفيحة من فضة، يلوح بياضها على سواد الحجر الكريم، فتنجلي منه العيون حسناً باهراً، ولتقبيله لذة يتنعم بها الفم، ويود لاثمه أن لا يفارق لثمه، خاصية مودعة فيه، وعناية ربانية به وكفى قول النبي ﷺ إنه يمين الله في أرضه(١)، نفعنا الله باستلامه ومصافحته، وأوفد عليه كل شيق(٢) إليه. وفي القطعة الصحيحة من الحجر الأسود، مما يلي جانبه الموالي ليمين مستلمه، نقطة بيضاء صغيرة مشرقة، كأنها خال في تلك الصحيفة البهية وترى الناس إذا طافوا بها يتساقط بعضهم على بعض ازدحاماً على تقبيله

(١) قال الصنعاني في سبل السلام: وروى الأزرقي باسناد صحيح من حديث ابن عباس رضي الله عنهما: قال: «إن هذا الركن يمين الله عز وجل في الأرض يصافح به عباده مصافحة الرجل أخاه» وأخرج عنه: «الركن يمين الله في الأرض يصافح بها خلقه والذي نفس ابن عباس بيده ما من امرىء مسلم يسأل الله عنده شيئاً إلا أعطاه إياه».

(٢) أي: مشتاق متشوف إليه.

سفرنامہ

ابنِ بطوطہ

حصہ اوّل۔ دوم یکجا

مترجمہ

رئیس احمد جعفری

ناشر

نفیس اکیڈمی

اردو بازار، کراچی ۱

الفصل(5)المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(47) العلامة الطيبي(٧٤٣ھ) محمد ابن بطوطة(٧٧٠ھ) ابن حجر الهيتمي(٩٧٣ھ) و ملا علي القاري(١٠١٤ھ) رحمهم الله عليه ذكرت القبر النبي إسماعيل و والدة هاجرة عليه السلام في الحجر من الكعبة [علامہ طیبیؒ(۷۴۳ھ) محمد ابن بطوطہ(۷۷۰ھ) ابن حجر ھیتمی(۹۷۳ھ) اور ملا علی قاری(۱۰۱۴ھ) رحمہم اللہ علیہ نے کعبہ کے حطیم میں نبی اسماعیل اور انکی والدہ ہاجرہ علیہ السلام کی قبرون کاذکر کیا] دلیل (70.)

یہ بات بھی از عجائبات ہے، کہ طواف سے شب و روز کسی وقت بھی خالی نہیں ہوتا ایسی آج تک کوئی شہادت نہیں موجود ہے۔

یہ بھی ایک عجوبہ ہے کہ باوجود مکہ معظمہ میں کبوتروں کی، اور دوسرے پرندوں کی بہتات کے نہ کعبہ پہ کوئی آکر بیٹھتا ہے، اور نہ کوئی اوپر سے اڑکر گذرتا ہے. بلکہ جب کوئی پرند کعبہ کی طرف اڑتا ہوا سیدھا آتا ہے، تو قریب آکر دائیں بائیں کترا کر نکل جاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ جب کوئی پرندہ بیمار ہوتا ہے، تو کعبہ شریف پر آکر بیٹھتا ہے، اگر موت آگئی ہے، تو اسی وقت مرجاتا ہے، اور تکلیف سے نجات پاتا ہے، اگر زندگی باقی ہے، تو چنگا ہو کر اڑ جاتا ہے۔

میزاب مبارک کعبہ شریف کے اس پہلو پر قائم ہے، جو حجر پر ہے یہ سونے کا بنا ہوا اور ایک بالشت چوڑا ہے، اور تقریباً دو گز باہر نکلا ہوا ہے، وہ جگہ جو میزاب مذکور کے نیچے ہے، اس کے متعلق یہ گمان ہے کہ اجابت دعا کا مقام ہے،

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہؓ کے مزارات

میزاب کے نیچے زیر سنگ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا مزار مبارک ہے، اس کے اوپر مستطیل شکل سبز رنگ کا سنگ رخام محراب کی شکل کا ہے، اور ایک اور دوسرے سبز رنگ کا سنگ رخام سے ملا ہوا ہے، جو مستدیر ہے ان دونوں پتھروں کی چوڑائی تقریباً ڈیڑھ بالشت ہے یہ دونوں پتھر مل کر ایک مربع خوش منظر شکل بن جاتی ہے۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے مزار مبارک کے ایک جانب رکن عراقی کے قریب آپ کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہما السلام کا مزار مبارک ہے، اس کی علامت ایک مستدیر سبز رنگ کا سنگ مرمر ہے، اس کی بھی ڈیڑھ بالشت کی چوڑائی ہے، ہر دو مزارات کے مابین سات بالشت کا فاصلہ ہے،

حجر اسود کی کیفیت تذکرہ رسم تقبیل، ہجوم عام

حجر اسود زمین کی سطح سے چھ بالشت کی بلندی پر واقع ہے، لمبا آدمی اگر اسے بوسہ دینا چاہے تو اسے جھکنا پڑتا ہے، اور پست قد شخص کو بوسہ دینے کے لئے کسی قدر طویل ہونا، اور کھچنا پڑتا ہے، اس کی چوڑائی تین بالشت اور لمبائی ایک بالشت ایک انگل ہے اس کے ایک ہی

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (.48) في عهد عبد الملك بن مروان: عبد الله بن أسد رضی الله عنه دفنت عبد الله بن عمر رضی الله عنه في دار أبو دب و ببناء قبر مُسنَّمًا، و دار بناها أبو موسى ألأشعري رضی الله عنه [عبدالملک بن مروان کے دور میں: عبداللہ بن اسد رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ابو دب کے گھر میں دفن کیا اور انکی قبر کو کوہان نما بنایا اور اس گھر پر ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے تعمیرات کی تھی] دليل (.71)

أخبار مكّة

وما جاء فيها من الآثار

تصنيف

الإمام أبي الوليد محمد بن عبد الله بن أحمد الأزرقي

ت ٢٥٠ هـ

دراسة وتحقيق

ا.د. عبد الملك بن عبد الله بن دهيش

نظر ثانی: ابو نجیب سید محی الدین صاحب (جامع مسجد خواجہ دانا رحمہ اللہ سورة) معاون: عمار الاسلام دیوان مداری (رتلام)، مرتب: شیخ محمد شکیل احمد

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (48.) في عهد عبد الملك بن مروان: عبد الله بن أسد رضی الله عنه دفنت عبد الله بن عمر رضی الله عنه في دار أبو دب و ببناء قبر مُسنَمًا، و دار بناها أبو موسى ألأشعري رضی الله عنه [عبدالملک بن مروان کے دور میں: عبداللہ بن اسد رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ابو دب کے گھر میں دفن کیا اور انکی قبر کو کوہان نما بنایا اور اس گھر پر ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے تعمیرات کی تھی] دلیل (71.)

مستقيماً.

١٠٤٠- قال: حدثنا أبو الوليد، حدثني جدي، قال: أخبرنا الزنجي، عن ابن جريج، قال: أخبرني إبراهيم بن أبي خداش، عن ابن عباس، عن النبي ﷺ قال: « نعم المقبرة هذه، مقبرة أهل مكة ».

١٠٤١- قال: حدثنا أبو الوليد، حدثني جدي، قال: حدثنا مسلم بن خالد، عن ابن جريج، قال: أخبرني إسماعيل بن الوليد بن هشام، عن يحيى بن محمد بن عبد الله بن صيفي، أنه قال: من قُبِر في هذه المقبرة، بُعِثَ آمناً يوم القيامة -يعني مقبرة مكة-.

١٠٤٢- قال: حدثنا أبو الوليد، قال: وأخبرني جدي، عن الزنجي، قال: كان أهل الجاهلية وفي صدر الإسلام، يدفنون موتاهم في شعب أبي دُبّ، [من][1] الحَجُون

١٠٤٠- إسناده حسن.
أخرجه عبد الرزاق (٣/ ٥٧٩ح٦٧٣٤)، وأحمد (١/ ٣٦٧ح٣٤٧٢)، والطبراني في الكبير (١١/ ١٣٧ح١١٢٨٢)، والبخاري في الكبير (١/ ٢٨٤ح٩١٦)، والفاكهي (٤/ ٥٠ح٢٣٦٩)، كلهم من طريق: ابن جريج، به.
وذكره الهيثمي في مجمعه (٣/ ٣٩٧) وعزاه لأحمد، والبزار، والطبراني في الكبير.
وذكره السيوطي في الكبير (١/ ٨٥٦) وعزاه للفاكهي، والديلمي. وذكره الفاسي في شفاء الغرام (١/ ٥٣٣) وعزاه للأزرقي.

١٠٤١- إسناده ضعيف.
إسماعيل بن الوليد بن هشام: لم أقف له على ترجمة.
أخرجه عبد الرزاق (٣/ ٥٧٨ح٦٧٣١)، والفاكهي (٤/ ٦٦) كلاهما من طريق: ابن جريج، به، إلا أن الفاكهي جعله: عن ابن جريج، عن يحيى بن عبد الله بن صيفي.
وذكره الفاسي في شفاء الغرام (١/ ٥٣٣) وعزاه للأزرقي.

١٠٤٢ - إسناده حسن.

(١) في أ، ج: ومن. والمثبت من ب. وشعب أبي دُبّ، هو الشعب المسمى اليوم (دَخْلَة الجن).

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (48.) في عهد عبد الملك بن مروان: عبد الله بن أسد رضی الله عنه دفنت عبد الله بن عمر رضی الله عنه في دار أبو دب و ببناء قبر مُسنّمًا، و دار بناها أبو موسى الأشعري رضی الله عنه [عبدالملک بن مروان کے دور میں: عبداللہ بن اسد رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ابو دب کے گھر میں دفن کیا اور انکی قبر کو کوہان نما بنایا اور اس گھر پر ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے تعمیرات کی تھی] دليل (71.)

إلى شعب الصُفِي -صُفِي السباب- وفي الشعب اللاصق بثنية[1] المدنيين، الذي هو مقبرة أهل مكة اليوم، ثم تمضي المقبرةُ مصعدةً لاصقةً بالجبل[2]، إلى ثنية أذاخر بحائط خُرْمان[3]. وكان يدفن في المقبرة التي عند ثنية أذاخر آل أَسِيد بن أبي العيص[4] بن أمية بن عبد شمس، وفيها دُفِنَ عبد الله بن عمر بن الخطاب، ومات بمكة في سنة أربع وسبعين، وقد أتت له أربع وثمانون، وكان نازلاً على عبد الله بن خالد بن أَسِيد في داره -وكان صديقاً له- فلما حضرته الوفاة، أوصاه أن لا يُصلي عليه الحَجّاجُ، وكان الحَجّاجُ بمكة والياً بعد مقتل ابن الزبير[5]، فصلّى عليه عبد الله بن خالد بن أَسِيد ليلاً على ردم[6] عبد الله عند باب دارهم، ودفنه في مقبرته هذه عند ثنية أذاخر بحائط خُرْمان[7]، ويدفن في هذه المقبرة مع آل أَسِيد، آل سفيان بن عبد الأسد بن هلال بن عبد الله بن عمر بن مخزوم، وهم يدفنون فيها جميعاً إلى اليوم[8].

---

(١) في أ، ج: ثنية. والتصويب من ب. وهذا الشعب اللاصق بالثنية هو الذي على يسارك وأنت هابط من ثنية المدنيين (ريع الحَجُون اليوم)، ويقولون إن فيه قبر خديجة أم المؤمنين رضي الله عنها.

(٢) أي جبل (أبي دجانة) أو (جبل البرم)، فتمتد المقبرة هذه لتأخذ جزءاً من المنطقة المسماة (الجعفرية) حتى تتصل قبورها بمقبرة الخُرمانية، ثم تصعد المقبرة الخرمانية فتصل قبورها إلى ثنية أذاخر (ريع ذاخر اليوم) من الجهة اليسرى وأنت خارج إلى الثنية من مكة. وقد غمر العمران هذه المنطقة كلها، ولم يعد للقبور هذه عين ولا أثر، إلا جزءاً صغيراً من مقبرة الخرمانية لا زال قائماً إلى اليوم، أحاط به سور أمانة العاصمة الحديدي، على شكل مثلث، ويحيط بها الطريق العام من الجهة الشمالية، تقابل فُوّهة شعب أذاخر، ويقابلها مركز صحي المعابدة اليوم، وفي هذه المقبرة قبر عبد الله بن عمر رضي الله عنه.

(٣) شفاء الغرام (١/ ٥٣٣).

(٤) في ب، ج زيادة: بن الصبيح.

(٥) في ج: بعد مقتل ابن الزبير بمكة والياً.

(٦) في ب، ج زيادة: آل.

(٧) الفاكهي (٣/ ٨٩-٩٠، ٤/ ٥٤-٥٥).

(٨) الفاكهي (٤/ ٥٤-٥٥)، وشفاء الغرام (١/ ٥٣٥-٥٣٦).

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (48.) في عهد عبد الملك بن مروان: عبد الله بن أسد رضی الله عنه دفنت عبد الله بن عمر رضی الله عنه في دار أبو دب و بيناء قبر مُسنَّمًا، و دار بناها أبو موسى ألأشعري رضی الله عنه [عبد الملک بن مروان کے دور میں: عبد اللہ بن اسد رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ابو دب کے گھر میں دفن کیا اور انکی قبر کو کوہان نما بنایا اور اس گھر پر ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے تعمیرات کی تھی] دليل (71.)

وشعب أبي دب الذي يعمل فيه الجزّارون بمكة بالمعلاة. وأبو دب: رجل من بني سواءة بن عامر، سكنه فَسُمّي به[١]. وعلى فم هذا الشعب سقيفة من حجارة، بناها أبو موسى الأشعري، ونزلها حين انصرف من الحكمين، وقال: أُجاوِرُ قوماً لا يغدرون -يعني أهل القبور[٢]-.

وقد زعم بعض المكيين، أن في هذا الشعب قبر آمنة بنت وهب بن عبد مناف بن زُهرة، أم رسول الله ﷺ. وقال بعضهم: قبرها في دار رائعة[٣].

١٠٤٣- قال: حدثنا أبو الوليد، حدثني جدي، عن عبد المجيد بن أبي رواد، عن ابن جريج، أنه حُدِّث عن عبد الله بن مسعود، أنه قال: خرج النبي ﷺ يوماً، وخرجنا معه حتى انتهينا إلى المقابر، فأمرنا فجلسنا، [ثم تخطّا][٤] القبور حتى انتهى إلى قبر منها، فجلس إليه، فناجاه طويلاً، ثم ارتفع صوته ينتحب باكياً، فَبكَيْنا لبكاء رسول الله ﷺ، ثم إن رسول الله ﷺ أقبل إلينا[٥]، فتلقاه عمر بن الخطاب، فقال: ما الذي أبكاك يا رسول الله؟ فقد أبكانا وأفزعنا، فأخذ بيد عمر،

---

(١) شفاء الغرام (١/ ٥٥٢).

(٢) الفاكهي (٤/ ٥٥-٥٦).

(٣) في ب: رابعة.

والخبر ذكره الفاكهي (٤/ ٥٦).

١٠٤٣- إسناده حسن لغيره.

أخرجه عبد الرزاق (٣/ ٥٧٢-٥٧٣ح٦٧١٤)، والفاكهي (٤/ ٥٢-٥٣ح٢٣٧٢) كلاهما من طريق: ابن جريج، عن مسروق بن الأجدع، عن ابن مسعود.

وأخرجه ابن حبان من طريق: ابن جريج، عن أيوب بن هانئ، عن مسروق، عن ابن مسعود (موارد الظمآن، ص:٢٠١).

وأخرجه ابن أبي شيبة (٣/ ٢٩ح١١٨٠٩) من طريق: جابر بن يزيد، عن مسروق، عن عبد الله بن مسعود مختصراً.

وأخرجه ابن ماجه (١/ ٥٠١ح١٥٧٢) من طريق: أبي حازم، عن أبي هريرة، نحوه بأقصر منه.

(٤) في أ: وتخطى.

(٥) في ج: علينا.

حضرت ابو-ولید رحمہ اللہ نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کے،

.دور جہالت میں، اور اسلام کی ابتدا کے دنوں میں اہل مکہ مرحوموں کو "شعب ابی دب" میں دفن کرتے تھے.

دور قدیم سے آج تک مکہ کے شہریوں اور حاجیوں کو یہیں دفنایا جاتا ہے.

حضرت عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا انتقال ۷۴ ھجری میں ہوا، جب وہ عبد اللہ بن اسید بن إبی العیص بن إمیۃ بن عبد شمس رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے تھے. حضرت عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اسید بن إبی العیص بن إمیۃ بن عبد شمس رضی اللہ عنہ کی آل نے پہاڑ کے آخر میں دیوار کے نیچے مقبرہ میں دفنایا، وہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کا وقت تھا، اس وقت (ظالم حجاز بن یوسف اور یزیدیوں کے ظلم کی وجہ سے) نماز جنازا ادا کرنی مشکل تھی. تو عبد اللہ بن اسید رضی اللہ عنہ نے انکی نماز جنازا اپنے گھر ہی میں ادا کی. اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو آل اسید بن إبی العیص بن إمیۃ بن عبد شمس رضی اللہ عنہ اور آل سفیان بن عبد الاسد بن حلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم رضی اللہ عنہ کے ساتھ "شعب ابی دب" میں اس جگہ دفن کیا جس کے کریب مکہ کا کسائی کھانا تھا.

اور ابو-دب بنی سوات بن عامر کے کبیلے کا ایک شخش تھا، اس (ابو-دب) کا گھر اس کے نام (شعب ابی دب) سے پہچانا جاتا تھا. اور (صحابی) حضرت ابو-موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں اس (گھر شعب ابی دب) پر عمدہ پتھروں سے تعمیرات کروائی تھی.

اس جگہ کے کچھ حکیم کا کہنا ہے کے، سیدہ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کی والدہ ہے انکو بھی وہیں (شعب ابی دب) میں دفنایا گیا ہے. اور کچھ لوگوں کا کہنا ہے کے انکی قبر-مبارک (شعب ابی دب کے کیرب) اس شاندار گھر میں ہے.

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (.48) في عهد عبد الملك بن مروان: عبد الله بن أسد رضی الله عنه دفنت عبد الله بن عمر رضی الله عنه في دار أبو دب و ببناء قبر مُسنّمًا، و دار بناها أبو موسى الأشعري رضی الله عنه [عبدالملک بن مروان کے دور میں: عبداللہ بن اسد رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ابودب کے گھر میں دفن کیا اور انکی قبر کو کوہان نما بنایا اور اس گھر پر ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے تعمیرات کی تھی] دلیل (.72)

للإمام الحافظ
أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي العبسي
المتوفى سنة ٢٣٥ هـ

تقديم وضبط
كمال يوسف الحوت

الجزء الثالث

دار التاج

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (.48) في عهد عبد الملك بن مروان: عبد الله بن أسد رضی الله عنه دفنت عبد الله بن عمر رضی الله عنه في دار أبو دب و ببناء قبر مُسنَّمًا، و دار بناها أبو موسى ألأشعري رضی الله عنه [عبدالملک بن مروان کے دور میں: عبداللہ بن اسد رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ابو دب کے گھر میں دفن کیا اور انکی قبر کو کوہان نما بنایا اور اس گھر پر ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے تعمیرات کی تھی] دليل (.72)

١١٧٢٦ ـ حدثنا أبو بكر قال حدثنا وكيع عن إسرائيل عن أبي إسحاق عن أبي ميسرة أنه أوصى قال اجعلوا على قبري طناً من قصب .

١١٧٢٧ ـ حدثنا أبو بكر قال حدثنا قرة بن سليمان عن هشام عن الحسن أنه كان لا يرى بأساً بالساج والقصب وكره الآجر يعني في القبر .

(١٢٩) في اللبن ينتصب على القبر أو يبنى بناء

١١٧٢٨ ـ حدثنا أبو بكر قال حدثنا وكيع عن سفيان عن عبد الله بن عيسى عن الزهري عن علي بن حسين قال نصب اللبن على قبر النبي ﷺ نصباً .

١١٧٢٩ ـ حدثنا أبو بكر قال ثنا معتمر بن سليمان عن هشام عن الحسن ومحمد قالا إن شئت بنيت القبر بناء وإن شئت نصبت اللبن نصباً .

١١٧٣٠ ـ حدثنا أبو بكر قال ثنا عبد الأعلى عن معمر عن الزهري عن علي بن حسين أنهم على قبر رسول الله ﷺ نصبوا اللبن نصباً .

١١٧٣١ ـ حدثنا أبو بكر قال ثنا شريك عن جابر عن أبي جعفر وسالم والقاسم قالوا كان قبر النبي ﷺ وأبي بكر وعمر جثا قبلة نصب لهم اللبن نصباً .

(١٣٠) ما قالوا في القبر يسنم

١١٧٣٢ ـ حدثنا أبو بكر قال ثنا شريك عن جابر عن أبي جعفر وسالم والقاسم قالوا كان قبر النبي ﷺ وأبي بكر وعمر جثا قبلة .

١١٧٣٣ ـ حدثنا شريك عن جابر عن عامر قال رأيت قبور شهداء أحد قبلة قد بني عليها النصباء .

١١٧٣٤ ـ حدثنا أبو بكر قال ثنا عيسى بن يونس عن سفيان التمار قال دخلت البيت الذي فيه قبر النبي ﷺ فرأيت قبر النبي ﷺ وقبر أبي بكر وعمر مسنمة .

١١٧٣٥ ـ حدثنا أبو بكر قال حدثنا الأشجعي عن سفيان عن شعبة عن أبي نعامة قال شهدت مع موسى بن طلحة جنازة فقال جهزوا يعني سنموه .

١١٧٣٦ ـ حدثنا أبو بكر قال ثنا يحيى بن سعيد عن سفيان عن أبي حصين عن الشعبي قال رأيت قبور شهداء أحد جثا مسنمة .

١١٧٣٧ ـ حدثنا أبو بكر قال ثنا أبو داود الطيالسي عن خالد عن أبي عثمان عن رجل قال رأيت قبر ابن عمر بعدما دفن بأيام مسنماً .

٢٢

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (48.) في عهد عبد الملك بن مروان: عبد الله بن أسد رضی الله عنه دفنت عبد الله بن عمر رضی الله عنه في دار أبو دب و ببناء قبر مُسنّمًا، و دار بناها أبو موسى الأشعري رضی الله عنه [عبدالملک بن مروان کے دور میں: عبداللہ بن اسد رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ابو دب کے گھر میں دفن کیا اور انکی قبر کو کوہان نما بنایا اور اس گھر پر ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے تعمیرات کی تھی] دلیل (72.)

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝ سورہ نجم 4,3:27

مصنف ابن ابی شیبہ مترجم

جلد نمبر ۳

حدیث نمبر ۸۱۹۷ تا حدیث نمبر ۱۲۲۷۱

مؤلف

الامام ابی بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبۃ العبسی الکوفی

المتوفی ۲۳۵ھ

مترجم

مولانا محمد اویس سرور ظلہ

MAKTABA-E-REHMANIA

مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون: 042-37224228-37355743

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (.48) في عهد عبد الملك بن مروان: عبد الله بن أسد رضی اللہ عنہ دفنت عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہ في دار أبو دب و ببناء قبر مُسنمًا، و دار بناها أبو موسى الأشعري رضی اللہ عنہ [عبدالملک بن مروان کے دور میں: عبداللہ بن اسد رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ابودب کے گھر میں دفن کیا اور انکی قبر کو کوہان نما بنایا اور اس گھر پر ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے تعمیرات کی تھی] دلیل (.72)

مصنف ابن ابی شیبہ مترجم (جلد ۳) ۲۹۸ کتاب الجنائز

جُثًا مُسَنَّمَةً.

(۱۱۸۵۸) حضرت امام شعبی فرماتے ہیں کہ میں شہداء احد کی قبریں دیکھی وہ جھکی ہوئیں کوہان نما تھیں۔

(۱۱۸۵۹) حدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ ، عَنْ رَجُلٍ ، قَالَ : رَأَيْتُ قَبْرَ ابْنِ عُمَرَ بَعْدَ مَا دُفِنَ بِأَيَّامٍ مُسَنَّمًا.

(۱۱۸۵۹) حضرت خالد بن عثمان ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دفن کرنے کے کچھ دنوں بعد ان کی قبر کو دیکھا تو وہ اٹھی ہوئی کوہان نما تھی۔

(۱۳۳) فی القبر يُكْتَبُ وَيُعَلَّمُ عَلَيْهِ

قبر پر نشانی لگانا اور اس پر کچھ لکھنا

(۱۱۸۶۰) حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُدَيْرٍ ، عَنْ مُحَمَّدٍ ، أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يُعَلَّمَ الْقَبْرُ.

(۱۱۸۶۰) حضرت عمران بن حدیر فرماتے ہیں کہ حضرت محمد قبر پر نشانی لگانے کو ناپسند فرماتے تھے۔

(۱۱۸۶۱) حدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ ، عَنْ سَلِيمِ بْنِ حَيَّانَ ، عَنْ حَمَّادٍ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، قَالَ : كَانُوا يَكْرَهُونَ أَنْ يُعْلِمَ الرَّجُلُ قَبْرَهُ.

(۱۱۸۶۱) حضرت سلیم بن حیان، حضرت حماد اور حضرت ابراہیم قبر پر نشانی لگانے کو ناپسند فرماتے تھے۔

(۱۱۸۶۲) حدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ ، قَالَ : لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ دَفَنَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَقِيعِ ، وَقَالَ لِرَجُلٍ اذْهَبْ إِلَى تِلْكَ الصَّخْرَةِ فَأْتِنِي بِهَا حَتَّى أَضَعَهَا عِنْدَ قَبْرِهِ حَتَّى أَعْرِفَهُ بِهَا . (ابوداؤد ۳۱۹۸)

(۱۱۸۶۲) حضرت المطلب بن عبداللہ بن حطب سے مروی ہے کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنت البقیع میں دفن فرمایا اور پھر ایک شخص سے فرمایا: فلاں چٹان کے پاس جا کر ایک پتھر لے کر آؤ تاکہ میں اس کو اس کی قبر پر بطور نشانی نصب کردوں جس کی وجہ سے اس کو (بعد میں) ہم پہچان لیں۔

(۱۱۸۶۳) حدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ ، عَنْ أَفْلَحَ ، عَنِ الْقَاسِمِ ، أَنَّهُ أَوْصَى ، قَالَ : يَا بُنَيَّ لَا تَكْتُبْ عَلَى قَبْرِي ، وَلَا تُشَرِّفَنَّهُ إِلَّا قَدْرَ مَا يَرُدُّ عَنِّي الْمَاءَ.

(۱۱۸۶۳) حضرت افلح فرماتے ہیں کہ حضرت قاسم نے وصیت فرمائی کہ اے بیٹے! میری قبر پر مت لکھنا، اور میری قبر کو زیادہ بلند نہ کرنا مگر اتنا کہ اس سے پانی ہٹ جائے، (پانی نہ روکے)۔

(۱۱۸۶۴) حدَّثَنَا حَفْصٌ ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ، عَنْ جَابِرٍ ، قَالَ : نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ ، وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى ، عَنْ جَابِرٍ وَأَنْ يُكْتَبَ عَلَيْهِ . (ابوداؤد ۳۲۱۷۔ ترمذی ۱۰۵۲)

(۱۱۸۶۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر تعمیر کرنے سے منع فرمایا، اور دوسری روایت میں آیا ہے

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (49.) في عهد عبد الملك بن مروان: فاطمة بنت حسين بن علي رحمة الله عليها بنيت ضرب على قبر حسن مثنى بن حسن بن علي رحمة الله عنه [عبد الملک بن مروان کے دور میں: فاطمہ بنت حسین بن علی رحمہ اللہ علیہا نے حسن مثنیٰ بن حسن بن علی رحمہ اللہ علیہ کی قبر پر خیمہ بنایا] دلیل (73.)

ديوان الحديث النبوي

(١)

صحيح البخاري

وهو: الجامع المسند الصحيح

المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

المتوفى سنة ٢٥٦ هجرية

طبعة مراجعة ومصححة على النسخة السلطانية

مع رفع الالتباس عن رموزها

المجلد الثاني

مركز البحوث وتقنية المعلومات

دار التأصيل

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات]   باب (49.) في عهد عبد الملك بن مروان: فاطمة بنت حسين بن علي رحمة الله عليها بنيت ضرب على قبر حسن مثنى بن حسن بن علي رحمة الله عنه [عبدالملک بن مروان کے دور میں: فاطمہ بنت حسین بن علی رحمہ اللہ علیہا نے حسن مثنیٰ بن حسن بن علی رحمہ اللہ علیہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دليل (73.)

٦٠- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنِ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُورِ

وَلَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رضي الله عنهم ضَرَبَتِ امْرَأَتُهُ الْقُبَّةَ عَلَى قَبْرِهِ سَنَةً، ثُمَّ رُفِعَتْ؛ فَسَمِعُوا(١) صَائِحًا يَقُولُ: أَلَا هَلْ وَجَدُوا مَا فَقَدُوا؟!(٢) فَأَجَابَهُ الْآخَرُ(٣): بَلْ يَئِسُوا فَانْقَلَبُوا.

• [١٣٣٩] حدثنا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ هِلَالٍ، هُوَ: الْوَزَّانُ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: «لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ؛ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسْجِدًا»(٤)، قَالَتْ: وَ(٥) لَوْلَا ذَلِكَ لَأَبْرَزُوا قَبْرَهُ(٦)، غَيْرَ أَنِّي أَخْشَىٰ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا.

٦١- بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النُّفَسَاءِ إِذَا مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا

• [١٣٤٠] حدثنا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ سَمُرَةَ(٧) رضي الله عنه قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا، فَقَامَ عَلَيْهَا(٨) وَسَطَهَا(٩).

---

(١) لأبي ذر عن الحموي والمستملي: «فَسَمِعَتْ».
(٢) لأبي ذر عن الكشميهني: «طَلَبُوا».
(٣) في أصول كثيرة: «فأجابه آخرُ» بالتنكير. اهـ. من هامش الأصل.
(٤) لأبي ذر عن الكشميهني: «مَسَاجِدَ».   (٥) ليس عند أبي ذر، وعليه صح.
(٦) كذا في نسخة أخرى. ولأبي ذر، والأصيلي، وابن عساكر وعليه صح: «لَأُبْرِزَ قَبْرُهُ».
* [١٣٣٩] [التحفة: خ م ١٧٣٤٦]
(٧) زاد لأبي ذر وعليه صح: «ابنِ جُنْدُبٍ».
(٨) في نسخة: «عَلَى وَسَطِهَا». ولأبي ذر، والأصيلي، وابن عساكر: «فقامَ وَسْطَهَا» وعليه صح.
(٩) عليه صح.
* [١٣٤٠] [التحفة: ع ٤٦٢٥]

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (.49) في عهد عبد الملك بن مروان: فاطمة بنت حسين بن علي رحمة الله عليها بنيت ضرب على قبر حسن مثنى بن حسن بن علي رحمة الله عنه [عبدالملک بن مروان کے دور میں: فاطمہ بنت حسین بن علی رحمہ اللہ علیہا نے حسن مثنیٰ بن حسن بن علی رحمہ اللہ علیہ کی قبر پر خیمہ بنایا] دلیل (.73)

صحیح بخاری شریف

تصنیف
امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری
مترجم
علامہ ابو التراب
محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

جمیع حقوق الطبع محفوظ للناشر
جملہ حقوق اشاعت محفوظ ہیں

جلد اوّل

بار اول	نومبر 2016
پرنٹرز	آر۔آر پرنٹرز
سرورق	النافع گرافکس
تعداد	1100/-
ناشر	چوہدری غلام رسول۔میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول
قیمت	=/ روپے

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

اسلامک بک ڈپو
042-37112841

شوروم ملت پبلی کیشنز دوکان نمبر 5- مکہ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (49.) في عهد عبد الملك بن مروان: فاطمة بنت حسين بن علي رحمة الله عليها بنيت ضرب على قبر حسن مثنى بن حسن بن علي رحمة الله عنه [عبد الملک بن مروان کے دور میں: فاطمہ بنت حسین بن علی رحمہ اللہ علیہا نے حسن مثنیٰ بن حسن بن علی رحمہ اللہ علیہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دلیل (73.)

صحیح بخاری شریف (جلد اول) 686 23-کتاب الجنائز

61-بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُورِ

قبروں پر مسجدیں بنانے کی کراہت

وَلَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ ضَرَبَتِ امْرَأَتُهُ الْقُبَّةَ عَلَى قَبْرِهِ سَنَةً، ثُمَّ رُفِعَتْ، فَسَمِعُوا صَائِحًا يَقُولُ: أَلَا هَلْ وَجَدُوا مَا فَقَدُوا. فَأَجَابَهُ الْآخَرُ: بَلْ يَئِسُوا فَانْقَلَبُوا"

جب حسن بن حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وفات ہوئی تو اُن کی اہلیہ محترمہ نے اُن کی قبر پر اک سال تک خیمہ لگائے رکھا۔ جب اُنھیں تو بلند آواز سنی جو کہہ رہا تھا: کیا جو چیز گم ہوئی تھی وہ تمہیں مل گئی؟ دوسرے نے جواب دیا: بلکہ مایوس ہو کر لوٹ گئے۔

1330 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ شَيْبَانَ عَنْ هِلَالٍ هُوَ الْوَزَّانُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسْجِدًا. قَالَتْ: وَلَوْلَا ذَلِكَ لَأَبْرَزُوا قَبْرَهُ غَيْرَ أَنِّي أَخْشَى أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اُس مرض میں فرمایا جس کے اندر وصال ہوا کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے انبیائے کرام کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔ حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ کی قبر کھلی رہتی لیکن اندیشہ یہی تھا کہ کہیں اُسے مسجد نہ بنالیا جائے۔

62-بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النُّفَسَاءِ إِذَا مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا

نفاس والی کی نمازِ جنازہ جب کہ وہ حالتِ نفاس میں مرے

1331 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا، فَقَامَ عَلَيْهَا وَسَطَهَا

عبداللہ بن بریدہ سے مروی ہے کہ حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک نفاس والی عورت جت نماز جنازہ پڑھی جو اسی حالت میں فوت ہوگئی تھی تو آپ اس کے درمیان میں کھڑے ہوئے۔

63-بَابٌ: أَيْنَ يَقُومُ مِنَ الْمَرْأَةِ وَالرَّجُلِ

عورت اور مرد کے لیے کہاں کھڑا ہو؟

1332 - حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ

ابن بریدہ سے مروی ہے کہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی

1330- راجع الحديث: 436، صحيح مسلم: 1184

1331- راجع الحديث: 332

1332- راجع الحديث: 332

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (49.) في عهد عبد الملك بن مروان: فاطمة بنت حسين بن علي رحمة الله عليها بنيت ضرب على قبر حسن مثنى بن حسن بن علي رحمة الله عنه [عبد الملک بن مروان کے دور میں : فاطمہ بنت حسین بن علی رحمہ اللہ علیہا نے حسن مثنیٰ بن حسن بن علی رحمہ اللہ علیہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دليل (74.)

مرقاة المفاتيح

للعلامة الشيخ علي بن سلطان محمد القاري المتوفى سنة ١٠١٤هـ

شرح مشكاة المصابيح

للإمام العلامة محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي المتوفى سنة ٧٤١هـ

تحقيق
الشيخ جمال عيتاني

تنبيه:
وضعنا متن المشكاة في أعلى الصفحات، ووضعنا أسفل منها نص "مرقاة المفاتيح" وألحقنا في آخر المجلد الحادي عشر كتاب "الإكمال في أسماء الرجال" وهو تراجم رجال المشكاة للعلامة التبريزي

الجزء الرابع
يحتوي على الكتب التالية
الجنائز - الزكاة - الصوم

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (.49) في عهد عبد الملك بن مروان: فاطمة بنت حسين بن علي رحمة الله عليها بنيت ضرب على قبر حسن مثنى بن حسن بن علي رحمة الله عنه [عبدالملک بن مروان کے دور میں: فاطمہ بنت حسین بن علی رحمہ اللہ علیہا نے حسن مثنیٰ بن حسن بن علی رحمہ اللہ علیہ کی قبر پر خیمہ بنایا] دليل (.74)

كتاب الجنائز/ باب البكاء على الميت ٢٠٥

من العينِ ومن القلبِ؛ فمنَ اللَّهِ عزَّ وجلَّ ومن الرحمةِ. وما كانَ من اليدِ ومن اللسانِ؛ فمنَ الشيطانِ». رواه أحمد.

١٧٤٩ ـ (٢٨) وعن البخاريّ تعليقاً، قال: لما ماتَ الحسنُ بنُ الحسن بن عليّ [رضي الله عنهم] ضربتِ امرأتهُ القبَّةَ على قبره سنةً ثمَّ رفعَتْ، فسمعَت صائحاً يقول: ألا هلْ وجدوا ما فقدوا؟ فأجابهُ آخر: بل يئِسوا فانقلَبوا.

حرف شرط وهو في هذا المقام ظرف لفعل الشرط، أي مهما كان البكاء **(من العين)** أي من الدمع **(ومن القلب)** أي من الحزن **(فمن الله عزَّ وجلَّ)** أي محمود ومرضى من جهته وصادر من خلقته **(ومن الرحمة)** أي وناشيء من رحمة صاحبه **(وما كان)** ما شرطية أيضاً **(من اليد)** كالضرب على الخد وقطع الثوب، ونتف الشعر **(ومن اللسان)** أي بطريق الصياح وعلى وجه النياح أو يقول مما لا يرضى به الرب. **(فمن الشيطان)** أي من اغوائه أو برضائه قال الطيبي: مهما حرف الشرط تقول مهما تفعل أفعل قيل: [إن] أصلها ماما فقلبت الألف الأولى هاء ومحله رفع بمعنى، إيما شيء كان من العين فمن الله فإن قلت: نسبة الدمع إلى العين، والقول من اللسان والضرب باليدان كان بطريق الكسب، فالكل يصح من العبد وإن كان من طريق التقدير، فمن الله فما وجه اختصاص البكاء بالله قلت: الغالب في البكاء أن يكون محموداً فالأدب أن يسند إلى الله تعالى بخلاف قول الخنا والضرب باليد عند المصيبات، فإن ذلك مذموم. اهـ. وتبعه ابن حجر قال ميرك: ولعل إسناد البكاء إلى الله تعالى لأجل إن الله راض به، ولا يؤاخذ به بخلاف ما صدر من اللسان واليد عند المصيبة فإن الشيطان راض بهما والرحمن يؤاخذ بهما، وليس في الحديث إسناد ما صدر منهما للعبد حتى يقال: كان بطريق الكسب فالكل من العبد، وإن كان بطريق التقدير فالكل من الله تعالى تأمل. اهـ. وهي مناقشة لطيفة ومجادلة شريفة وبيانها أن ترديد الطيبي، ليس على الطريق العرفي فإنه لا مرية إن الكل بتقدير الله [تعالى] أوّلاً، ويكسب العبد ثانياً فمحل السؤال ومورد الاشكال أنه كيف نسب بعضها إلى الرحمن وبعضها إلى الشيطان؟ فيجاب أن بعضها مباح، أو محمود فينسب إلى الله لاباحته إياه أو لرضاه فيترتب عليه الثواب وبعضها معصية فينسب إلى الشيطان حيث نسب بالاغواء، وحصل له به الرضا فيستوجب عليه العذاب، هذا وقد يقال: إن دمع العين، وحزن القلب، ليسا من الأفعال الاختيارية فلا إشكال في نسبتهما إلى الصفات الألوهية، والله أعلم بالحقائق الحديثية **(رواه أحمد)**.

١٧٤٩ ـ **(وعن البخاري تعليقاً)** أي بلا إسناد **(قال: لما مات الحسن بن الحسن بن علي رضي الله عنهم، ضربت امرأته القبة)** أي الخيمة **(على قبره سنة)** الظاهر أنه لاجتماع الأحباب للذكر والقراءة، وحضور الأصحاب للدعاء بالمغفرة والرحمة، وأما حمل فعلها على العبث المكروه كما فعله ابن حجر، فغير لائق بصنيع أهل البيت. **(ثم رفعت)** بالبناء للفاعل أي أمرت المرأة برفعها، ويجوز كونه للمفعول أي رفعت الخيمة. **(فسمعت)** أي المرأة **(صائحاً)** أي هاتفاً غيبياً **(يقول ألا)** بالتخفيف للتنبيه **(هل وجدوا ما فقدوا فأجابه آخر بل يئسوا)** والظاهر سئموا ولكن لما كان في صورة اليأس، قال: يئسوا **(فانقلبوا)** أي رجعوا وقال السيوطي: أخرج

نظر ثانی: ابو نجیب سید محی الدین صاحب (جامع مسجد خواجہ دانا رحمہ اللہ سورۃ) معاون: عمار الاسلام دیوان مداری (رتلام)، مرتب: شیخ محمد شکیل احمد

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (.49) في عهد عبد الملك بن مروان: فاطمة بنت حسين بن علي رحمة الله عليها بنيت ضرب على قبر حسن مثنى بن حسن بن علي رحمة الله عنه [عبد الملک بن مروان کے دور میں: فاطمہ بنت حسین بن علی رحمہ اللہ علیہا نے حسن مثنیٰ بن حسن بن علی رحمہ اللہ علیہ کی قبر پر خیمہ بنایا] دليل (.74)

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (.49) في عهد عبد الملك بن مروان: فاطمة بنت حسين بن علي رحمة الله عليها بنيت ضرب على قبر حسن مثنى بن حسن بن علي رحمة الله عنه [عبد الملک بن مروان کے دور میں: فاطمہ بنت حسین بن علی رحمہ اللہ علیہا نے حسن مثنیٰ بن حسن بن علی رحمہ اللہ علیہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دلیل (.74)

زبان کی طرف اور مارنے کی ہاتھ کی طرف ہے اگر یہ بھی ہے تو یہ ساری چیزیں انسان کی طرف سے ہیں۔ لیکن اگر یہ ساری چیزیں جب تقدیری طور پر ہیں تو اللہ کی طرف سے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ رونے کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ میں کہوں گا کہ رونے میں اکثر یہ ہوتا ہے کہ یہ مجبوراً ہوتا ہے تو لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کی جائے۔ بخلاف گریبان پھاڑنے اور ہاتھوں سے مارنے کے مصیبت کے وقت یہ چیزیں مذموم ہیں۔ اس کی متابعت ابن حجر نے کی ہے کہ میرکؒ فرماتے ہیں شاید رونے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہیں۔ بخلاف زبان اور ہاتھ کے کیونکہ مصیبت کے وقت شیطان راضی ہوتا ہے اور رحمٰن مؤاخذہ کرتا ہے اور حدیث میں کہیں بھی رونے کی نسبت بندے کی طرف نہیں ہے۔ یہ کہا گیا ہے کہ اگر کسی ہے تو پھر بندے کی طرف ہے۔ اگر تقدیراً ہے تو پھر یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

یہ بڑا ہی عجیب مناقشہ اور جھگڑا ہے۔ اور یہ بیان کہ طیبیؒ کا تردید کرنا کوئی حقیقت پر مبنی نہ ہے۔ کیونکہ یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں پھر بندے کی طرف سے کیسی ہیں۔ تو سوال کا محل اور اشکال کا مورد یہ ہے کہ کس طرح بعض کی نسبت رحمٰن اور بعض کی شیطان کی طرف کی گئی ہے؟ تو اس کا جواب یوں دیا جائے گا کہ اس کا بعض مباح ہے اور محمود ہے تو ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے۔ کیونکہ یہ اُسی کی رضا سے ہے اور اس پر ثواب بھی ملتا ہے۔ اور بعض چیزیں نافرمانی میں تو ان کی شیطان کی طرف نسبت کی گئی۔ جو کہ اُس کے ورغلانے کا سبب ہے اور اس سے اُس کی رضا بھی حاصل ہوتی ہے تو اس پر عذاب ہوگا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آنکھوں کے آنسو اور دل کا غم یہ امتیازی افعال میں سے نہ ہیں تو پھر ان کی صفات الٰہیہ کی طرف نسبت کرنے میں کوئی اشکال نہ ہے۔ اللہ ہی تمام حقائق جانتا ہے۔

حسن رضی اللہ عنہ کی بیوی کا اظہارِ افسوس کے لیے خیمہ کھڑا کرنا

۱۷۴۹: وَعَنِ الْبُخَارِيِّ تَعْلِيْقًا قَالَ لَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ضَرَبَتِ امْرَأَتُهُ الْقُبَّةَ عَلٰى قَبْرِهٖ سَنَةً ثُمَّ رَفَعَتْ فَسَمِعَتْ صَائِحًا يَقُوْلُ اَلَا هَلْ وَجَدُوْا مَا فَقَدُوْا فَاَجَابَهٗ اٰخَرُ بَلْ يَئِسُوْا فَانْقَلَبُوْا۔

اخرجه احمد فی المسند ۳۳۵/۱۔

ترجمہ: یہ روایت امام بخاریؒ سے بطریق تعلیق (یعنی بغیر سند کے منقول ہے) کہ جب حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی وفات ہوئی جن کا نام بھی حسن ہی تھا۔ ان کی بیوی نے ان کی قبر پر ایک برس تک خیمہ کھڑا کیا پھر اس کے بعد اٹھا لیا تو اس نے غیب سے آواز سنی۔ کہ کیا انہوں نے گمشدہ چیز کو پالیا ہے؟ دوسرے ہاتف غیبی نے جواب دیا بلکہ وہ مایوس ہو کر واپس لوٹ گئی۔

تشریح: علی قبرہ سنة: ظاہر یہ ہے کہ تا کہ دوست واحباب اکھٹے ہو سکیں اور ذکر ہو سکے اور دعا مغفرت اور رحمت ہو سکے یا پھر اسے محمول کیا جائے بے ہودہ اور مکروہ پر جیسا کہ ابن حجر نے کیا ہے۔ لیکن ایسا کرنا اہل بیت سے بعید ہے۔

رفعت: مبنی بر فاعل بناتے ہوئے پھر اُسے اُکھاڑ دیا۔ اور اسے مفعول بنانا بھی جائز ہے کہ خیمہ اُکھاڑ دیا گیا۔

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (49.) في عهد عبد الملك بن مروان: فاطمة بنت حسين بن علي رحمة الله عليها بنيت ضرب على قبر حسن مثنى بن حسن بن علي رحمة الله عنه [عبد الملک بن مروان کے دور میں: فاطمہ بنت حسین بن علی رحمہ اللہ علیہا نے حسن مثنیٰ بن حسن بن علی رحمہ اللہ علیہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دلیل (75.)

مرآۃ المناجیح

اردو ترجمہ و شرح

مشکوٰۃ المصابیح

مصنف

جلد (دوم)

حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی

نعیمی کتب خانہ گجرات

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (.49) في عهد عبد الملك بن مروان: فاطمة بنت حسين بن علي رحمة الله عليها بنيت ضرب على قبر حسن مثنى بن حسن بن علي رحمة الله عنه [عبد الملک بن مروان کے دور میں: فاطمہ بنت حسین بن علی رحمہ اللہ علیہا نے حسن مثنیٰ بن حسن بن علی رحمہ اللہ علیہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دلیل (.75)

۲؎ یعنی دل کا رنج اور آنکھ کے آنسو بندے کے اختیار میں نہیں یہ قدرتی چیز ہے دل میں رقت اور رحمت کا نتیجہ ہیں اور زبان سے بکواس ہاتھ سے ماتم شیطانی عمل ہے بندہ اپنے اختیار اور شیطان کے بہکانے سے کرتا ہے۔خیال رہے کہ ہر اچھے برے کام کا خالق رب کی طرف سے ہے مگر نسبت میں ادب چاہیئے اچھے کام کو رب کی طرف منسوب کرو اور برے کو شیطان کی جانب یا اپنی طرف نسبت دو‘اس حدیث میں اسی جانب اشارہ ہے۔

[28]- 1749	
وَعَنِ الْبُخَارِيِّ تَعْلِيقًا قَالَ: لَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بن الْحسن بن عَلِيٍّ ضَرَبَتِ امْرَأَتُهُ الْقُبَّةَ عَلَى قَبْرِهِ سَنَةً ثُمَّ رُفِعَتْ فَسَمِعَتْ صَائِحًا يَقُولُ: أَلَا هَلْ وَجَدُوا مَا فَقَدُوا؟ فَأَجَابَهُ آخَرُ: بَلْ يَئِسُوا فَانْقَلَبُوا	روایت ہے بخاری سے تعلیقًا فرماتے ہیں کہ جب حضرت حسن ابن حسن ابن علی۱؎ فوت ہوئے تو ان کی بیوی نے ان کی قبر پر ایک سال تک قبہ ڈالے رکھا۲؎ پھر اٹھا لیا تو کسی پکارنے والے کو سنا جو کہتا تھا کیا انہوں نے جو کھویا تھا وہ پالیا دوسرے نے جواب دیا بلکہ مایوس ہوکر چل دیئے۳؎

۱؎ آپ کا لقب حسین مثنیٰ ہے‘امام حسن کے فرزند علی مرتضے کے بڑے پوتے ہیں۔

۲؎ مرقات نے فرمایا کہ یہ قبہ احباب کے جمع ہونے اور ان کی قبر پر تلاوت قرآن و فاتحہ پڑھنے کے لیئے تھا عبث یا ناجائز نہ تھا کہ اہل بیت اطہار ایسا کام کبھی نہیں کرتے خصوصًا صحابہ کی موجودگی میں۔اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ خود آپ کی بیوی ایک سال تک اس قبہ میں حضرت حسن کی قبر پر رہیں۔ہوسکتا ہے کہ اس قبہ کے دو حصے ہوں ایک میں آپ رہتی ہوں اور دوسرے حصہ میں احباب جمع ہوکر فاتحہ پڑھتے ہوں۔اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے:ایک یہ کہ بزرگ کے مزارات پر زائرین کی آسانی کے لیئے گنبد عمارت بناناجائز ہے۔دوسرے یہ کہ وہاں مجاوروں کا بیٹھنا درست ہے یہ دونوں کام اہل بیت نبوت نے صحابہ کرام کی موجودگی میں کیئے کسی نے منع نہ کیا لہذا یہ دونوں عمل سنت صحابہ و سنت اہل بیت ہے اس کی بحث پہلے ہوچکی۔

۳؎ یہ آواز ہاتف غیبی کی تھی جس میں بتایا گیا کہ کسی کی موت پر بہت غم کرنا‘گھر چھوڑ کر جنگل میں بیٹھ جانا مردے کو واپس نہیں لے آتا۔خیال رہے کہ یہ نداء ہم لوگوں کو سنانے کے لیئے ہے نہ کہ اہل بیت نبوت پر عتاب کے لیئے‘انہوں نے کوئی ناجائز کام نہ کیا تھا اسی لیئے اس ندا میں ڈانٹ ڈپٹ یا ان کے اس فعل پر حرام ہونے کا فتویٰ نہیں۔

[29]- 1750	
وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَأَبِي بَرْزَةَ قَالَا: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَرَأَى قَوْمًا قَدْ طَرَحُوا أَرْدِيَتَهُمْ يَمْشُونَ فِي قُمُصٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَبِفِعْلِ الْجَاهِلِيَّةِ تَأْخُذُونَ؟ أَوْ بِصَنِيعِ الْجَاهِلِيَّةِ تَشَبَّهُونَ؟ لَقَدْ هَمَمْتُ	روایت ہے حضرت عمران ابن حصین و ابی برزہ سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں گئے تو آپ نے ایک قوم کو دیکھا جو اپنی چادریں پھینک گئے تھے اور قیصوں میں چلتے تھے ۱؎ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جاہلیت کا کام اختیار کرتے ہو یا جاہلیت کے عمل سے مشابہت کرتے ہو دل چاہتا ہے کہ تمہیں ایسی بددعا دوں کہ تم اپنی

Page 539 of 554

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (.49) في عهد عبد الملك بن مروان: فاطمة بنت حسين بن علي رحمة الله عليها بنيت ضرب على قبر حسن مثنى بن حسن بن علي رحمة الله عنه [عبد الملک بن مروان کے دور میں: فاطمہ بنت حسین بن علی رحمہ اللہ علیہا نے حسن مثنیٰ بن حسن بن علی رحمہ اللہ علیہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دليل (.76)

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگار ہو تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔ (القرآن ۲۴/۵۲)

نزهۃ القاری

شرح

صحیح البخاری

فقیہ اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمہ اللہ تعالیٰ

سابق صدر شعبۂ افتاء جامعہ اشرفیہ مبارکپور (انڈیا)

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

نظرثانی: ابو نجیب سید محی الدین صاحب (جامع مسجد خواجہ دانا رحمۃ اللہ سورۃ) معاون: عمار الاسلام دیوان مداری (رتلام)، مرتب: شیخ محمد شکیل احمد

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (.49) في عهد عبد الملك بن مروان: فاطمة بنت حسين بن علي رحمة الله عليها بنيت ضرب على قبر حسن مثنى بن حسن بن علي رحمة الله عنه [عبد الملک بن مروان کے دور میں: فاطمہ بنت حسین بن علی رحمہ اللہ علیہا نے حسن مثنیٰ بن حسن بن علی رحمہ اللہ علیہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دلیل (.76)

نزھۃ القاری ۲ — ۸۲۵ — الجنائز

ت ۲۵۱ وَلَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ضَرَبَتِ امْرَأَتُهُ الْقُبَّةَ عَلَى قَبْرِهِ سَنَةً

اور جب حضرت حسن بن حسن حضرت علی کے پوتے رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا وصال ہوگیا تو ان کی اہلیہ نے ان کی

ثُمَّ رُفِعَتْ فَسَمِعُوا صَائِحًا يَقُولُ أَلَا هَلْ وَجَدُوا مَا فَقَدُوا فَأَجَابَهُ

قبر پر قبہ تانا جو ایک سال تک رہا پھر اٹھا لیا تو لوگوں نے سنا کوئی بلند آواز سے کہتا ہے۔ تو جو چیز انہوں نے گم کی تھی اسے پایا

یہ واقعہ اول، اول کا ہے۔ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تھے اس کے بعد سورۂ نور نازل ہوئی جس میں زانی اور زانیہ کی سزا سو کوڑے نازل ہوئی۔ خواہ وہ محصن ہو خواہ غیر محصن، پھر آیت رجم سے محصن کے حق میں کوڑے کی سزا منسوخ ہوگئی، رجم مقرر ہوئی۔ محصن ہونے کے لئے یہ شرطیں ہیں۔ آزاد، عاقل، بالغ ہونا، اور نکاح صحیح کے ساتھ کسی عورت سے ہمبستر ہونا اگرچہ ایک بار سہی۔

تشریحات ۲۵۱ امام حسن مثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں، کربلا میں اپنے عم کرم کے ساتھ تھے۔ عورتوں بچوں کے ساتھ گرفتار ہوئے تھے اہل بیت میں سے ممتاز فرد ہیں۔ حجاج کے مظالم سے تنگ آکر عبد الملک بن مروان کے پاس تشریف لے گئے۔ اس نے ان کی بہت تعظیم و تکریم کی، اور حجاج کی تعدی سے بچایا۔ ایک دفعہ ایک رافضی نے ان سے کہا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے۔ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔ فرمایا۔ ضرور فرمایا ہے۔ اگر اس سے خلافت مراد ہوتی تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کو خطبہ دیتے اور فرماتے۔ اے لوگو! میرے بعد یہ تمہارے کاموں کا ولی اور یہی تم پر قائم ہوگا۔ اس کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو۔ بخدا اگر اللہ اور اس کے رسول نے علی کو خلافت کے لئے منتخب کیا تھا اور علی نے چھوڑ دیا۔ تو یہ پہلے وہ ہیں، جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو چھوڑا۔ ان کی والدہ کا نام خولہ بنت منظور فزاری ہے۔ ۹۹ھ میں وصال فرمایا۔ ان کی اہلیہ فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا، حضرت امام حسین شہید کربلا کی صاحبزادی ہیں۔ یہ بھی کربلا میں موجود تھیں۔ امام حسن مثنیٰ کے وصال کے بعد ان کا عقد حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان سے ہوا۔ جن سے محمد دیباج پیدا ہوئے۔ یہ فاطمہ صغریٰ کے ساتھ مشہور ہیں صحیح یہ ہے کہ ان کی ملاقات ان کی دادی حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ سے نہیں۔

قبہ گول خیمے کو کہتے ہیں۔ یہاں خاص بات یہ ہے کہ ۹۹ھ میں یہ ہوا۔ یہ زمانہ صحابۂ کرام کا اخیر تھا۔ اور تابعین کا دور اوسط تھا۔ سال بھر تک امام حسن مثنیٰ کے مزار پر قبہ رہا مگر کسی نے منع نہیں کیا۔ اور نہ کوئی ایسی روایت ملتی ہے کہ کسی صحابی یا تابعی نے اس پر اعتراض کیا ہو۔ اس سے ظاہر ہوا کہ غرض صحیح کے لئے مزارات پر قبے بنانے جائز ہیں۔ یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔ اور اسی پر جملہ اہلسنت کا عمل ہے۔ لا یُرفع علیہ بناء سے اس کی حرمت پر استدلال صحیح نہیں۔ اس لئے کہ اس سے مراد قبر پر ایسی عمارت بنانا ہے جیسے یہود نصاریٰ ستون نما سمادی بناتے ہیں۔ اس پر قرینہ یہ ہے کہ علیٰ کے حقیقی معنیٰ استعلاء کے ہیں۔ اور استعلاء اس وقت ہوگا جبکہ میت کے محاذی اوپر عمارت بنائیں۔ اور اگر ارد گرد بنائیں گے تو استعلاء نہ ہوگا۔ علاوہ ازیں بہت سے احکام زمانہ کے اختلاف سے بدل جاتے ہیں جیسے ارشاد ہے۔ وابنوا المساجد واتخذ وھا جُمًّا۔ مسجدوں کو منڈی بناؤ۔ یعنی اس میں مینارے نہ بناؤ۔ مگر عہد تابعین ہی سے اس کے برخلاف مساجد میں مینارے بننے لگے تھے۔ وجہ یہی ہوئی کہ عہد صحابہ تک شعائر دین کی عظمت شعائر دین کی وجہ سے دلوں میں بھرپور تھی۔ نیز عام مکانات بھی بہت معمولی اور سادے ہوتے تھے۔ جب فتوحات ہوئیں اور دولت کی کثرت ہوئی اور مکانات عالیشان

نظرثانی:ابو نجیب سید محی الدین صاحب (جامع مسجد خواجہ دانا رحمۃ اللہ سورة) معاون: عمار الاسلام دیوان مداری (رتلام)، مرتب: شیخ محمد شکیل احمد

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (49.) في عهد عبد الملك بن مروان: فاطمة بنت حسين بن علي رحمة الله عليها بنيت ضرب على قبر حسن مثنى بن حسن بن علي رحمة الله عنه [عبد الملک بن مروان کے دور میں: فاطمہ بنت حسین بن علی رحمہ اللہ علیہا نے حسن مثنیٰ بن حسن بن علی رحمہ اللہ علیہ کی قبر پر خیمہ بنایا]

دليل (76.)

آخر بل يئسوا فانقلبوا

زور دے کر نے جواب دیا نہیں بلکہ مایوس ہوئے اور لوٹ گئے۔

بننے لگے۔ ابتداً گر مسجدیں اسی طرح سنڈی اور معمولی حیثیت کی رہتیں تو عام نگاہوں میں ان کی وقعت نہ ہوتی۔ غیر ہنستے کہ مسلمانوں کی عبادتگاہ ایسی معمولی، تو مساجد کی عمارتیں عالیشان سے عالیشان بننے لگیں، مینارے گنبد بننے لگے۔ اس سے مقصود شعائر دین کی دلوں میں عظمت بٹھانا ہے۔ اسی طرح عہد سابق میں ہر مسلمان، مسلمان کی قبر کا احترام کرتا تھا۔ اور علما، صلحا، مشائخ کے مزارات کی ان کے شایان شان عظمت دلوں میں تھی۔ مگر اب جبکہ بصیرت باطنی کا فقدان ہے اور ظاہری شان وشوکت ہی عظمت کا نشان بن چکا ہے۔ علمائے کرام نے علما و مشائخ کے مزارات پر قبے بنانے کی اجازت دیدی ہے، بلکہ اسے مستحسن بتایا ہے۔ علامہ فتنی نے مجمع بحار الانوار میں، اور ملا علی قاری نے فرمایا۔ حتی کہ مولوی اعزاز علی مفتی دار العلوم دیوبند نے بھی شرح نقایہ ملا علی کے حاشیے[عه] میں بھی ذرا تغیر کے ساتھ لکھا۔

قد اباح السلف البناء على قبر المشائخ والعلماء المشهورين ليزورهم الناس وليستريحون بالجلوس فيه۔

مشائخ اور علماء مشہورین کے مزارات پر عمارات بنانے کو علماء سلف نے جائز بتایا تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور اس میں بیٹھنے پر آرام پائیں۔

نیز اس میں بہت سے فوائد ہیں۔ زائرین با طمینان وحضور قلب تلاوت ذکر اذکار کریں گے۔ جس سے دونوں کو فائدہ ہوگا۔ بارش، دھوپ سردی سے محفوظ رہیں گے قبے سے لوگ پہچان جائیں گے کہ یہ کسی محبوب بارگاہ کا مزار ہے، تو حاضر ہوں گے، اور فیض حاصل کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام متاخرین نے اس کے جواز کی تصریح کی ہے۔ حتی کہ علامہ علاء الدین حصکفی نے در مختار[له] میں فرمایا۔

ولا يرفع عليه بناء وقيل لا باس به وهو المختار

قبر پر عمارت نہ بنائے ایک قول یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں، اور یہی مختار ہے۔

اور علامہ محمد امین بن عابدین شامی نے رد المحتار[له] میں فرمایا۔

وفى الاحكام عن جامع الفتاوى وقيل لا يكره اذا كان الميت من المشائخ والعلماء والسادات۔

احکام میں جامع فتاویٰ سے ہے کہ ایک قول یہ ہے کہ قبر پر عمارت بنانا مکروہ نہیں جبکہ میت مشائخ اور علماء اور سادات سے ہو۔

طحطاوی علی المراقی[له] میں در مختار کا قول نقل کرکے برقرار رکھا۔ یہ دلیل ہے کہ ان کا بھی مختار یہی ہے۔

عه باب ما يكره من اتخاذ المسجد على القبور ص۱

له ص۲۱۳۹ له و ۳ه اول ص۶۰۱ ۴ه ص۳۲۰ ،

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (.50) في عهد وليد بن عبد الملك بن مروان:

وليد بنى المزار النبي يحيى بن زكريا علیہ سلام في الجامع الأموي في دمشق، وهو في نفس الوضع اليوم [ولید بن عبدالملک بن مروان کے دور میں: ولید نے دمشق کی اموی مسجد میں حضرت یحیٰی ابن زکریا علیہ سلام کا مزار تعمیر کیا، جو آج بھی اسی صورتحال میں ہے]

دليل (.77)

ابو الفداء
الحافظ ابن كثير
الدمشقي المتوفى ٧٧٤ هـ

البداية والنهاية

الجزء الثاني

ضبطت وصححت هذه الطبعة على عدة نسخ وذيلت بشروح
قامت بها هيئة باشراف

الناشر
مكتبة المعارف
بيروت

١٤١٠ هـ - ١٩٩٠ م

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (50.) في عهد وليد بن عبد الملك بن مروان:

وليد بنى المزار النبي يحيى بن زكريا عليہ سلام في الجامع الأموي في دمشق، وهو في نفس الوضع اليوم [ولید بن عبد الملک بن مروان کے دور میں: ولید نے دمشق کی اموی مسجد میں حضرت یحییٰ ابن زکریا علیہ سلام کا مزار تعمیر کیا، جو آج بھی اسی صورتحال میں ہے] دليل (77.)

٥٥

عن الاعمش عن شمر بن عطية قال قتل على الصخرة التى ببيت المقدس سبعون نبيا منهم يحيى بن زكريا عليه السلام وقال أبو عبيد القاسم بن سلام حدثنا عبد الله بن صالح عن الليث عن يحيى بن سعيد عن سعيد بن المسيب قال قدم بخت نصر دمشق فاذا هو بدم يحيى بن زكريا يغلى فسأل عنه فاخبروه فقتل على دمه سبعين الفا فسكن. وهـذا اسناد صحيح الى سعيد بن المسيب وهو يقتضى أنه قتل بدمشق وان قصة بخت نصر كانت بعد المسيح كما قاله عطاء والحسن البصرى فالله أعلم.

وروى الحافظ ابن عساكر من طريق الوليد ابن مسلم عن زيد بن واقـد قال رأيت رأس يحيى ابن زكريا حين أرادوا بناء مسجد دمشق أخرج من تحت ركن من أركان القبلة الذى يلى المحراب مما يلى الشرق فكانت البشرة والشعر على حاله لم يتغير وفى رواية كانما قتل الساعة. وذكر فى بناء مسجد دمشق أنه جعل تحت العمود المعروف بعمود السكاسكه فالله أعلم.

(١) وقد روى الحافظ ابن عساكر فى المستقصى فى فضائل الاقصى من طريق العباس بن صبح عن مروان عن سعيد بن عبد العزيز عن قاسم مولى معاوية قال كان ملك هذه المدينة يعنى دمشق هداد ابن هداد وكان قد زوجه ابنه بابنة أخيه أريل ملكة صيدا وقد كان من جملة أملاكها سوق الملوك بدمشق وهو الصاغة العتيقة قال وكان قد حلف بطلاقها ثلاثا. ثم انه اراد مراجعتها فاستفتى يحيى بن زكريا فقال لا تحل لك حتى تنكح زوجا غيرك فحقدت عليه وسألت من الملك رأس يحيى بن زكريا وذلك باشارة أمها فأبى عليها ثم أجابها الى ذلك وبعث اليـه وهو قائم يصلى بمسجد جيرون من أتاه برأسه فى صينيـة فجعل الرأس يقول له لا تحل له لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره فاخذت المرأة الطبق فحملته على رأسها وأتت به أمها وهو يقول كذلك فلما تمثلت بين يدى أمها خسف بها الى قدميها ثم الى حقويها وجعلت أمها تولول والجوارى يصرخن ويلطمن وجوههن ثم خسف بها الى منكبيها فامرت أمها السياف أن يضرب عنقها لتتسلى برأسها ففعل فلفظت الارض جثتها عنـد ذلك ووقعوا فى الذل والفناء ولم يزل دم يحيى يفور حتى قدم بخت نصر فقتل عليه خمسة وسبعين الفا • قال سعيد بن عبـد العزيز وهى دم كل نبى ولم يزل يفور حتى وقف عنده أرميا عليه السلام فقال أيها الدم أفنيت بنى اسرائيل فاسكن باذن الله فسكن فرفع السيف وهرب من هرب من أهـل دمشق الى بيت المقدس فتبعهم اليها فقتل خلقا كثيراً لا يحصون كثرة وسبا منهم ثم رجع عنهم.

---

(١) من هنا الى قصة عيسى ليس فى النسختين المصريتين

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (50.) في عهد وليد بن عبد الملك بن مروان:

وليد بنى المزار النبي يحيى بن زكريا عليه سلام في الجامع الأموي في دمشق، وهو في نفس الوضع اليوم [ولید بن عبدالملک بن مروان کے دور میں: ولید نے دمشق کی اموی مسجد میں حضرت یحیٰی ابن زکریا علیہ سلام کا مزار تعمیر کیا، جو آج بھی اسی صورتحال میں ہے]

دلیل (77.)

تاریخ ابن کثیر

اردو ترجمہ

البداية والنهاية

جلد چہارم

حصہ ہفتم و ہشتم

۱۳ ہجری سے ۴۰ ہجری تک کے تفصیلی واقعات یہ حصہ شاندار اسلامی فتوحات پر مشتمل ہے حضرت عمرؓ کے زمانہ کی فتوحات، اسکے بعد حضرت عثمانؓ کی خلافت اور حضرت علیؓ کی خلافت کے شروع میں رونما ہونے والے واقعات کا ذکر

۴۱ ہجری کے آغاز سے ۷۳ ہجری تک کے واقعات خلافت علیؓ، خلافت حسن بن علیؓ، اور خلافت معاویہؓ کے بعد بنوامیہ کے خلفاء کا تفصیلی تذکرہ ہے۔ نیز واقعۂ کربلا اور حضرت عبداللہ بن زبیر کی امامت کا تفصیلی ذکر ملاحظہ فرمائیں۔

حافظ عماد الدین ابوالفدا اسماعیل ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ

ترجمہ و تحقیق

مولانا ابوطلحہ محمد اصغر مغل فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان فون 2213768

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (.50) في عهد وليد بن عبد الملك بن مروان:

وليد بنى المزار النبي يحيى بن زكرياعليه سلام في الجامع الأموي في دمشق، وهو في نفس الوضع اليوم [ولید بن عبدالملک بن مروان کے دور میں: ولید نے دمشق کی اموی مسجد میں حضرت یحییٰ ابن زکریاعلیہ سلام کا مزار تعمیر کیا، جو آج بھی اسی صورتحال میں ہے] دليل (.77)

تاریخ ابن کثیر ...... حصہ دوم (۵۱۷) انبیاء علیہ السلام کے واقعات

ہمشیرہ تھیں، اور ایک قول یہ ہے کہ اشیاع جو ام یحییٰ ہیں یہ عمران کی بیوی حنہ کی بہن تھیں اس صورت میں حضرت یحییٰ حضرت عیسیٰ کے خالہ زاد نہ ہوں گے بلکہ ان کی والدہ مریم کے خالہ زاد ہوں گے، واللہ اعلم

پھر حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کی مقتل گاہ کے بارے میں اختلاف ہے آیا وہ مسجد اقصیٰ ہی میں شہید کئے گئے یا دوسری کسی جگہ، تو ثوری، اعمش سے وہ شمر بن عطیہ سے نقل کرتے ہیں کہ بیت المقدس کی چٹان (صخرہ) مقام پر ستر پیغمبر شہید کئے گئے انہی میں سے حضرت یحییٰ بھی ہیں۔

(۱)سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ بخت نصر دمشق آیا تو وہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا خون جوش مار رہا تھا تو بخت نصر نے اس خون کے متعلق پوچھا لوگوں نے حقیقت حال کی خبر دی (کہ کس طرح ایک مظلوم پیغمبر بے گناہ شہید کر دیئے گئے ہیں) تو بخت نصر نے برائے انتقام ستر ہزار اسرائیلیوں کو قتل و خونریزی سے دوچار کیا۔

اور اس روایت کی اسناد حضرت سعید تک بالکل صحیح پہنچتی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام دمشق میں قتل کئے گئے، اور بخت نصر کا قصہ حضرت مسیح کے بعد واقع ہوا جیسے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔......واللہ اعلم۔

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ولید بن مسلم کے طریق سے زید ابن واقد سے نقل کیا ہے کہتے ہیں کہ جب لوگوں نے دمشق کی مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو قبلہ کے ستونوں میں سے جو مشرق کے جانب ہے اس کے نیچے سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر مبارک نکالا گیا اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کھال اور بال وغیرہ اپنی حالت پر بالکل صحیح سالم ہیں کچھ بھی تبدیلی نہیں ہوئی، ایک روایت میں یہ لفظ ہیں گویا کہ ابھی قتل کئے ہیں۔

اور مسجد دمشق کے بناء کے تذکرے میں ہے کہ آپ کا سر مبارک ایک ستون کے نیچے مدفون ہے۔ جس کا نام (**عمود السكا سكة**) ہے۔

حافظ ابن عساکر(۲) کی روایت میں حضرت معاویہ کے غلام قاسم سے منقول ہے کہ دمشق شہر کا بادشاہ ہداد بن ہدار تھا اس نے اپنے بیٹے کی شادی اپنی بھتیجی اریل جو صیدا کی ملکہ تھی اس سے کروادی اور اس عورت کی ملکیت میں سے دمشق کا مشہور بادشاہوں والا بازار بھی تھا، اور ایک مرتبہ اس کے شوہر نے اس کے بارے میں تین طلاق کا حلف اٹھایا پھر ندامت ہوئی تو واپسی کی کوئی صورت کے لئے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام سے مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا کہ جب تک وہ دوسرے سے نکاح نہ کرے تب تک آپ سے نکاح نہیں کرسکتی، تو اس سے لڑکی کو حضرت یحییٰ سے کینہ ودشمنی پیدا ہوگئی اس نے بادشاہ سے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کا سر مانگا، اور یہ اس نے اپنی ماں کے اشارے پر کیا تھا، لیکن بادشاہ نے اولاً انکار فرمادیا پھر مجبور ہو کر مان بیٹھا، قاتل کو آپ کے پاس بھیجا آپ محراب میں نماز ادا فرمارہے تھے اور وہ جبرون کی مسجد تھی، تو جو شخص آپ کا سر مبارک لایا تو سر نے اس کو کہا تیرے لئے نکاح کرنا درست نہیں حتیٰ کہ تو غیر سے اس کا نکاح کروادے تو عورت حضرت یحییٰ کے سر کو طاق میں رکھ کر اپنی ماں کے پاس لے گئی اور آپ کا سر تب بھی یہی بول رہا تھا، جب آپ کا سر اقدس اس بے غیرت ماں کے سامنے رکھا گیا تو زمین نے اس کو قدموں تک نگل لیا پھر سرینوں تک اور اس کی ماں چیخ و پکار کرتی رہی خادمائیں بھی آہ وزاری میں مصروف اپنے چہروں کو تھپڑتی رہیں پھر زمین اس کو شانوں تک نگل گئی تب اس کی ماں نے حکم دیا کہ اس کا سر تن سے جدا کردیا جائے تاکہ سر تو باقی بچ جائے پھر سر تن سے جدا کردیا گیا، پھر زمین نے اس کے نگلے ہوئے کمینے جسم کو بھی باہر اچھال دیا، اور پھر یہ سب لوگ ذلت وفقر تباہی وفناء میں غرق ہوتے گئے اور پیغمبر کا خون جوش مار مار کر مسلسل انتقام کے لئے لوگوں کو اکسا تا رہا، حتیٰ کہ بخت نصر آیا اور اس نے اس کے انتقام میں پچھتر ۷۵ ہزار ظالموں کو قتل کیا، (تب کہیں جا کر خون ٹھنڈا ہوا) سعید بن عبدالعزیز اس کے ایک راوی کہتے ہیں کہ یہ نبی کا خون تھا، اور برابر جوش مارتا رہا حتیٰ کہ حضرت ارمیا علیہ السلام اس کے پاس پہنچے اور اس کو کہا اے خون تو نے بنی اسرائیل کو فنا کردیا ہے اب تو اللہ کے حکم سے ٹھنڈا ہو جا تو پھر وہ ٹھنڈا ہوگیا، پھر آپ نے تلوار اٹھائی اور جن اہل دمشق نے بھاگنا تھا وہ بھاگ کر بیت المقدس اپنی جان لے گئے لیکن آپ نے وہاں بھی ان کا تعاقب کیا اور ایک خلق کثیر کو قتل کیا جس کی تعداد شمار سے باہر ہے اور بہت کو قیدی بنایا پھر واپس پلٹ پڑے۔

---

(۱)وقال ابوعبيدالقاسم بن سلام حدثنا عبدالله بن صالح، عن الليث عن يحيىٰ بن سعيد عن سعيد بن المسيب

(۲)وقدروى الحافظ ابن عساكر فى المستقصى فى فضائل الأقصى من طريق العباس بن صبح عن مروان عن سعيد بن عبدالعزيز عن قاسم مولى معاوية

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين[دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(.51) في عهد الخلافة العباسية(١٧٢ھ): زبيدة خاتون (بنت جعفر بن المنصور بن محمد بن علي بن عبد الله بن عباس) بنيت مسجد كبير و قبة على قبر عبد الله بن عباس رضي الله عنه [عباسی خلافت کے دور(172 ھ) میں: زبیدہ خاتون (بنت جعفر بن المنصور بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس) نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر پر ایک بڑی مسجد اور گنبد تعمیر کیا] دلیل (.78)

وفاء الوفا
بأخبار دار المصطفى

تأليف

نور الدين علي بن عبد الله السمهودي

المتوفى سنة ٩١١هـ

تحقيق وتقديم

الدكتور قاسم السامرائي

الجزء الثالث

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(.51) في عهد الخلافة العباسية(١٧٢هـ): زبيدة خاتون (بنت جعفر بن المنصور بن محمد بن علي بن عبد الله بن عباس) بنيت مسجد كبير و قبة على قبر عبد الله بن عباس رضي الله عنه [عباسی خلافت کے دور(172 ھ) میں: زبیدہ خاتون (بنت جعفر بن المنصور بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس) نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر پر ایک بڑی مسجد اور گنبد تعمیر کیا] دليل (.78)

لها نَقيضٌ(١)، انتهى.

وذكر الواقدي بناء عمرو(٢) بن أمية للمسجد على مُصَلَّى رسول الله ﷺ، قال: وكان فيه سارية لا تطلع الشمس عليها يوما من الدهر إلاَّ يسمع لها نقيض، أكثر من عشر مرار، فكانوا يرون أنَّ ذلك تسبيحٌ(٣).

قال المطري: وهو جامع كبير، فيه منبر عالٍ عُمِلَ في أيام الناصر أحمد بن المستضيء، وفي ركنه الأيمن القبلي قبر عبد الله بن عباس بن عبد المطلب في قبة عالية، ومسجد رسول الله ﷺ في صَحْنِ هذا الجامع بين قبَّتين صغيرتين، يقال: إنهما بُنيتا في موضع قبَّتَي زوجتيه عائشة وأم سلمة رضي الله عنهما(٤).

قلت: قال التقي الفاسي: إنَّ المسجد الذي يُنسبُ للنبي ﷺ هناك في مؤخر المسجد الذي فيه قبر عبد الله بن عباس، لأنَّ في جداره القبلي من خارجه حجراً فيه: أمرتْ أُمُّ جعفر بنت أبي الفضل(٥) أُمُّ وُلاَة عهد المسلمين بعمارة مسجد رسول الله ﷺ بالطائف(٦).

وفيه: أنَّ ذلك سنة اثنتين وتسعين(٧) ومئة(٨).

قال: والمسجد الذي فيه قبر ابن عباس أظنُّ أنَّ المستعين العباسي(٩) عمره مع ضريح ابن عباس(١٠)، انتهى.

---

(١) المصدر نفسه.
(٢) في كتاب مغازي الواقدي ٣/ ٩٢٧: 'أمية بن عمرو بن وهب بن معتب بن مالك'.
(٣) مغازي الواقدي ٣/ ٢٧: 'تسبيح' وفي الأصول: تسبيحاً، وفي إهداء اللطائف ٦٠: «فكانوا يرون ذلك تسبيحاً منها».
(٤) التعريف ٧٩-٨٠.
(٥) هي أم جعفر زبيدة بنت جعفر بن المنصور، أم الأمين العباسي، اسمها أمة العزيز، توفيت سنة ٢١٦هـ، انظر: سير أعلام النبلاء ١٠/ ٢٤١ مع مصادر ترجمتها.
(٦) شفاء الغرام ١/ ٩٠ و(١/ ١٤٥ تدمري).
(٧) في الأصول: اثنين وسبعين، والتصحيح من شفاء الغرام ١/ ٩٠ وأهداء اللطائف للعجيمي ٦٠.
(٨) المصدر نفسه و(١/ ١٤٥ تدمري).
(٩) انظر عنه: سير أعلام النبلاء ١٢/ ٤٦ مع مصادر ترجمته.
(١٠) شفاء الغرام ١/ ٩٠ (١/ ١٤٥ تدمري).

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(51.) في عهد الخلافة العباسية(١٧٢هـ): **زبيدة خاتون** (بنت جعفر بن المنصور بن محمد بن علي بن عبد الله بن عباس) **بنيت مسجد كبير و قبة على قبر عبد الله بن عباس** رضي الله عنه [عباسی خلافت کے دور (172 ھ) میں:

زبیدہ خاتون (بنت جعفر بن المنصور بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس) نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر پر ایک بڑی مسجد اور گنبد تعمیر کیا] دلیل (78.)

وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ ﷺ

تالیف

الشیخ العلامۃ نور الدین علی بن احمد السمہودی

المتوفی ۹۱۱ھ

مترجم: شاہ محمد چشتی

نظر ثانی: محمد محسن

حصہ سوم

ادارہ پیغام القرآن

۴۰۔ اردو بازار لاہور ☎ 042-7323241

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب (.51) في عهد الخلافة العباسية (١٧٢هـ): زبيدة خاتون (بنت جعفر بن المنصور بن محمد بن علي بن عبد الله بن عباس) بنيت مسجد كبير و قبة على قبر عبد الله بن عباس رضي الله عنه [عباسی خلافت کے دور (172 ھ) میں: زبیدہ خاتون (بنت جعفر بن المنصور بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس) نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر پر ایک بڑی مسجد اور گنبد تعمیر کیا] دلیل (.78)

ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ حنین سے فارغ ہو کر طائف کی طرف متوجہ ہوئے تو نخلہ یمانیہ پہنچے پھر قرن (اہل نجد کا میقات) پھر ملیح اور پھر بحرۃ الرغا پہنچے وہاں مسجد بنائی اور اس میں نماز پڑھی۔

حضرت مطری کہتے ہیں کہ یہ مسجد وادی لیہ میں آج کل مشہور ہے میں نے اسے دیکھا ہے اور وہاں پتھر میں ایک نشان ہے کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کے پاؤں کا نشان ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بحرۃ الرغا کے مقام پر اس دن قصاص لیا تھا۔ یہ اسلام میں پہلا خون تھا جس کا قصاص لیا گیا' بنولیث میں سے ایک آدمی نے ھذیل کا ایک شخص قتل کر دیا تھا جس کے بدلے میں اسے قتل کر دیا گیا۔

مسجد الطائف

انہی میں سے ایک مسجد طائف میں ہے چنانچہ ابن اسحاق اپنے پہلے بیان کے بعد کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ پھر ضیقہ کے راستے چلے اور اس کا نام پوچھا' بتایا گیا کہ "ضیقہ" ہے' آپ نے فرمایا کہ اسے "یسریٰ" کہا جائے پھر وہاں سے نخب کی طرف چلے اور سدرہ کے نیچے جا ٹھہرے جسے صادرہ کہا جاتا تھا' یہ ثقیف کے ایک شخص کا مال تھا پھر وہاں سے چلے اور طائف کے قریب اُترے چنانچہ وہاں آپ کے کچھ ساتھی قتل ہو گئے کیونکہ آپ کا لشکر طائف کے باغ سے قریب تھا' آپ کے ہمراہ آپ کی دو بیویاں بھی تھیں جن میں سے ایک اُم سلمہ تھیں' آپ کے لئے دو خیمے لگائے اور دونوں کے درمیان نفل پڑھے اور جب بنو ثقیف مسلمان ہو گئے تو حضرت عمرو بن امیہ بن وھب نے حضور ﷺ کے مصلے کی جگہ ایک مسجد بنائی' اس مسجد میں ایک ستون تھا جس کے بارے میں لوگوں کا خیال تھا کہ جب بھی وہاں سورج دکھائی دیتا تو اس سے آواز سنائی دیتی۔ انتہی۔

علامہ واقدی نے بھی حضور ﷺ کے مصلے کی جگہ عمرو بن امیہ کی تعمیر کا ذکر کیا ہے چنانچہ لکھا کہ: اس مسجد میں ایک ستون تھا جہاں سے آواز آتی تھی' ایسا تقریباً دس مرتبہ ہوا' لوگوں کے ذہن میں یہ بات آتی تھی کہ یہ تسبیح پڑھتا ہے۔

علامہ مطری کہتے ہیں کہ یہ ایک بڑی جامع مسجد ہے' اس میں ایک بلند و بالا منبر ہے' یہ الناصر احمد بن المستضیٔ کے دور میں بنایا گیا' اس کے ایک کونے میں بلند و بالا گنبد کے نیچے حضرت عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبر مبارک ہے جبکہ اسی مسجد کے صحن میں دو چھوٹے گنبدوں کے درمیان حضور ﷺ کی سجدہ گاہ ہے' کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں گنبد حضور ﷺ کی بیویوں حضرت اُم سلمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قبوں کی جگہ پر بنائے گئے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ: حضرت تقی فاسی کہتے ہیں' وہ مسجد جو نبی کریم ﷺ کے نام سے وہاں موجود ہے اس مسجد کے آخر میں ہے جس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبر مبارک ہے کیونکہ اس کے قبلہ والی دیوار میں باہر کی طرف پتھر لگا ہے جس میں لکھا ہے کہ: اُم جعفر بنت ابو الفضل نے طائف میں مسجد رسول اللہ بنانے کا حکم دیا تھا جو مسلمانوں کے عہد حکومت والوں کی ماں تھیں پھر اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ ۱۷۲ھ میں بنی تھی۔

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(52.) الخليفة العباسي المنصور(بن محمد بن علي بن عبد الله بن عباس) بنيت قبة كبيرة على قبر عباس بن عبدالمطلب و جميع المقابر التي دفنت مع عباس رضي الله عنه [عباسی خلیفہ المنصور (بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس) نے عباس بن عبدالمطلب پر اور عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن تمام قبروں پر ایک بڑا گنبد تعمیر کیا] دليل (79.)

قلت: وقد ابْتُنِيَ عليها مشاهد:

منها: مشهدٌ على يمينك إذا خرجت من باب البقيع قبلي المشهد المنسوب لعقيل بن أبي طالب وأمهات المؤمنين، يحوي العباس بن عبد المطلب عمَّ رسول الله ﷺ، والحسن بن علي، ومن تقدَّم ذكره معه، وعليهم قبة شامخة في الهواء[١].

قال ابن النجار: وهي كبيرة عالية قديمة البناء، وعليها بابان يُفتح أحدهما في كلِّ يوم[٢]، ولم يذكر الذي بناها.

وقال المطري: بناها الخليفة الناصر أحمد بن المستضيء[٣].

قلت: وفيه نظر، لأنَّ الناصر هذا كان معاصراً لابن النجار، لأنه توفي سنة اثنتين وعشرين وست مئة، ووفاة ابن النجار سنة ثلاث وأربعين وست مئة، وقد قال ابن النجار: إنَّ هذه القبة قديمة، ووصفها بما هي عليه اليوم.

ورأيت في أعلى محراب هذا المشهد: أمر بعمله المنصور المستنصر بالله، ولم يذكر اسمه ولا تاريخ العمارة، فلعله المنصور الذي هو ثاني خلفاء بني العباس، لكنه لا يُلقَّب بالمستنصر بالله، ولم أرَ من جمع بين هذين اللقبين[٤].

وعلى ساج قبر العباس، أنَّ الآمر بعمله المسترشد بالله[٥] سنة تسع عشرة وخمس مئة، ولعل عمارة القبة قبله.

وقبر العباس وقبر الحسن مرتفعان من الأرض متسعان مُغَشَّيَانِ بألواح ملصقة أبدعَ إلصاقٍ، مصفَّحَة بصفائح الصُّفر، مكوكبة بمسامير على أبدع صفة وأجمل منظر[٦].

وينبغي أنْ يُسَلِّم زائرُهما على من قدَّمنا ذكر دفنه عندهما في قبر فاطمة والحسن رضي الله عنهما.

---

(١) المصدر نفسه.
(٢) الدرة الثمينة ٢٣٢-٢٣٣.
(٣) التعريف ٤٣ والمغانم المطابة ص٢٠٩.
(٤) قلت: المنصور ليس لقباً له بل هو اسمه وهو الخليفة العباسي أبو جعفر منصور المستنصر بالله بن محمد الظاهر بأمر الله، بويع له يوم الجمعة ثالث عشر رجب سنة ٦٢٣هـ، وهو باني المدرسة المستنصرية ببغداد، وتوفي سنة ٦٤٠هـ، خلاصة الذهب المسبوك ٢٨٥-٢٨٨ وسير أعلام النبلاء ٢٣/ ١٥٥ مع مصادر ترجمته.
(٥) هو الخليفة العباسي الهمام أبو منصور الفضل بن المستظهر بالله، قتله الباطنية في سنة ٥٢٩هـ.
(٦) نقلاً من المغانم المطابة ص٢٠٩ أو من رحلة ابن جبير ١٥٥.

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(.52) الخليفة العباسي المنصور(بن محمد بن علي بن عبد الله بن عباس) بنيت قبة كبيرة على قبر عباس بن عبدالمطلب و جميع المقابر التي دفنت مع عباس رضي الله عنه [عباسی خلیفہ المنصور (بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس) نے عباس بن عبدالمطلب پر اور عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن تمام قبروں پر ایک بڑا گنبد تعمیر کیا] دلیل (.79)

میں کہتا ہوں کہ یہاں چند مزارات بنائے گئے جن میں سے ایک مزار تو وہاں موجود ہے جہاں آپ بقیع کے دروازے سے نکلیں تو حضرت عقیل بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب مزار سے پہلے آتا ہے' امہات المؤمنین کے مزارات بھی وہیں ہیں' وہیں حضرت عباس بن عبد المطلب اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارت ہیں اور وہ بھی ہیں جن کا ذکر ان کے ساتھ پہلے گذر چکا' ان پر بلند اور عظیم گنبد بنا ہوا ہے۔

چنانچہ ابن نجار کہتے ہیں کہ یہ گنبد بہت بڑا ہے' یہ ایک قدیم عمارت ہے' اس کے دو دروازے ہیں جن میں سے روزانہ ایک کھولا جاتا ہے۔ابن نجار نے اسے بنانے والے کا ذکر نہیں کیا لیکن حضرت مطری کہتے ہیں کہ اسے خلیفہ الناصر احمد بن مستضیئ نے بنایا تھا۔

میں کہتا ہوں کہ یہ بات قابل غور ہے کیونکہ یہ خلیفہ ناصر ابن نجار کا ہم عصر تھا کیونکہ وہ ۶۲۲ھ میں فوت ہوا تھا جبکہ ابن النجار کی وفات ۶۴۳ھ کو ہوئی تھی جبکہ ابن نجار کہتے ہیں: اس گنبد کی عمارت قدیم ہے اور پھر انہوں نے اس کی موجودہ حالت کا ذکر کیا پھر میں نے اس مزار کے محراب پر اونچائی میں لکھا دیکھا ہے کہ ''امر بعمله المنصور المستنصر بالله'' لیکن اس کا نام نہیں لکھا اور نہ ہی تعمیر کی تاریخ لکھی ہے تو شاید یہ وہ منصور تھا جو خلفاءِ بنو عباس میں سے دوسرا تھا لیکن اس کا لقب مستنصر باللہ نہیں تھا اور نہ ہی میں نے دیکھا کہ کسی نے یہ دونوں لقب جمع کئے ہوں اور پھر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر انور کے ایک گوشے میں لکھا ہے کہ: ''الامر بعمله المسترشد بالله سنة تسع عشرة و خمسمائة'' لیکن شاید اس گنبد کی تعمیر اس سے قبل ہوئی تھی۔یہاں حضرت عباس اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبریں زمین سے قدرے بلند ہیں' وسیع ہیں جن پر تختیاں خوب ملا کر جوڑی گئی ہیں' چوڑے زرد پتھر کیلوں اور میخوں سے نہایت ہی خوبصورت طریقے پر لگائے گئے ہیں جو دیکھنے والوں کو بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ان دونوں مزارات کی زیارت کرنے والوں کو چاہئے کہ ان کے اور حضرت فاطمہ و حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قریب ان مزارات پر بھی سلام کہے جن کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔یہاں مدینہ پر حکومت کرنے والوں کے بھی بہت سے مزارات ہیں اور ان کے رشتہ دار بھی یہیں دفن ہیں۔

اسی کے مغربی حصے میں حضرت ابن الھیجاء کی قبر ہے جو عبیدیوں کے وزیر تھے' اس پر عمارت کھڑی ہے نیز ایک اور قبر بھی ہے جو ابن ابی النصر کے نام سے مشہور ہے۔اس پر بھی عمارت بنی ہوئی ہے۔اسی مزار کے مشرق میں' اس سے ذرا دور دو چوکھنڈیاں ہیں جن میں سے ایک میں امیر جوبان کی قبر ہے جو مدرسہ جوبانیہ کے بانی تھے اور دوسری میں کچھ اور اہم لوگ ہیں جو مدینہ میں آ گئے تھے۔میں ان کے بارے میں اس لئے خبر دار کر رہا ہوں کہ وقت کے ساتھ ساتھ کہیں یہ مل جل نہ جائیں۔

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(53.) الخيزران بنت عطاء زوجة الخليفة العباسي المهدي(بن المنصور بن محمد بن علي بن عبد الله بن عباس) والدة هارون الرشيد بنيت مسجد على الدار مولد النبي ﷺ [عباسی خلیفہ المہدی (بن المنصور بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس) کی زوجہ، ہارون رشید کی والدہ خیزران بنت عطاء نے نبی ﷺ کی ولادت کے گھر پر مسجد بنائی] دليل (80.)

ذخائر العرب
٣٠

تاريخ الطبري

تاريخ الرسل والملوك

لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري

٢٢٤ - ٣١٠ هـ

الجزء الثاني

تحقيق
محمد أبو الفضل إبراهيم

الطبعة الثانية

دار المعارف بمصر

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(53.) الخيزران بنت عطاء زوجة الخليفة العباسي المهدي(بن المنصور بن محمد بن علي بن عبد الله بن عباس) والدة هارون الرشيد بنيت مسجد على الدار مولد النبي ﷺ [عباسی خلیفہ المہدی (بن المنصور بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس) کی زوجہ، ہارون رشید کی والدہ خیزران بنت عطاء نے نبی ﷺ کی ولادت کے گھر پر مسجد بنائی] دلیل (80.)

١٥٦

قال : حدّثنا الزّبير بن موسى ، عن أبي الحُوَيرث ، قال : سمعت عبدَ الملك ابن مَرْوان يقول لقُباث بن أشْيَم الكِنانيّ اللّيثيّ : يا قباث ، أنتَ أكبر أم رسول الله صلّى الله عليه وسلّم ؟ قال : رسول الله صلّى الله عليه وسلّم أكبر منّي وأنا أسنّ منه ، ولد رسول الله صلّى الله عليه وسلّم عامَ الفيل ، ووقفت بي أمّي على روث الفيل محيلا أعقله .

حدّثنا ابن حُميد ، قال : حدثنا سَلَمة ، قال : حدّثني ابن إسحاق ، قال : ولد رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يومَ الاثنين عام الفيل ، لاثنتَيْ عشرة مضت من شهر ربيع الأول ؛ وقيل إنه وُلد صلّى الله عليه وسلّم في الدّار التي تُعرَف بدار ابن يوسف ؛ وقيل : إنّ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم كان وَهَبَها لعَقيل بن أبي طالب ، فلم تزَلْ في يد عَقيل حتى توفّي ، فَباعها ولده من محمد بن يوسف ، أخي الحجّاج بن يوسف ، فبنى دارَه التي يُقال لها دار ابن يوسف ، وأدخل ذلك البيتَ في الدّار ، حتى أخرجتْه الخيزُران فجعلتْه مسجداً يصلّى فيه . ١/٩٦٨

حدّثنا ابن حُميد ، قال : حدثنا سلَمة ، عن ابن إسحاق ، قال : يزْعمُون فيما يتحدّث الناس — والله أعلم — أنّ آمنة بنت وهب أمّ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم ، كانت تُحدّث أنّها أتيتْ لمّا حمَلت برسول الله صلّى الله عليه وسلّم ، فقيل لها : إنك قد حملت بسيّد هذه الأمّة ، فإذا وقع بالأرض فقُولي : أعيذُه بالواحد ، من شرّ كلّ حاسد ، ثم سمّيه محمداً . ورأتْ حين حمَلت به أنّه خرج منها نور رأت منه قُصور بُصْرَى من أرض الشّام ، فلمّا وضعته أرسلت إلى جدّه عبد المطلب ، أنّه قد ولد لك غلام فأته فانظُر إليه . فأتاه فنظر إليه ، وحدّثتْه بما رأتْ حين حملت به ، وما قيل لها فيه وما أمرت أن تسمّيَه .

حدّثني محمد بن سنان القزّاز ، قال : حدّثنا يعقوب بن محمد الزُّهْريّ ، قال : حدّثنا عبدُ العزيز بن عمران ، قال : حدّثني عبدُ الله بن عثمان بن أبي سُليمان بن جُبير بن مُطْعِم ، عن أبيه ، عن ابن أبي سُوَيد الثقفيّ ، عن

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(53.) الخيزران بنت عطاء زوجة الخليفة العباسي المهدي(بن المنصور بن محمد بن علي بن عبد الله بن عباس) والدة هارون الرشيد بنيت مسجد على الدار مولد النبي ﷺ [عباسی خلیفہ المہدی (بن المنصور بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس) کی زوجہ، ہارون رشید کی والدہ خیزران بنت عطاء نے نبی ﷺ کی ولادت کے گھر پر مسجد بنائی] دلیل (81.)

المنتظم

في تاريخ الملوك والأمم

لأبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي
المتوفى سنة ٥٩٧ هـ.

دراسة وتحقيق

محمد عبد القادر عطا مصطفى عبد القادر عطا

راجعه وصححه
نعيم زرزور

الجزء الثاني

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

به هذه الليلة . قال : فأدركه اليهودي(١) ولم يؤمن به(٢) .

قال ابن جرير : وقيل إنه وُلد عليه السلام في الدار التي تعرف بدار محمد بن يوسف الثقفي .

وقيل : إن رسول الله ﷺ كان وهبها لعقيل بن أبي طالب ، فلم تزل في يد عقيل حتى توفي ، فباعها ولده من محمد بن يوسف أخي الحجاج فبنى داره التي يقال لها : دار ابن يوسف ، وأدخل ذلك البيت في الدار حتى أخرجته الخيزران فجعلته مسجداً يصلى فيه .

* * *

ذكر ما جرى عند وضع آمنة لرسول الله ﷺ (٣)

روى عثمان بن أبي العاص قال : حدَّثتني أمي أنها [شهدت](٤) ولادة آمنة لرسول(٥) الله ﷺ وكان ذلك ليلة ولدته(٦) قالت : فما شيء أنظر إليه من البيت إلَّا نورٌ ، وإنِّي لأنظر(٧) إلى النجوم تدنو حتى [إني](٨) لأقول : لَيَقعُنَّ عليَّ(٩) .

أنبأنا عبد الوهاب الحافظ قال : أخبرنا عاصم بن الحسن قال : أخبرنا أبو

---

(١) في الأصل : «المؤمن» .

(٢) السيرة النبوية لابن هشام ١/١٥٩ . ودلائل النبوة للبيهقي ١/١١٠ . والمستدرك للحاكم ٣/٤٨٦ . وأورده ابن الجوزي في الوفا برقم ٩٠ .

(٣) بياض في ت مكان : «ذكر ما جرى عند وضع آمنة لرسول الله ﷺ» .

(٤) ما بين المعقوفتين : سقط من الأصل .

(٥) في ت : «رسول الله» .

(٦) في ت : «وكان ذلك ليلاً» وسقطت كلمة «ولدته» . وفي الأصل : «وكان ذلك ليلاً ولدته» . وما أثبتناه من دلائل النبوة للبيهقي ١/١١١ .

(٧) في الأصل : «أنظر» .

(٨) في الأصل ، ت : «حتى أقول» وما بين المعقوفتين زيادة من دلائل النبوة للبيهقي ١/١١١ .

(٩) أخرجه البيهقي في دلائل النبوة ١/١١١ . وأورده الهيثمي في مجمع الزوائد ٨/٢٢٠ ، وقال : «رواه الطبراني ، وفيه : عبد العزيز بن عمران ، وهو متروك» . وفي شرح المواهب ١/١٦٣ : «والصحيح أن ولادته عليه الصلاة والسلام كانت نهاراً لا ليلاً» .

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(53.) الخيزران بنت عطاء زوجة الخليفة العباسي المهدي(بن المنصور بن محمد بن علي بن عبد الله بن عباس) والدة هارون الرشيد بنيت مسجد على الدار مولد النبي ﷺ [عباسی خلیفہ المہدی (بن المنصور بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس) کی زوجہ، ہارون رشید کی والدہ خیزران بنت عطاء نے نبی ﷺ کی ولادت کے گھر پر مسجد بنائی] دلیل (81.)

سلیس بامحاورہ جدید ترجمہ

تاریخ طبری اردو

اردو ترجمہ

تاریخ الامم والملوک

جلد اوّل

حصہ اول ودوم

قبل از اسلام

زمانہ کی حقیقت وماہیت، زمین وآسمان کی پیدائش، تخلیق آدم، واقعات انبیاء کرام وملوک عالم، فارس، یمن وروم کے بادشاہوں اور پیغمبرانِ بنی اسرائیل کا ذکر حضورؐ کے زمانے تک کے بادشاہ اور حضرت عیسیٰؑ کا ذکر،

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبریؒ

اردو ترجمہ

مولانا محمد اصغر مغل فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
مولانا اعجاز احمد صمدانی فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

دار الاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ / مزارات] باب(.53) الخيزران بنت عطاء زوجة الخليفة العباسي المهدي(بن المنصور بن محمد بن علي بن عبد الله بن عباس) والدة هارون الرشيد بنيت مسجد على الدار مولد النبي ﷺ [عباسی خلیفہ المہدی (بن المنصور بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس) کی زوجہ، ہارون رشید کی والدہ خیزران بنت عطاء نے نبی ﷺ کی ولادت کے گھر پر مسجد بنائی] دلیل (.81)

سال میں ہوئی)۔

عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے قباث بن اشیم سے پوچھا کہ تم بڑے ہو یا رسول اللہ ﷺ انھوں نے کہا کہ نبی اکرم مرتبہ میں تو مجھ سے بڑے ہیں لیکن میری پیدائش ان سے پہلے ہوئی اور میں نے عام الفیل کو ایک سال بعد ہاتھیوں کی سبز رنگ کی متغیر شدہ لید دیکھی تھی اسی طرح میں نے افیہ بن عبدالشمس کو دیکھا کہ بہت بوڑھا ہو چکا تھا اس کا غلام اسے لے کر چلتا تھا۔یعنی کہ ہاتھیوں والے سال آپ کی پیدائش ہوئی حالانکہ مجھ میں اس وقت سوجھ بوجھ پیدا ہو چکی تھی ۔لہذا عمر میں میں بڑا ہوں عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اے قباث تو ہی بہتر جانتا ہے۔

اسی طرح قیس بن مخرمہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور آپ ﷺ عام الفیل والے سال پیدا ہوئے ،اور ہم دونوں ہم عمر ہیں۔

سعید بن جبیر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس نے فرمایا کہ ابن عباس نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے۔

عبدالملک بن مروان نے قباث بن اشیم لیثی سے پوچھا ،اے قباث !تو بڑا ہے یا رسول اللہ ﷺ؟ کہا کہ آپ ﷺ مرتبہ میں تو مجھ سے بڑے ہیں ہاں میں عمر میں ان سے بڑا ہوں آپ کی پیدائش عام الفیل میں ہوئی میری ماں مجھے لیے کسی جگہ کھڑی تھی میں نے ہاتھیوں کی ایک سال پرانی لید دیکھی جسے میں اچھی طرح سے پہچان سکتا تھا۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی پیدائش پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو عام الفیل میں ہوئی بعض نے کہا کہ آپ ﷺ کی پیدائش اس گھر میں ہوئی جو دار بن یوسف کے نام سے معروف ہے یہ گھر آپ نے عقیل بن ابوطالب کو ہبہ کر دیا تھا پھر عقیل کے پاس ان کی موت تک رہا پھر عقیل کے بیٹے نے حجاج بن یوسف کے بھائی محمد بن یوسف کو بیچ دیا تھا بعد میں محمد بن یوسف نے اس گھر کو ساتھ شامل کر کے ایک بڑی حویلی بنالی تھی پھر خیزران نے وہاں سے نکل کر اس گھر کی جگہ پر مسجد بنالی تھی۔

آمنہ رضی اللہ عنہا کے دوران حمل کچھ خارق عادت واقعات

محمد بن اسحاق بہت سارے بزرگوں سے نقل کرتے ہیں کہ آپ کی والدہ محترمہ فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکت سے حاملہ تھی مجھے ایک غیبی آواز آیا کرتی تھی مجھ سے کہا جاتا تھا کہ اے آمنہ! تو اس وقت کے سردار سے حاملہ ہے۔جب اسے جنم دے چکو تو کہنا میں اسے اللہ واحد کی پناہ میں دیتی ہوں پھر اس کا نام محمد رکھ لو۔

کہتی ہیں کہ دوران حمل ایک نور دیکھتی تھی اس کی چمک اتنی ہوتی تھی کہ میں بصری (شام کا ایک شہر) کے محلات دیکھ لیتی تھی جب میں نے انھیں جنم دیا تو ان کے جد امجد عبدالمطلب کو پیغام بھیجا کہ میں نے ایک لڑکا جنم دیا ہے آپ اسے آکر دیکھیں۔جب عبدالمطلب آئے تو آمنہ بی بی نے تمام واقعات کہہ سنائے۔

عثمان بن ابوالعاص کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ولادت کے وقت حضرت آمنہ بنت وھب کے پاس میری والدہ موجود تھیں وہ کہتی ہیں کہ اس رات جس چیز کو بھی میں دیکھتی وہ چمکتی ہوئی نظر آتی اور میں نے دیکھا کہ ستارے قریب سے قریب تر ہوتے جا رہے ہیں یہاں تک کہ میں کہہ سکتی کہ ستارے ہم پر ٹوٹ پڑیں گے۔

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (54.) من عهد الخلافة العباسية إلى ٥٦٤ هـ:

الخلفاء بنيت قببًا كبيرة على القبور المباركة في البقيع المدينة [عباسی خلافت کے دور سے ۵۶۴ھ تک: خلفاء نے مدینہ کے بقیع میں مبارک قبروں پر عظیم گنبد تعمیر کئے]

دليل (82.)

وفاء الوفا

بأخبار دار المصطفى

تأليف

نور الدين علي بن عبد الله السمهودي

المتوفى سنة ٩١١هـ

تحقيق وتقديم

الدكتور قاسم السامرائي

الجزء الثالث

مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي
فرع موسوعة مكة المكرمة والمدينة المنورة

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (.54) من عهد الخلافة العباسية إلى ٥٦٤ هـ:

الخلفاء بنيت قبيًا كبيرة على القبور المباركة في البقيع المدينة [عباسی خلافت کے دور سے ۵۶۴ھ تک: خلفاء نے مدینہ کے بقیع میں مبارک قبروں پر عظیم گنبد تعمیر کئے]

دليل (.82)

وهناك قبور كثيرة لأمـراء المدينة وأقاربهم من الأشراف يدفنون بهذا المشهد.

وفي غربيّه قبر ابن أبي الهيجاء وزير العبيديين، عليه بناء، وقبر آخر يُعرف بابن أبي النضر عليه بناء أيضاً.

وفي شرقي المسجد، بعيداً منه، حَظيرتان في أحدهما الأمير جوبان صاحب المدرسة الجوبانية، وفي الأخرى بعض الأعيان ممن نُقل إلى المدينة، وإنما نبَّهتُ على ذلك خوفاً من الالتباس على طول الزمان.

ومنها: مشهد في قبلة المشهد المنسوب لعقيل متَّصل به، قال المطري: يقال: إنَّ فيه قبور أزواج رسول الله ﷺ[١].

وقال ابن النجار في القبور المعروفة في زمانه، ما لفظه: وقبور أزواج النبي ﷺ وهنَّ أربعة قبور ظاهرة، ولا يُعلم تحقيق من فيها منهنَّ[٢].

قلت: باطن هذا المشهد كله أرض مستوية ليس فيها علامة قبور، وكان حظيراً مبنيّاً بالحجارة[٣] ـ كما ذكره المطري ـ فابتنى عليه قبَّةَ الأميرُ برد بك المعمار سنة ثلاث وخمسين وثمان مئة.

ومنها: مشهد عقيل بن أبي طالب، على ما ذكره ابن النجار، وتبعه من بعده، قال: ومعه في القبر ابن أخيه عبد الله الجواد بن جعفر الطيار، كما قدَّمنا عنه في قبر أبي سفيان بن الحارث، مع بيان أنَّ ذلك المشهد من دار عقيل، وأنَّ الذي نُقِل دفنه هناك إنما هو أبو سفيان بن الحارث بن عبد المطلب، وأنَّ عقيلاً مات بالشام خلاف قول المطري: إنَّ المنقول دفنه في داره[٤]، وجوَّزنا أنْ يكون نُقِلَ من

(١) التعريف ٤٣.
(٢) الدرة الثمينة ٢٣٤.
(٣) التعريف ٤٣.
(٤) المصدر نفسه.

٣٠٢

دليل (.82)

الشام إليها، فينبغي السلام على الثلاثة المذكورين هناك، وتقدَّم استجابة الدعاء عند زاوية الدار المذكورة.

ومنها: روضة بقرب مشهد عقيل، يقال: إنَّ فيها ثلاثة قبور[١] من أولاد النبي ﷺ كذا قاله المجد، وجعله مما يُعرف في زمنه بالبقيع[٢]، ولم أره في كلام غيره، ولولا ذكره لمشهد سيدنا إبراهيم قبل ذلك[٣] لحملنا كلامه عليه.

وليس بقرب مشهد عقيل إلاَّ القبة المتهدمة التي في غربي مشهد أمهات المؤمنين، ولا يُعرفُ من بها، فلعلها مراده، أو القبة الآتي ذكرها في مشهد الإمام مالك في ركنه الشرقي الشمالي، فإنَّ كُلًّا منهما يَصِحُّ وصفها بالقرب من مشهد عقيل، ثمَّ تبيَّنَ أنَّ مراده الأولى التي في غربي مشهد أمهات المؤمنين، فإنَّ ابن جبير ذكر في رحلته روضة عقيل، ثم روضة أمهات المؤمنين، ثم قال: «ويزائها روضة صغيرة فيها ثلاثة من أولاد النبي ﷺ، ويليها روضة العباس بن عبد المطلب. . .» إلى آخره[٤]، فهذا مأخذ المجد.

ومنها: مشهد سيدنا إبراهيم بن سيدنا رسول الله ﷺ، وقبره على نَعْتِ قبر الحسن والعباس، وهو ملصق إلى جدار المشهد القبلي، وفي هذا الجدار شباك[٥]، قال المجد: وموضع تربته يُعرف ببيت الحزن، يقال: إنه البيت الذي أوَتْ إليه فاطمة رضي الله عنها، والتزمت الحزن فيه بعد وفاة أبيها سيد المرسلين ﷺ[٦]، انتهى.

والمشهور ببيت الحزن إنما هو الموضع المعروف بمسجد فاطمة في قبلة مشهد الحسن والعباس، وإليه أشار ابن جُبير بقوله: ويلي القبة العباسيَّة بيت لفاطمة بنت الرسول ﷺ، ويُعرف ببيت الحزن، يقال: إنه الذي أوَتْ إليه والتزمت

(١) وردت اللفظة في ك فقط.
(٢) المغانم المطابة ص٢١١.
(٣) المصدر نفسه ص٢٠٩.
(٤) رحلة ابن جبير ١٥٥.
(٥) في المغانم المطابة ص٢٠٩ زيادة: «من جهة القبلة».
(٦) المصدر نفسه.

٣٠٣

الخلفاء بنيت قببًا كبيرة على القبور المباركة في البقيع المدينة [عباسی خلافت کے دور سے ۵۶۴ھ تک: خلفاء نے مدینہ کے بقیع میں مبارک قبروں پر عظیم گنبد تعمیر کئے]

دليل (82.)

الحزن فيه عند وفاة أبيها ﷺ(١).

وفيه قبرها على أحد الأقوال ـ كما قدمناه ـ وأظنُّه في موضع بيت علي بن أبي طالب الذي كان اتَّخذه بالبقيع، وفيه اليوم هيئة قبور.

وفي شامي قبر سيدنا إبراهيم بمشهده صورة قبرين حادثين، لم يذكرهما ابن النجار ولا من تبعه، إنما ذكروا ما قدَّمناه من كونه إلى جنب عثمان بن مظعون، وأنَّ عبد الرحمن بن عوف أوصى أن يُدفَن هناك، وأنه ينبغي زيارتهما معه.

قلت: وكذا كل من قدمنا ذكر دفنه هناك.

ومنها: مشهد صفية بنت عبد المطلب عمَّة رسول الله ﷺ، أمِّ الزبير بن العوَّام، على يسارك عند ما تخرج من باب البقيع، وهو بناء من حجارة لا قُبَّة عليه.

قال المطري: وأرادوا عقد قبة صغيرة عليه فلم يتَّفِق ذلك(٢).

ومنها: مشهد أمير المؤمنين عثمان بن عفان رضي الله عنه، وعليه قبة عالية ابتناها أسامة بن سنان الصالحي، أحد أمراء السلطان السعيد صلاح الدين يوسف بن أيوب في سنة إحدى وست مئة، قاله المطري(٣).

قال الزين المراغي: ونَقَل أبو شامة: أنَّ الباني لها عز الدين سلمة(٤).

قلت: ولم يذكر ابن النجار هذه القبة، مع ذكره لقبة الحسن والعباس وسيدنا إبراهيم وغيرهما مما كان في زمانه، وقد أدرك التاريخ الذي ذكره المطري وبعده بكثير.

وبمشهد سيدنا عثمان قبرٌ خلف قبره، يقال: إنه قبر متولي عمارة القبة.

---

(١) رحلة ابن جبير ١٥٥.
(٢) التعريف ٤٣ زيادة: «لقربها من السور والباب».
(٣) المصدر نفسه والمغانم المطابة ص٢١١.
(٤) ك: عز الدين سلمه الله تعالى، والخبر في تحقيق النصرة ١٢٧ وهو عز الدين أسامة بن سنان الصالحي كان متولياً على بيروت للسلطان صلاح الدين زمن حصار عكا، الروضتين ٢/١٦١، ١٨٣ والفتح القسي في الفتح القدسي للعماد ٢٠٦، ٣٢٩.

٣٠٤

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (54.) من عهد الخلافة العباسية إلى ٥٦٤ هـ:

الخلفاء بنيت قببًا كبيرة على القبور المباركة في البقيع المدينة [عباسی خلافت کے دور سے ۵۶۴ھ تک: خلفاء نے مدینہ کے بقیع میں مبارک قبروں پر عظیم گنبد تعمیر کئے]

دليل (82.)

وقد حدث في زماننا أمام المشهد في المغرب بناء مربع عليه قبة فيه امرأة كانت أم ولد لبعض بني الجيعان توفيت بالمدينة الشريفة، وإلى جانبه حظيرة فيها امرأة لبعض الأتراك، وبين هذا البناء وبين المشهد أيضاً حظيرة أخرى بها أخت صاحبنا قاضي الحرمين محي الدين الحنبلي[1] أمتع الله به.

ومنها: مشهد فاطمة بنت أسد، أمّ أمير المؤمنين علي بن أبي طالب رضي الله عنه باقصى البقيع، على ما فيه مما تقدم في ذكر قبرها.

وينبغي أنْ يسلم هناك على سعد بن معاذ لما سبق.

ومنها: مشهد الإمام أبي عبد الله مالك بن أنس الأصْبَحي، إمام دار الهجرة، إذا خرجت من باب البقيع كان مواجهاً لك عليه قبَّة صغيرة[2] وإلى جانبه في المشرق والشام قبه لطيفة أيضاً، لم يتعرض لذكرها المطري ومن بعده، فيحتمل أنْ تكون حادثة، ويقال: إنَّ بها نافعاً مولى ابن عمر.

وفي كلام ابن جبير، عند ذكر المشاهد المعروفة في زمنه، ما يؤخذ منه أنَّ بين مشهد سيدنا إبراهيم عليه السلام وبين مشهد مالك تربة عن يمين مشهد سيدنا إبراهيم، وأنها تربةُ ابنِ لعمر بن الخطاب[3] رضي الله عنه اسمه عبد الرحمن الأوسط، قال: وهو المعروف بأبي شحمة، وهو الذي جَلَده أبوه الحدَّ فمرض ومات[4]، وما ذكره ينطبق على القبة المذكورة.

ومنها: مشهد إسماعيل بن جعفر الصادق، وهو كبير يقابل مشهد العباس في المغرب، وهو ركن سور المدينة اليوم من القبلة والمشرق[5]، بُنِيَ قبل السور، فاتَّصل السور به، فصار بابه من داخل المدينة[6].

---

(١) هو عبد القادر بن عبد اللطيف الحسيني الفاسي الحنبلي، ترجم له السخاوي في التحفة اللطيفة ٢/١٩٣-١٩٥ ترجمة حافلة وقال: توفي بالمدينة الشريفة سنة ٨٩٥هـ.
(٢) التعريف ٤٣ وتحقيق النصرة ١٢٩.
(٣) «ابن الخطاب» تظهر في ك فقط، وهي في رحلة ابن جبير.
(٤) رحلة ابن جبير ١٥٥.
(٥) تحقيق النصرة ١٢٩
(٦) التعريف ٤٣-٤٤ والمغانم المطابة ص ٢١١.

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (54.) من عهد الخلافة العباسية إلى ٥٦٤ هـ:

الخلفاء بنيت قببًا كبيرة على القبور المباركة في البقيع المدينة [عباسی خلافت کے دور سے ۵۶۴ھ تک: خلفاء نے مدینہ کے بقیع میں مبارک قبروں پر عظیم گنبد تعمیر کئے]

دليل (82.)

قال المطري: بناه بعض العبيديين من ملوك مصر[1].

قلت: على باب المشهد الأوسط الذي أمامه الرحبة ـ التي بها البئر التي يُتبرك بها ـ حجرٌ فيه[2] أنَّ حسين بن أبي الهيجاء عَمَره سنة ستٍ وأربعين وخمس مئة، ولعل المطري نسب ذلك لبعض العبيديين، لأنَّ ابن أبي الهيجاء كان من وزرائهم.

قال المطري: ويقال إنَّ عرصة هذا المشهد وما حوله من جهة الشمال إلى الباب كانت دار زين العابدين علي بن الحسين رضي الله عنهما، وبين الباب الأول وباب المشهد بئر منسوبة إلى زين العابدين، وبجانب المشهد الغربي مسجد صغير مهجور يقال: إنه مسجد زين العابدين[3].

قلت: على يمين الداخل إلى المشهد بين الباب الأوسط والأخير حجرٌ منقوش فيه وقف الحديقة التي بجانب المشهد في المغرب على المشهد، وقفها ابنُ أبي الهيجاء، ونسبة المسجد الذي بطرف الحديقة بجانب المشهد لزين العابدين، وأنَّ عرصة المشهد داره، وأنَّ بئره تلك يُتَداوى بها.

ويقال: إنَّ ابنه أبا جعفر الباقر سقط بها وهو صغير، وزين العابدين يُصَلِّي، فلم يقطع صلاته.

وفي كلام ابن شَبَّة ما يَصْلُح أنْ يكونَ مستنداً في نسبة تلك العرصة لزين العابدين، لذكره داراً تقرب من وصفها، ونَسَبها لولده، فقال: واتَّخذت صفية بنت حُيَي دارَ زيد بن علي بن حسين بن علي، وقد صارت دارين، وهما جميعاً دار واحدة، بَنَى زيد بن علي شقها الشرقي الذي يلي البقيع، وبنى آل أبي سويد الثقفي شقها الغربي الذي يلي دار السائب مولى زيد بن ثابت، فيحتمل أنه نسبها لولده لكونه بناها وكانت لأبيه.

وقال أيضاً: واتَّخذ جعفر بن أبي طالب داراً بين دار أبي رافع مولى النبي ﷺ

(١) التعريف ٤٤ والمغانم المطابة ص٢١١ وتحقيق النصرة ١٢٩.
(٢) أي منقوش فيه.
(٣) التعريف ٤٤ والمغانم المطابة ص٢١١.

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (54.) من عهد الخلافة العباسية إلى ٥٦٤ هـ:

الخلفاء بنيت قببًا كبيرة على القبور المباركة في البقيع المدينة [عباسی خلافت کے دور سے ۵۶۴ھ تک: خلفاء نے مدینہ کے بقیع میں مبارک قبروں پر عظیم گنبد تعمیر کئے]

دلیل (82.)

وفاء الوفا

باخبار دار المصطفیٰ ﷺ

تألیف

الشیخ العلامۃ نور الدین علی بن احمد السمھودی

المتوفی ۹۱۱ھ

مترجم: شاہ محمد چشتی

نظر ثانی: محمد محسن

حصہ سوم

ادارہ پیغام القرآن

۴۰۔ اردو بازار ○ لاہور ☎ 042-7323241

الفصل (.5) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (.54) من عهد الخلافة العباسية إلى ٥٦٤ هـ:

الخلفاء بنيت قبيًا كبيرة على القبور المباركة في البقيع المدينة [عباسی خلافت کے دور سے ۵۶۴ھ تک: خلفاء نے مدینہ کے بقیع میں مبارک قبروں پر عظیم گنبد تعمیر کئے]

دليل (.82)

انہی میں سے ایک مشہد اور ہے جو حضرت عقیل سے منسوب مشہد کے بالکل متصل ہے چنانچہ حضرت مطری کہتے ہیں کہ اس میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے مزارات ہیں۔

ابن نجار اپنے دور کی مشہور قبروں کے بارے میں لکھتے ہیں: یہاں چار ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی قبریں ہیں جو واضح دکھائی دیتی ہیں لیکن یہ معلوم نہیں کہ ان میں کون کون سی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن آرام فرما رہی ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ مزارات کی اس چوکھنڈی میں زمین بالکل برابر ہے' کوئی قبر دکھائی نہیں دیتی' یہ چوکھنڈی پتھر سے بنائی گئی تھی جیسے مطری نے لکھا ہے اور پھر امیر بردبک معمار نے ۸۵۳ھ میں اس پر گنبد بنا دیا۔

ان مزارات میں سے حضرت عقیل بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار ہے جس کا ذکر ابن النجار نے کیا' اور بعد کے مؤرخین ان کی پیروی میں چلے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ان کے ساتھ ان کے بھتیجے عبداللہ جواد بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبر ہے جیسے ہم قبر ابوسفیان بن حارث میں بتا چکے ہیں اور وہاں یہ بھی بتایا تھا کہ یہ مزار دارِ عقیل سے ہے اور جن کا دفن یہاں کیا گیا تھا وہ ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب تھے' یہ بھی بتایا تھا کہ حضرت عقیل شام میں فوت ہوئے جس میں مطری کی مخالفت ثابت ہوتی ہے کہ ان کا مزار ان کے گھر میں بنا اور پھر ہم نے یہ بھی جائز مانا کہ آپ کو شام سے یہاں لایا گیا ہو لہٰذا ان تینوں مزارات پر سلام پیش کرنا لازم ہے اور پہلے یہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ اس چوکھنڈی کے کونے پر دُعا قبول ہوتی ہے۔

انہی مزارات میں سے ایک مشہد عقیل کے پاس ایک روضہ بنا ہوا ہے' کہا یہ جاتا ہے کہ اس میں حضور ﷺ کی تین اولادیں ہیں۔ علامہ مجد نے یونہی بتایا ہے اور اپنے زمانے میں اسے بقیع کا حصہ بتایا ہے لیکن میں نے کہیں اور یہ بات نہیں دیکھی اور اگر علامہ مجد حضرت ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کے مزار کا ذکر نہ کرتے تو ہم ان کا مزار نہیں سمجھتے۔ حضرت عقیل کے مزار کے پاس ایک گرا ہوا گنبد ہے جو اُمہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے مزارات کی غربی جانب ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ ان میں کون دفن ہیں اور شاید مجد کی یہی مراد ہے یا وہ گنبد ہے جس کا ذکر حضرت امام مالک کے مزار کے بیان میں آ رہا ہے کہ وہ اس کے شمال مشرق میں ہے کیونکہ دونوں ہی کو حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کے قریب کہنا درست ہے پھر واضح ہوگا کہ ان کی مراد وہ پہلی قبریں ہیں جو اُمہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے مزارات کے مغرب میں ہیں کیونکہ حضرت ابن جبیر نے اپنے سفرنامے میں حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ کا ذکر کیا ہے پھر اُمہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے روضہ کا ذکر کیا ہے اور پھر کہا ہے کہ اس کے سامنے ایک چھوٹا سا روضہ ہے جس میں حضور ﷺ کی تین اولادیں دفن ہیں اور انہی کے ساتھ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا روضہ ہے الخ تو یہ ہے علامہ مجد کا ماخذ جس سے لے کر انہوں نے یہ سب کچھ لکھا ہے۔

نظرثانی: ابو نجیب سید محی الدین صاحب (جامع مسجد خواجہ دانا رحمۃ اللہ سورۃ) معاون: عمار الاسلام دیوان مداری (رتلام)، مرتب: شیخ محمد شکیل احمد

الفصل (5.) المزارات من عصر الصحابة والتابعين. [دور صحابہ و تابعی میں درگاہ/مزارات] باب (54.) من عهد الخلافة العباسية إلى ٥٦٤ هـ:

الخلفاء بنيت قبًا كبيرة على القبور المباركة في البقيع المدينة [عباسی خلافت کے دور سے ۵۶۴ھ تک: خلفاء نے مدینہ کے بقیع میں مبارک قبروں پر عظیم گنبد تعمیر کئے]

دليل (82.)

انہی میں سے ایک حضرت سیّدنا ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کا مزار ہے' ان کی قبر حضرت حسن اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسی ہے اور وہ قبلہ والی چوکھنڈی کی دیوار سے متصل ہے۔اس دیوار میں ایک شگاف ہے چنانچہ حضرت مجد رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ: ان کی تربت شریف ''بیت الحزن'' کے نام سے مشہور ہے کیونکہ کہا یہ جاتا ہے کہ حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے والد سیّد المرسلین ﷺ کے وصال کے بعد یہاں اظہار غم کرتے ہوئے ٹھکانا کیا تھا جبکہ مشہور بیت الحزن وہ ہے جو مسجد فاطمہ کے نام کے نام سے شہرت رکھتا ہے جو حضرت حسن اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مزارات کے قبلہ میں ہے اور حضرت ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے: عباسی گنبد کے ساتھ ہی بیت فاطمہ بنت رسول ﷺ ہے جو ''بیت الحزن'' کے نام سے جانا جاتا ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال مبارک کے غم میں آپ یہاں ٹھہری تھیں۔انتہی۔اور پھر ایک قول کے مطابق اسی میں آپ کی قبر مبارک بھی ہے جبکہ میرا خیال یہ ہے کہ وہ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس گھر میں دفن ہیں جو انہوں نے بقیع میں بنایا تھا اور اس میں قبروں کے نشان معلوم ہوتے ہیں اور پھر سیّدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی شامی جانب اسی چوکھنڈی میں دو نئی قبریں دکھائی دیتی ہیں' ابن نجار نے ان کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی ان کے بعد والوں نے کچھ بتایا ہے۔انہوں نے وہی کچھ ذکر کیا ہے جو ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ یہ قبر مبارک حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں ہے اور پھر حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ وصیت کی تھی کہ انہیں وہاں دفن کیا جائے لہٰذا ان کے ساتھ ان کی زیارت بھی کرنی چاہئے۔

میں کہتا ہوں کہ یونہی ان کی زیارت بھی کرنی چاہئے جن کے بارے میں ہم بتا چکے ہیں کہ یہاں دفن ہیں۔پھر انہی میں سے حضرت صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار پاک ہے جو حضور ﷺ کی پھوپھی تھیں' یہ اس مقام پر ہے کہ آپ بقیع کے دروازے سے نکلیں تو آپ کی داہنی طرف ہے۔یہ پتھر سے بنی عمارت ہے جس پر گنبد نہیں چنانچہ علامہ مطری کہتے ہیں کہ لوگوں نے اس پر چھوٹا سا گنبد بنانے کا ارادہ کیا لیکن ایسا نہ ہو سکا۔

انہی مزارات میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار انور بھی ہے جس پر عظیم گنبد بنا ہوا ہے جسے سلطان سعید صلاح الدین یوسف بن ایوب کے ایک امیر اسامہ بن سنان صالحی نے ۶۰۱ھ میں تعمیر کیا تھا۔یہ تو مطری نے لکھا ہے لیکن زین مراغی نے لکھا ہے: ابو شامہ نے نقل کیا کہ اسے عز الدین سلمہ نے بنایا تھا۔

میں کہتا ہوں کہ ابن النجار نے اس گنبد کا ذکر نہیں کیا حالانکہ حضرت حسن' حضرت عباس اور حضرت سیّدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر کیا ہے جو ان کے دور میں موجود تھے حالانکہ جس تاریخ کا ذکر مطری نے کیا ہے' اس میں یہ موجود تھے بلکہ اس کے بعد بھی بڑا عرصہ زندہ رہے۔پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چوکھنڈی کی پچھلی طرف ایک قبر ہے جس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ اس عمارت کے متولی کی قبر ہے۔اور ہمارے اس زمانے میں انہی کی قبر مبارک کے

دلیل (.82)

مغرب میں ایک چوکور نئی عمارت نظر آتی ہے جس میں ایک عورت کی قبر ہے جو بنو جیعان میں سے کسی کی اُم ولد تھی اور مدینہ منورہ میں فوت ہوگئی تھی؛ اس کے ایک جانب ایک احاطہ ہے جس میں کسی ترک کی عورت دفن ہے پھر اس عمارت اور مشہد کے درمیان ایک اور احاطہ ہے جس میں ہمارے ساتھی حرمین کے قاضی علامہ محی الدین حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہمشیرہ دفن ہیں۔

پھر انہی میں سے ایک حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار بھی ہے جو بقیع میں دور دکھائی دیتا ہے مناسب یہ ہے کہ سلام پیش کرتے وقت حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی سلام پیش کریں۔

حضرت مالک بن انس اصبحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار

ان میں سے ایک مزار حضرت امام دار الہجرت ابو عبد اللہ مالک بن انس اصبحی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے؛ جب آپ بقیع کے دروازے سے نکلتے ہیں تو یہ آپ کے سامنے آتا ہے؛ اس پر چھوٹا سا گنبد ہے پھر اس کے پہلو میں شمال مشرق جانب بھی ایک ہلکا سا قبہ ہے؛ امام مطری اور ان کے بعد کے مؤرخین نے اس کا ذکر نہیں کیا؛ ہوسکتا ہے کہ یہ نیا ہو اور کہتے ہیں کہ اس میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے غلام نافع دفن ہیں۔

ابن جبیر نے جہاں اپنے زمانے کے مشہور مزارات کا ذکر کیا ہے؛ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت سیّدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مشہد مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک تربت موجود ہے جو مشہد ابراہیم کی داہنی طرف ہے؛ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تربت شریف ہے؛ انہیں عبد الرحمٰن اوسط کہتے تھے؛ وہ کہتے ہیں کہ یہ ابو شحمہ کے نام سے معروف ہیں؛ انہی کو ان کے والد نے حد (کوڑے) لگائی تھی چنانچہ وہ بیمار ہوئے اور فوت ہو گئے۔ انہوں نے جو کچھ ذکر کیا ہے؛ وہ اسی گنبد پر سچا آتا ہے۔

حضرت اسماعیل بن جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار

انہی میں سے ایک مشہد اسماعیل بن جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہے؛ یہ کافی بڑا ہے اور مشہد عباس کے سامنے مغربی جانب واقع ہے اور آج کل یہ حفاظتی دیوار کا قبلہ سے مشرق تک حصہ ہے؛ یہ حفاظتی دیوار سے پہلے کا بنا ہوا ہے چنانچہ فصیل (حفاظتی دیوار) اس کے ساتھ آملی تھی اور اس کا دروازہ مدینہ کے اندر داخلہ کے لئے ہوگیا۔ حضرت مطری رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اسے شاہانِ مصر میں سے عبیدی شاہ نے بنایا تھا۔

میں کہتا ہوں کہ درمیانی قبر کے دروازے پر؛ جس کے سامنے صحن ہے اور جس میں متبرک کنواں بھی ہے؛ ایک پتھر رکھا ہے؛ اس میں ہے کہ اسے حسین بن ابو الہیجاء نے ۵۴۶ھ میں بنایا تھا اور شاید مطری نے اسی کو کسی عبیدی بادشاہ کی طرف منسوب کر دیا ہے کیونکہ ابو الہیجاء ان کے پیچھے تھے چنانچہ مطری کہتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ اس مشہد کا کھلا حصہ اور شمال سے دروازے تک کا حصہ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر تھا اور مشہد غربی کی جانب ایک چھوٹی سی

بالطبع ، لا يمكن للبشر أن يتحرر من الأخطاء. إذا وجدت أي خطأ في هذا الكتاب ، فاتصل بنا مباشرة. إن شاء الله ، سوف يكون هناك إصلاح.

وإذا جاء الصحوة في الناس ووصل إلى فوائد هذا الكتاب. نصلي من أجل الشيخ محمد شكيل ، و المحترم ابونجيب سيد محي الدين، وعمار الاسلام ديوان المداري. هذا ، بارك الله سبحانه وتعالي في هذه الخدمة وأنقذنا للخلاص.

- (مرتب) شيخ محمد شكيل بن احمد بن عبد الله.
سورة سيتى، كجراة، الهند.
بتاريخ، ٢٥ سبتمبر. ٢٠١٩، يوم الأربعاء. ٢٥ محرم. ١٤٤١

☎ +91-76986-79976 💻 https://maktabatzeenatfatima.wordpress.com/

بے شک، انسان غلطیوں سے آزاد نہیں ہو سکتا. اگر آپ کو اس کتاب میں کہیں کوئی غلطی دکھائی دے، تو براہ راست ہمیں کانٹیکٹ کریں. انشاء اللہ اس بات کی اصلاح کی جائیں گی.
اور اگر، اس کتاب سے عوام میں بیداری آئے اور کچھ فایدہ پہنچے، تو شیخ محمد شکیل، ابو نجیب سید محی الدین صاحب، اور عمار الاسلام دیوان مداری صاحب کے حق میں دعا کریں کے اللہ سبحانہ وتعالی اس خدمات کو قبول فرمایں اور ہمارے لئے نجات کا زریا بنے.

- (مرتب) شیخ محمد شکیل بن احمد بن عبد اللہ.
سورۃ شہر، گجرات، بھارت.
بتاریخ، ۲۵ ستمبر. ۲۰۱۹، بدھ کا دن. ۲۵ محرم. ۱۴۴۱.

☎ *+91-76986-79976* 💻 *https://maktabatzeenatfatima.wordpress.com/*

Of course, humans can not be free from mistakes. If you find any mistake in this book, contact us directly. insha'Allah, there will reform.

And if comes awakening in people and arrived benefits by this Book. So pray for Shaikh Mohammed Shakil, Abu Najeeb Saiyed Mohiuddeen Sahab and Ammar-ul-Islam Diwan-Madari. That, ALLAH almighty bless this service and save us for salvation.

- (Book Consolidator) Shaikh Mohammed Shakil (bin) **Ahmed** (bin) **Abdullah.**
Surat City, Gujarat, India.
Dated, 25 September.2019, Wednesday. 25 Muharam. 1441.

☎ **+91-76986-79976** 💻 **https://maktabatzeenatfatima.wordpress.com/**